سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات، 3۔ ستمبر 1992ء

(پنج شنبہ، 5۔ ربیع الاول 1413ھ)

(جلد 9، شمارہ 6)

(بشمول شمارہ جات 1 تا 11)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ____ 1

توجہ دلاؤ نوٹس ____ 4

پولیس کے ظلم، تشدد کی وجہ سے نوجوان کی ہلاکت ____ 6

مسئلہ استحقاق:۔

سیکرٹری ایس اینڈ آر کا رکن اسمبلی سے توہین آمیز سلوک ____ 18

بھکی ضلع گجرات میں دو طلباء کے قاتلوں کو قانون کی گرفت سے بچانا ____ 19

ایم۔پی۔اے کے ساتھ ایس ایچ او کا ناروا سلوک ____ 24

(جاری ہے)

تحاریک التوائے کار:۔

گندم کی خرید کا ہدف پورا نہ کیا جانا ____ 26

مالی سال کے آخری دن جعلی منصوبوں کے ذریعے رقوم کی خورد برد گی ____ 29

مسودہ قانون:۔

مسودہ قانون، کچی آبادیاں، پنجاب مصدرہ 1992ء (-----جاری) ____ 37

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس

جمعرات 3 ستمبر 1992ء

(پنج شنبہ' 5۔ربیع الاول 1413ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10:05 پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ O

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ O

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الجَهرَ بِالسُّوٓءِ مِنَ القَولِ اِلَّا مَن ظُلِمَ
وَكَانَ اللّٰہُ سَمِیعًا عَلِیمًا ﴿۱۴۸﴾ اِن تُبدُوا خَیرًا اَو تُخفُوهُ اَو تَعفُوا
عَن سُوٓءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ كَانَ عَفُوًّا قَدِیرًا ﴿۱۴۹﴾

سورۃ النساء آیات 148 تا 149

اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتا بجز مظلوم کے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے خوب جانتا ہے۔ اگر نیک کام اعلانیہ کرو یا اس کو خفیہ کرو یا کسی برائی کو معاف کر دو تو اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا ہے پوری قدرت والا ہے۔ وما علینا الاالبلاغ۔

میاں منظور احمد موہل ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں منظور احمد موہل ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے گزشتہ سیشن اور اس سیشن میں بھی کبھی کورم نہیں ٹوٹا لیکن آج کی "نیوز" اخبار نے ایک heading دی ہے جو کہ اس کے آخری صفحہ پر ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ "Rs. 15 Million" یعنی ڈیڑھ کروڑ روپے۔

"Rs. 15 Million lost due to absence of Ministers, Advisors from Punjab Assembly.

آگے وہ لکھتا ہے۔

Expense of members including Ministers, Parliamentary Secretaries, Advisors and Heads of different committees from previous and current Session of Punjab Assembly has resulted so far loss of Rs. 15 million to Provincial Government. Members continue to draw their daily allowance while proceedings in the House repeatedly started late and adjourned regularly due to lack of quorum.

جناب والا! میرا پوائنٹ یہ ہے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ کورم کی کمی کی وجہ سے اکثر ایسا ہوتا رہا ہے جبکہ میرے نقطہ نظر میں نہ اس موجودہ سیشن میں' نہ گزشتہ بجٹ سیشن میں کبھی پنجاب اسمبلی کا کورم ٹوٹا ہے۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ جملہ اراکین اسمبلی کا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جناب والا! میں تحریری طور پر اپنی یہ تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں کیونکہ کئی حضرات اس ہاؤس میں ایسے بھی ہیں جو کہ بالکل وقت پر آتے ہیں۔

جناب سپیکر ، میاں صاحب! آپ ایسا کریں کہ باضابطہ طور پر یہ تحریک پیش کر دیں۔ آفس کو دے دیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر جناب ارشاد حسین سیٹھی صاحب!

جناب ارشاد حسین سیٹھی ، جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح میاں منظور احمد موہل صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کی ہے۔ پانچ گھنٹے کی کارروائی جو کہ روزانہ یہاں ہوتی ہے اور اس میں "نیوز" اخبار نے کوئی ایسی خبر غلط نہیں لگائی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسی تحریک استحقاق کو نہیں آنا چاہیے۔ پانچ گھنٹوں میں کم از کم ساڑھے تین گھنٹے اس اجلاس کا کورم پورا نہیں ہوتا اور اس کو آج بھی ثابت کیا جا سکتا ہے۔ آپ اس کو دیکھ لیں۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر معزز اراکین کی جو کروڑوں عوام کے نمائندے ہیں اگر کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے تو ہمیں اس کو mind نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں اس کا احساس کرنا چاہیے۔ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے اور یہ ہمارے لیے بہتر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوام کے لیے بھی بہتر ہے کہ ہم وقت پر آئیں اور پوری کارروائی میں حصہ لیں۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے سیٹھی صاحب کی خدمت میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ فرض جہاں ٹریژری بینچز کا ہے وہاں اپوزیشن کا بھی ہے۔ اس وقت بھی ہمارے جماعت اسلامی کے صرف چار بھائی تشریف رکھتے ہیں۔ اب بجائے اس کے کہ یہ ہم پر سبقت لینے کی کوشش کریں کہ کورم کو پوائنٹ آؤٹ کرنا ہے اور اسمبلی کی کارروائی کو hamper کرنا ہے۔ اگر ایک دوسرے کے ساتھ افہام و تفہیم کے ساتھ اس ہاؤس کو چلایا جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ کام چل سکتا ہے۔ اور میں آپ کی خدمت میں اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایوان کا اہم ترین کام قانون سازی ہے میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے دن جب اجلاس شروع ہوا اس دن ایوان کی کارروائی شروع ہوئی تھی لیکن قانون سازی کا کام 8 بج کر 10 منٹ پر شروع کیا گیا اور کل بھی جس انداز سے قانون سازی کے کام کو ٹیک اپ کیا گیا اس بارے میں پریس بھی گواہ اور معزز اراکین بھی اس کے گواہ ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ یہ حکومت کا مسئلہ ہے یا حزب اختلاف کا مسئلہ ہے یہ تو ہم سب کا مسئلہ ہے اور ایوان میں بیٹھی ہوئی تمام عوام ہماری اس کار کردگی پر نظر رکھے ہوئے ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہم اس کی ذمہ داری حزب اختلاف پر ڈالیں اور وہ ہم پر ڈالیں اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیا جائے اور اس پر بلاوجہ وقت ضائع نہ کریں اس ایوان کی کارروائی شروع کی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب فرید احمد پراچہ: (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! واقعی یہ واقعہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اگر اس کی رو اس انداز کی ہو تو ہم بھی اسی انداز سے اس میں حصہ لیں گے جناب سپیکر آپ نے ملاحظہ کیا کہ جب ہم انتہائی قسم کی ترامیم دیتے ہیں تو ان ترامیم کے بارے کیا رویہ ہوتا ہے۔ وہ ترامیم جو ہماری ذات سے متعلق نہیں ہیں اور ترامیم قانونی عمل کو بہتر بنانے کے لیے ہیں اور وہ مفاد عامہ کی بہتری کے لیے ہیں تو جناب والا! ان کے بارے میں وزیر قانون صاحب کا رویہ اگر ایسا ہو جیسا کہ انہوں نے رکھا ہوا ہے اس کے بعد قانون سازی کا عمل اسی انداز میں ہو گا جناب والا! یہ خود تو مسودہ قانون پڑھ کر نہیں آتے ان سے زیادہ تیاری ہم کرتے ہیں۔ جنہوں نے مخالفت کرنی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: پراچہ صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر پر مناسب بات نہیں ہے کہ آپ وزیر قانون پر نکتہ چینی کریں میرے خیال میں یہ مسئلہ جو میاں منظور احمد موہل صاحب نے اٹھایا ہے اور جس پر انہوں نے باقاعدہ تحریک استحقاق پیش کر دی ہے ہم اس کو باضابطہ طور پر رولز کے مطابق ٹیک اپ کریں گے اور اس پر ایوان باقاعدہ کوئی فیصلہ کرے گا۔

توجہ دلاؤ نوٹس

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: میرے خیال میں آج میرے توجہ دلاؤ نوٹس کی باری ہے۔

جناب سپیکر: نہیں میرے پاس نمبر 1 پر فرید احمد پراچہ صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: میرا توجہ دلاؤ نوٹس پچھلی دفعہ کا ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس اس میں موجود ہے اور یہ نمبر 2 پر ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! میرا توجہ دلاؤ نوٹس پچھلی دفعہ باقاعدہ ایجنڈے میں تھا اور یہ پچھلی دفعہ پیش ہونا تھا۔

جناب سپیکر: آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس آج بھی ایجنڈے پر ہے لیکن یہ نمبر 2 پر ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ پچھلی دفعہ دو توجہ دلاؤ نوٹسز تھے پہلا جناب فرید احمد پراچہ صاحب کا تھا اور اسے ٹیک اپ کر لیا گیا دوسرا میرا تھا

جس کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ اگلی دفعہ ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب والا ٹیک اپ کریں گے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! آج ہم ڈاکٹر افضل اعزاز والا کال اٹنشن نوٹس ٹیک اپ کریں گے۔

جناب سپیکر، نہیں سوال یہ ہے کہ میرے پاس نمبر 1 پر کیسے فرید احمد پراچہ صاحب کا آ گیا۔ بات یہ ہے کہ فرید احمد پراچہ صاحب کا جو آپ سے پہلے کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے یہ ملتوی چلا آ رہا ہے اس لیے اس کو آج نمبر 1 پر رکھا ہے آپ کا پچھلی دفعہ ملتوی ہو گیا تھا اس لیے اس کو نمبر 2 پر رکھا ہے۔ ہم نے جو ترتیب بنائی ہے یہ درست ہے اور ہم نے اس کے مطابق کارروائی کرنی ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز ، تو جناب والا! آپ یقین دلا دیں کہ فرید احمد پراچہ صاحب کے بعد میرا توجہ دلاؤ نوٹس لیا جائے گا۔

جناب سپیکر، یقین دلانے کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! پچھلی دفعہ جب ان کا توجہ دلاؤ نوٹس ملتوی ہوا تھا تو ان کا یہی تاثر تھا کہ آج وہ لیا جائے گا۔

جناب سپیکر، کیا آپ کے پاس یہ ایجنڈا نہیں ہے۔ کیا یہ وزیر اعلیٰ صاحب کو convey نہیں ہوا۔

وزیر قانون ، نہیں جناب والا! ہمیں جو convey ہوا ہے وہ ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب والا ہے اور یہ شاید غلطی سے ہو گیا ہے۔ لہذا میں گزارش کروں گا کہ فرید احمد پراچہ صاحب کے توجہ دلاؤ نوٹس کو اگلی دفعہ ٹیک اپ فرمالیں اور آج ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب والا لے لیں۔

جناب سپیکر، یہ کیوں وزیر اعلیٰ صاحب کو convey نہیں ہوا۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے تو ہمارے پاس یہ ریکارڈ ہے کہ ہم نے اسی ترتیب سے convey کیا ہے جیسا میں اسے ٹیک اپ کرنا چاہتا ہوں لیکن اگر وزیر اعلیٰ صاحب نمبر 2 کو ہی ٹیک اپ کرنا چاہتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب یہ چاہتے ہیں کہ نمبر 2 کو ہی ٹیک اپ کریں اور آپ اگر اس سے اتفاق فرمائیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ ، جناب سپیکر! نمبر 2 کو بیشک نمبر 1 پر لے لیا جائے ڈاکٹر صاحب بیشک نمبر 1 پر کریں اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن آج اگر وزیر اعلیٰ صاحب نمبر 1 کا جواب نہیں دیں گے اس پر مجھے اعتراض ہو گا اس لیے کہ اس کا نوٹس مئی کے مہینے میں دیا گیا ہے اور اس وقت اس کے لیے 28 مئی کا دن مقرر کر لیا گیا تھا اور 28 مئی کو یہ ایجنڈے کے اوپر تھا۔

جناب سپیکر، اس بارے میں تو انہوں نے نہیں کہا کہ وہ آپ کے توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب نہیں دیں گے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! میں تو آج کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، یہ تو نمبر 1 اور نمبر 2 کی بات ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! میں ڈاکٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بیشک نمبر 2 والا نمبر 1 پر کر لیں اس کے لیے تو میں تیار ہوں۔

جناب سپیکر، اگر آپ اس کے لیے تیار ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، نمبر 2 بھی آج ہی ہو گا۔

جناب سپیکر، رولز کے مطابق تو ہم نے جو بزنس ایجنڈے میں دیا گیا ہے اس کو ٹیک اپ کرنا ہے لیکن یہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی بھی خواہش ہے اور ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب کی بھی خواہش ہے تو اس بارے میں تو ایوان کو کوئی اعتراض نہیں اگر اس میں تبدیلی کر لی جائے۔

(ایوان سے آوازیں۔ کوئی اعتراض نہیں)

اس لیے ہم نمبر 2 کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔ جی ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، جناب سپیکر! میں فرید احمد پراچہ صاحب کی مہربانی سے میں پہلا نمبر لے رہا ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ نے تو رولنگ فرما دی تھی کہ میرا نمبر دوسرا ہے۔ بہرحال آپ نے مہربانی کی ہے اور میں اسے پڑھتا ہوں۔

کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میانوالی میں پپلاں کے سکول کے غریب ٹیچر کے بیٹے کو قتل کے جھوٹے مقدمے میں گرفتار کر کے اس پر اس قدر ظلم و تشدد کیا کہ وہ ایک ہفتہ بعد ہسپتال میں جاں بحق ہو گیا؟ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ب) کیا پولیس کی حراست میں تشدد کے ذریعے مرنے والا یہ واحد شخص ہے یا اس سے پیشتر بھی کئی بے گناہ انسانوں کو اسی طریقے سے ہلاک کیا جا چکا ہے۔

(ج) صوبے کے تھانوں میں سنگین تشدد کی وارداتوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اس کے سدباب

کے لیے حکومت نے اب تک کیا اقدامات کیے ہیں؟

میاں منظور احمد موہل ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ کہ رول نمبر 210' سب رول میں یہ لکھا ہوا ہے۔

210.8 A member shall not ask more than one such question in any sitting.

جناب والا! سوال کے جزو "الف" کے بارے میں تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ وہ سوال بنتا ہے لیکن باقی جزو ہائے "ب" اور "ج" کے پیچھے سیاسی مقصد کار فرما ہے یعنی وہ سوال پہلے سوال سے متعلقہ نہیں ہے۔ آپ دیکھ لیں انہوں نے ایک ٹیچر کے لڑکے کی بات کی ہے' یہ ٹھیک ہے لیکن جزو "ب" میں جو کہا گیا ہے وہ یہ ہے کہ پولیس کی حراست میں مرنے والا یہ واحد شخص ہے یا اس سے پیشتر بھی بے گناہ انسانوں کو اسی طرح ہلاک کیا جا چکا ہے۔ یہ ایک مختلف سوال ہے یعنی اور بھی کئی ہلاک کیے جا چکے ہیں۔ اور جزو "ج" میں یہ کہا گیا ہے کہ صوبے میں تشدد کی وارداتوں میں روز بروز اضافہ کے سدباب کے لیے حکومت نے اب تک کیا انتظامات کیے ہیں۔ یہ مختلف سوال ہے۔ جناب والا' ایک ممبر صرف ایک سوال کر سکتا ہے تاکہ اس طرح سے سوالات کر کے تمام صوبے کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ میں صرف اس لیے کہتا ہوں کہ ہمیں سختی سے قواعد کے مطابق چلنا چاہیے۔ یہ نہیں ہے کہ ایک سوال کر لیا اور اس کے بعد اس کے جزو میں مختلف اور سوالات کر دیئے جائیں۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب' آپ نے اپنا سوال پڑھ دیا ہے لیکن میں میاں منظور احمد موہل صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پہ اپنا فیصلہ دوں گا۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز ، میں نے اپنا سوال پڑھ دیا ہے لیکن میں ان کے اعتراض کے جواب میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر، آپ کو جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے مجھ سے رولنگ مانگی ہے آپ سے نہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز ، میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد آپ رولنگ دے دیں۔

جناب سپیکر، اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی میں رولنگ دے نہیں رہا۔ میں نے اس کو موخر کیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جناب وزیر اعلیٰ!

جناب وزیر اعلیٰ، شکریہ جناب سپیکر! .call attention notice کا جواب دینے سے پہلے آپ نے فرمایا ہے کہ چیف منسٹر کے پاس کون سے call attention notice کے لیے ریکارڈ آیا ہے۔ میرے خیال میں یہ بات درست ہے کہ جو call attention notice زیر بحث آنا چاہیے۔ اس کی بر وقت تفصیلات آنی چاہیں۔ پراچہ صاحب کے call attention notice کی کاپی مجھے نہیں ملی۔ لہذا ڈاکٹر افضل صاحب کے call attention notice کے بارے میں عرض کر رہا ہوں واقعات سے مطابق ایک شخص کے قتل پر ایک مقدمہ تھانہ پپلاں ضلع میانوالی میں 10 جولائی کو درج ہوا اور اس قتل کی ایف آئی آر میں مدعی حضرات نے کسی خاص ملزمان کی نشاندہی نہیں کی لیکن چند روز بعد انہوں نے پولیس کو اطلاع دی کہ ان کو تین افراد محمد سلیم جو کہ ایک ٹیچر کا بیٹا ہے' محمد اشفاق اور محمد لطیف پر شبہ ہے پولیس تھانہ پپلاں نے ان تینوں افراد کو 17 جولائی کو حراست میں لیا اور یہ درست بات ہے کہ انہوں نے تفتیش کے دوران محمد سلیم پر تشدد بھی کیا۔ جب اس کی حالت تشدد کے نتیجہ میں خراب ہوئی تو کچھ دنوں کے بعد انہوں نے اس کو اس کے رشتہ داروں کے حوالے کر دیا اور اس کے بعد اسی حالت میں اسے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میانوالی میں داخل کیا گیا۔ لیکن اس بدنصیب ٹیچر کا لڑکا جس کی عمر تقریباً اٹھائیس تیس برس تھی انہی زخموں کی تاب نہ لا کر ہلاک ہو گیا۔ اس کی خبر جب اخبارات میں آئی تو میں نے سیکرٹری ہوم کو اخباری خبر پڑھ کے ہدایت جاری کی کہ اس کا پتہ کیا جائے اور ڈپٹی کمشنر کو ہدایت کی جائے کہ اس واقعہ کی تحقیقات کے لیے حکم دیں چنانچہ ڈپٹی کمشنر میانوالی کو عدالتی انکوائری کا حکم دیا گیا اور یہ ہدایت بھی کی گئی کہ اس کے نتیجہ میں جو بھی حقائق سامنے آئیں اور اگر ان پہ الزام درست ثابت ہو اس کے مطابق قانونی کارروائی بھی کی جائے۔ چنانچہ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (جنرل) کو اس کی تحقیقات پر مامور کیا گیا۔ انہوں نے اس سلسلہ میں سترہ گواہان کے بیانات لیے ہیں۔ ایک تو ڈاکٹر کی گواہی اور دوسری لیبارٹری کی رپورٹ آنی باقی ہے لیکن سترہ چشم دید گواہان نے جو بیانات دیے ہیں اس میں بادی النظر میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ محمد سلیم کی ہلاکت پولیس کے تشدد سے ہوئی ہے۔ لہذا بادی النظر میں گواہان کے جو بیانات سامنے آئے ہیں ان کی روشنی میں ان پولیس اہلکاروں کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا ہے جن کی کل تعداد آٹھ ہے۔ ان میں سے ایک اے ایس آئی ہے جس کا نام حفیظ الرحمان ہے ایک ہیڈ کانسٹیبل ہے اور چھ کانسٹیبل ہیں اور ان کے خلاف پرچہ درج ہو کر آٹھوں جیل میں ہیں۔ ابھی عدالتی کارروائی بھی تھوڑی سے بقایا ہے

اور پولیس کی تحقیق بھی ابھی ہو رہی ہے اور اس کی روشنی میں انشاء اللہ جنہوں نے بھی قانون کو ہاتھ میں لیا ہے ان کے خلاف کارروائی ضرور ہو گی۔ میں نے کل ہی وہاں ڈپٹی کمشنر کو ہدایات جاری کی ہیں۔ ایک ڈاکٹر کی گواہی ہے اور دوسرا لیبارٹری کی رپورٹ بھی ایک ہفتے کے اندر اندر مکمل کر کے عدالتی کارروائی کو مکمل کیا جائے اور جو بھی سفارشات آئیں ان کی روشنی میں مزید کارروائی کی جائے۔ جب میں نے اخبارات میں پڑھا تو میں نے ڈی سی کو یہ بھی ہدایت کی کہ اس نوجوان کو جو کہ پولیس تشدد سے ہلاک ہوا ہے اس کے غریب باپ کے لیے کوئی مالی امداد کی ضرورت ہو تو مقامی طور پر تحقیق کر کے اس سے بھی مجھے آگاہ کیا جائے۔ اس کی رپورٹ بھی آ رہی ہے اور اس متوفی کے خاندان کی مالی امداد کے لیے آئندہ چند روز میں احکامات جاری کر رہا ہوں اور میں یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلہ میں جنہوں نے بھی قانون کو ہاتھ میں لیا ہے اور ایک ملزم پر شبہ کی بناء پر اس حد تک تشدد کرنا اور یہ ثابت ہو گیا کہ اس کی وجہ سے ہی موت ہوئی ہے تو یقینی طور پر جنہوں نے قانون کو ہاتھ میں لیا ہے ان کو اس کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ ان کے خلاف قانونی کارروائی میں کوئی رعایت نہیں کیا جائے گی۔ ڈاکٹر صاحب کے سوال کے دوسرے جزو ہائے "ب" اور "ج" پر میرے بھائی موہل صاحب نے بھی نکتہ اٹھایا ہے اس بارے میں میں یہ کہوں گا کہ ان کا اس واقعے سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن یہ بات کہ پہلے کبھی ایسا پولیس تشدد ہوا ہے یا نہیں ہوا اور حکومت اس سلسلہ میں کس قسم کے اقدامات کرنا چاہتی ہے تو میں جناب سپیکر! ایوان میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ درست ہے کہ کبھی کبھی پولیس کے خلاف اس قسم کے الزامات لگتے رہتے ہیں لیکن اگر ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب پاکستان کی تاریخ کا تھوڑا سا مطالعہ فرمالیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ پولیس تشدد سے کس دور میں زیادہ اموات ہوتی رہی ہیں۔ میں ان تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا لیکن اس رجحان کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے اور میں تمام ایوان کو اور حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے تمام احباب کو یقین دلاتا ہوں کہ اب ہمیں انتقامی کارروائی اور بلاوجہ بے گناہ لوگوں پر تشدد کے طرز عمل کو روکنا ہو گا اور سختی کے ساتھ اس کی حوصلہ شکنی کرنی ہو گی اور ایسے معاملات جو بھی کوئی کرے اس کے ساتھ قانونی کارروائی کرنے میں ہمیں کوئی قباحت محسوس نہیں کرنی چاہیے اور اس سلسلے میں جو بھی واقعات میرے نوٹس میں آئے ہیں عدالتی کارروائی اور عدالتی تحقیقات کے بعد جو بھی recommendations میرے پاس آئی ہیں میں نے ان کو من و عن تسلیم کرتے ہوئے ان پر کارروائی کا حکم جاری کیا ہے۔ ان واقعات میں ایک

واقعہ ضلع گجرات کے موضع غالباً بھکی والا ہے اس موضع کے دو افراد شامل ہیں۔ یہاں پر دو نوجوان طالب علم شہید ہوئے تھے۔ اسی طرح ایک معاملہ جو کہ گجرانوالہ کا ہے اپنی تحقیقات کے آخری مراحل میں ہے۔ میں اس تمام ہاؤس کے فاضل اراکین اور ڈاکٹر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں کہیں بھی کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہے اور وہ درست ہوتا ہے۔ خواہ وہ پولیس تشدد کا ہو یا کسی انتظامی کارروائی کے نتیجے میں ہو یہ حکومت انشاء اللہ قانون کے مطابق اس پر پوری سنجیدگی کے ساتھ غور کرے گی۔ اس کی ایک مثال مجھے جناب حاجی گلاب خان صاحب کو دیکھ کر یاد آ گئی ہے۔ ان میں بھی ایک ایسا ہی واقعہ ہوا تھا اور کہا گیا کہ ڈاکوؤں کو پکڑ لیا گیا ہے لیکن جب اس واقعہ کی تحقیقات کی تو مجھے وہاں کے ایم پی اے حضرات نے بتایا کہ وہ درست نہ نکلا۔ اور اس کو بھی میں نے بڑی سنجیدگی سے لیا تھا۔ اور اس کو وہاں کے ایم پی اے کی خواہش کے مطابق اور وہاں ان کے لواحقین اور وہاں کی عوام میں ان کی خواہش کے مطابق اسے طے کیا تھا تو میں جناب سپیکر یہ اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ تشدد کی حوصلہ افزائی نہیں کی جا سکتی اور اس معاملے میں خواہ وہ کسی طرف سے بھی ہو اس سلسلے میں ہماری حکومت انشاء اللہ انصاف کے تقاضوں کو بروئے کار لانے میں اپنی ذمہ داری پوری کرے گی اور کوئی کوتاہی نہیں کرے گی۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: میں جناب وزیراعلیٰ پنجاب کا شکرگزار ہو کہ انہوں نے اس پورے ہاؤس میں یقین دلایا ہے کہ آئندہ اس قسم کے ظلم و تشدد کے واقعات کے خلاف پوری طرح ایکشن پر عمل درآمد کریں گے۔ اور اس قسم کے واقعات نہیں ہوں گے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مئی میں یہ واقعہ ہوا اور انہوں نے خود ہمیں یہ بتایا کہ پولیس کے 8 افراد جو متعلقہ تھے ان کو گرفتار کیا گیا لیکن ابھی تک یہ کیس عدالت میں نہیں گیا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ فرمایا کہ یہاں اس آدمی کو امداد دینے کا سوچ رہے ہیں تو اس بیچارے بوڑھے انسان کو جس کا بچہ مر گیا اس کو ہم امداد دیں گے۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موہل پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: میرا مقصد یہ ہے کہ اب انہوں نے ضمنی سوال کرنا تھا تقریر کے جواب میں جواب الجواب نہیں کرنا تھا کیوں کہ آپ دیکھ لیں رول (9)210 جو ہے۔

210(9) "When the question".... of the anwser,. . ."

صرف اس کا جواب جو ہے اس کی تشریح کوئی ہے وہ پوچھ سکتے ہیں یہ نہیں ہے۔
جناب سپیکر، شکریہ۔ موہل صاحب۔ جی ڈاکٹر صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔
ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، موہل صاحب کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں پہلا اعتراض یہ ہے کہ یہ تینوں سوال متعلقہ ہیں تو جز (ب) اور (ج) جو ہے اس سے بالکل پوری طرح اور مناسب۔۔
جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب آپ ضمنی سوال کریں۔
ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، ضمنی سوال جو ہے میں دو باتیں کر سکتا ہوں اس کے بعد ضمنی سوال ہو گا جب تک میں۔۔
جناب سپیکر، نہیں ڈاکٹر صاحب آپ ضمنی سوال کریں۔ رولز کے مطابق چلنا ہے۔
ڈاکٹر محمد افضل اعزاز ، میری گزارش صرف اتنی ہے کہ میں اپنا ضمنی سوال سمجھانے کے لیے کس طرح میں ایک دو جملے کہوں اور بیٹھ جاؤں۔ میں تقریر نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی میرا ارادہ ہے۔
جناب سپیکر، ضمنی سوال کرنا ہے آپ نے؟
ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، اب تک گرفتاری کے بعد عدالت میں کیوں پیش نہیں کیا گیا اور اس بچے کے والدین کو مناسب معاوضہ کیوں نہیں دیا گیا۔
جناب سپیکر، جی جناب چیف منسٹر۔
وزیراعلیٰ، جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی عرض کر دیا ہے کہ میں نے اخبارات کی خبر پڑھ کر ہی یہ ہدایات جاری کی تھیں کہ مجھے اس کی تحقیقات کی رپورٹ بھجوائی جائے کہ وہ بدنصیب والد ہے۔ اس بدنصیب والد کی کیا مالی امداد کی جائے۔ اور انشاء اللہ اگلے چند روز میں ان کو مالی امداد بھجوا دی جائے گی۔ یہ وعدہ میں پہلے ہی کر چکا ہوں صرف مجھے رپورٹ کا انتظار ہے۔ میں نے کل متعلقہ ڈپٹی کمشنر کو ہدایات دی ہیں وہ ایک دو روز میں مجھے اس کی رپورٹ دیں گے۔
جناب سپیکر، ضمنی سوال جناب فرید احمد پراچہ صاحب۔
جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محترم وزیراعلیٰ نے پولیس کے تشدد کے سلسلے میں بہت ہی ناپ تول کر اعشاری اصول کے مطابق' بڑے ہی ڈرتے ڈرتے یہ کہا ہے کہ کبھی کبھی وہ تشدد بھی کر لیتے ہیں۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ کیا اس طرح کے تشدد کے

واقعات پر تبادلوں کے علاوہ بھی کوئی ایکشن لیا جاتا ہے؟ اور بھکی کا واقعہ جس کا ابھی انھوں نے خود ذکر فرمایا ہے اس پر اب تک کیا ایکشن لیا گیا ہے؟

جناب وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! بھکی کے واقعے میں جو اہلکار ملوث ہیں ان کے خلاف عدالتی کارروائی ہوئی تھی اور عدالتی کارروائی کے نتیجے میں ان اہل کاروں کو گناہ گار تصور کیا گیا میں نے اس عدالتی کارروائی کو مکمل طور پر تسلیم کرتے ہوئے ان اہل کاروں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کے احکامات جاری کر دیے ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جب کوئی تشدد کا واقعہ ہوتا ہے تو اس میں متعلقہ اہل کار کا تبادلہ کر دیا جاتا ہے جناب والا! ایسا نہیں ہے۔ میں نے ابھی اس کیس کے بارے میں بتایا ہے کہ ان اہل کاروں کا تبادلہ نہیں ہوا بلکہ ان کے خلاف پرچہ درج کیا گیا ہے۔ یہ جیل میں ہیں اور ایک ایس ایچ او کو معطل کیا گیا ہے۔ باقی کیسوں میں بھی محض تبادلوں تک بات نہیں جاتی بلکہ جو کوئی بھی قانون کو ہاتھ میں لیتا ہے اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ اور انشاء اللہ ہم اس سلسلے کو اصل حقائق اور میرٹ کی روشنی میں جاری رکھیں گے۔ بعض اوقات واقعات درست ثابت نہیں ہوتے۔ لیکن اگر کوئی واقعہ درست ثابت ہو جائے تو اس میں صرف متعلقہ اہل کار کا تبادلہ ہی نہیں کیا جاتا کیونکہ transfer is not a punishment۔ صرف تبادلہ کرنے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا بلکہ ان کے خلاف مناسب قانونی کارروائی ہونی چاہیے اور ایسا کیا جا رہا ہے۔ اگر مزید کوئی واقعہ ایسا ہوتا ہے تو آپ اسے میرے نوٹس میں لائیں ہم انشاء اللہ اس میں کوتاہی نہیں کریں گے۔

چودھری محمد حنیف: جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس انکوائری کی رپورٹ جو انھوں نے مانگی ہے کب تک آنے کی امید ہے جب کہ اس واقعے کو چار ماہ گزر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ اپنا سوال دہرائیے گا۔

چودھری محمد حنیف: جناب سپیکر! ابھی وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ میں نے اس واقعے کی انکوائری کے لیے کہا ہے' امداد دینے کے لیے اور باقی معاملے کی تفتیش کے لیے ہدایات کی ہیں۔ میں اس میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کے کہنے کے باوجود چار ماہ گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک رپورٹ نہیں آئی۔ یہ رپورٹ کیوں نہیں آئی اور کب تک آ جائے گی؟

وزیر اعلیٰ: چودھری صاحب یہ واقعہ چار مہینے کا نہیں ہے۔ یہ واقعہ 10 جولائی کو پیش آیا تھا۔ اور محمد صدیق متوفی کو پولیس نے 17 جولائی کو اپنی تحویل میں لیا۔ اس لحاظ سے اس واقعے کو چار ماہ نہیں

ہوئے۔ ان کے خلاف جو کارروائی ہوئی ہے اس کا ذکر میں نے کر دیا ہے بلکہ یہ کارروائی تو اب قریب قریب مکمل ہو چکی ہے اور عدالتی کارروائی کے مکمل ہونے سے پہلے ہی آٹھ پولیس اہل کاروں کو گرفتار کیا جا چکا ہے اور ایک ایس ایچ او کو معطل کیا جا چکا ہے۔ جہاں تک ان کی مالی معاونت کی بات کا تعلق ہے اس سلسلے میں پہلے بھی میں عرض کر چکا ہوں کہ میں نے ہدایات جاری کر دی ہیں اور ایک دو روز میں ان کی مالی معاونت بھی کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر، آخری ضمنی سوال کے لیے ملک اقبال احمد لنگڑیال صاحب۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! وزیراعلیٰ صاحب سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پولیس تشدد اور انتقامی کارروائی کو روکنے کے لیے یہ کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

وزیراعلیٰ، جناب سپیکر! میں نے اس کا جواب پہلے ہی عرض کر دیا ہے۔ تشدد خواہ پولیس کی طرف سے ہو یا کسی بھی طرف سے ہو اس میں قانون کو حرکت میں آنا چاہیے اور انشاء اللہ یہ حرکت میں آتا رہے گا۔ میں ملک اقبال لنگڑیال صاحب کی یادداشت کو تھوڑا پیچھے لے جانا چاہتا ہوں۔ کہ لنگڑیال صاحب ایک دور میں جب پولیس تشدد کرتی رہی اور اس میں صرف تشدد ہی نہ ہوتا رہا بلکہ تاریخ گواہ ہے کہ "پی این اے" کی movement میں پولیس کے تشدد سے کم از کم ایک ہزار بے گناہ لوگوں کو شہید کیا گیا کیا آپ نے کبھی اس طرف بھی توجہ فرمائی ہے کہ وہ کیسے ہوا لیکن جناب سپیکر! غلط روایات کو ہم اپنی کار کرد گی۔۔۔

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی رانا اکرام ربانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج صبح کے اخبارات میں بھی اس اسمبلی کے معاملات کے بارے میں وزیراعلیٰ صاحب کے بیانات آئے ہیں۔ جس طرح سوال کے بارے میں ہے کہ relevant ہونا چاہیے میرا خیال ہے کہ جواب کے بارے میں بھی یہی ہے کہ وہ relevant ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، شکریہ جناب رانا صاحب۔

رانا اکرام ربانی، غیر ضروری سوالات اس ایوان کے discipline کو خراب کریں گے اور میں سمجھتا

ہوں کہ آپ کو اس کا نوٹس لینا چاہیے۔

جناب سپیکر: جی جناب وزیراعلیٰ صاحب!

وزیراعلیٰ: جناب سپیکر! اگر یہ بات محترم قائد حزب اختلاف کو ناگوار گزری ہے تو میں اس کو یہیں چھوڑتے ہوئے آگے چلتا ہوں۔ ان گزارشات کے ساتھ'

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں ہے

پولیس یا کسی طرف سے بھی کوئی تشدد ہوگا تو انشاء اللہ قانون حرکت میں آئے گا اور میں اس بارے میں ایوان کو مکمل یقین دلاتا ہوں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب ایک۔۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! کس طرح relevant نہیں ہیں ہمارے ضمنی سوال ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! جب ایک بات کہہ دی گئی ہے کہ آخری ضمنی سوال ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں نے آپ سے اجازت طلب کی ہے کہ آپ خصوصی طور پر مجھے اجازت دیں آپ appreciate خود کریں گے کہ بڑا relevant اور بڑا ضروری ضمنی سوال ہے۔ جناب والا! سوال یہ تھا کہ عدالتی تحقیقات کے بارے میں عوام کا عام طور پر یہ تاثر ہے کہ جس معاملے کو "کھوہ کھاتے" میں ڈالنا ہوتا ہے اس کی عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا جاتا ہے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا حکومت اس بارے میں اگر کوئی time specify کرے کہ اس معاملے کی تحقیقات کی رپورٹ اتنے عرصے کے اندر آجانی چاہیے تو حکومت اس پر غور کرے گی؟ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ irrelevant ہے تو میں سوال نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی جناب وزیراعلیٰ!

وزیراعلیٰ: جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی قائد حزب اختلاف نے عدالتی کارروائی کے بارے میں جو الفاظ کہے ہیں میرے خیال میں یہ نامناسب ہیں اور یہ عدالتی کارروائی پر عدم اعتماد کے اظہار کے مترادف ہے جس سے میں خیال کرتا ہوں کہ کم از کم رانا صاحب جیسے سنجیدہ بھائی کو ایسے الفاظ ایوان

میں نہیں کہتے چاہیے۔ تو میری استدعا ہو گی کہ اگر وہ ان الفاظ کو ریکارڈ سے حذف کروالیں تو زیادہ مناسب بات ہے لیکن جہاں تک وقت کے تعین کا معاملہ ہے اس معاملے میں اس کیس میں جو relevant ہے اس میں ایک پولیس آفیسر pending the final recommendation of the enquiry board. خیال میں اس سے کسی اور معاملے میں behind the bar حکومت کی نیت کا پتہ نہیں چل سکتا اس سے زیادہ بہتر کام نہیں ہو سکتا ابھی ہمارے پاس پوری recommendation نہیں پہنچیں لیکن گواہوں کے سرسری بیانات کے نتیجے میں 8 پولیس والوں کو جیل میں بھیج کر ایس ایچ او کو suspend کیا جا چکا ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب کوئی عدالتی کارروائی ہوتی ہے تو وہ بات حکومت کے دائرہ کار سے نکل جاتی ہے اور میرے خیال میں عدالتی امور میں مداخلت کرنا مناسب نہیں ہے تاہم میں یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں جو بھی عدالتی کارروائیاں ہوں گی کہ ان کے جو سربراہ بنیں گے ہم ان سے استدعا کرتے رہیں گے کہ وہ اس سلسلے کو اگر جلد از جلد مکمل کر سکیں تو ہم ان کے شکر گزار ہوں گے۔

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! میں point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، on point of personal explanation, Rana Sahib?

رانا اکرام ربانی، جناب والا! میرا وضاحتی بیان یہ ہے کہ اس ایوان میں حکومت کی administrative working کے بارے میں مشورے دینے اور اس کی کارکردگی کو بہتر کرنے کے لیے لفظ "حکومت" استعمال کیا ہے وہ آج کی بھی ہو سکتی اور آنے والی بھی ہو سکتی ہے اس کی working بہتر بنانے کے لیے میں نے یہ کہا تھا کہ لوگوں میں یہ تاثر ہے کہ حکومت جس معاملے کو "کھوہ کھاتے" میں ڈالنا چاہتی ہے اس کے لیے عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا جاتا ہے۔ جناب والا! میں نے عدالتوں کے بارے میں اس تاثر کو ختم کرنے کے لیے سوال کیا تھا کہ اس سے یہ ہو گا کہ administrative order کے بارے میں جو لوگوں کا تاثر ہوتا ہے اگر ایک time specify کر دیا جائے تو لوگ مطمئن ہو جائیں گے کہ انتظامیہ اس معاملے کے نتائج جلد از جلد حل کرنے کے لیے واقعی سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں وزیراعلیٰ کی خدمت میں شعر پیش کروں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! شعر پیش کرنے کے لیے کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز:

تیری انجمن میں ہم نے عجب اہتمام دیکھا
کہیں زندگی کی بارش کہیں قتل عام دیکھا

جناب سپیکر! شعر کی اجازت ہے تو دوسرا بھی۔

کون اس گھر کی دیکھ بھال کرے
روز اک چیز ٹوٹ جاتی ہے

وزیراعلیٰ: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے'

ہم لوگ گناہ گار و خطا کار ہیں لیکن
جو لوگ مقدس ہیں یہاں کیا نہیں کرتے

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! اس کے جواب میں---

جناب سپیکر: (آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز) ڈاکٹر صاحب اس انداز میں شعر سنانے کا کیا فائدہ' آپ ذرا تشریف رکھیں کوئی بات نہیں یہ شعر بعد میں بھی سنایا جا سکتا ہے چیمہ صاحب آپ تشریف رکھیں آپ کا شعر ہم کسی اور بہتر موقع پر سننا چاہتے ہیں آپ تشریف رکھیں جی فرید پراچہ صاحب' میں ابھی ہدایت دیتا ہوں کہ آپ کے نوٹس برائے طلبی توجہ کو اگلے روز جس روز نوٹس برائے طلبی توجہ take up ہوتے ہیں اس میں نمبر 1 پر رکھا جائے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! نوٹس برائے طلبی توجہ کے بارے میں بات کرنے سے پہلے ایک شعر کہ۔

آشنا طرز تکلم سے جسے ہم نے کیا
اس حریف بے زباں کی گرم گفتاری کو دیکھیں

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس کو محفل مشاعرہ نہیں بنانا چاہیے اس میں کوئی شعر بروقت برمحل کسی موقع اور مناسبت سے ہو جائے تو وہ اچھی بات ہے لیکن اس کو اس انداز میں نہیں ہونا چاہیے یہ آپ کے نوٹس برائے طلبی توجہ پر بات ہو رہی ہے--

جناب فرید احمد پراچہ، (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! اس بارے میں گزارش یہ ہے کہ یہ نوٹس طلبی توجہ 28 مئی کو ایجنڈے میں شامل تھا اس کی کاپی پہلے دی جا چکی تھی قانون اور ضابطے کے مطابق اس کا جواب وزیراعلیٰ صاحب کے پاس تیار ہونا چاہیے تھا ایک ہفتہ پہلے اب اس اجلاس میں تحریک استحقاق آئی جس کا جواب جناب وزیر قانون نے خود دیا وہ پورے طور پر متوجہ تھے میرا حسن ظن ہے کہ وہ متوجہ تھے۔ اور اس کے بعد انہوں نے یہ جواب دے کر یہ بات خود کہی کہ اگر یہ چاہتے ہیں کہ اسے ایجنڈے میں رکھ لیا جائے تو اب اسے اگلے نوٹس برائے طلبی والے دن پر رکھ لیں گے جناب والا! یہ وزیر قانون نے فرمایا جیسا کہ ابھی بتایا گیا ہے کہ اسمبلی کی طرف سے اس کی کاپی باقاعدہ طور پر وزیراعلیٰ صاحب کو پہنچائی گئی جناب سپیکر! ان تین اہتمامات کے بعد اس بات کی گنجائش کہاں ہے کہ جناب وزیراعلیٰ صاحب اس بات سے بے خبر ہوں اور انہیں یہ بات معلوم ہی نہ ہو کہ آج نوٹس برائے طلبی توجہ ہے اگر اس میں نااہلی تو وزیر قانون کی ہے اگر وہ اس بارے میں معذرت کریں تو پھر اسے اگلے ایجنڈے میں رکھا جائے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، میرے خیال میں ایوان کو وزیراعلیٰ صاحب کی اس بات کا یقین کرنا چاہیے اور پراچہ صاحب کو بھی یقین کرنا چاہیے کہ انہیں اس بات کی اطلاع نہیں ہوئی۔ اور اس بارے میں آپ کے نوٹس برائے طلبی توجہ کو مناسب توجہ دی جائے اور مقام دیا جائے میں نے اس کے لیے سیکرٹریٹ کو ہدایت کر دی ہے کہ اگلے working day پہ اس کو نمبر 1 پر رکھا جائے گا۔ اب تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔

جناب ریاض احمد فتیانہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے اجلاس روزانہ صبح کے وقت ہیں' آج چونکہ محترم قائد ایوان صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آج اس معاملے پر فیصلہ ہو جائے۔ ہمارے معزز اراکین اسمبلی کے پاس اپنے حلقوں کے لوگ بڑی تعداد میں اپنے مسائل لے کر صبح کے وقت آتے ہیں' اس وجہ سے اسمبلی میں حاضری کم ہو جاتی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اتوار' پیر' منگل اور بدھ کو اجلاس شام کے وقت رکھے جائیں اور جمعرات کو صبح کے وقت رکھا جائے۔ اس سے کورم کا مسئلہ بھی نہیں ہوگا اور عوام کا ایک بہت بڑا مسئلہ بھی حل ہو

جانے گا۔ جناب والا! اس پر اگر آپ چاہیں تو ووٹنگ بھی کروا سکتے ہیں ایک بڑی اکثریت میری اس تجویز کے حق میں ہے۔

(شور وغل) (قطع کلامیاں)

آوازیں، نہیں نہیں۔ اجلاس صبح کے وقت ہونا چاہیے۔

سیکرٹری ایس اینڈ آر کا رکن اسمبلی سے توہین آمیز سلوک

جناب محمد حنیف چودھری، جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق ہے جسے میں آج ہی پیش کرنا چاہتا ہوں اور یہ کل ہی میرے ساتھ واقعہ پیش آیا ہے---

جناب سپیکر، چودھری صاحب آپ مجھے تحریک استحقاق کی کاپی دے دیں۔

جناب محمد حنیف چودھری، جناب سپیکر! میں نے صبح ہی اس کی کاپی دے دی ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ اسے آوٹ آف ٹرن آج ہی ٹیک اپ کیا جائے۔

جناب سپیکر، ٹائپ کے لیے گئی ہے اور ابھی ٹائپ ہو کر نہیں آئی چودھری صاحب جیسے ہی وہ آ جاتی ہے تو پھر آپ اس پر بات کریں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری محمد فاروق صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق ہے۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! میں اسے مؤخر کروا چکا ہوں۔ وزیر قانون نے مجھے اس سلسلے میں بات کرنے کے لیے کہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو آپ مؤخر رکھنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد فاروق، جناب والا! انہوں نے اس کا جواب منگوا لیا ہے چیمبر میں جب میری بات چیت ہو جانے گی بعد میں اس پر فیصلہ کروں گا کہ مجھے اس تحریک استحقاق کو پیش کرنا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے اسے مؤخر کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 18 ہے۔ جناب فرید احمد پراچہ صاحب!

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! میں چاہتا ہوں کے فی الحال اسے بھی مؤخر کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلے ورکنگ ڈے تک اسے مؤخر کر دیا جائے؟

جناب فرید احمد پراچہ، جی ہاں اسے مؤخر کر دیا جائی اور جناب حنیف چودھری صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اسے آوٹ آف ٹرن ٹیک اپ کر لیا جائے کیونکہ یہ بہت اہم معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس بارے میں تو شاید پہلے فیصلہ ہو چکا ہے۔

جناب محمد حنیف چودھری، جناب والا! وہ تحریک استحقاق ٹائپ ہونے کے لیے گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب آج تو مشکل ہے ابھی تو وہ چھپنے گئی ہے کوشش کریں گے کہ اسے آوٹ آف ٹرن لیا جائے نمبر 18 تحریک استحقاق۔ جناب فرید احمد پراچہ صاحب کی ہے اسے مؤخر کیا جاتا ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 19 بھی آپ کی طرف سے ہے تحریک استحقاق نمبر 19

بھکی ضلع گجرات میں دو طلباء کے قاتلوں کو قانون کی گرفت سے بچانا

جناب فرید احمد پراچہ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ جناب سپیکر ذرا وزیر قانون کو متوجہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ جی وہ تیار بیٹھے ہیں آپ کی بات کا جواب دینے کے لیے۔

جناب فرید احمد پراچہ، معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 21 مئی 1992ء کو میرے نوٹس برائے طلبی توجہ پر محترم وزیراعلیٰ پنجاب نے بھکی ضلع گجرات کی دو بے گناہ طلباء کی ہلاکت کے ضمن میں یہ ارشاد فرمایا کہ انکوائری کمیٹی کی رپورٹ موصول ہوتے ہی واقعے میں ملوث افراد کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جائے گی۔ اور ان پر قانون کے مطابق گرفت ہو گی۔ اسمبلی کے فلور پر کیے گیے اس وعدہ کے مطابق پنجاب کے عوام بالعموم۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔

جناب فرید احمد پراچہ، اور متاثرہ علاقہ کے عوام بالخصوص منتظر تھے ایک معزز جج کی طرف سے ہونے والی انکوائری سے جو افراد بھی مجرم پائے گئے وزیراعلیٰ پنجاب کا انصاف ان کو اپنی گرفت میں

ے گا۔ اور اس طرح مجرم کیفر کردار تک پہنچے گے۔ تاہم ایک طویل عرصہ گزرنے کے بعد بھی ابھی تک نہ انکوائری رپورٹ منظر عام پر آئی ہے' نہ ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہے۔ اور نہ ہی قانون ابھی تک حرکت میں آیا ہے۔ اس طرح وزیراعلیٰ پنجاب نے اس معزز و باوقار ایوان کے اوپر ایک ایسا وعدہ فرمایا جس کے پورا کرنے کی اپنی سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے ان کا کوئی ارادہ ہی نہ تھا چنانچہ انہوں نے عمداً فوری نوٹس برئے طلبی توجہ کے اس اصل مقصد سے اغماز برت کر نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ اس لیے گزارش کہ تحریک استحقاق کو منظور کرکے معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

سید چراغ اکبر شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ ہاؤس ان آرڈر نہیں ہے اسے ان آرڈر کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔ جی فرید احمد پراچہ صاحب فرمائیے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! یہ درخواست ذرا زور دار۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔ جناب چودھری صاحب۔

جناب فرید احمد پراچہ، میں معزز وزیر قانون سے بھی درخواست۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں ٹوانہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ اپنے پاس کھڑے ہوئے جناب چودھری صاحب کے کانوں تک میری آواز پہنچا دیں۔

جناب فرید احمد پراچہ، یہ گپ شپ بند کروائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب آپ اپنا بیان جاری رکھیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میاں منظور موہل صاحب سب کو قانون بتاتے ہیں کیا یہ خود بھی قانون پر عمل کرنا جانتے ہیں یا سمجھتے ہیں آپ کس جگہ بیٹھے ہیں اور کیا باتیں کر رہے ہیں اور ہاؤس جو ہے disturb ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک صاحب یہ تو پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ تشریف رکھیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب والا قانون جاننے والے خود قانون کی پروا نہیں کرتے اور پھر دوسروں کو قانون کیا بتاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرید احمد پراچہ صاحب۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! یہ جو تحریک استحقاق میں نے پیش کی ہے۔ یہ ایک واقعے کے بارے میں ہے جس واقعہ کی سنگینی کا اعتراف خود وزیراعلیٰ صاحب نے اس وقت بھی کیا اور آج بھی کیا۔ دو معصوم اور بے گناہ طلباء کو پولیس نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ وہ سکولوں میں پڑھنے والے ایسے طالب علم بچے تھے جن کی تصویریں چھپیں تو لوگوں نے اپنے سینوں کے اندر اپنے دلوں میں بے پناہ کرب محسوس کیا۔ کہ ایک ایسے صوبہ میں جو پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے وہاں پر اتنی بے دردی سے پھول جیسے چہروں کو قتل کر دیا گیا۔ پھر اس کے بارے میں یہاں نوٹس برائے طلبی توجہ تھا۔ اس پر وعدہ کیا گیا اور بتایا گیا کہ جناب ہم انکوائری کر رہے ہیں۔ انکوائری رپورٹ آنے گی تو اس کے مطابق جو بھی ملزم ہوں گے ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ اس کے بعد جناب والا! ایک طویل عرصہ گزر گیا ہے۔ اب اس میں چار مہینے سے زیادہ ہے۔ انکوائری رپورٹ اس وقت جب میں نے نوٹس برائے طلبی توجہ دیا تھا۔ عین اس وقت انکوائری رپورٹ مکمل صورت میں پہنچ چکی تھی۔ 21 مئی کو یہ میرا نوٹس تھا اور 21 کو رپورٹ سیکرٹری داخلہ کے پاس موجود تھی۔ لیکن 21 مئی سے لے کر آج تک اس رپورٹ کے اوپر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ اور اس کو بھی قانونی موشگافیوں میں الجھا کر گول مول انداز میں بنا کر اس کو گول کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آج بھی جناب وزیراعلیٰ نے میرے ضمنی سوال کے جواب میں جو بتایا ہے وہ بھی ایک گول مول بات ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ ہم قانون کے مطابق کارروائی کر رہے ہیں۔ یہ گول مول الفاظ سنتے سنتے تو لوگوں کے کان پک گئے ہیں۔ یہاں پر یہی ہوتا ہے کہ پہلے ہلاکت ہوتی ہے، پہلے لوگوں کو بے رحمی کے ساتھ قتل کیا جاتا ہے پھر اس کے بعد انکوائری کمیٹیاں بنتی ہیں، پھر جب معاملہ سرد ہو جاتا ہے تو اسی طرح کے گول مول انداز سے کہ قانون کے مطابق کارروائی ہوگی، ضابطے کے مطابق کارروائی ہوگی، انصاف کیا جائے گا، یہی الفاظ کہے جاتے ہیں اور اس طرح سے دراصل ان ظالم لوگوں کی اور پولیس کے ان افسران کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ چاہے کچھ بھی کر لو کوئی کام نہیں ہو گا، کسی کی گرفت نہیں ہوگی، کسی کو نہیں پکڑا جائے گا اور سیاسی مصلحتیں یا سفارشیں ان کو دوبارہ اسی طرح کے ظلم

کرنے پر آمادہ کرتی ہیں۔ جناب والا! یہ جو تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے۔ اس میں نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ نوٹس برائے طلبی توجہ کا اصل مقصد فوت کیا گیا' جو وعدہ کیا گیا اسے پورا نہیں کیا گیا۔ انکوائری رپورٹ پر ابھی تک عمل در آمد نہیں ہوا۔ اس لیے جناب سپیکر میری گزارش ہے کہ اس کو لازمی طور پر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ تاکہ ان ظالم افسروں کو لگام دی جا سکے۔ جن کو سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے عوام کے اوپر مسلط کیا گیا ہے اور جو تھانوں میں الٹے لٹا کر لوگوں کی چمڑی ادھیڑ دیتے ہیں ان لوگوں کے اوپر صحیح طور پر گرفت کی جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لودھی صاحب آپ جواب دیں گے۔ جی فرمائیے۔

وزیر مال(جناب محمد ارشد خان لودھی)، جناب سپیکر میں آپ کا انتہائی طور پر مشکور ہوں جناب پراچہ صاحب کو جناب چیف منسٹر کے جواب سے مطمئن ہو جانا چاہیے تھا۔ لیکن انہوں نے پھر بھی زیب داستان کے لیے اس کو دہرایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔

وزیر مال، سب سے پہلے جناب سپیکر اگر اس کو ٹیکنیکلی لیا جائے تو یہ کون سے آئین' قانون اور ضابطے کی خلاف ورزی ہے۔ ایک un pleasant واقع ہوا۔ اور اس کے بعد indiscrimination فائرنگ ہوئی۔ اور اس کے پرچے کا اندراج ہوا۔ اور ایڈیشنل سیشن جج گجرات کو انکوائری کے لیے مامور کیا گیا۔ اور اس وقت جواب میں یہی کہا گیا تھا کہ جونہی انکوائری کمیٹی کی رپورٹ موصول ہو گی ہم اس کے مطابق اس پر ایکشن لیں گے۔ اب اگر ٹیکنیکلی دیکھا جائے تو جناب سپیکر I shall be grateful اگر اس کو knock out کریں تو ہو سکتا ہے۔ لیکن پراچہ صاحب کو جواب میں ضرور دوں گا۔ کہ ان کا مقصد صرف اتنا کہ انکوائری رپورٹ پر عمل ہوا ہے یا نہیں ہوا تو میں گزارش کروں گا کہ ہم نے انکوائری رپورٹ کے عین مطابق اس پر ایکشن لیا ہے۔ اور اس واقعے میں ملوث 2 کانسٹیبل ارشد اور زمان اس مقدمے میں گرفتار ہو کر حوالات گجرات میں بند ہیں اور اس انکوائری رپورٹ کے مطابق مراتب علی ڈی ایس پی ضلع گجرات کو تبدیل کر کے معطل کر دیا گیا ہے۔ ان کے خلاف مزید انضباطی کارروائی ہو رہی ہے۔ اس کے بعد جناب والا اسی واقعے میں ملوث محمد انور اور ملک محمد صفدر انسپکٹر تھے اسی رپورٹ کی روشنی میں ان کے خلاف انضباطی کارروائی ہو رہی ہے۔ اور ان کو معطل کر دیا گیا ہے اور اس کے بعد جناب سپیکر! جو کیس درج ہوا ہے اس کی تفتیش ایس پی رینج کرائمز

گجرانوالہ کر رہے ہیں۔ اور جو بھی اس میں ڈیمانڈ تھا وہ ہم نے ایکشن لیا ہے باقی تفتیش کے بعد چالان put up کیا جائے گا۔ اس کی پیروی کرنے کے بعد ان کو سزا دلوائی جائے گی جو میرے دوست کا contantion تھا کہ انکوائری رپورٹ پر عمل نہیں کیا گیا ہم نے رپورٹ کے مطابق اس پر عمل کر دیا ہے۔ اور ان کے خلاف ایکشن ہو رہا تھے۔ تو میں توقع کروں گا کہ میرے دوست اس پر اتفاق فرمائیں گے کہ جو چیف منسٹر صاحب نے حکم دیا تھا اس کے مطابق انکوائری ہو اور اس پر ایکشن ہو چکا ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! اگر تو انکوائری رپورٹ کے مطابق اس پر عمل درآمد ہوتا تو میں اس اپنی تحریک استحقاق پر زور نہ دیتا لیکن یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔یہ وہی تبادلوں اور معطلی کی بات ہے۔ جس کے ذریعے سے دراصل تحفظ دیا جاتا ہے یہ کوئی ایکشن نہیں ہے تبادلہ اور معطلی بھی کوئی ایکشن ہے اور اس سے تحفظ دیا جاتا ہے انکوائری رپورٹ میں ڈی ایس پی اور ایس ایچ او کو، انسپکٹر کو nominate کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے بجائے کانسٹیبل پر جو حکم ماننے والے ہیں ان کی حیثیت تو ایک بندوق کی ہے جو بندوق بے جان ہوتی ہے۔ اسی طرح بندوق چلانے والا جو حکم ماننے والا بھی بے جان ہوتا ہے۔ لیکن قتل کا کیس ان پر بنایا گیا جب کہ ڈی ایس پی اور ایس ایچ او کو اور جو انسپکٹر ہے ان کو مکمل طور پر تحفظ دیا گیا ہے۔ یہ تبادلے اور معطلی دراصل تحفظ دینے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اس لیے جناب سپیکر میں گزارش کروں گا کہ اس میں وہ جو رپورٹ کے حقیقی تقاضے پورے نہیں ہو سکے اور اس میں میں اپنا حق محفوظ رکھتا ہوں اور میں اس پر پورا زور دوں گا کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پراچہ صاحب! جہاں تک اس مسئلے کی اہمیت کا تعلق ہے۔ اس سے تو کوئی بھی انسان رو گردانی نہیں کر سکتا۔ اور آج ہی اس مسئلے کے بارے میں جناب چیف منسٹر صاحب نے بھی اپنے خطاب میں فرمایا ہے اور جناب لودھی بھی اس مسئلے کے بارے میں آپ کو پوری وضاحت سے بتا چکے ہیں۔ جہاں تک یہ آپ کی پریویلج موشن کا تعلق ہے تو پریویلج موشن آپ جانتے ہیں کہ کسی قانون اور ضابطے کے تحت ہی کمیٹی کے سپرد کی جا سکتی ہے۔ پراچہ صاحب! تحریک استحقاق نمبر 20 بھی آپ ہی کی طرف سے ہے۔ اس کو بھی pending رکھنا ہے؟

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! وہ تو ویسے بھی نہیں آسکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 24 جناب ارشاد حسین سیٹھی صاحب کی طرف سے ہے۔

ایم۔پی۔اے کے ساتھ ایس۔ایچ۔او کا ناروا سلوک

جناب ارشاد حسین سیٹھی، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے 92-8-11 کو تھانہ شاد باغ میں ایک سائل کے مسئلہ کے بارے میں فون کیا جس پر محرر نے فون ایس ایچ او صاحب کو دیا۔ ایس ایچ او صاحب نے فون ہاتھ میں لیتے ہوئے مجھے برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور کہا کہ آپ نے میرے گھر میں بے آبرو ہونے والی لڑکی کی تفاصیل اخبار میں دے کر اچھا نہیں کیا۔ اور جس مقصد کے لیے میں نے تھانے فون کیا تھا میری بات سنے بغیر فون بند کر دیا۔ مقامی ایس ایچ او تھانہ شاد باغ مسٹر ہدایت علی کے اس رویہ اور سلوک سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دے کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 9 اگست 1992ء کا یہ واقعہ ہے جس کی بنیاد پر تحریک استحقاق میں نے پیش کی ہے۔ کہ گوجرہ کے ضلع سے یا گوجرہ شہر سے ایک لڑکی اپنے ماں باپ کے ظلم وستم سے گھبرا کر اور تنگ آ کر لاہور آئی وہاں کچھ اوباش نوجوانوں نے اسے تنگ کرنا شروع کیا۔ بالآخر یہ ہوا کہ کچھ شریف النفس لوگوں نے اسے تھانہ شاد باغ تک پہنچا دیا۔ تھانہ شاد باغ کے ایس ایچ او نے اس لڑکی کو اپنے گھر پہنچا دیا۔ گھر جانے کے بعد اس رات اسی لڑکی کو ایس ایچ او تھانہ شاد باغ کے گھر بے آبرو کر دیا گیا۔ اور دوسرے دن وہ لڑکی کس انداز سے وہاں سے بھاگ کر لوگوں کے ہتھے چڑھی اور انہوں نے مقامی ایم پی اے ہونے کے ناتے مجھ سے جب رابطہ کروایا تو میں نے ایس ایچ او کی موجودگی میں اس لڑکی کو اور اس ملازم کو جس نے اسے بے آبرو کیا تھا اس نے اقرار کیا اور اقرار کرنے کے بعد میں نے ایس ایچ او سے کارروائی کرنے کے لیے کہا مگر اس نے لیت و لعل سے کام لیا۔ میں اسی وقت لڑکی کو ہمراہ لے کر روزنامہ "جنگ" کے دفتر میں حاضر ہوا اور روزنامہ "جنگ" کی مکمل خبر، مکمل تفصیل 11 اگست 1992ء کے اخبار میں ہے۔ جس میں ایس ایچ او نے خود اعتراف کیا۔ مقامی رپورٹر کے ٹیلی فون میں کہا ہاں یہ واقعہ میرے گھر میں ہوا ہے جناب سپیکر! اخبار

میں ایس ایچ او کا اقرار موجود ہے۔ تو جب دو دن کے بعد ایک اور سائل کے سلسلہ میں اس سے بات کرنا چاہی تو اس نے مجھے اس اخبار کی خبر کا حوالہ دیتے ہوئے برا بھلا کہا۔ میں وہ الفاظ استعمال نہیں کر سکتا جو اس نے مجھے کہے۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں نے اپنا فرض ادا کیا۔ میں نے اس قوم کی ایک شریف بیٹی کہ جس کو اس انداز سے بے آبرو کیا گیا اور اس کے ملازم نے اس کے سامنے اقرار کیا۔ اخبارات میں تفصیلات چھپیں۔ مقامی رپورٹر نے اس کو کنفرم کیا۔ اس کی ٹیپ مقامی رپورٹر کے پاس موجود ہے۔ اس واقعہ کے بعد اس کو میرے ساتھ اس قسم کی گفتگو کس انداز سے زیب دیتی تھی۔ وہ مجھے میری جماعت کا یا میری اس بات پر کہ تم نے یہ اچھا نہیں کیا۔ کیوں اخبارات میں تفصیل دی ہے۔ یہ چیزیں اس کو زیب نہیں دیتی تھیں۔ اور پھر جس مقصد کے لیے میں نے ٹیلی فون کیا اس نے وہ بات سنے بغیر ہی ٹیلی فون بند کر دیا۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک عوامی نمائندے کا استحقاق مجروح کرنے کا اس سے اور کوئی بڑا واقعہ نہیں ہو سکتا۔ مجھے اس بات کی سزا تو دی جا سکتی تھی کہ میں نے کوئی ایسا کام جو اس کے حسب منشا ہو جس کو وہ چاہتے ہوں کہ مقامی ایم پی اے ہماری سپورٹ کرے اور میں نہ کروں تو تب کوئی اور بات ہوتی۔ اور اگر اخبار میں میں نے اس بات کا جرم کیا کہ ایک ایسی لڑکی کو کہ جس کو اس کے گھر میں بے آبرو کیا گیا۔ اور اگر میں نے قوم کے سامنے ان کا سیاہ چہرہ دکھایا تو جناب! اس پر یہ کیا جاتا ہے کہ کسی عوامی نمائندے کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کیے جائیں۔ جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا اور معزز اراکین سے بھی یہ درخواست کروں گا کہ یہ میری تحریک استحقاق بنتی ہے اور آپ سے بھی استدعا کروں گا کہ اسے باضابطہ قرار دیا جائے اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس معاملے کی مکمل تحقیقات ہو سکیں۔ شکریہ۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)، جناب سپیکر! معزز رکن جس واقعہ کا ذکر کر رہے تھے اس کا اس تحریک استحقاق میں ذکر نہیں ہے۔ اس کا صرف حوالہ دیا ہے۔ وہ ایک علیحدہ معاملہ ہے۔ اگر انہوں نے وہ معاملہ اٹھانا ہے تو پھر کسی اور طریقے سے اٹھایا جائے۔ جہاں تک اس واقعہ کا تعلق ہے اس کا پرچہ رجسٹر ہو چکا ہے۔ تفتیش ہو چکی ہے۔ اس میں انصاف کے تقاضے پورے کیے جائیں گے۔ لیکن جہاں تک ہمارے دوست کی اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے میں یہ نہیں کہوں گا کہ اس کو ٹیکنیکلی knock out کروں یا techinally اس کو point out کروں، میں صرف ان سے یہ گزارش کروں گا کہ ان کے مطابق ان کی بات ایس ایچ او سے ہوئی ہے لیکن دوسری طرف سے کوئی different بات

کی جا رہی ہے۔ تو میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ سیٹھی صاحب ہمارے معزز رکن ہیں قابل احترام ہیں۔ ہم ان کے لیے حاضر ہیں اگر وہ پسند فرمائیں تو میں متعلقہ ایس پی کو بلوا کر اس معاملے کے بارے میں معلوم کروں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ ذاتی طور پر میرے نوٹس میں آئے۔ اور حقائق تک پہنچا جائے۔ اس کے بعد اگر ارشاد صاحب نے کوئی بات کرنی ہو تو کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو pending رکھیں۔

وزیر مال، جناب والا! اس کو pending رکھ لیں یا drop کر دیں۔ میری یہ commitment ہے کہ میں متعلقہ ایس پی کو بلاؤں گا اس کے بعد look into کر کے بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو pending رکھوا لیں۔ جناب لودھی صاحب متعلقہ افسران کو بلا کر آپ کے سامنے آپ کے استحقاق کے مسئلہ کو اور جو بھی آپ کے ساتھ زیادتی ہوئی اسے sort out کریں گے اور دیکھیں گے۔ اس کے بعد جو بھی آپ نے فیصلہ فرمانا ہے فرمائیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، ٹھیک ہے جناب۔ اسے pending فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اسے pending رکھتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 31 رانا اکرام ربانی صاحب اور سید چراغ اکبر شاہ صاحب کی طرف سے ہے۔ شاہ صاحب آپ پیش فرمائیں گے؟

سید چراغ اکبر شاہ، جی میں پیش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ارشاد فرمائیے۔

گندم کی خرید کا ہدف پورا نہ کیا جانا

سید چراغ اکبر شاہ، جناب سپیکر! ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ خوراک حکومت پنجاب صوبہ کی ضروریات کے مطابق گندم کی خریداری میں

بری طرح ناکام رہا ہے حالانکہ گندم کی بین الاضلاع نقل و حمل پر بھی پابندی تھی اور یہ محکمہ کی ناقص منصوبہ بندی سے ہوا ہے۔ محکمہ کو 28 لاکھ ٹن گندم کی خرید کا ہدف دیا گیا تھا جس میں سے صرف سترہ لاکھ ٹن کے قریب گندم خرید کی جا سکی۔ جب کہ باقاعدہ اخراجات کے علاوہ قریباً 500 مراکز خریداری کے لیے عملہ رکھنے پر کروڑوں روپے کے اخراجات کیے گئے۔ پچھلے سال بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ اس ضمن میں متعلقہ اہلکاروں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی اگر یہ محکمہ صوبہ کے عوام کے لیے گندم کی خرید، فلور ملز کو سپلائی اور متوازن قیمت پر عوام کو آٹا مہیا کرنے کا بندوبست نہیں کر سکتا تو اس محکمہ اور اس پر کروڑوں روپے کے خرچ کا کیا جواز ہے۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب آپ جواب دیں گے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! جہاں تک اس تحریک التوائے کار کے ٹیکنیکل پہلو کا تعلق ہے تو یہ recent occurrence کا معاملہ نہیں بنتا ہے۔ گندم کی خریداری کو ختم ہوئے بھی دو ماہ گزر چکے ہیں۔ تو اس لحاظ سے یہ مسئلہ recent occurrence کا نہیں بنتا اور یہ تحریک التوائے کار کے تقاضے پورے نہیں کرتا۔ میں اپنے معزز رکن کی تسلی کے لیے تھوڑی سی وضاحت یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس سال پنجاب میں 36 لاکھ ٹن گندم کا ہدف مقرر کیا گیا تھا جس میں سے 26 لاکھ ٹن گندم خرید کی جا سکتی ہے کیونکہ یہ ٹارگٹ کا 72 فی صد بنتا ہے۔ ٹارگٹ جو ہیں وہ higher side پر فکس کیے جاتے ہیں اور 72 فی صد ٹارگٹ جو حاصل ہوا ہے اس میں سے ساڑھے سترہ لاکھ ٹن گندم محکمہ خوراک نے خریدی اور 8 لاکھ ٹن گندم پاسکو نے خریدی۔ تو پچھلے سالوں کی نسبت فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی بہتر ہے۔

جناب والا! دراصل خریداری پر بہت سارے عوامل اثر انداز ہوتے ہیں۔ مثلاً مارکیٹ میں گندم کی کیا قیمت ہے اور ہمارے ہمسایہ ممالک جیسے افغانستان، ایران اور انڈیا ہیں وہاں پر گندم کے کیا ریٹ ہیں؟ تو اس طرح سے ان کے اثرات بھی ہماری گندم کے نرخوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ جب مارکیٹ میں قیمت زیادہ ہو گی تو فوڈ ڈیپارٹمنٹ کو رضاکارانہ فراہمی کرنا ہوتی ہے، کوئی جبری فراہمی تو نہیں کرنا ہوتی۔ تو اس وجہ سے محکمہ خوراک کو کئی دشواریوں اور عملی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس کے باوجود 72 فی صد ٹارگٹ کا حصول محکمہ خوراک کی اچھی کارکردگی ہے۔ اس وضاحت کے پیش نظر میں توقع کروں گا کہ ٹیکنیکلی بھی یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔ یہ مسئلہ recent occurrence کا نہیں ہے۔ اس لیے فاضل رکن اس کو press نہیں فرمائیں گے بصورت دیگر جناب والا کی خدمت میں التماس کروں گا کہ اس کو رول آوٹ فرمائیں۔ شکریہ

سید چراغ اکبر شاہ، جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شاہ صاحب۔

سید چراغ اکبر شاہ، جناب سپیکر! صرف گزارش یہ ہے کہ جب بجٹ پر بحث ہو رہی تھی تو اس وقت لیڈر آف دی اپوزیشن نے وزیر خوراک کی موجودگی میں یہ بات پوائنٹ آوٹ کی تھی کہ یہ جو گندم کی خرید کا ٹارگٹ ہے یہ محکمہ پورا نہیں کر سکے گا اس لیے کہ ان کے انتظامات صحیح نہیں ہیں۔ کاشت کاروں کو وہاں پر اپنی گندم فروخت کرتے وقت دقت ہوتی ہے۔ محکمہ ان سے رشوت لیتا ہے۔ ریٹ کا صحیح اعلان بھی نہیں کیا گیا تھا۔ اس لیے یہ بات بجٹ پر بحث کے دوران اپوزیشن کی طرف سے پوائنٹ آوٹ کی گئی تھی کہ یہ ہونے والا ہے اور آج ہم یہ کہہ کر اس اہم مسئلے کو پس پشت نہیں ڈال سکتے کہ یہ recent occurrence کا نہیں ہے۔

جناب والا! بجٹ اجلاس 25 جون کو ختم ہوا تھا اور اس وقت تک گندم کی خریداری ہو رہی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔ اسے زیرغور لانا چاہیے اور آج وزیرخوراک صاحب کو خود یہاں موجود ہونا چاہیے تھا۔ ان کی بجائے وزیر قانون صاحب کو جواب دینا پڑ رہا ہے۔ مناسب تو یہ تھا کہ وزیرخوراک صاحب یہاں پر خود موجود ہوتے اور یہ ٹارگٹ پورا نہ کرنے کی وجہ خود بیان کرتے۔ جب کہ اپوزیشن نے بجٹ پر بحث کے دوران انہیں واضح طور پر بتا دیا تھا کہ ان کے ڈیپارٹمنٹ نے جو پالیسی اپنا رکھی ہے اس کے تحت یہ ٹارگٹ پورا نہیں کیا جا سکے گا۔ جناب والا میں اسے press کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! آپ یہ جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ recent occurrence کا نہیں ہے۔ یہ ایڈمنسٹریٹو معاملہ ہے۔ آپ نے اس کو raise کر دیا ہے اور ایوان کے سامنے پیش کیا ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے بھی اس کا جواب دیا ہے اور پریس میں بھی یہ بات آ جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے آپ کا جو مقصد تھا وہ پورا ہو گیا ہے۔ آپ کی تحریک التوائے کار ٹیکنیکلی بنتی نہیں ہے لہذا میں

اسے رول آوٹ کرتا ہوں۔

اگلی تحریک التوائے کار نمبر 32 رانا اکرام ربانی صاحب اور جناب علی حسن رضا قاضی صاحب کی طرف سے ہے۔

مالی سال کے آخری دن جعلی منصوبوں کے ذریعے رقوم کی خوردبردگی

جناب علی حسن رضا قاضی، جناب سپیکر! ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 30 جون 1992ء کی رات سرکاری محکموں میں مالی چاند ماری ہوتی رہی۔ رات گئے تک سرکاری دفاتر اور بینک کھلے رہے۔ رات بھر جاگتے رہنے کی وجہ سے دوسرے روز سرکاری افسر اور دیگر اہلکار دفتروں میں تاخیر سے پہنچے۔ 30 جون مالی سال 92-1991ء کا آخری دن تھا اور سرکاری محکموں کے افسروں نے فرضی اخراجات ظاہر کر کے کروڑوں روپے ہضم کر لیے۔ سارا دن اور رات سرکاری دفاتر میں سرکاری ٹھیکے داروں کا رش رہا۔ بعض محکموں کے دفاتر میں اس قدر زیادہ چیک کاٹے گئے کہ قریبی تھانوں سے سیکورٹی کے لیے پولیس اہلکاروں کو منگوانا پڑا۔ سب سے زیادہ رقوم صوبائی محکمہ مواصلات و تعمیرات، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، محکمہ آب پاشی، لوکل گورنمنٹ اور صوبائی محکمہ تعلیم کے محکموں نے نکلوائیں ان سرکاری محکموں نے فرضی منصوبوں پر چیکوں کے ذریعہ کروڑوں روپے نکلوا لیے۔ فرضی ناموں پر راتوں رات سینکڑوں سکول تعمیر ہوگئے۔ کئی سڑکیں بن گئیں اور کئی ترقیاتی کام مکمل ہوگئے۔ سرکاری افسروں کی کمیشن کے ریٹ عروج پر پہنچ گئے اور سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیے گئے۔ بجٹ میں بعض مدوں کے لیے مخصوص فنڈز دیگر مدوں پر منتقل کر کے رقوم نکلوائی گئیں۔ ایک ہفتہ قبل تک رپورٹ کے مطابق 10 سے 15% تک محکموں کے بجٹ غیر استعمال شدہ پڑے ہوئے تھے۔ 30 جون کی رات اکثر محکموں میں بجٹ مکمل طور پر ختم ہوگیا۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فنانس منسٹر۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے جس تحریک التوائے کار نمبر 32 کا ذکر کیا ہے اس کے بارے میں، میں سب سے پہلے تو یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ technically اور factually یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی ہے۔ جناب سپیکر! میں technically اس تحریک التوائے کار کی مخالفت کر رہا ہوں کہ میرے فاضل دوست جس چیز کا ذکر کر رہے ہیں وہ 30 جون کی بات ہے اور آج ہم ستمبر کے مہینہ میں ہیں تو آپ time lapse دیکھ سکتے ہیں۔ یہ recent occurrence کا واقعہ نہیں ہے۔

جناب والا! دوسری چیز یہ ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو specific ہونا چاہیے۔ اس میں embiguity نہیں ہونی چاہیے اور یہ تحریک التوائے کار general قسم کی ہے specific نہیں ہے۔
جناب والا! تیسری چیز جو میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جو facts یہاں بیان کیے گئے وہ درست نہیں ہیں اور میں عرض کروں گا کہ factually یہ تحریک التوائے کار صحیح نہیں ہے۔

جناب والا! ذکر کیا گیا کہ 30 جون مالی سال کا آخری دن ہوتا ہے۔ یہ حقیقت ہے اور 30 جون کو میرے فاضل دوست نے کہا کہ بہت سے محکموں میں اخراجات پر بے پناہ چاند ماری کی گئی۔ میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر ہم سال کے اخراجات کا historic trend دیکھیں۔ آپ پچھلے پانچ یا دس سالوں کے ریکارڈ کا مطالعہ کر لیں تو آپ دیکھیں گے کہ جیسے جیسے سال گزرتا ہے گورنمنٹ expenditure pick up کرتا ہے اس کی بنیادی بڑی وجہ یہ ہے کہ جب آپ سال کے آغاز میں کسی نئے منصوبے کا اعلان کرتے ہیں اور جس کے لیے آپ پلان کرتے ہیں اس کے مختلف مراحل ہوتے ہیں اس کو مختلف کارروایوں میں سے گزرنا ہوتا ہے پھر اخراجات اس کے مطابق ہوتے ہیں۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ سال کے آخر میں چونکہ مالی سال ختم ہونا ہوتا ہے اگر کوئی pending issues یا pending bills پڑے ہوں تو محکمے کی کوشش ہوتی ہے کہ ان کو ٹیک اپ کیا جائے ان کو resolve کیا جائے ان کو settle کیا جائے تاکہ وہ liabilities اگلے سال نہ ہوں اور ان کا حساب کتاب اسی مالی سال میں برابر کیا جائے۔
جناب سپیکر! اس ایوان میں ذکر کیا گیا کہ فرضی منصوبے بنائے گئے فرضی ٹینڈر طلب کیے

گئے اور ٹھیکے دیے گئے۔ جناب والا! میں اپنے فاضل دوست کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہ حقیقت کے برعکس ہے جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کی کہ جب بھی کوئی منصوبہ بنتا ہے تو یہ مختلف مراحل میں سے گزرتا ہے۔ مختلف محکموں میں سے گزرتا ہے مثلاً منصوبہ بنانے والا محکمہ اور ہوا کرتا ہے جو ڈویلپمنٹ کا منصوبہ ہوتا ہے اس کے فنڈز کی ریلیز کی advice محکمہ پی اینڈ ڈی issue کرتا ہے۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ اس ریلیز کو دیکھتا ہے پھر وہ اپنی advice issue کرتا ہے وہ اکاؤنٹس آفیسر کے پاس جاتی ہے پھر آڈٹ ہوتا ہے ہر محکمہ میں اس کا آڈٹ ہوتا ہے یہ ایک سسٹم ہے یہ ایک پروسیجر ہے یہ codal formalities ہیں جن کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ کسی بھی حکومت کے Financial Consolidation Funds سے پیسہ نکالنے کا ایک واضح طریق کار ہے اور اس طریق کار سے ہی آپ حکومت کے خزانے سے پیسہ نکال سکتے ہیں--

سید چراغ اکبر شاہ: پوائنٹ آف آرڈر' جناب سپیکر! قاضی صاحب کی تحریک التوائے کار پر وزیر خزانہ تقریر نہیں کر سکتے ہیں وہ صرف اس کی admissibility پر بات کر سکتے ہیں وہ ضرور اس پر بات کریں۔ جناب سپیکر! وہ تقریر کر رہے ہیں اور جناب سپیکر آپ خاموش بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب وہ تقریر کر رہے ہوں یا کوئی بات کر رہے ہوں تو مجھے خاموش ہی بیٹھنا چاہیے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! آپ صرف اس لیے خاموش بیٹھے ہیں کہ وہ وزیر خزانہ ہیں۔

جناب سپیکر: جہاں تک آپ کے اس پوائنٹ آف آرڈر کا تعلق ہے وہ قاضی حسن رضا صاحب کی تحریک التوائے کار کا جواب دے رہے ہیں اور وہ ٹیکنیکل اور واقعاتی جواب دے رہے ہیں۔ انہیں یہ حق ہے اور وہ جواب دے سکتے ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! میرے محترم وزیر خزانہ بھی وزیراعلیٰ صاحب کی طرح لمبی تقریریں کرنے لگیں اور پھر جناب وزیر قانون صاحب کو بھی یہ شوق پڑ گیا تو پھر اس ایوان کا خدا ہی حافظ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وزیر خزانہ صاحب' آپ فرمائیے۔

وزیر خزانہ: جناب والا! میرے فاضل دوست نے فرمایا کہ وزیر خزانہ کو اس کی admissibility پر

بات کرنی چاہیے۔ تو جناب والا! میں یہی بات کر رہا ہوں۔ اگر جناب والا یہ کہا جائے کہ ٹیکنیکلی یہ غلط ہے specific نہیں ہے recent occurrence نہیں ہے تو میں دو جملوں میں ہی یہ بات ختم کر کے بیٹھ جاتا ہوں اور آپ کو کہتا ہوں کہ آپ اپنی رولنگ فرمائیں اور آپ یقیناً رولز کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو rule-out کریں گے لیکن جب یہ جواب دیا جائے تو حزب اختلاف کے میرے فاضل ارکان مطمئن نہیں ہوتے اور وہ کہتے ہیں کہ جناب آپ تو ٹیکنیکل چیزوں کا سہارا لیتے ہیں تو جناب والا! میں نے یہ بات کی ہے کہ یہ ٹیکنیکلی بھی غلط ہے اور factually بھی یہ غلط ہے اور جن حقائق کا ذکر کیا گیا اگر میں ان کی وضاحت نہ کروں تو میں کس طرح اس ایوان کو بتا سکتا ہوں کہ تحریک التوائے کار admit ہونے کے قابل ہے یا نہیں۔ تو میں نے ابھی ٹیکنیکل کی بات ہی نہیں کی۔ میں تو factual بات کا آغاز کر رہا ہوں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! شاہ صاحب کا مقصد یہ تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سیٹھی صاحب! شاہ صاحب بھی ذو معنی لفظ ہے۔ تو آپ ذرا یہ نوٹ فرمالیں ادھر بھی شاہ صاحب ہیں اور ادھر بھی شاہ صاحب ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب والا! ان کا مقصد یہ تھا کہ چونکہ وزیر خزانہ صاحب گفتگو اچھی کرتے ہیں ان کا یہ کہنا صرف اس لیے تھا کہ آپ اس اچھی گفتگو کے لیے اور وقت لے لیں۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ جب ایوان کی تعداد زیادہ ہو جائے گی تو آپ اس وقت یہ گفتگو کیجیے گا۔ تو جناب سپیکر! ان کا صرف یہ مقصد تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر خزانہ صاحب فرمائیے۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں سیٹھی صاحب کا شکر گزار ہوں کیونکہ حوصلہ افزائی بھی کرنی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ factually جن حقائق کا ذکر کیا گیا وہ حقائق غلط ہیں اور میں factual grounds پر بھی آپ سے عرض کروں گا کہ آپ اس کو rule-out کیجیے۔ اب جناب والا! ذکر کیا گیا اور الزام لگایا گیا کہ فرضی ٹھیکے داروں کو پیسے دیے گئے فرضی منصوبے بنائے گئے اور پیسے کی چاند ماری ہوئی۔ جناب والا! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ یہ حقائق پر مبنی نہیں ہے۔ جناب سپیکر! جب بھی کوئی منصوبہ بنتا ہے تو اس کے مراحل کیا ہوتے ہیں آئیے ہم اس کو examine کریں کہ جب کوئی منصوبہ بنتا ہے تو اس کے کیا مراحل ہوتے ہیں۔

نمبر 1- جناب والا! ایک منتخب ممبر تجویز دیتا ہے۔ ایڈمنسٹریٹیو ڈیپارٹمنٹ اس کی cost کا estimate بناتا ہے اس کی administrative approval ہوتی ہے اس کی technical sanction ہوتی ہے اور اگر ایک سے زیادہ اس کی cost ہو مثلاً اگر اس کی cost ساٹھ لاکھ روپے سے زیادہ ہو تو ایڈمنسٹریٹیو ڈیپارٹمنٹ اس کی technical sanction or administrative approval نہیں دے سکتا۔ اس کے لیے علیحدہ پروسیجر ہے اس کے لیے منصوبے کو محکمہ پی اینڈ ڈی میں آنا پڑتا ہے اس کے لیے Pre.PDWP ہوتی ہے پھر PDWP ہوتی ہے پھر وہ منصوبہ پاس ہوتا ہے اس کے بعد محکمہ پی اینڈ ڈی اس کی ریلیز issue کرتا ہے اس کے بعد وہ ریلیز محکمہ خزانہ کے پاس جاتی ہے محکمہ خزانہ اس کو دیکھتا ہے پھر وہ دیکھتا ہے کہ کیا بجٹ میں اس مد میں' اس ہیڈ میں کیا وہ پروویژن موجود ہے یا نہیں اور اگر پروویژن موجود ہوتی ہے تو محکمہ خزانہ کا مجاز افسر اس کی ریلیز issue کرتا ہے جب جناب اس کی ریلیز issue ہوتی ہے وہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر کے پاس جاتی ہے اس کا پری۔آڈٹ ہوتا ہے پھر اس کا چیک بنتا ہے پھر متعلقہ ٹھیکے دار کو اس کی ادائیگی ہوتی ہے جناب والا! یہ بہت طویل پروسیجر ہے اس میں ایک codal formality ہے تو اس لیے پروسیجر کو طے کرنے کے لیے آپ نے مختلف ہاتھوں سے اور مختلف محکموں سے گزرنا ہوتا ہے۔ تو جناب والا! صرف یہ کہہ دینا کہ چاند ماری ہوئی ہے روپیہ خورد برد ہوا فرضی منصوبہ بنایا گیا میں سمجھتا ہوں کہ جناب والا یہ بہت غیر ذمہ دارانہ statement ہے اور ہمیں اس قسم کی statement نہیں دینی چاہیے۔

جناب والا! اب میں ایک تقابلی جائزہ آپ کی خدمت میں پیش کروں گا جناب والا! اس میں سال 92-1991 کا ذکر کیا گیا اور میں just for the consideration of the House عرض کرتا ہوں۔جناب والا! سیٹھی صاحب نے تو ہاتھ باندھنے شروع کر دیے ہیں لیکن میری گفتگو تو ابھی ختم نہیں ہوئی۔

سید چراغ اکبر شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اب میرے پاس کوئی چارہ نہیں رہ گیا۔ جناب والا! میں نے پہلے بھی پوائنٹ آؤٹ کیا تھا اور آپ نے بھی نوٹس نہیں لیا اس لیے جناب والا! میں یہ عرض کروں کہ ایوان میں کورم نہیں ہے۔ وزیر خزانہ صاحب کو روکنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے۔

(ایوان میں کورم نہ تھا۔)

جناب ڈپٹی سپیکر، گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجنی شروع ہوئیں)

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! The House is in order

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب اب مزید کوئی لمبا چوڑا پروگرام تو نہیں ہے؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! اپوزیشن کے دوستوں کا میں بے حد احترام کرتا ہوں اور ان کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے میں اپنی بات کو مختصر کروں گا میں factual grounds پر بات کر رہا تھا۔ اور بات یہ ہو رہی تھی جناب والا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری فاروق صاحب فرمائیے!

چودھری محمد فاروق، کورم پورا کرنے کے لیے جن اراکین اسمبلی اور وزراء کو دوبارہ ہاؤس میں آنے کی زحمت کرنا پڑی ہے ہم ان کے شکر گزار ہیں اور اس تکلیف کے لیے ہم معذرت خواہ ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ، پوائنٹ آف آرڈر سر!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے شاہ صاحب

سید چراغ اکبر شاہ، جیسا کہ جناب وزیر خزانہ نے اپنی بات مکمل کر لی ہے لیکن مجھے تو لگتا ہے کہ وہ نئے سرے سے دوبارہ بات کرنا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ نے وزیر خزانہ کو کھلی چھوٹی دے رکھی ہے۔ کوئی رولز کوئی پروسیجر اگر آپ کہیں تو رولز کا حوالہ دوں؟ ابھی تو کئی ریگولیشنز آنے ہیں اگر وہ ایک ریگولیشن پر دو گھنٹے تقریر کریں گے تو۔۔۔۔۔ آپ جتنی سختی اپوزیشن کے ساتھ کرتے ہیں آپ کو ٹریژی بینچز سے بھی وہی سلوک کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب آپ کے گراں قدرت جذبات جناب فنانس منسٹر تک پہنچ گئے ہیں۔ آپ کے جذبات کی وہ قدر کریں گے۔ جی فنانس منسٹر صاحب فرمائیے۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! محترم چراغ اکبر کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں کوئی ایسی بات نہیں کروں گا جو میں پہلے کر چکا ہوں میں صرف عرض کر رہا ہوں تقابلی جائزہ یہ دیکھنے کے لیے جناب والا کہا گیا ہے کہ expenditure زیادہ ہیں اب ہم کسی مفروضہ پر مبنی بات تو نہیں کر سکتے اس کے لیے ہمیں statistics چاہیے۔ ہمیں facts چاہیے اور facts کو مدنظر رکھتے ہوئے

ایک تقابلی جائزہ سامنے ہونا چاہیے۔ اب 91-1990 اور 92-1991ء کا موازنہ کیا جائے۔ محترم اراکین کی خدمت میں، حزب اختلاف کی خدمت میں، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 91-1990ء میں غیر ترقیاتی اخراجات ماہ جون میں 18.95 فی صد تھے اور ترقیاتی اخراجات 12.5 فی صد تھے اب اس کا موازنہ اگر 92-1991ء کے ساتھ کیا جائے تو جناب والا پوزیشن یہ بنتی ہے۔ کہ غیر ترقیاتی اخراجات ماہ جون میں 11.28 فی صد اور ترقیاتی اخراجات ماہ جون میں 21.76 فی صد تھے۔ اگر جناب سپیکر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔۔ میں اپنے نہایت ہی قابل احترام بزرگ سے عرض کروں گا۔ کہ وہ اپنی سیٹ پر تشریف فرما ہوں۔ معزز ممبران سے عرض ہے کہ اگر وہ اپنی درخواستوں پر دستخط وغیرہ کروانا چاہتے ہیں تو اپنی نشستوں پر بیٹھ کر کروائیں۔ یہ کھڑے ہونا اچھی بات نہیں ہے۔ جی فنانس منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا۔ کہ اگر سارے سال کے بجٹ کے حجم کو دیکھیں اور اس کو اگر سال کے بارہ مہینے پر تقسیم کریں تو پچھلے سال کا جو بجٹ تھا۔ ہمارا 18 فی صد expenditure ہونا چاہیے تھا۔ اور ہوا کیا ماہ جون میں جس کا ذکر کیا گیا۔ کہ 21 فی صد ہوا ترقیاتی مدمیں اور 11 فی صد ہوا غیر ترقیاتی مد میں۔ جناب والا! اگر اس کو، ان facts کو مد نظر رکھا جائے۔ اور ٹیکنیکل بنیادوں کو مد نظر رکھا جائے۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں آپ کے پاس کوئی ریکارڈ ہو گا۔ کہ جون کی یکم تاریخ سے لے کر 29 تاریخ تک کتنی payment ہوئی اور آخری تاریخ کو کتنی payment ہوئی۔

وزیر خزانہ، سر میں عرض کر رہا ہوں نا۔ میں سال کا نہیں میں جون کا جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کو جو میں نے رپورٹس پیش کی ہیں وہ جون کی ہیں جناب سپیکر! اگر اس کو مد نظر رکھا جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کی جو بات ہے وہ 30 جون کے لیے صرف ایک دن کے لیے۔ انہوں نے اپنی adjournment motion میں صرف 30 جون ایک دن کے لیے۔۔۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! ایک دن نہیں ہے۔ جب آپ ایک۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سید چراغ اکبر شاہ، جناب سپیکر! آپ کا میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے صحیح پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ کہ ہم 30 جون کی date کا پوچھنا چاہتے ہیں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! اس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ 30 جون چونکہ مالی سال کا آخری دن ہوتا ہے۔ اس لیے normal payments کے علاوہ وہ payments بھی جو کہ pending ہوتی ہیں ان کو بھی take up کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے موہل صاحب!

میاں منظور احمد موہل: جناب اس تحریک التواء پر تقریباً تین چار مرتبہ فاضل منسٹر صاحب اور تین چار دفعہ mover کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو اس طرح جیسے عورتیں ایک دوسرے کو طعنے دیتی ہیں اس طرح کی گفتگو ہو رہی ہے۔ یہ طریق کار نہیں ہے جناب والا! وہ انہوں نے پڑھ دی اب آپ نے یہ دیکھنا ہے کہ انہوں نے جو statement دی ہے وہ short statement بھی نہیں ہے۔ اب اگر یہ اس طرح کریں گے تو سارا دن اسی طرح بات چلتی رہے گی۔

وزیر خزانہ: اس بارے میں، میں بات کو ختم کرتا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ یہ technically بھی یہ adjournment motion نہیں بنتی factually بھی ان کے facts incorrect ہیں اب براہ مہربانی اس کو rule out کیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی قاضی صاحب!

جناب علی حسن رضا قاضی: personal explanation پہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ موہل صاحب نے فرمایا ہے کہ mover تین چار مرتبہ کھڑے ہو کر بات کر چکے ہیں۔ میں تو تحریک پڑھنے کے بعد ایک مرتبہ بھی نہیں اٹھا۔ موہل صاحب پتا نہیں کس کو mover سمجھ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ درست فرما رہے ہیں۔ وہ تھوڑا سا کسی کام میں مصروف تھے۔ اس لیے وہ توجہ نہیں دے سکے۔

جناب علی حسن رضا قاضی: جناب سپیکر! وہ تو وزیر خزانہ نے بڑی لمبی چوڑی تقریر کی اس کے جواب میں-----

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اس کے جواب کی ضرورت تو نہیں قاضی صاحب؟

جناب علی حسن رضا قاضی: صرف دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں جناب سپیکر! جہاں تک اس کی recent occurrence کا تعلق ہے تو 25 جون کے بعد اب Session ہو رہا ہے۔ اس لیے اس کی

recent occurrence بنتی ہے جہاں تک specific matter کا تعلق ہے تو یہ total فنانس سے متعلق ہے۔ اس لیے specific matter بھی بنتا ہے اور جناب سپیکر وزیر خزانہ کی اتنی خوبصورت لمبی چوڑی تقریر کا جواب جو ہے۔ اس میں Auditor General کی رپورٹ سے نفی ان کی ہوتی ہے۔ کہ65 فی صدمنصوبے تو گیارہ مہینے میں بنتے ہیں جب کہ بقایا 35 فی صد ایک مہینے میں بنتے ہیں اور ان سب کی payment 30 جون کو ہوتی ہے۔ جناب سپیکر یہ بات اہم مسئلہ ہے کہ گیارہ مہینے محکموں والے سوئے رہتے ہیں اور آخری مہینے میں فرضی منصوبوں کے نام پر پیسے نکلوا کر کاغذی کام مکمل کر لیا جاتا ہے۔ اس لیے سر میں اس پر زور دیتا ہوں کہ اس کو بحث کے لیے منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔جہاں تک recent occurrence کا تعلق ہے وہ تو ٹھیک ہے لیکن اس کے علاوہ اور بھی کچھ قواعد و ضوابط کی ضرورت ہوتی ہے ایک adjournment motion کو ہاؤس میں put up کرنے کے لیے۔ تو یہ technically آپ کی adjournment motion بنتی نہیں ہے۔ اس لیے میں اس کو rule out کرتا ہوں۔ اور ٹائم بھی ختم ہو چکا ہے۔ جو تحاریک التوائے کار کے لیے مخصوص تھا تو یہ ہے اب پنجاب کچی آبادی بل 1992 کو لیتے ہیں۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون کچی آبادیاں پنجاب مصدرہ 1992ء (---------جاری)

جناب سپیکر! اب ہم legislation کو لیتے ہیں ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب کی ایکamendment تھی جو انہوں نے پیش کی ہے اور اس پر وہ تقریر بھی کر چکے ہیں۔ اس کے دوسرے محرک ہیں جناب میاں محمود الرشید صاحب، چوہدری محمد حنیف صاحب، مسٹر احمد خان ہرل صاحب، منسٹر صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، سپیکر صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ ساری ایک دفعہ take up کرنے کے بعد میں اکٹھے جواب دے دوں۔ ایک چوتھی ترمیم بھی ہے۔ وہ amendment move کروالیں اس کے بعد رانا صاحب تقریر کر لیں تو پھر سب کا میں اکٹھا جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب وزیر قانون صاحب آپ اس سلسلے میں تھوڑا سا reconsider کریں کیونکہ ابھی یہ question بھی put ہونا ہے۔ یہ جو دو amendments ہیں ان کے بارے میں آپ نے جو کچھ بھی فرمانا ہے فرمالیں۔ اس کے بعد اس پر question put کریں گے۔ اور پھر آگے چلیں گے۔

وزیر قانون، جیسے جناب کی مرضی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا یہ ساری amendments ایک ہی قسم کی ہیں۔

وزیر قانون، جی ہاں جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے آپ ارشاد فرمائیں۔

وزیر قانون، جناب والا! اس سلسلہ میں معزز اراکین اپوزیشن کی طرف سے amendment پیش کی گئی ہے۔ یہ amendment جناب رانا ثناء اللہ خان، ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب اور غلام سرور خان صاحب کی طرف سے ہے۔ amendment یہ تھی کہ اس بل کو public opinion elicit کرنے کے لیے circulate کیا جائے۔ اور اسی قسم کی دوسری ترمیم ہمارے دوسرے بھائیوں کی طرف سے تھی جس پر انھوں نے تفصیل سے بات کی ہے۔ جناب والا! یہ بل اسمبلی میں پہلی مرتبہ 1-2-92 کو پیش ہوا تھا۔ اب اس کو سات ماہ گزر چکے ہیں اور پبلک کو اس بل کی افادیت کے بارے میں مکمل طور پر آگاہی حاصل ہے۔ اور اس بل کو کچی آبادی کے مکینوں نے بہت appreciate کیا ہے۔ اور پبلک کی طرف سے بھی اس کی مخالفت میں کوئی بات نہ کبھی پریس میں آئی ہے اور نہ ہی پبلک کی طرف سے آئی ہے۔ جناب والا! یہ مفاد عامہ کا بل ہے اس میں بلا جواز تاخیر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس سلسلے میں ہمارے بھائیوں نے جو تقاریر کی ہیں ان میں انھوں نے دو چیزوں کی نشان دہی کی تھی۔ ایک یہ کہ اس میں public representative کو نہیں رکھا گیا۔ جناب والا! یہ کچی آبادیاں ہیں یہ بڑے شہروں میں بھی ہیں اور ایسی جگہوں پر بھی ہیں جو اتھارٹیز کے تحت آتی ہیں۔ مثلاً لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے تو اس میں ex-offico public representatives شامل ہوتے ہیں۔ بعض بہت چھوٹی کونسلیں ہیں وہاں پر بعض اوقات کوئی ایم پی اے خود اس کا ex-officio member بننا پسند نہیں کرتا' ان کا یول نہیں ہوتا تو یہاں پر وہ اپنا نمائندہ دے سکتا ہے۔ اور حکومت کے پاس یہ اختیار موجود ہے کہ by notification نامزدگی کر کے ممبر بنائے جاسکتے ہیں۔

اسی طرح میرے بھائیوں نے ایک یونٹ کے بارے میں اعتراض کیا تھا کہ یہ بھی اختیار حکومت نے اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ اس وقت 40 یونٹ ہیں۔ اس میں اگر کوئی کمی بیشی کرنی پڑے تو اس قانون کے مطابق جو ہم بنا رہے ہیں ہم by notification change کر سکتے ہیں۔ اور اگر ہم اس پر fix کر دیں۔ اور کسی ضرورت کے مطابق 20 سے 21 یا 20 سے 129 کرنا پڑے تو اس کے

لیے پھر دوبارہ ہمیں قانون میں amendment move کرنی پڑے گی اور اس کے سارے تقاضے پورے کرنے پڑیں گے۔ اس سے بلاوجہ تاخیر ہو گی اور بلاوجہ complications پیدا ہوں گی۔ ان حالات کے پیش نظر میں آپ کے توسط سے اس ایوان کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ ترامیم غیر ضروری ہیں لہذا ان کو مسترد کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب! آپ نے دونوں amendments پر بات کر لی ہے؟

وزیر قانون، جی ہاں جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر،

MINISTER FOR LAW: The amendment moved and. .....

MR DEPUTY SPEAKER: Now, I put the question. The question is:-

That the Punjab Katchi Abadis Bill, 1992 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report upto 30th November, 1992:-

1. Dr Muhammad Afzal Ezaz
2. Ch Muhammad Farooq
3. Haji Muhammad Afzal Chan
4. Mr Sohail Zia Butt
5. Mr Irshad Hussain Sethi
6. Sahibzada Muhammad Usman Abbasi

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That the Punjab Katchi Abadis Bill, 1992 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be referred to a Select Committee consisting of the following members with the

instructions to report upto 15th December,1992:-

1. Rana Sana Ullah Khan

2. Ch Muhammad Azam Cheema

3 Malik Salah-ud-Din Dogar

4 Haji Muhammad Afzal Chan

5. Syed Chiragh Akbar

6 Mian Manzoor Ahmad Mohal

7. Ch Wajid Ali Khan.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Next amendment has been received in it from Rana Ikram Rubbani, Syed Chiragh Akbar, Mr Ali Hassan Raza Qazi Rana Ikram Rubbani may move it.

RANA IKRAM RABBANI: I move that the Punjab Kachi Abadies Bill 1992 as recommended by the Standing Committee on Local Govt & Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by the 30th November 1992.

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is.

> That the Punjab Kachi Abadies Bill, 1992 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be circulated for the purpose of eliciting opinion, thereon by the 30th November 1992

MINISTER FOR LAW: Opposed.

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ ایک process کے ذریعے عوام اپنے منتخب نمائندوں کو ایوانوں میں بھیج دیتے ہیں اور پھر منتخب ایوانوں میں قانون سازی باقاعدہ ایک رولز اور پروسیجر کے تحت ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود میں اس بات پہ زور دوں گا کہ نمائندے منتخب کرنے کے بعد یہ تاثر درست نہیں ہے اور نہ اس ایوان کے ذریعے سے یہ تاثر جانا چاہیے کہ اس کے بعد عوام اپنی رائے کے حق سے محروم ہو جاتے ہیں جناب سپیکر! یہ جو بل اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ذاتی طور پر اس ایوان کے کسی ممبر کو یہ بل متاثر نہیں کرتا اور کچی آبادیوں کے حوالے سے یہ بات درست ہے کہ ہم الیکشن کے دنوں میں ان کے پاس جاتے ہیں یا الیکشن کے بعد یہ لوگ اپنے مطالبات لے کر ہمارے پاس آتے ہیں کہ یہ اسمبلی میں پیش کیے جائیں اور مختلف محکمہ جات کے سامنے رکھے جائیں لیکن اس کے باوجود شدت سے کچی آبادی میں رہنے والوں کو اپنے مسائل کا احساس اور اس کو حل کرنے کے لیے جتنی بہتر تجاویز ان کے پاس ہیں وہ اس ایوان کے کسی رکن کے پاس نہیں ہو سکتیں جناب والا! یہ بل جس میں ultimately ہمارے صوبے میں رہنے والی عوام کی ایک بڑی تعداد کو متاثر کرنا ہے یہ ہر لحاظ سے درست ہو گا اس سے پہلے کہ میں details میں جاؤں میں ایوان کے نوٹس میں لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس بل کو رائے عامہ کے لیے مشتہر کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس طبقے کی عوام کو اپنی رائے کے حق سے محروم کرنے کی ایک کوشش ہو گی یا اس کی ایک denial ہو گی کہ ہم ان کے حق کو تسلیم نہیں کرتے کہ یہ عوام نمائندے منتخب کرنے کے بعد اپنی رائے کے حق سے محروم ہو جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس ایک نکتہ پر بھی ایوان کو یہ ترمیم منظور کر لینی چاہیے اور یہ بل رائے عامہ کے لیے مشتہر کرنا چاہیے تاکہ عوام کی بہتر تجاویز کے ذریعے سے ایک بہتر مسودہ قانون ایوان میں پیش کیا جا سکے اور جس کے پاس کرنے کے بعد ہم یہ کہیں کہ ہر لحاظ سے very close to perfect بل قانون سازی کے ذریعے سے عوام کو دیا ہے جناب سپیکر یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہماری حکومت کے نظام میں مختلف محکمے موجود ہیں جن محکموں کو اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں۔ خود حکومت نے تسلیم کیا ہے کہ وہ محکمے ان میں ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ہے اس میں کونسلز ہیں اس میں ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ہیں ان سب کے بجٹ میں ان سب کے پروگرام میں definitions, powers and fuctions میں یہ ساری چیزیں درج ہیں جب وہ محکمے کہیں نہ کہیں عوام کو مطمئن کرنے میں

ناکام ہوئے ہیں تو حکومت نے اس کا احساس کیا ہے اس کا aspect تو یہ ہو سکتا ہے۔
دوسرا جناب والا! ان اتھارٹیز میں' نئے قانون' نئے افسر بھرتی کرنے کا ایک مکمل نظام پاکستان کے موجودہ وزیراعظم جو وراثت میں صوبے میں چھوڑ کر گئے ہیں کہ جسے دل چاہا اسے بھرتی کر لیا جسے چاہا اسے out of turn promotion in relaxation of all rules and regulations. دے دی اور اس کے لیے لکھ دیا کہ جناب والا! جس وقت اس وراثت میں ملی ہوئی یہ حکومت اس وراثت میں ملے ہوئے نظام کے ذریعے قانون سازی کی کوئی تجاویز آئیں گی تو لامحالہ ہر شخص کے دل میں یہ بات اور یہ شک آنا قدرتی بات ہے کہ یہ بل نہ عوام کے فائدے کے لیے ہے نہ اس کا کچی آبادیوں سے تعلق ہے یہ محض اپنے کچھ منظور نظر لوگوں کو ڈائریکٹر جنرل لگانے کے لیے یا اس کی effecient performance میں جیسے لکھا ہوا ہے officer & staff has been considered necessary اس لحاظ سے بھی یہ حکومت کو اپنے فائدہ میں ہے یہ چیز کہ ہمارے اس check کو ختم کرنے کے لیے اور رائے عامہ میں جو اس حکومت کے بارے میں تاثر ہے کہ "یہ مک مکا اور ڈنگ ٹپاؤ" پالیسیوں کے ذریعے سے سارے نظام کو چلا رہی ہے۔ اس کی نفی بھی خود ہو جائے گی ان کے اپنے interest میں ہے کہ یہ رائے عامہ کے لیے مشتہر کریں اور عوام کے ذہن میں اور حزب اختلاف کے ذہنوں میں جو شکوک و شبہات ہیں ان کو نکالیں اس کے بعد بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو میں اپنے تجربے کی بنیاد پر یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ایوان نے بہت سے ایسے بل اکثریت کی بناء پر پاس کیے اس میں ہماری مرضی شامل نہیں تھی۔　　Sir, is the House in order

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔

رانا اکرام ربانی: اس کو ایک دفعہ پڑھ لینے سے اس صوبے کی تعمیر و ترقی کا احساس رکھنے والے ہر نمائندے کے ذہن میں یہ بات فوری طور پر آ جاتی ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی کے حضرات نے اپنا فرض اچھی طرح سے انجام نہیں دیا اور بل دیکھا ہی نہیں کہ اس میں کیا ہے اس کے بعد یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ اس بل کو عوام کے سامنے بھیجا جائے تاکہ وہ اس میں اپنی رائے دیں۔ جناب سپیکر! ڈائریکٹر جنرل کے بارے میں رانا ثناء اللہ خان صاحب نے کل بھی کافی تفصیل سے روشنی ڈالی' اور اس پر یہ اعتراض ہوا کہ انہوں نے اپنی تقریر میں کئی دفعہ ڈائریکٹر جنرل کا ذکر کیا ہے میرا یہ چیلنج ہے کہ معترض دوست نے یہ بل پڑھا ہی نہیں۔ جناب سپیکر! اگر اس بل کو پڑھیں تو میرا خیال ہے کہ

فیصل آباد کے "گھنٹہ گھر" کی طرح ہر شق میں ہر کلاز میں ہر سب کلاز میں ڈائریکٹر جنرل کا ذکر اگر زیادہ نہیں تو کم از کم ایک دفعہ ضرور آیا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ اس کے اختیارات کے حوالے سے ہم اپنی تقریر میں بھی اس کا ذکر اتنی ہی دفعہ کریں گے۔ جناب والا! کل ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب نے بھی بڑے خوبصورت انداز میں بات کی تھی کہ ہمارا یہ تجربہ ہے کہ power بندے کو corrupt کر دیتی ہے but absolute power تو پھر absolutely۔ جناب والا! یہاں پر بھی یہی صورت حال ہے آپ یہ power & functions دیکھیں اس میں کسی بھی لحاظ سے اس عہدیدار کو سوائے اس شخص کے یا اتھارٹی کے جس نے اس کو نامزد کرنا ہے اس کے لیے کوئی criterion بنایا گیا ہے کہ اس کو کس تجربے کی بنیاد پر ڈائریکٹر جنرل لگایا جائے گا۔ اس کو ڈائریکٹر جنرل لگاتے وقت کون کون سی consideration یا appointed by Government اس میں کوئی specify نہیں ہے کہ اس کو ٹاؤن پلاننگ کا تجربہ ہو گا کہ وہ کسی capacity میں ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں یا کسی کونسل میں یا گورنمنٹ کے کسی ادارے میں اس capacity میں ہو گا کہ اس کو ٹاؤن پلاننگ کا یا کچی آبادی کو organize کرنے کا کوئی تجربہ ہو گا اس میں کوئی چیز نہیں ہے یہ وہ بات ہے جس کے لیے یہ چاہتے ہیں کہ بل لوگوں کے سامنے مشتہر نہ کیا جائے تاکہ جو خامیاں اس ایوان میں discuss ہوئی ہیں ڈاکٹر صاحب نے کی ہیں میرے اور دوست کریں گے۔ رانا ثناء اللہ صاحب کی ہیں' ان کی کوشش یہ ہے اسی بل میں "گڑبڑ" ہے وہ اس ایوان کی دیواریں تک محدود رہ جائے اور عوام کو یہ پتہ ہی نہ چلے کہ پنجاب اسمبلی کس طرح سے قانون سازی کرتی ہے۔ حکومتی پارٹی کو ڈیپارٹمنٹ جو ڈرافٹ بنا کر دے دیتا ہے وہی ایوان میں پیش کر دیا جاتا ہے۔ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے زیادہ تر اراکین بھی یہی کوشش کرتے ہیں کہ آئیں بیٹھیں گپ شپ لگائیں اور جوں کا توں منظور کر کے ایوان میں بھیج دیا جائے جناب والا اپنی نااہلی کو بھی چھپانے کے لیے یہ چاہتے ہیں کہ یہ بل عوام کے سامنے نہ جائے۔ اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے میں اس ایوان میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے بار بار repetition کرنی پڑے گی' اس لیے کہ میں پھر یہ کہتا ہوں کہ اس بل کے ذریعے اس ایوان کے کسی رکن کی صحت پر' اس کی سماجی زندگی پر کسی قسم کا کوئی اثر پڑنے کا احتمال نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اس کلاس سے تعلق ہی نہیں رکھتے جس کے لیے یہ بل بنایا جا رہا ہے۔ اس کے بعد powers and functions of Director General میں لکھا ہے کہ to be declared as a Kachi Abadi under this act جناب والا کون سی

آبادی کون سا ایریا ہوگا؛ اس کے لیے کیا criteria ہوگا؛ اس کا کیا سکیل ہوگا اس بات کا تعین کرنا بھی جناب والا! ڈائریکٹر جنرل کے ذمے لگا دیا گیا ہے۔ ہر ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو بناتے وقت میرا یہ دعویٰ ہے کہ پڑھ کر دیکھ لیں ان سب میں یہی اغراض و مقاصد لکھے ہوں گے اور پھر بات یہیں پر ختم نہیں ہوگی میں یہ بھی چیلنج کرتا ہوں کہ اس کے بعد بھی اسی قسم کے بل آئیں گے جن کے ذریعے سے اپنے پسندیدہ لوگوں کو ان محکموں میں کھپانا مقصود ہوگا۔ جنرل الیکشن میں جھرلو چلانے کے لیے جن افسران کی خدمات مستعار لی گئیں اب ان کو چونکہ نوازنا ہے۔ اس لیے ان کے لیے اسامیاں بنائی جا رہی ہیں۔ اس کے بعد لکھا ہوا ہے کہ"

Inspect or cause to inspected to development schemes of Katchi Abadis and may issue such instructions as may be necessary...

" ...issue such instructions... "

جناب والا! صرف اسی ڈی۔جی کی تقرری اور اس کی powers and functions کے حوالے سے جناب سپیکر یہ بل اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اسے رائے عامہ کے لیے مشتہر کیا جائے۔ اس کے بعد نمبر 5 پر لکھا ہوا ہے کہ

Constitution of Implementation of Committees.

5(2) The Committee shall consist of a Chairman and such other members as Government may appoint.

جناب والا! مجھے یقین ہے کہ اگر سٹینڈنگ کمیٹی کے اراکین نے یہ الفاظ انگریزی میں یا اردو میں پڑھے ہوتے اور کل جیسا کہ رانا ثناء اللہ خان نے فرمایا کہ اس کا ترجمہ کر کے ان کو ذہن نشین کروایا جائے کہ یہ کیا پاس کرنے جا رہے ہیں اور اس کی اہمیت کیا ہے؛ جناب والا اس میں کوئی وضاحت نہیں ہے کہ اس کمیٹی میں کون سے لوگ شامل ہوں گے، اسمبلی کے ممبرز آئیں گے یا نان ممبرز آئیں گے اور اگر آفیسرز آئیں گے تو کس گریڈ تک کے ہوں گے ان کی تعداد کیا ہوگی؛ کس عہدے کا آفیسر اس کمیٹی میں شامل کیا جائے گا؛ اس بل میں یہ ساری ambiguity ہے اور اس ایوان سے بھی یہ بات چھپائی جا رہی ہے۔ اور وہ صوابدیدی اختیارات جن کو پہلے ہی misuse کیا جا رہا ہے اور یہ معاملہ انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ اب اسی ایکسرسائز کو دوبارہ دہرانے کے لیے اس قسم کی

ambiguity لائی جاتی ہے۔ جناب والا! میں حوالے کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ لوکل باڈیز کے الیکشن میں ٹریبونل کو مقرر کرتے وقت----- It has been in the service of Pakistan. جناب والا! سپریم کورٹ کے معزز چیف جسٹس بھی in the service of Pakistan ہوتے ہیں اور ان کے آگے جو ڈنڈا بردار ہوتا ہے وہ بھی in the service of Pakistan ہوتا ہے لیکن اس میں یہ define نہیں کیا گیا۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

رانا اکرام ربانی،اس ڈنڈا بردار ٹریبونل کا سربراہ مقرر کرنے سے کوئی چیز اس ایکٹ میں ایسی ہے جس سے اس کو روکا جا سکے؟ جناب والا! اس طرح اس بل میں بھی، کمیٹی کے عہدیداران کی تعداد ہونی چاہیے تھی تاکہ اس ایوان کے معزز اراکین کو اس بات کا علم ہوتا کہ ہم جو بل یا کلاز پاس کر رہے ہیں وہ کیا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے کمیٹی کی جو پرویژن رکھی ہے وہ اس لیے بھی رکھی گئی ہے،چونکہ اس صوبہ میں اصل اختیارات کے حامل تو میاں شہباز شریف ہیں۔ ایک نام نہاد سی حکومت اور کابینہ بنا کر کام چلایا جا رہا ہے اب اصل اختیارات کے حامل لوگوں، اور جو اس بل کے متاثرین ہیں ان کے درمیان ایک buffer zone قائم کرنے کے لیے ایک pad رکھنے کے لیے اس کمیٹی کی پرویژن رکھی گئی ہے۔ اس طرح سے ایک کمیٹی بنا دی جائے گی اور یہ کمیٹی بھی ان کے اپنے بندوں پر مشتمل ہوگی۔ اس کمیٹی کے ذریعے سے یہ تاثر دیا جائے گا کہ اس کمیٹی نے جناب والا! یہ سفارشات پیش کی تھیں تاکہ اگر عوام کی طرف سے یا حزب اختلاف کی طرف سے کوئی تنقید کی جائے یا نکتہ چینی کی جائے تو کہا یہ جائے کہ یہ جو implementation کمیٹی ہے ان کی سفارشات پر ہم نے یہ کام کیا ہے۔ اس کے بعد نمبر 6 پر ہے کہ"

6. Declaration of Katchi Abadis and acquisition of land.

اس کے لیے بھی جیسا کہ کل بھی میرے محترم دوست جناب غلام سرور خان نے پوائنٹ آوٹ کیا تھا اس میں لکھا ہوا ہے کہ"

Which was occupied unauthorisedly before the 23rd of march, 1985 and continues to be so occupied.

اب اس چیز کو determine کرنے کے لیے' پہلی بات تو یہ ہے کہ کس تاریخ سے ہم نے کچی آبادی کے لیے ایریاز لینے ہیں۔ ہم بھی کسی ٹیکنیکل ترمیم کے ذریعے کوئی تاریخ یا سال دے سکتے تھے کہ بجائے 23 مارچ 1985ء کے' آپ 12 فروری 1962ء سے جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان کو لے لیا جائے۔ لیکن ہم نے اس پہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

رانا اکرام ربانی، جناب والا! میرے خیال میں ہمارے ایوان کے معزز اراکین ڈپٹی سپیکر کو سپیکر سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ میاں منظور احمد موہل صاحب بھی خاموش ہیں وہ بھی کوئی پوائنٹ آوٹ نہیں کر رہے کہ رول نمبر فلاں فلاں کے تحت یہ کارروائی ڈسٹرب ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تو قائد حزب اختلاف ہیں آپ کو تو اپنا قائد سمجھنا چاہیے۔

رانا اکرام ربانی، مگر وزراء صاحبان گپیں لگا رہے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! مسئلہ تو مجھے کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ [*****] میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں تو point raise کر کے تھک گیا ہوں۔ یعنی یہاں پر کوئی کسی کی بات نہیں سنتا۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! یہ ذرا وضاحت بھی فرما دیں کہ [*****] انہوں نے سردار نصر اللہ خان دریشک صاحب کو کہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں اس قسم کی بات نہیں ہونی چاہیے۔ پراچہ صاحب یہ الفاظ درست نہیں ہیں اس لیے انہیں کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! میں کسی کو distinguish نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اشارہ آپ ہی کی طرف تھا۔ کیونکہ ساری [*****] آپ ہی کی طرف ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں منظور احمد موہل صاحب آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب ارشاد فرمائیں۔

جناب رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ جو کلاز نمبر 6 ہے اس میں جو تاریخ دی گئی ہے۔

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

The Director General may after soon enquiry as the deems fit, by notification in the official Gazette, declare any area or part thereof which was occupied unauthorisedly before the 23rd of March, 1985.....

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ہم سیکنڈ ریڈنگ کے لیے ٹیکنیکل ترمیم دے سکتے تھے کہ23 مارچ کی جگہ پر آپ اسے 12 فروری 1962ء کرلیں یا17 اگست1983ء کرلیں لیکن ہم نے اس کو عوام کا حق سمجھتے ہوئے اپنی طرف سے کوئی تاریخ نہیں دی کیونکہ ہم عوام کے اس حق میں مداخلت کرنا نہیں چاہتے جو ان کا استحقاق ہے اور خاص طور پر ایسے قانونی معاملات ہیں۔ ایسی قانون سازی میں بالواسطہ یا بلاواسطہ صرف اور صرف عوام کی ایک خاص تعداد کو عوام کے ایک خاص طبقے کو، خاص کلاس کو متاثر کرنا ہے اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تاریخ مقرر کرنے کا استحقاق بھی عوام کو ہونا چاہیے اس لیے بھی یہ بل عوام کے سامنے رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے جانا بڑا ضروری ہے پھر جناب والا! اس میں یہ ہے کہ"

Provided that the Government may by notification from time to time redetermine the number of dwelling units for the purpose of declaration of a Katchi Abadi.

اب اس میں یہ جو--- (قطع کلامیاں) ---

جناب ڈپٹی سپیکر: ایڈوائزر حضرات سے گزارش ہے کہ وہ بھی رانا اکرام ربانی صاحب کی تقریر سننے کے لیے اپنی توجہ ان کی طرف مبذول کریں۔ جناب رانا اکرام ربانی صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا کہ یہ بل اس ملک کے ان کچی آبادی میں رہنے والے ان لوگوں کے لیے ہے جن کے سکھ چین سے جینے کے ساتھ ساتھ جنرل الیکشنز میں ان کا حق رائے دہی بھی ان سے زبردستی چھین لیا گیا۔ اسے کمپیوٹر رگنگ کہہ لیں یا جھرلو کہہ لیں یا جو مرضی کہہ لیں۔ جناب والا! اس کے بعد سکیم کی بات ہے۔ یہ ایوان اس بات کا شاہد ہے Scheme may relate to low cost housing جناب سپیکر! یہ جو ہاؤسنگ سکیمیں پہلے بھی بنیں اسی شہر میں صوبہ کے مرکز میں واقع ہاؤسنگ سکیمیں بنیں اور ان ہاؤسنگ سکیمز کو جس طریقہ سے اپنے پسندیدہ لوگوں کو

نوازنے کے لیے، لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے، لوگوں کی وفاداریاں خریدنے کے لیے استعمال کیا گیا یہ جناب والا! اس ہاؤس میں on the record یہ بات موجود ہے کہ یہ جو سکیمیں بنائی جاتی ہیں اس کا زیادہ حصہ سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جناب والا! میں یہ ریکارڈ کی بات کرتا ہوں۔ اخبارات کی بات نہیں کرتا۔ ایک صاحب اٹھتے ہیں اور کسی پلاٹ کی بات کرتے ہیں۔ دوسرے صاحب اٹھ کر فرماتے ہیں کہ تو نے بھی تو لیا ہوا ہے۔ دو دن نہیں گزرتے ایک رکن اٹھ کر بات کرتا ہے۔ تین ایک طرف سے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کا ہمیں پتا ہے۔ جناب سپیکر! اس ایوان میں یہ ہوتا رہا ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں آپ ٹیپ نکال کر دیکھ لیں۔ اگر اس ایوان کی کارروائی میں یہ الزامات اور کاؤنٹر الزامات موجود نہیں ہیں تو میں اپنی نشست سے دستبردار ہونے کو تیار ہوں۔ کیا شہادت چاہیے اور اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ ultimately جو اس قسم کی سکیمیں ہوتی ہیں یہ اس دور میں اس حکومت میں صرف سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے یہ حق بھی عوام کے پاس ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ حکومت پہلے ثابت کر چکی ہے کہ یہ اس حق کو ماضی میں misuse کرتی رہی ہے۔ پھر اس میں بہت سی چیزیں جناب سپیکر! ایسی ہیں جو میں عرض کرتا ہوں۔ یہ کلاز 7 کی سب سیکشن (4) ہے کہ ایک بل ایوان کے سامنے آیا ہے اس میں جو جو بھی اصلاحات عوام کے لیے لانا چاہتے ہیں ان کو ایک دفعہ introduce کر دیا جائے جیسے میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ یہ جو specify رکھی جاتی ہیں اس کی وجہ سے ہمیں یہ شک ہوتا ہے کہ اس بل میں کوئی نہ کوئی گھپلا یہ بعد میں ضرور کریں گے جس کے لیے یہ اس قسم کے اختیارات اس میں دیے گئے ہیں۔

All schemes shall be prepared in such manner and form and Government may specify.

My Government may specify, why you have not specified already.

کہ سکیمیں اس طریقے سے بنائی جائیں گی۔ فلاں فلاں اس میں لیے جائیں گے۔ جناب والا! یہ ساری چیزوں کا determine نہ کرنا اور ایک اختیار اپنے پاس بچا کر رکھنا کہ Government may specify later on کہ اس کو یہ کر دیا جائے۔ یہ بھی اس سارے بل کے بارے میں ایک ابہام پیدا کرتا ہے کہ شاید یہ بل بھی ماضی میں دوسرے اداروں کی طرح، ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کی طرح یہ سکیم ultimately

بجائے کچی آبادی میں رہنے والے لوگوں کو کوئی فائدہ پہنچانے کے ulttimately یہ کوئی سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کی جائے گی۔ جناب والا! میں ان گزارشات کے ساتھ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس بل میں بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جن کے بارے میں عوام سے رائے لینا ضروری ہے اور اگر اس ترمیم کو جو ہم نے پیش کی ہے یہاں پر منظور نہیں کیا جاتا تو یہ ہماری طرف سے' میں یہ نہیں کہتا کہ ان کی طرف سے' ہماری طرف سے اس ایوان کی طرف سے ایک ایسا سگنل convey کیا جائے گا کہ یہاں بیٹھ کر ہمیں عوام کی رائے کی پرواہ نہیں ہے جو میں سمجھتا ہوں سگنل convey ہماری طرف سے نہیں ہونا چاہیے۔ اور عوام کا ان اداروں کو منتخب کرنے کے بعد بھی حکومتی معاملات میں رائے دینے کا حق ہے یہ اس کو تسلیم کئے جانے کے برابر ہو گا۔ کیونکہ جمہوری نظام کے لیے' پارلیمانی نظام کے لیے اور اس کو آگے لے جانے کے لیے ایک اچھا gesture ہماری طرف سے دیا جائے گا میں وزیر قانون سے بھی اور اس معزز ایوان کے اراکین سے بھی گزارش کروں گا کہ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کیا جائے۔ شکریہ جناب سپیکر!

ملک محمد طیب خان اعوان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

ملک محمد طیب خان اعوان، جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ الیکشن میں غریب کچی آبادیوں کے ووٹ کے حق کو چھینا گیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ووٹ کے حق کو چھینا نہیں گیا بلکہ غریبوں کے دلوں کو جیتا گیا ہے۔ غریب کے حق کو 1977ء میں پیپلز پارٹی والوں نے چھینا تھا۔ جبکہ حلقے کے ووٹ لاکھ تھے اور ڈال دیئے سوا لاکھ چھیننے کا طریقہ یہ ہے۔ ہم نے ان کے دلوں کو جیتا ضرور ہے چھینا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک صاحب! تشریف رکھیے۔ جی سید چراغ اکبر صاحب!

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ملک صاحب! فرمائیے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب والا! جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے کیا واقعی ان کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا تھا۔ اس پر میں رولنگ چاہوں گا۔ جناب والا! قائد حزب اختلاف نے ایک تقریر کی۔ اس کے

جواب میں یا تو لاء منسٹر صاحب کچھ فرماتے۔ انہوں نے کس بنیاد پر یہ پوائنٹ اٹھایا کہ جی یہ پیپلز پارٹی والوں نے کیا۔ پیپلز پارٹی والوں نے تو پانچ مرلہ سکیم کے تحت ان غریبوں کو پلاٹ دیے اور پاکستان میں پہلی دفعہ پاکستان پیپلز پارٹی کے قائد نے یہاں پانچ مرلہ سکیم ایجاد کی اور وہ پاکستان پیپلز پارٹی کی ہی نقل کی گئی ہے جو سات مرلہ سکیم اور کچی آبادیوں کی بات کی جاتی ہے۔ ورنہ ہمارے موصوف ممبر بتائیں کہ یہ پاکستان پیپلز پارٹی سے پہلے کس حکومت نے کچی آبادی کے سکیم کا ذکر کیا۔ پانچ مرلہ سکیم کا ذکر کیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک صاحب! آپ نے مجھ سے رولنگ چاہی ہے۔ آپ تھوڑا سا اپنے رویے پر بھی غور فرمالیں۔ جب آپ نے مجھ سے رولنگ چاہی ہے تو پھر آپ کس انداز سے بول رہے ہیں؛ آپ تشریف رکھیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب والا! میں آپ سے اس بات کی رولنگ چاہوں گا۔ ملک طیب صاحب نے جو بات کی ہے وہ درست نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ جی سید چراغ اکبر صاحب!

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! میں ذاتی وضاحت پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے میرا نام لیا ہے اور بہت بڑا الزام لگایا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے درست فرمایا ہے۔ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل، point of personal explanation جناب والا! محترم جناب رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا ہے کہ منظور موہل جیسے آدمیوں کو خریدا جا سکتا ہے تو میں ان کو یہ چیلنج کرتا ہوں کہ اگر میں نے کوئی پلاٹ لیا ہو، اگر میں نے ان سے کوئی undue مراعات لی ہوں لیکن ضمیر جو تھا میرا وہ واقعی انہوں نے جیتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ میرا ضمیر جیتا گیا ہے۔۔۔

میاں منظور احمد موہل، ہاں۔

رانا ثناء اللہ خان، [*****]

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیے گئے)

میاں منظور احمد موہل، تو------

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! میں یہی بات کہنا چاہتا ہوں۔ بات تو یہی ہے نا---(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کو بات کر لینے دیں۔ رانا صاحب آپ بیٹھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان، [*****]

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! آپ بیٹھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل، اب مجھے بولنے تو دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! ان کو بات کرنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل، اب میں آپ کی اس چوں چوں کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! [*****]

جناب ڈپٹی سپیکر، سب سے پہلے تو ایوان سے اس آدمی کو نکالا جاتا ہے جو سپیکر کی بات نہیں سنتا اور اس کی بات پر عمل نہیں کرتا۔ رولز یہ کہتے ہیں۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے جو کہا ہے یہ مجھ پر بہت بڑا الزام ہے کہ میں جب 88ء میں پیپلز پارٹی کے ٹکٹ سے جیت کر آیا تھا تو میں نے اس دوران یہاں پر جو کردار ادا کیا ہے وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ میں نے ان کے جو کرتوت تھے' جو ان کی بری روایات تھیں ان کے خلاف ان کے منہ پر طمانچہ مارا تھا کہ آپ لوگ غلط بات کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں ایسی بات کی اجازت نہیں دوں گا۔ اس لیے میں نے on the floor of the House یہاں ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، صحیح ہے۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیے گئے)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر ـــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! ان کو بات کر لینے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! اب میں جو بات کہنا چاہتا ہوں۔ وہ جو انہوں نے کہا ہے لیکن جناب بات ہوتی ہے جس طرح انہوں نے کہا ہے۔ ایک ہے بات اعلان کر دینے کی کہ ہم ایسا کریں گے۔ ایک ہے عمل کی بات۔ ان کی تھی صرف ایک کر دینے کی بات اور اس طرف سے عمل کی بات۔ غریبوں کے لیے انہوں نے صرف نعرے دیے لیکن غریبوں کے لیے اس طرف سے عمل کیا گیا۔(نعرہ ہائے تحسین) تو اب میں بنیادی طور پر غریبوں کا خیرخواہ ہوں اور درمیانے درجے سے تعلق رکھتا ہوں۔ آج بھی جا کر دیکھ لیں کہ علاقے کے غریب لوگ میرے ساتھ ہیں۔ جناب والا! وہ میں نے اس لیے کیا کہ میں غریبوں کی صحیح معنوں میں خدمت کرنا چاہتا تھا۔ ادھر اگر رہتا تو صرف غریبوں کے لیے نعرے ہی لگاتا۔ ادھر جب آیا تو میں نے غریبوں کی صحیح معنوں میں عملی طور پر خدمت کی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! آپ تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل: یہ ادھر آنے کی بات تھی۔ یہ قطعاً کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ رانا صاحب نے جو بات کر دی۔ یہ تو میں جانتا ہوں کہ راہی صاحب کے یہ بالکل صحیح جانشین ہیں۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل: راہی صاحب! کی انہوں نے کمی پوری کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ موہل صاحب تشریف رکھیں۔

میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ ایک بڑی اچھی اور خوش گوار فضاء ہمارے ہاؤس میں ہے۔ ہماری اچھی روایات ہیں' ہمارے اپوزیشن اور حزب اقتدار میں آپس میں بڑا ایک گہرا تعلق ہے' بھائیوں جیسا سلوک ہے۔ آپ لوگ اچھی روایات تخلیق کر رہے ہیں تو میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ براہ کرم ایک دوسرے پر اس قسم کے ذاتی الزامات نہ لگائیں۔ اس خوش گوار ماحول میں تلخیاں نہیں آنی چاہئیں۔ میں رانا صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ براہ کرم کوئی ایسی بات نہ کی جائے جس سے کہ کسی بھی دوست کی دل آزاری ہوتی ہو اور کسی بھی دوست کے کردار پر کوئی الزام

نہیں آنا چاہیے۔

RANA SANA ULLAH KHAN: On point of personal explanation.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے۔

رانا ثناء اللہ خان: [*****]

آوازیں: جیتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' انہوں نے جیتا ہے کہا ہے۔ ریکارڈ درست کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ موہل صاحب کو وہ وقت یاد نہیں کہ جب ملتان میں یہ بیچارہ کے آگے لیٹ گئے تھے اور کہا تھا کہ محترمہ مجھے معاف کر دیں۔ میں نے 85ء کا غیر جماعتی الیکشن لڑا اور مجھے ٹکٹ دے دو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: اس ٹکٹ پر یہ منتخب ہوئے۔ اس کے بعد بغیر استعفیٰ دیئے' بغیر سیٹ چھوڑے انہوں نے اپنا سودا کیا اور یہ فروخت ہوئے۔ اس طرف چلے گئے اور اب یہ غریبوں کے ہمدرد بھی بنتے ہیں۔ جناب سپیکر! [*****]۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب کے ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔ میں رانا صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ براہ کرم ایسے الفاظ استعمال نہ کریں۔ موہل صاحب نے ضمیر جیتنے کی بات کی تھی۔ وہ ضمیر جیتنے کی بات کسی اور انداز میں تھی اس لیے براہ کرم ذرا تھوڑا سا حوالہ درست فرما لیا کریں۔ اب میں درخواست کروں گا کہ اس موضوع پر کافی بحث ہو چکی ہے لہذا اسے ختم ہونا چاہیے۔

جناب محمد لطیف مغل: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مغل صاحب! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

شاہ صاحب! تشریف رکھیں - حاجی سردار خان صاحب تشریف رکھیں - اس سے پہلے نہایت ہی اہم موضوع پر بات ہو رہی تھی۔ ہم لیجسلیشن کر رہے تھے اور خاص طور پر اس کام میں ایسی باتیں نہیں

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

کرنی چاہییں۔ وقت بھی تھوڑا ہے۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ براہ کرم اپنا وقت ضائع نہ کریں۔ آج جمعرات ہے۔ آپ نے گھروں کو بھی جانا ہے۔ اس لیے لیجسلیشن کے کام کو نہ روکیں۔ جی سید چراغ اکبر شاہ صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر---

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شاہ صاحب! پلیز آپ تشریف رکھیں۔ اب اس مسئلے پر مزید بحث نہیں ہو گی۔ میں اس مسئلے پر مزید بحث کی اجازت نہیں دوں گا۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اور کوئی بات ہے تو آپ فرمائیے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں اس ایوان کے ریکارڈ کو درست کرنے کے لیے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ مجھے آپ اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی میں آپ کو اجازت ضرور دوں گا۔ آپ ذرا تشریف رکھیں'

سید طاہر احمد شاہ: جناب کب اجازت دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' آپ ذرا تشریف رکھیں۔ تھوڑا سا یہ بزنس ہو جائے۔

سید طاہر احمد شاہ: ہر معزز ممبر کو آپ اجازت دیتے ہیں۔ جب میں اٹھتا ہوں تو آپ کی نظر التفات پتہ نہیں کہاں چلی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' شاہ صاحب! آپ سے بھی اتنا ہی پیار ہے جتنا دوسرے لوگوں سے ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں کوئی معزز رکن یا ارکان جو بات کرتے ہیں اس ریکارڈ کی درستگی ہونی چاہیے۔ یہ تو نہیں کہ وہ ریکارڈ کا حصہ بنتا چلا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! میری عرض تو سنیں۔ آپ پلیز تشریف رکھیں۔ ذرا تھوڑا سا نرم اور ٹھنڈے ہو کر میری گزارش سنیں۔ موہل صاحب کے بارے میں انہوں نے ایک بات کی تھی۔ موہل صاحب نے اپنی وضاحت کر دی ہے۔ اب اور کون سا مسئلہ ہے جس پر آپ بحث کرنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: یہ جو باتیں ہوئی ہیں درست نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے بارے میں موہل صاحب نے وضاحت فرما دی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب

مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: ذاتی بات تو میں کرنا نہیں چاہتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ نہ ہی کریں تو اچھی بات ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ یہ ایک نہایت ہی sensitive issue ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: نہیں' گزارش یہ ہے کہ آپ نے میری کس بات سے اندازہ لگا لیا کہ میں گرم ہوں۔ یہ بتائیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ گرم نہیں ہیں تو پھر آپ بیٹھ جائیں۔ (قہقہے)

سید طاہر احمد شاہ: اگر آپ کا یہی خیال ہے تو میں پھر بولنا ہی چھوڑ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہی تو آپ کی گرمی کی نشانی ہے شاہ صاحب۔ آپ نے اس عمر میں بھی گرم ہونا نہیں چھوڑا۔

سید طاہر احمد شاہ: میں بہت ضروری اور آپ کی تصحیح کے لیے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی پلیز فرمائیے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! محترم اقبال احمد لنگڑیال صاحب نے یہ بات فرمائی ہے کہ یہ پیپلز پارٹی تھی جنہوں نے غریبوں کے لیے 5 مرلہ کی مکانیت کا قانون بنایا تھا۔ میں یہ ریکارڈ درست کرنا چاہتا ہوں کہ اس دور میں' میں بھی اسمبلی کا رکن تھا۔ اس دور میں اگر پیپلز پارٹی نے غریبوں کی فلاح و بہبود کے لیے ان کو مکانیت کے لیے پلاٹ دینے ہوتے تو تمام پاکستان کے صوبوں میں جہاں پیپلز پارٹی کی اس وقت کی حکومت تھی وہ وہاں پر دیتے۔ پنجاب کے منتخب نمائندگان اور اس وقت کے ایک وزیر اعلیٰ محمد حنیف رامے کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے غریبوں کو جن کے پاس مکان رہنے کے لیے نہیں تھے ایک صوبہ میں یہ اس ذات کی یا ارکان کی بات تھی باقی صوبوں میں 5 مرلہ کیوں نہیں بنائے گئے؟ ایک تو میں یہ ریکارڈ کی درستگی کرنا چاہتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو رانا ثناء اللہ صاحب نے اعتراض کیا ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا جواب انہوں نے دے دیا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: میری گزارش سن لیں۔ میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں

ذات کی بات نہیں کرتا۔ بات یہ ہے کہ اس وقت بھی پولیٹکل پارٹیز ایکٹ موجود تھا اور ارکان کو فلور کراسنگ کی اجازت نہیں تھی مگر پیپلز پارٹی نے اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے حضرات کو ترغیب دے کر اس قانون کو تبدیل کیا اور فلور کراسنگ کی شق کو ختم کیا۔ جس کی وجہ سے اپوزیشن میں بیٹھنے والے حضرات فلور کراس کر کے ادھر آ گئے اور جب قانون بن گیا تو اس قانون کے تحت پیپلز پارٹی کی پالیسیوں پر عمل درآمد نہ کرنے کی وجہ سے ان کی پالیسیوں پر مخلص قیادت کے نہ ہونے کی وجہ سے یہاں پر جو باضمیر لوگ تھے وہ اٹھ کر وہاں اپوزیشن میں جا کر اپنے فرائض عوام کی نمائندگی میں ادا کرتے رہے تو جناب! اگر آپ ان ساری چیزوں کے اس ریکارڈ کو ملاحظہ کریں گے تو اس میں یہ تمام خرابیاں پیپلز پارٹی کے ادوار کی آئیں گی۔ مسلم لیگ کے دور میں اللہ کے فضل سے نہیں آئیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی تشریف رکھیں۔ پلیز۔ جناب لاء منسٹر صاحب' آپ قائد حزب اختلاف کی جو بات ہے اس کا جواب دینا پسند فرمائیں گے؟

وزیر قانون: جناب والا۔۔۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔ اس کے بارے میں آپ غور فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم نہیں ہے۔ 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی۔ کورم پورا تھا)

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! پہلے آپ گنتی کروالیں۔ کیونکہ کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جس وقت میں نے گنتی کروائی تھی اس وقت تو کورم پورا تھا۔ اب آپ خود

گنتی کر لیں۔ کورم پورا ہے۔ جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! محترم قائد حزب اختلاف نے اپنی ترمیم پر کافی سیر حاصل بحث کی ہے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس بل کو رائے عامہ کے لیے 30 نومبر تک مشتہر کیا جائے۔ جناب والا! میری کم علمی کے بارے میں یہاں پر اکثر ذکر ہوتا رہتا ہے اور وہ مہربانی فرماتے رہتے ہیں اور میں اپنے آپ کو ہمیشہ ایک طالب علم سمجھتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ آدمی کو ہمیشہ ہی سیکھتے رہنا چاہیے مجھے ان کی ان چیزوں کا کبھی بھی ملال نہیں ہوا ہے بلکہ ان کے ان اعتراضات سے ہمیشہ ہی راہنمائی حاصل کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! دکھ کی بات یہ ہے کہ اس ایوان میں پہلا اعتراض یہ ہوا کہ لوکل گورنمنٹ کی جو سٹینڈنگ کمیٹی بنی ہوئی ہے اس نے اپنے فرائض منصبی احسن طریقے سے ادا نہیں کئے ہیں اور اس نے یہ بل گپ شپ میں ہی پاس کر دیا ہے تو جناب والا! یہ انتہائی نامناسب بات ہے کل ہمارے بھائی رانا صاحب کل اس ایوان میں ایک' ایک شق پڑھ کر سناتے رہے اور کہتے رہے کہ یہ ایوان بھی تیاری کر کے نہیں آتا اور انہوں نے ایک ایک چیز پڑھانے کی مہربانی کی ہے اور انہوں نے دو گھنٹے اپنی تقریر فرمائی۔ اور اس کے بعد۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! میں نے جو موشن پیش کی تھی اس پر میری تقریر کے بعد اور وزیر قانون کے جواب کے بعد فیصلہ ہو چکا ہے کیا اب اس کا وزیر قانون صاحب ذکر کر سکتے ہیں؟۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو اس بارے میں ریفرنس ہی دے رہے ہیں ویسے قائد حزب اختلاف نے اپنی بات میں ایسے کئی حوالہ جات دئیے ہیں (قطع کلامیاں)

وزیر قانون، جناب سپیکر! آپ انہیں ناجائز مداخلت کی اجازت تو نہ دیں اور جو بات انہوں نے کل کی ہے اور جو اس بل کے بارے میں کی ہے میں نے تو اس کا حوالہ دیا ہے۔ قائد حزب اختلاف نے تو پانچ مرلے کا بھی حوالہ دیا ہے جس کا دور کا بھی تعلق نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب! یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے آپ حوالہ دے سکتے ہیں۔

جناب رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں نے اپنی تقریر میں پانچ مرلے کا ذکر نہیں کیا ہے مجھے اس کا انتہائی افسوس ہے۔ یہ جو کہہ رہے ہیں کہ میں نے یہ بات کی ہے

آپ ٹیپ چلوا کر دیکھ لیں یہ بات تو ملک اقبال احمد لنگڑیال صاحب نے کی تھی میں نے نہیں کی تھی تو جناب سپیکر! اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ غور سے سنتے بھی نہیں کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔۔۔ جی سردار صاحب۔

وزیر قانون: جناب والا! اس کے بعد اب یہ فرما رہے ہیں کہ اسے رائے عامہ کے لیے بھیج دیا جائے فرض کریں کہ ہم اسے رائے عامہ کے لیے بھیج بھی دیتے ہیں پھر بھی یہ یہی کہیں گے کہ عوام نے اسے صحیح سمجھا نہیں ہے۔ جناب والا! اس کو سات مہینے ہو گئے ہیں اخباروں میں آیا ہے اور اس پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے اور یہ ساری دنیا کو پتا ہے اور اس کو appreciate کیا گیا ہے اور یہ مفاد عامہ کا ایک ایسا بل ہے جسے ان کو well-come کرنا چاہیے۔ جناب سپیکر! جیسا کہ میرے دوستوں نے یہاں پر بات کی ہے اگرچہ وہ اس بل سے متعلق تو نہیں تھی لیکن جو ان کی آپس میں گفتگو و شنید ہوتی رہی ہے اس میں یہ بات کافی تفصیل سے آئی ہے کہ کچی آبادیوں کی زندگی جو کافی اجیرن بنی ہوئی تھی اب ان کی سنی گئی ہے اور ان کو کافی حد تک بنیادی سہولتیں فراہم کی جا چکی ہیں اور مزید سہولتیں مہیا کی جا رہی ہیں تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس کو رائے عامہ کے لیے بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے لہذا مہربانی کر کے ان کی اس ترمیم کو مسترد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved, and question is:

> That the Punjab Katchi Abadies Bill, 1992 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by the 30th November, 1992.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Next amendment has been received in it from Mr. Farid Ahmad Piracha, Mr. Irshad Hussain Sathi, Dr. Syed Wasim Akhtar, Ch. Muhammad Aslam, Mr. Farid Ahmad Piracha may move it.

MR FARID AHMAD PIRACHA: I move:

That the Punjab Katchi Abadis Bill, 1992 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by the 15th Dec 1992.

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is.

That the Punjab Katchi Abadies Bill, 1992 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by the 15th Dec. 1992.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب فرید احمد پراچہ!

جناب فرید احمد پراچہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ جو ترمیم میں نے اس مسودہ قانون کے سلسلہ میں دی ہے کہ اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کیا جائے اس ضمن میں چند ایک گزارشات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! آپ بھی متوجہ ہوں اور جناب وزراء کرام کو بھی متوجہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ وہ پراچہ صاحب کی باتیں سننے کے لیے ان کی طرف تھوڑی سی توجہ دیں۔ پراچہ صاحب فرمائیے!

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جس اجلاس میں قانون سازی ہوتی ہے اگر اس انداز کو مد نظر رکھا جائے تو پھر اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اس کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کیا جائے۔ یہاں پر قانون سازی سے دلچسپی کا عالم یہ ہے کہ اس وقت ایک ترمیم پر بات ہو رہی ہے جس کا انہوں نے جواب دینا ہے اس کے لیے وہ بالکل متوجہ نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی توجہ دوسری طرف ہے اور وہ اپنی بحث میں اور اپنی خوش گپیوں میں مشغول ہیں۔ وہاں پر کیا قانون

سازی ہو گی اور کیا قانون سازی میں ترمیم ہو گی اس لیے جناب سپیکر! یہ بڑی اہم بات ہے کہ جہاں قانون کے ساتھ خود وزیر قانون یہ مذاق کریں تو پھر اس میں عام آدمی کی رائے کو شامل کرنا چاہیے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ یہ پانچویں ترمیم ہے کہ اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کیا جائے۔ کسی جگہ پر دیا گیا ہے کہ نومبر کے لیے بھیجا جائے اور کسی جگہ پر ہے کہ دسمبر کے لیے بھیجا جائے۔ آپ خود انصاف فرمائیں۔ اس قسم کی بات سننے کے لیے آخر حوصلہ چاہیے۔ یہ ساری چیزیں جو فرما رہے ہیں ان کو ہم غور سے سن رہے ہیں' ہمارے کان ان کی طرف لگے ہوئے ہیں' یہ بالکل فکر نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے کان اور سوچیں ان کی طرف ہیں اور دل کسی اور طرف ہے۔ جی پراچہ صاحب!

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ وزیر قانون نے جس انداز سے بات کی ہے اگر یہ بات رولز کے مطابق ہے اور اگر رولز میں اس بات کی پابندی ہے کہ ترامیم گنتی کے مطابق دی جا سکتی ہے' اور اگر یہ بات قواعد و ضوابط میں موجود ہے کہ ایک ترمیم اگر چند ممبران دے دیتے ہیں تو دوسرے نہیں دے سکتے' اگر یہ آپ کے قواعد و ضوابط میں ہے کہ اس کے لیے تعداد مقرر ہے پھر تو ان کی بات قابل غور تھی لیکن ایک انتہائی غیر قانونی قواعد و ضوابط کے برعکس اور بالکل ایسی بات ہے کہ جس کو ایک عام آدمی بھی نہیں کر سکتا اور جو قواعد و ضوابط کے خلاف ہے اس بات کو کر کے مسکرا رہے ہیں اور بڑا فاتحانہ انداز اختیار کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پراچہ صاحب! قواعد و ضوابط سے وہ بھی واقفیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے دل لگی میں ایسی بات کی ہے۔

وزیر قانون: میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! یہ مجھے مجبور نہیں کر سکتے کہ میں ان کی بات ضرور سنوں۔ حکومت کے پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہیں' وزراء بیٹھے ہیں۔ لابی میں ہمارے آفیسرز بیٹھے ہیں۔ ہر بات نوٹ ہو رہی ہے۔ جو بات متعلقہ ہے وہ میرے پاس پہنچ رہی ہے اور اس کا میں جواب دوں گا۔ لودھی صاحب میرے ساتھ ضروری بات کرنا چاہتے تھے۔ اگر انہوں نے محض جھلکی بنوانے کے لیے یا اپنا شوق پورا کرنے کے لیے بات کی ہے تو وہ مجھے پابند نہیں کر سکتے کہ ان کی ہر بات کو میں ضرور غور سے سنوں۔ میں یہاں موجود بیٹھا ہوں اور ان کی متعلقہ بات نوٹ ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں پراچہ صاحب سے گزارش کروں گا وہ موضوع کے مطابق اپنی بات کو جاری رکھیں۔ آپ کی بات کا جواب متعلقہ وزیر قانون دیں گے۔ اس لیے آپ کو وہم اور فکر کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب محمد لطیف مغل(پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون) : جناب والا! کل سے دیکھ رہے ہیں کہ ثناء اللہ صاحب نے دو گھنٹے سے ایک ہی رٹ لگا رکھی ہے۔ دوسرے نمبر پر جو وائس چیئرمینوں کے اختیارات کا ذکر کیا ہے اس کی ضرورت نہ تھی انہوں نے صرف ضد کی بنا پر ایسا کیا ہے۔ اب بھی اگر یہ نکتہ ذاتی وضاحت پہ بات کریں تو دو یا تین منٹ میں بات ختم ہو سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مغل صاحب! ان کو اپنا حق استعمال کرنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی پراچہ صاحب فرمائیے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ قانون سازی کا عمل کہ جس کے لیے کہا گیا ہے کہ یہ ایوان قانون سازی کے لیے ہے اور جس کے بارے میں بار بار سنایا جاتا ہے کہ یہ قانون ساز ادارہ ہے اور اس کا ایک تقدس ہے۔ یہاں پر قانون سازی کیسے عمل میں آتی ہے۔ اس بارے میں چند باتیں جناب سپیکر میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں پراچہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ آپ اپنی amendment کے بارے میں بات کریں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ کم از کم آپ تو یہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ بات relevant ہے۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ اسے پبلک کے لیے مشتہر کیا جائے تو پھر مجھے یہ بھی جتانا پڑتا ہے کہ اس کی ضرورت کیوں ہے۔ کس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس پر ایک عام آدمی کی رائے لی جائے۔ میں یہ relevant بات کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! برطانیہ میں بھی قانون سازی ہوتی ہے۔ وہ ممالک جہاں سے ہم نے تمام قواعد و ضوابط لیے ہیں وہاں پر قانون سازی کا جو طریق کار ہے اس طریق کار کو بھی مدنظر رکھیں اور ہمارے ہاں جو طریق کار ہے اس کو بھی مدنظر رکھیں۔ میں پھر یہ دلیل دوں گا کہ کس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ایک عام آدمی کی رائے لی جائے۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: طاہر محمود صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: میری محترم دوست برطانیہ کا حوالہ دے رہے ہیں۔ وہاں تو کبھی کورم point out نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ تشریف رکھیں۔ فرمائیے جناب پراچہ صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! چونکہ یہاں برطانوی پارلیمنٹ کی بات ہوئی ہے اگر یہ public eliciting کے لیے برطانوی پارلیمنٹ کی قانون سازی کا ایک ایسا اہم واقعہ جس کو میں تاریخی واقعہ کہتا ہوں۔ آپ کہتے ہیں تو میں سنا دیتا ہوں۔ اس کے بعد اس میں ترمیم کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ سنا دوں! جناب والا! ایک برطانوی M.P.A. نے---

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس نے آپ کو سنانے کی اجازت دی ہے؟

آوازیں: اجازت دی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: ایک برٹش ایم۔پی۔اے نے ایک مسودہ قانون پارلیمنٹ میں پیش کرنا تھا اور وہ حلقہ انتخاب میں ایک ایک اہم فرد کے پاس گیا۔ اور تمام افراد نے اس کی نفی کر دی۔ مگر وہ چونکہ سمجھتا تھا کہ یہ بل ٹھیک ہے مفاد عامہ میں ہے۔ اس نے آ کے پارلیمنٹ میں وہ بل پیش کر دیا اب اس پر debate ہوئی۔ debate ہونے کے بعد تمام پارلیمنٹ میں جب سپیکر نے رائے لی تو تمام پارلیمنٹ نے اس کے حق میں ووٹ دیا اب جبکہ سپیکر نے کہا کہ جو اس کی حق میں نہیں ہیں تو mover اپنی نشست پر کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ "No" اب اس سے پوچھا گیا کہ تم تو محرک ہو اس بل کے تم نے No کیوں کہہ دیا اس نے کہا جناب یہ اگر میں محرک بھی ہوں۔ جمہوریت میں چونکہ اختلاف رائے کی گنجائش ہے اس لیے میں نے No کہہ دیا۔ اور وہ بل پاس ہو گیا۔ public opinion eliciting کے لیے یہ جو move کرتے ہیں۔ یہ برطانوی پارلیمنٹ کے ریکارڈ کا حصہ ہے اگر نہیں ہے تو مجھے کوئی شخص challange کر کے بتا دے تو اس لیے اب اس کی اتنی ضرورت نہیں ہے کہ جتنا یہ اس داستان کو طویل کر رہے ہیں۔ (اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی پراچہ صاحب! آپ اپنی amendment پر بات کر رہے ہیں جناب منظور موہل صاحب

point of order پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی موہل صاحب!

میاں منظور احمد موہل : یہ amendments ہیں پہلے تو تھیں select committees کی اب یہ eliciting opinion کے لیے پہلے بھی اس پر بولا جا چکا ہے۔ میں جناب والا! کی توجہ Rule 180 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہو کیونکہ اس میں سپیکر sense لے کر time limit بھی مقرر کر سکتے ہیں اور repetation کو بھی روک سکتے ہیں۔ رول 180(1) میں یہ ہے کہ،

"Whenever the debate on any motion in connection with a Bill or on any other motion becomes protracted, the Speaker may, after taking the sense of the Assembly, fix a time limit for the conclusion of discussion on any stage or all stages of the Bill or th motion, as the case may be."

ریفرنس میں 177 ہے۔

"The Speaker, after having called the attention of the member who persists in irrelevance or in tedious repetition either of his own arguments or of the arguments used by other members in debate,...

اسی لحاظ سے جو بات دوسرے ممبران نے کر لی ہے اس کو بھی یہ repeat نہیں کر سکتے "may direct him to discontinue his speech" جناب والا! جب آپ یہ محسوس کریں کہ فاضل رکن اسمبلی اپنی کی ہوئی بات کو دہرا رہا ہے یا دوسرے ممبر کی باتوں کو دہرا رہا ہے تو آپ اس کو disconnection کے لیے کہہ سکتے ہیں۔ یہ تو 177 ہے اور 180 میں نے اس لیے بتایا ہے کہ آپ time limit کی بل پر بھی مقرر کر سکتے ہیں۔ یعنی جب آپ sense لے کر اس رائے پر پہنچیں کہ فاضل رکن اسمبلی خواہ مخواہ کسی بات کو لمبا کر رہا ہے تا کہ time kill کیا جائے تو آپ اسے کہہ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر : مجھے معلوم ہوا ہے کہ فرید احمد پراچہ صاحب نے ابھی اس کو شروع ہی کیا ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی : جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی موہل صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کی

repetition نہیں ہو سکتی۔ میں موہل صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ موہل صاحب اگر یہ بتا دیں کہ رانا اکرام ربانی صاحب نے کیا کہا ہے؛ اور موہل صاحب اس کو دہرا دیں پھر پراچہ صاحب کی گفتگو سے اس بات کو اخذ کیا جائے کہ واقعی repetition ہوئی ہے یا نہیں اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ان کو ایسا پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں کرنا چاہیے۔ پراچہ صاحب کا اپنا مؤقف ہے اور دوسرے صاحبان نے اپنے مؤقف پر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ سیٹھی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جی جناب پراچہ صاحب۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ قانون سازی کا عمل جس انداز سے تشکیل پاتا ہے وہ قابل توجہ ہے۔ اس میں عام آدمی کی رائے کو شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ قانون سازی کا عمل جمہوری ممالک کے اندر اس انداز سے ہوتا ہے کہ پارٹی کی بھی subject committee موجود ہوتی ہے۔ اسمبلی کی بھی committee ہوتی ہیں اور ان سارے مراحل سے گزرنے کے بعد یہ کمیٹیاں خود مسودہ قانون تشکیل دیتی ہیں۔ اور جو منتخب نمائندے ہوتے ہیں ان کی پوری کی پوری opinion اس میں شامل ہوتی ہے۔ اور یہ جو لوگوں کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں وہ اپنی اس نمائندگی کا حق ادا کرتے ہیں۔ اور وہ خود پارٹی کی کمیٹی' subject committee اور اسی طرح سٹینڈنگ کمیٹیوں میں حصہ لے کر پورے طور پر اس مسودہ قانون کو خود تشکیل دیتے ہیں۔ اور پھر اس بات کی ضرورت نہیں رہتی کہ یہ پھر دوبارہ عوام کے پاس جائے۔ لیکن یہاں پر قانون سازی کا عمل ایک مختلف انداز سے ہوتا ہے۔ یہاں پر افسران ایک مسودہ قانون تشکیل دیتے ہیں' اس مسودہ قانون کی تشکیل میں ان کی اپنی خواہشات شامل ہوتی ہیں۔ جو کچھ وہ چاہتے ہیں وہی اس کے اندر آتا ہے۔ اور جو کوئی ڈائریکٹر جنرل یہ چاہتا ہے کہ میرے یہ اختیارات ہوں تو وہ ان اپنے اختیارات کو اس کے اندر شامل کر دیتا ہے۔ اور وہ جس انداز سے چاہتے ہیں کہ لوگوں کا استحصال کریں اسی انداز سے وہ اس کو مرتب کرتے ہیں۔ اس میں ان کی اپنی خواہشات ہوتی ہیں یا لوگوں کی خواہشات ہوتی ہیں؛ بلکہ مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ اس میں سرکاری پارٹی کے ممبران کی خواہشات بھی نہیں ہوتیں۔ وہ لوگ جو عوام کے ووٹ لے کر آتے ہیں ان کا قانون سازی کے عمل میں اتنا حصہ ہوتا ہے کہ جب پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ بلائی جاتی ہے تو کبھی کوئی مسودہ قانون اس میٹنگ میں زیر بحث نہیں آتا۔ مجھے بتایا جائے کہ پارٹی کی کون سی کمیٹی ہوتی ہے جو کسی مسودہ قانون پر غور کرتی ہے۔ کب کسی سے رائے لی گئی ہے کہ وہ اس کے بارے

میں جانے کہ یہ مسودہ قانون کس انداز میں ہونا چاہیے۔ کوئی بھی رائے نہیں لی جاتی۔ پارٹی میٹنگ میں بھی لوگوں کو چپ کروایا جاتا ہے اور وہاں پر بھی لوگوں کو بولنے نہیں دیا جاتا۔ پھر اس کے بعد جب ایوان میں بات آتی ہے تو ایوان کے اندر بھی محض اکثریت کی آمریت ہوتی ہے اور اس اکثریت کی آمریت کا جبر سرکاری پارٹی کے ممبران کے اوپر بھی ہوتا ہے۔ وہ سرکاری پارٹی کے ممبران جو چاہتے ہیں کہ اس کے اندر ترامیم ہوں جو سمجھتے ہیں کہ اس میں ایک صحیح طور پر بات آئے لیکن وہ بات نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ اکثریت کی آمریت ہے۔ اس لیے کہ حالات کا جبر ہے اس لیے کہ ان کو جواب دینا ہوتا ہے اور اس لیے کہ وہ وزیر اعلیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ جناب سپیکر! اس لیے وہ کوئی بات نہیں کرتے چنانچہ اس میں لوگوں کی شمولیت نہیں ہوتی۔ عوام کی خواہشات نہیں ہوتیں۔ ہم چند ممبران لوگوں کی خواہشات پہنچانے کا فریضہ انجام دیتے ہیں جس کو بھی محض اکثریت کے زور سے دبایا جاتا ہے۔ نہ کسی ترمیم کو سنا جاتا ہے نہ کسی ترمیم پر غور کیا جاتا ہے نہ کسی ترمیم کو اہمیت دی جاتی ہے اور جناب والا! اس انداز سے بات ہوتی ہے کہ سارے کے سارے لوگ تو ایوان میں بیٹھے ہیں۔۔۔

جناب ایم لطیف مغل، جناب سپیکر! کیا کوئی فاضل ممبر حقیقت کو سمجھتے ہوئے فلور پر جھوٹ بول سکتا ہے؟ پراچہ صاحب نے کہا ہے کہ یہاں نہ تو کوئی سٹینڈنگ کمیٹی ہے اور نہ ہی کوئی بل یا ترمیم سٹینڈنگ کمیٹی سے ہو کر آتا ہے۔ حالانکہ یہ تمام کے تمام سٹینڈنگ کمیٹیوں سے ہو کر آئے ہیں ان سٹینڈنگ کمیٹیوں میں حزب اختلاف کے ممبر بھی شامل ہیں لیکن انہوں نے یہاں پر مکمل طور پر نفی کر دی ہے کہ باہر کی پارلیمنٹ میں سٹینڈنگ کمیٹیاں ہوتی ہیں وہ بحث و تمحیص کرتے ہیں یہاں پر صرف نوکر شاہی بل بنا کر ہاؤس میں پیش کر دیتی ہے حالانکہ انہیں یہ واضح طور پر علم ہے کہ یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کے through آیا ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، اجازت ہے جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جی۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! جو بات میں نے عرض کی ہے میں اس پر پورا یقین بھی رکھتا ہوں اور میں پورے دلائل کے ساتھ عرض کروں گا میں نے جو بات کہی ہے وہ یہ نہیں ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹیوں میں مسودہ قانون نہیں جاتا میں نے یہ بات کی ہے کہ مسودہ قانون کو کمیٹی تیار نہیں کرتی۔ کمیٹیوں کے اندر مسودہ قانون تیار نہیں ہوتا نہ اس کی شقیں طے کی جاتی ہیں نہ اس کے اصول و

ضوابط طے کئے جاتے ہیں نہ اس کے مقاصد طے کئے جاتے ہیں اور نہ ہی اس کے اغراض طے کئے جاتے ہیں اس کے بارے میں کوئی بات نہیں ہوتی۔ سٹینڈنگ کمیٹی میں تو ایک "راہ رسم دنیا" نبھانے کے لیے چلی جاتی ہے وہاں تو ایک قواعد و ضوابط کو پورا کرنے کے لیے جاتی ہے اور اس کے بعد آجاتی ہے اس میں ایک عام آدمی کی خواہش داخل نہیں ہوئی اس کی سوچ اس میں داخل نہیں ہوتی جناب سپیکر! میں نے برطانوی پارلیمنٹ کی بات کی تھی اور یہاں پر بات کی گئی کہ یہ امریکہ کی بات کرتے ہیں۔ ہم امریکہ کی بات کرتے ہیں لیکن امریکہ کے مخالف بات کرتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اٹمی توانائی پر اب سمجھوتہ نہ کریں آپ امریکہ کے دباؤ کے اندر نہ آئیں اور اپنے مفادات کا سودا نہ کریں۔ ہم امریکہ کے بارے میں یہ بات ضرور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ نے جو اٹمی توانائی کے پروگرام پر۔۔۔

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے کل بھی رول 81 کا حوالہ دیا تھا۔ جناب والا! اب امریکہ کی بات ہو رہی ہے اس کا اس بل سے کیا تعلق ہے کیا واسطہ ہے کہ اب انہوں نے امریکہ کی بات شروع کی ہے۔ جناب والا! 81 clear ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ، جناب والا! امریکہ سے ان کی امداد بند ہو گئی ہے۔۔۔ اور اب یہ اپنا رونا کہاں روئیں گے۔ ان کو یہی تو فورم ملا ہے۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! 81 اس کے علاوہ فرید پراچہ جب جو بات کر رہے ہیں وہ پروسیجر کی بات کر رہے ہیں کہ پروسیجر یہ نہیں ہونا چاہیے جناب والا! 81 رول میں اس بل کے پرنسپل پر discussion ہو گی اور یہ نہیں ہے کہ آپ پروسیجر کو یہاں زیر بحث لائیں۔ کہ کس طرح جاتا ہے یہ نہیں ہوتا وہ نہیں ہوتا وہ پروسیجر کو discuss نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر، جی ٹھیک ہے۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! پروسیجر ایک ہے' رول کے تابع ہے تو میں یہ چاہوں گا کہ آپ فاضل رکن کو اس دائرہ کار کی اندر رکھیں اور اگر وہ نہ ہوں تو پھر آپ کے پاس یہ بھی اختیار ہے۔۔۔

جناب سپیکر، جی مجھے علم ہے شکریہ' جی فرید احمد پراچہ!

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! اس روش کی بھی اصلاح کیجئے کہ سپیکر کو بھی پڑھانے کے لیے یہاں لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جناب سپیکر! آپ کو ایسے کرنا چاہیے جناب سپیکر!

آپ کو ایسے نہیں کرنا چاہیے۔

جہاں تک تعلق ہے اس بات کا امریکہ کی بات میں نے نہیں کی یہ مغل صاحب سے پوچھیں کہ یہ relevant بات تھی یا نہیں تھی کہ جنہوں نے اس ترمیم کے بارے میں میری ایک ایسی بات کی کہ جس کو میں دلائل و شواہد کے ساتھ کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بارے میں انہوں نے کھڑے ہو کر تبصرہ کیا ہے۔ اگر تبصرہ کیا ہے تو پھر بات سننے کا بھی حوصلہ ہونا چاہیے۔ aid ہماری بند نہیں ہوئی---

جناب سپیکر: مغل صاحب! ان کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں اگر آپ interrupt کریں گے تو بات لمبی ہو جائے گی۔ legislation کے لیے ضروری ہے کہ amendment کے mover کو بات مکمل کرنے دی جائے۔

جناب ایم لطیف مغل: [*****]

جناب سپیکر: مغل صاحب! تشریف رکھیں۔ I am sorry this is not a point of order.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! point of personal explanation.

جناب سپیکر: پھر آج قانون سازی کو رہنے دیں اور پوائنٹ آف آرڈر سن لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: [*****]

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، مغل صاحب اب chair کو address کریں۔ مغل صاحب آپ پارلیمانی سیکرٹری ہیں آپ chair کو address کریں ایسے ایک دوسرے کو address کرنا مناسب بات نہیں۔ میں مغل صاحب کی تمام تقریر جو انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر کی ہے اور رانا ثناء اللہ خان صاحب کی تمام تقریر جو پوائنٹ آف آرڈر پر ہے اس کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ اور آئندہ کے لیے پوائنٹ آف آرڈر پر ایسی باتوں کی ہرگز اجازت نہیں دوں گا۔ جی فرید احمد پراچہ صاحب۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! [*****]

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! Point of personal explanation.

MR. SPEAKER: He is on point of personal explanation.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! [*****]

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر: میں سہیل ضیاء بٹ صاحب کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور رانا ثناء اللہ خان کے بھی یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ آپ کا موڈ قانون سازی پہ نہیں ہے میں ہاؤس کو سوموار 2 بجے تک کے لیے adjourn کرتا ہوں۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس)

پیر' 7۔ ستمبر 1992ء

(دو شنبہ' 9۔ ربیع الاوّل 1413ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں شام 4 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ
يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ز
يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَاۤئِمٍ ط ذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ
وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ
رَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ ع

سورۃ المائدہ آیات 54-56

اے ایمان والو اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو خدا ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں۔ اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور کسی کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بڑی کشایش والا (اور) جاننے والا ہے○ تمہارے دوست تو اللہ اور اس کے پیغمبر اور مومن لوگ ہی ہیں جو نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے اور (اللہ کے آگے) جھکتے ہیں○ اورجوشخص اللہ اور اسے کے پیغمبر اور مومنوں سے دوستی کرے گا تو (وہ اللہ کی جماعت میں داخل ہو گا اور) اللہ کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے۔

وما علینا الا البلاغ○

پوائنٹ آف آرڈر

دوران اجلاس حکومت کی جانب سے آرڈیننسز کا اجراء

جناب فرید احمد پراچہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دو روز قبل کے اخبار میں بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے ایکٹ میں ایک ترمیم کا ذکر آیا ہے جس کے مطابق امتحانی بدعنوانیوں پر سزا دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ جب کہ ایسی کوئی ترمیم اسمبلی میں پیش نہیں کی گئی۔ اگر اسمبلی کے اجلاس کے دوران کوئی ایسا آرڈیننس جاری ہوا ہے تو وہ آرڈیننس بھی غلط ہے۔ اس لیے جناب سپیکر! میں اس بارے میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ آیا اجلاس کے دوران کوئی ایسا آرڈیننس جاری کیا جا سکتا ہے۔ جب کہ اسمبلی کا اجلاس جاری ہو؟

جناب سپیکر، جناب فرید احمد پراچہ آپ کے علم میں ہے کہ کوئی ایسا آرڈیننس جاری ہوا ہے؟

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! میں نے اخبارات میں تین کالمی سرخی کے ساتھ یہ پڑھا ہے اور میں انتظار کر رہا تھا کہ اس کی تردید آئے گی۔ لیکن نہ تو کوئی تردید وزارت قانون کی طرف سے اور نہ ہی وزارت تعلیم کی طرف سے آئی ہے اس لئے جناب سپیکر! میں نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔

جناب سپیکر، کیا اس میں کسی آرڈیننس کا ذکر تھا؟

جناب فرید احمد پراچہ، جی ہاں' اس میں ایک ترمیم کا ذکر ہے کہ ایک ترمیم کی گئی ہے اور اس پر عمل درآمد بھی شروع ہو گیا ہے یعنی یہ اس کے الفاظ تھے کہ ترمیم لائی گئی ہے اور ترمیم پر عمل درآمد شروع ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون، جناب والا! یہ ایجوکیشن کا معاملہ ہے اس بارے میں وزیر تعلیم ہی بہتر طور پر بتا سکتے ہیں۔ جیسے ہی وزیر تعلیم تشریف لاتے ہیں وہ اس بارے میں روشنی ڈالیں گے۔

جناب سپیکر، جناب فرید احمد پراچہ وزیر تعلیم تشریف لاتے ہیں تو ان کی رائے سننے کے بعد آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب فرید احمد پراچہ، درست ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

دوران اجلاس حکومت کی جانب سے آرڈیننسز کا اجراء

جناب فرید احمد پراچہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دو روز قبل کے اخبار میں بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے ایکٹ میں ایک ترمیم کا ذکر آیا ہے جس کے مطابق امتحانی بدعنوانیوں پر سزا دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ جب کہ ایسی کوئی ترمیم اسمبلی میں پیش نہیں کی گئی۔ اگر اسمبلی کے اجلاس کے دوران کوئی ایسا آرڈیننس جاری ہوا ہے تو وہ آرڈیننس بھی غلط ہے۔ اس لیے جناب سپیکر! میں اس بارے میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ آیا اجلاس کے دوران کوئی ایسا آرڈیننس جاری کیا جا سکتا ہے۔ جب کہ اسمبلی کا اجلاس جاری ہو؟

جناب سپیکر، جناب فرید احمد پراچہ آپ کے علم میں ہے کہ کوئی ایسا آرڈیننس جاری ہوا ہے؟

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! میں نے اخبارات میں تین کالمی سرخی کے ساتھ یہ پڑھا ہے اور میں انتظار کر رہا تھا کہ اس کی تردید آئے گی۔ لیکن نہ تو کوئی تردید وزارت قانون کی طرف سے اور نہ ہی وزارت تعلیم کی طرف سے آئی ہے اس لئے جناب سپیکر! میں نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔

جناب سپیکر، کیا اس میں کسی آرڈیننس کا ذکر تھا؟

جناب فرید احمد پراچہ، جی ہاں' اس میں ایک ترمیم کا ذکر ہے کہ ایک ترمیم کی گئی ہے اور اس پر عمل درآمد بھی شروع ہو گیا ہے یعنی یہ اس کے الفاظ تھے کہ ترمیم لائی گئی ہے اور ترمیم پر عمل درآمد شروع ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون، جناب والا! یہ ایجوکیشن کا معاملہ ہے اس بارے میں وزیر تعلیم ہی بہتر طور پر بتا سکتے ہیں۔ جیسے ہی وزیر تعلیم تشریف لاتے ہیں وہ اس بارے میں روشنی ڈالیں گے۔

جناب سپیکر، جناب فرید احمد پراچہ وزیر تعلیم تشریف لاتے ہیں تو ان کی رائے سننے کے بعد آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب فرید احمد پراچہ، درست ہے۔

سال	1985-86ء	کوئی خرچہ نہیں ہوا۔
	1986-87ء	9600/- روپے
	1987-88ء	1650808/- روپے
	1988-89ء	8071262/- روپے
	1989-90ء	928890/- روپے

کل میزان 33,96,460/- روپے

ان اخراجات کی مکمل تفصیل نشان (الف) پر لف ہے۔

(ب) متذ کرہ بالا عرصہ کے دوران وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی تزئین توسیع پر اٹھنے والے اخراجات تفصیل نشان ب پر لف ہے۔

(ج) متذ کرہ عرصہ کے دوران کے اخراجات مندرجہ ذیل ہیں۔

سال	1985-86ء	83614/- روپے
	1986-87ء	272027/- روپے
	1987-88ء	212258/- روپے
	1988-89ء	53684/- روپے
	1989-90ء	4405/- روپے

کل میزان 625988/- روپے

مندرجہ بالا پانچ سالوں کے اخراجات کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! تفصیلات کے مطابق 1989-90ء میں پنجاب کلب روڈ میں پچھلی دیوار کی مضبوطی اورمیس روم وغیرہ پر 4 لاکھ 37 ہزار 172 روپے اور 7 کلب روڈ میں مسجد پر شیڈ کی تعمیر 97 ہزار 2 سو 25 روپے صرف کرنے کا بتایا گیا ہے۔ جبکہ اس کے بعد پھر اسی سوال کے آگے تفصیل میں 7 کلب روڈ پر 1989-90ء میں 97 ہزار 2 سو 25 رپے سے مسجد پر شیڈ کی تعمیر کا خرچہ دوبارہ بتایا گیا ہے۔ ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک ہی سال میں دو مرتبہ ایک مسجد پر شیڈ کس طرح سے تعمیر کیا گیا ہے اور یہ دو مرتبہ خرچ کیوں کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: میرے فاضل دوست نے جو ضمنی سوال کیا ہے وہ ایک سال میں ایک ہی مد میں دو اخراجات ظاہر کیے گئے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دوبارہ وہی چیز لکھی گئی ہے لیکن یہ خرچہ ایک ہی مرتبہ ہوا ہے دو مرتبہ یہ خرچہ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال جناب فرید احمد پراچہ۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! 1985ء سے لے کر 1990ء تک جتنے بھی اخراجات ہیں یہ تین فرموں کو دیئے گئے ہیں اس کی کیا وجہ ہے کیا اس کے علاوہ اور کوئی فرمیں نہیں ہیں یا یہ بے قاعدگی کے ایک ہی فرم کو سارے ٹھیکے دیئے گئے ہیں جس میں تقریباً یہ 33 لاکھ روپے کا خرچ ہے جو کہ ایک فرم کے ذریعے سے ہوا ہے؟

وزیر خزانہ: جناب والا! فاضل دوست نے سوال کیا ہے کہ 1985ء سے 1990ء تک جتنا بھی خرچہ ہوا ہے وہ صرف تین فرموں کو دیا گیا ہے۔ اگر وہ بغور مطالعہ فرمائیں تو وہ تین فرمیں نہیں ہیں بلکہ فرمیں اس سے زیادہ ہیں۔ اگر وہ چاہتے ہیں تو میں ان کے نام بھی ان کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔ لیکن تفصیلات میں ان کے نام دیئے گئے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ فرم ایک ہو، دو ہوں یا تین ہوں یہ غور طلب بات نہیں غور طلب بات یہ ہے کہ جس طریقے سے کسی کو contract دیا گیا، کیا اس کی codal formalities اس کے procedures اس کے ضوابط کو ملحوظ خاطر رکھ کے دیا گیا ہے۔ کیا procedures کو بائی پاس تو نہیں کیا گیا۔ گزارش یہ ہے کہ ساری ٹوٹل formalities/procedures جو کہ کسی گورنمنٹ اخراجات کو incure کرنے کے لیے یا کسی کو contract/award کرنے کے لیے ہونا ضروری ہے۔ under rules and regulations ٹھیکے دیئے گئے۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان ضمنی سوال۔

رانا ثناء اللہ خان: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح سے ایک آئٹم سے متعلق پہلے پراچہ صاحب نے بھی نشان دہی کی ہے۔ اسی طرح سے 89-1988ء میں تعمیر گیراج، 5 کلب روڈ میں ایک لاکھ 46 ہزار 5 سو 25 روپے کی رقم خرچ کی گئی ہے۔ اور اسی طرح سے 88-1987ء میں پھر یہی تعمیر گیراج / کار شیڈ اس میں 4 لاکھ 88 ہزار 200 روپے کی رقم رکھی گئی ہے، فرم بھی ایک ہی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ اندراج بھی غلطی سے ہو گیا ہے۔ یا یہ تعمیر گیراج کار شیڈ اتنی اہم چیز تھی کہ ہر سال یہ بنائی اور گرائی جاتی رہی ہے اور اس پر یہ لاکھوں روپیہ خرچ کیا جاتا رہا ہے؟

وزیر خزانہ، جناب والا! جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ تعمیر گیراج کار شیڈ اور سڑکوں کی کارپٹنگ وغیرہ کے بارے میں اخراجات ہوئے ہیں' وہ ایک مرتبہ ہوئے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ مختلف اخراجات مختلف جگہوں سے ذیل ہوتے ہیں تو سوال کا جواب مرتب کرنے میں انفرمیشن کی duplicate ہو گئی ہے' خرچے کی duplication ہر گز نہیں ہے۔

جناب سپیکر، رانا ثناء اللہ! مزید کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! سوال کے جزو (ج) میں کراکری اور فرنیچر سے متعلق سوالات پوچھے گئے تھے اور ان اخراجات کی رقم تقریباً 6 لاکھ 25 ہزار 9 سو 88 روپے بنتی ہے۔ تو یہ جو کراکری اور فرنیچر وغیرہ ہے یہ تو durable things ہوتی ہیں' پائیدار ہوتی ہیں' کیا یہ ہر سال ضائع ہو جاتی تھیں' اور کیا وجہ ہے کہ یہ لاکھوں روپے کی خریداری ہر سال کی جاتی رہی ہے؟

وزیر خزانہ، جناب والا! فاضل دوست نے ضمنی سوال کیا ہے کہ کراکری کے' فرنیچر کے اور قالین کے جو اخراجات اس سوال میں ہمیں مہیا کیے ہیں ان کی کل لاگت 6 لاکھ 25 ہزار 9 سو 88 روپے ہے۔ اگر اس کو بغور دیکھا جائے تو چار پانچ سال کے عرصے میں سی ایم سیکرٹریٹ اور وہاں پر جس قسم کی entertainment کرنی پڑتی ہے' وفود آتے ہیں' ممبران آتے ہیں' اگر اس کو دیکھا جائے تو یہ رقم کوئی زیادہ نہیں اگر آپ اس کی تفصیلات میں جائیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ روز مرہ کی جو utensils ہیں' روز مرہ کی utilities کی جو چیزیں ہیں وہ خریدی گئی ہیں۔ جناب والا! یہ ساری items ایسی ہیں جس میں wear and tear ہوتی ہے' کراکری ٹوٹتی ہے' قالین گھستے ہیں' فرنیچر کی ضرورت پڑتی رہتی ہے' یہ کوئی انتہا حیران کن خرچہ نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! وزیر موصوف نے یہ کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں جس قسم کے مہمان آتے ہیں اور جس قسم کی entertainments کی جاتی ہیں' جناب والا! یہ ذرا ان قسموں کی وضاحت فرما دیں کہ وہ کس قسم کی entertainments کی جاتی ہیں اور مہمان کس قسم کے آتے ہیں ان کی ذرا وضاحت فرما دیں؟

جناب سپیکر، چودھری فاروق ضمنی سوال۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر صفحہ نمبر 6 پر 89-1988ء کے جو اخراجات دیئے گئے ہیں۔ ان میں جواب دیا گیا ہے کہ 7 کلب روڈ کی دیوار پر لوہے کا جنگلا لگانا' اس پر میسرز محمد اسلم اینڈ کو کو۔

227459 روپے کا ٹھیکہ دیا جانا اور کام کیا جانا ظاہر کیا گیا ہے۔ جب کہ صفحہ نمبر 7 پر اگر دیکھا جائے تو پھر 89-1988ء کے اخراجات جو ہیں وہ 7 کلب روڈ' جی۔ او۔ آر ون کی دیوار پر لوہے کے جنگلے کی تنصیب۔ 227459 روپے اسی ٹھیکے دار کو ٹھیکہ دیا جانا اور اخراجات ظاہر کیے گئے ہیں۔ آیا یہ duplication نہیں ہے؟

وزیر خزانہ: جناب والا! میں پہلے اس کے بارے میں عرض کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر: جی پہلے سوال ہو چکا ہے اور اس پر جواب آ چکا ہے۔ next رانا اکرام ربانی خان۔

رانا ثناء اللہ خان: سوال نمبر 126۔ on behalf

ملازمین کی برطرفی کے لیے اقدام

*126۔ **رانا اکرام ربانی:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا صوبائی حکومت کے علم میں ہے کہ موجودہ مرکزی حکومت نے سابقہ پیپلز پارٹی کے دور اقتدار میں رکھے گئے ملازمین کو اس بناء پر ملازمت سے برطرف کر دیا ہے کہ انھیں قواعد ملازمت میں نرمی کرکے ملازم رکھا گیا تھا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب مرکزی حکومت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے 1985ء سے لے کر اب تک ایسے ملازمین کو جنھیں قواعد ملازمت میں نرمی کر کے ملازم رکھا گیا تھا۔ برطرف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر خزانہ: (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی)۔

(الف) مرکزی حکومت کے ملازمین کے معاملات میں صوبائی حکومت کا کوئی عمل دخل نہ ہے۔

(ب) جز الف کے جواب کی روشنی میں یہ سوال غیر ضروری ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس سوال میں جن ملازمین کو برطرف کیا گیا تھا ان سے متعلق پوچھا گیا تھا لیکن اس کا جواب نہیں دیا گیا؟

وزیر خزانہ: میں گزارش کروں گا رانا ثناء اللہ خان! کہ اگر وہ سوال کو دہرا دیں تو بہتر ہوگا کیوں کہ میں ان کے سوال کو سمجھ نہیں پایا۔

رانا ثناء اللہ خان: سوال میں یہ پوچھا گیا تھا کہ آیا صوبائی حکومت کے علم میں ہے کہ مرکزی حکومت نے پیپلز پارٹی کے سابقہ دور میں جن لوگوں کو ملازم رکھا تھا انھیں سیاسی بنیاد پر ملازمت سے برطرف کر دیا گیا ہے۔ جواب یہ دیا گیا ہے کہ مرکزی حکومت کے معاملات میں صوبائی حکومت کا کوئی عمل دخل نہ ہے۔ سوال میں عمل دخل سے متعلق تو نہیں پوچھا گیا تھا۔ سوال میں یہ پوچھا گیا تھا کہ آیا صوبائی حکومت کے علم میں ہے یا نہیں ہے؟

وزیر خزانہ: جناب والا! میں اس کے بارے میں عرض کروں گا کہ مرکزی حکومت کے ملازمین کے بارے میں اگر میرے فاضل دوست معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے فورم دستیاب ہے' قومی اسمبلی دستیاب ہے' وہاں حزب اختلاف کا خاصا بڑا حلقہ ہے جو اس فورم پر اس کا سوال بھی اٹھا سکتا ہے اور اس کا جواب بھی لے سکتا ہے جہاں تک صوبائی حکومت کا تعلق ہے ہم مرکزی حکومت کے معاملات میں مداخلت نہیں کرنا چاہتے۔ جس طرح ہم توقع کرتے ہیں کہ صوبائی خود مختاری کے اصول کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مرکزی حکومت صوبائی معاملات میں مداخلت نہیں کرے گی۔

جناب سپیکر: در اصل یہ سوال ہی نہیں آ سکتا تھا۔

وزیر خزانہ: جناب والا! اگر میرے فاضل دوست جز (ب) کا جواب معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس کے بارے میں میں عرض کرنا چاہوں گا صوبائی حکومت کا ایسے ملازمین کو برطرف کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے

جناب سپیکر: اگلا سوال۔ جناب حاکم علی بھٹی۔

(سوال نمبر 153 نہیں پوچھا گیا کیونکہ معزز رکن موجود نہیں تھے۔)

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب ریاض فتیانہ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! رانا اکرام ربانی کے سوال نمبر 126 کے بعد سوال نمبر 132 ہے جو کہ حاجی محمد افضل چن کا ہے۔ اس سے اگلا سوال جناب حاکم علی بھٹی صاحب کا ہے۔ جس کا نمبر 153 ہے۔

جناب سپیکر: میرے پاس تو حاجی محمد افضل چن کا سوال نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میرے پاس سوالات کی کاپی میں درج ہے۔

وزیر خزانہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 132 کا جہاں تک تعلق ہے وہ حاجی محمد افضل چن نے دیا تھا۔ اور حاجی محمد افضل چن نے اسے واپس لے لیا ہے۔ یہ زیر غور نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا! یہ ایجنڈے پر آگیا ہے اور ہاؤس میں اس کی کاپیاں تقسیم ہو گئی ہیں یہ تو ہاؤس کی پراپرٹی تھا۔ اگر انھوں نے واپس ہی لینا تھا تو ہاؤس میں واپس لیتے۔ جناب والا! یہ بڑا اہم سوال تھا۔ جواب میں بتایا گیا ہے کہ ملازمتیں دی گئی ہیں وہ ساری کی ساری 5 نومبر سے لے کر 12 دسمبر تک جو الیکشن کا پیریڈ تھا اور وہ جو سارا بھرلو پرو گرام اور ساری باتیں منسلک تھیں۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب! اس میں دیکھنے والی یہ بات ہے کہ کیا کوئی معزز رکن سوال دے کر اسے واپس لے سکتے ہیں قبل اس کے کہ سوال ہاؤس میں پیش کیا جائے اور وہ اپنا سوال پڑھیں۔ اس سلسلے میں آپ ذرا رولز دیکھیں کہ کیا کہتے ہیں۔ اگر وہ واپس لے سکتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اگر واپس نہیں لے سکتے تو آپ رول کا حوالہ دیں۔ میں اس کو take up کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب والا! اس میں میرا موقف یہ ہے کہ جب یہ بزنس اور یہ question sheet ہاؤس میں دو دن پہلے جیسے تقسیم ہوا کرتی ہے تقسیم ہو گئی اور یہ ممبران تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد معزز ممبر نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں لکھ کر دے دیا تو اس طرح وہ واپس نہیں لے سکتے تھے۔ رول نمبر 35 سے لے کر 52 تک ان میں کوئی ایسی پروویژن نہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ رول نمبر 40 کا سب رول (2) دیکھیں۔

40 (2) The questions shall be put on the list of questions in the order in which their notices are received but a member may, by notice in writing given at any time before the meeting for which his question has been placed on the list withdraw his question.

رانا ثناء اللہ خان۔ جناب سپیکر! اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ has been placed on the list. یہ لسٹ پر place ہو چکا تھا۔

جناب سپیکر۔ آپ اس کو ذرا دھیان سے پڑھیے یہ لکھا ہوا ہے

By notice in writing given at any time before the meeting for

which his question has been placed on the list withdraw his question.

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے' جناب والا!

جناب سپیکر: حاجی محمد افضل چن نے genuinely اپنا سوال واپس لے لیا ہے۔ وہ واپس لے سکتے تھے۔ اگلا سوال جناب حاکم علی بھٹی!

(سوال نمبر 153 رانا ثناء اللہ خان نے پوچھا)

جناب سپیکر: سوال نمبر 153 پر کوئی ضمنی سوال نہیں؟

مجسٹریٹوں کی ترقی کے لیے اقدام

*153۔**جناب حاکم علی بھٹی:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پچھلے دو سال کے دوران مجسٹریٹ صاحبان کو اگلے گریڈ میں ترقی کے لیے محکمانہ ترقیاتی کمیٹی کا اجلاس نہیں ہوا۔ جبکہ عرصہ گیارہ سے تیرہ سال تک مدت ملازمت کے افسران ترقی کے انتظار میں ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک محکمانہ ترقیاتی کمیٹی کا اجلاس بلانے اور ترقی منتظرین مجسٹریٹوں کو ترقیاں دینے کو تیار ہے؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ بلکہ گزشتہ دو سال کے دوران محکمانہ ترقیاتی کمیٹی کے تین اجلاسوں منعقدہ مورخہ 13 مئی 1991ء' 15 اکتوبر 1991ء اور 15 مارچ 1992ء کو مجسٹریٹ صاحبان کی ترقی کے کیس پیش کیے گئے جن کے ذریعے کل 38 مجسٹریٹ صاحبان کو اسسٹنٹ کمشنر کے عہدہ پر ترقی دی گئی۔

(ب) جز (الف) کے جواب کے پیش نظر جز (ب) کا جواب طلب نہ ہے۔

جناب سپیکر: فتیانہ صاحب' ملک صاحب اور کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! اس میں دیا گیا ہے کہ سات مجسٹریٹوں کی پروموشن کی

گئی ہے۔ تو وہ ان سات مجسٹریٹوں کے نام بتائیں گے جن کو پروموشن دی گئی ہے؛ اور 10-6-1989 کو اجلاس ہوا جس میں سات مجسٹریٹوں کو بطور اسسٹنٹ کمشنر ترقی دی گئی ان مجسٹریٹوں کے نام بتائیں گے جن کو ترقی دی گئی؟

جناب سپیکر: جی وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب والا! اگر میرے فاضل دوست اس سوال کو پڑھیں اور اسے سمجھنے کی کوشش کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ جنھوں نے سوال کیا ہے اس سوال کی سپرٹ یہ ہے مجسٹریٹوں کی پروموشن due تھی اور Departmental Promotion Committee کے منعقد نہ ہونے کی وجہ سے ان کو ترقی نہیں مل رہی تھی۔ ان کے بارے میں وہ معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اور سوال یہ ہے کہ کیا مجسٹریٹوں کی پروموشن اگر due ہے تو وہ DPC کیوں نہیں ہو رہی اور ان کو ترقی کیوں نہیں دی جا رہی؟ تو اس کے بارے میں جواب میں بڑا واضح طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ ان کا سوال درست نہ ہے۔ بلکہ تین Departmental Promotion Committees ہو چکی ہیں اور اس سے پروموشن ہو چکی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کن کن صاحبان کو ترقی دی گئی ان کے نام کیا ہیں؟ اس کے لیے میں ان کو عرض کروں گا کہ نیا سوال دینا چاہیے اگر یہ ان کے نام معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! وزیر موصوف فرماتے ہیں کہ سوال پڑھا نہیں ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں جواب وزیر موصوف نے نہیں پڑھا۔ کیوں کہ وہاں صاف لکھا ہوا ہے کہ سات مجسٹریٹ صاحبان کو بطور اسسٹنٹ کمشنر ترقی دی گئی۔ جناب والا! اس میں کون سی مشکل بات ہے۔ تو وہ کون سے سات مجسٹریٹ صاحبان جن کو آپ نے ترقی دی ہے۔ اس میں نئے سوال کی کیا بات ہوئی؟ آپ ہی تو سات آدمی فرما رہے ہیں۔ ہمیں تو پتا نہیں۔ جن کو انھوں نے پروموشن دی ہے ہم تو ان کے نام پوچھتے ہیں۔ اس میں نیا سوال دینے کی کیا ضرورت ہے؟

وزیر خزانہ: جناب والا! میں اپنے فاضل دوست کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سات صاحبان نہیں اگر یہ غور سے دیکھیں تو لکھا ہوا ہے کہ جن کے ذریعے کل 38 مجسٹریٹ صاحبان کو اسسٹنٹ کمشنر کے عہدے پر ترقی دی گئی ہے۔ سات نہیں ہیں بلکہ یہ 38 ہیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: اس میں صرف سات کا لفظ لکھا ہوا جو میں آپ کو دکھا سکتا ہوں۔

وزیر خزانہ: آپ کے پاس انفرمیشن پرانی ہے جو میں انفرمیشن پیش کر رہا ہوں وہ latest ہے۔

ملک محمد اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب والا! ہمیں تو نئی پرانی کا پتا نہیں۔ لیکن میں نے تو وہ دیکھنی ہے جو ہمارے ڈیسک میں پڑی ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر، ملک اقبال لنگڑیال یہ درست ہے کہ ان کی latest اطلاع میں لکھا ہے کہ 38 مجسٹریٹ صاحبان کو اسسٹنٹ کمشنر کے عہدے پر ترقی دی گئی لیکن latest information سب کو circulate ہونی چاہیے۔ ملک اقبال احمد لنگڑیال کے پاس latest information کیوں نہیں؟

وزیر خزانہ، جناب والا! اس میں ہم نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو یہ latest information مہیا کی ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب والا! کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ یہ سوال کب کا دیا ہوا ہے اس کی کوئی تاریخ دے دیں اور کتنی دیر کے بعد اجلاس ہوتا ہے پھر اس میں بھی اتنے مہینوں کے بعد کریں تو مناسب نہیں۔

جناب سپیکر، ملک اقبال احمد لنگڑیال! میری انفرمیشن یہ ہے کہ آپ کے table پر یہ latest information موجود ہے۔ آپ ذرا اس کو چیک کر لیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب والا! مجھے تو اپنی table سے یہی ملا ہے۔ میں نے تو اسی کو پڑھا ہے اسی کو دیکھا ہے۔

جناب سپیکر، اچھا۔

جناب فرید احمد پراچہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جناب فرید احمد پراچہ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! جب دو دن پہلے یہ جوابات دیئے جاتے ہیں تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ممبران تیاری کرکے آئیں اور ان میں اور جو اس دن کاپی دی جائے اس میں تضاد نہیں ہونا چاہیے۔ ابھی کچھ عرصے سے یہ پریکٹس شروع ہوئی ہے کہ عین موقع پر اور کاپی ہوتی ہے اور معلومات ہوتی ہیں اور جو ایوان کی میز پر رکھا جاتا ہے اس پر معلومات اور ہوتی ہیں جو ممبران کو فراہم کی جاتی ہے۔ اس کی معلومات اور ہوتی ہیں یہ رولز اور پروسیجر کی روح کے منافی ہے اس لیے کہ اس میں اور اس کاپی میں تضاد نہیں ہونا چاہیے۔ انھیں ایک ہی طرح سے ہونا چاہیے۔۔۔۔۔۔

(جاری) سوال نمبر 153 کی بابت ضمنی سوالات

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب والا! اگر اس کو بھی دیکھ لیں تو پھر بھی میرا سوال یہی ہوگا کہ وہ کون سے 38 آدمی ہیں جن کو ترقی دی گئی ہے؟

جناب سپیکر، ملک صاحب! آپ کو کاپی مل گئی ہے؟۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جی ہاں' یہ پڑی ہے۔ انھوں نے ابھی دی ہے۔ یہ پہلی کاپی ہے اور یہ دوسری ہے اور اب میرا یہ سوال ہوگا کہ ان 38 آدمیوں کے نام بتا دیں کہ وہ 38 کون سے صاحبان ہیں جن کو آپ نے ترقیاں دی ہیں؟

جناب سپیکر، آپ یہ چاہتے ہیں کہ وہ ایوان میں ان 38 آدمیوں کے نام پڑھ دیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جی ہاں۔ بتا دیں کہ فلاں فلاں آدمی ہیں اور ان کو ہم نے ترقی دی ہے۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہ منسٹر فنانس کو کہتے ہیں کہ وہ اس کو table کر دیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، نہیں جناب! یہ جو کمیٹی بیٹھی ہے اس کمیٹی نے کوئی فیصلہ تو کیا ہے۔ محکمہ نے وزیر موصوف کو جو اطلاع دی ہے اس میں جو کمیٹی بیٹھی ہے اس نے کسی آدمی کا تو نام ترقی میں لکھا ہے کہ فلاں فلاں 37 آدمی ہیں یا 38 آدمی ہیں۔ ہم تو اس لسٹ کی بات کرتے ہیں کہ جو وہاں انھوں نے لسٹ شائع کی ہے یا ان کو دی ہے یا ان کو شاید نہیں ملی۔ ہم تو وہ پوچھتے ہیں کہ وہ کون سے 37 یا 38 آدمی ہیں؟

وزیر خزانہ، جناب والا! اجازت ہے۔

جناب سپیکر، کیا اس سوال میں جو اوریجنل سوال ہے اس میں ان مجسٹریٹ صاحبان کے نام پوچھے گئے ہیں کہ اس میں ان کے نام بتائے جائیں۔

وزیر خزانہ، جی نہیں۔

جناب سپیکر، نہیں پوچھے گئے ہیں۔ تو اب آپ اگر چاہتے ہیں کہ ان کے نام بتائے جائیں تو میں منسٹر فنانس سے یہ کہوں گا کہ وہ اس کو table کر دیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں؟

وزیر خزانہ، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہوں گا کہ اس سوال میں جیسا کہ آپ نے

صحیح پوائنٹ آؤٹ فرمایا کہ نام نہیں پوچھے گئے اور اگر جناب لنگڑیال کو نام معلوم کرنا مقصود ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ان کی خدمت میں پیش کر دئیے جائیں گے اور ہاؤس میں table کر دئیے جائیں گے۔ ایسی کوئی پرابلم نہیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ اس مقصد کے لیے ہوتا ہے کہ محکمہ جو وزراء کو انفرمیشن دیتا ہے وہ واقعی درست دیتا ہے اورمکمل دیتا ہے یا کہ نامکمل دیتا ہے۔ ورنہ وہ تو اگر ان 38 آدمیوں کے نام میں پوچھنا چاہوں تو وہ میں محکمہ سے بھی جا کر پتا کر سکتا ہوں۔ اس میں کوئی مشکل نہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب ہم ان سے کوئی ضمنی سوال کرتے ہیں تو آیا محکمہ والے ان کو صحیح رپورٹ دیتے ہیں۔ ان کو صحیح اطلاعات دیتے ہیں یا وزراء صاحبان کو ادھوری اطلاعات ملتی ہیں۔ مقصد یہ ہے ورنہ تو کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر، ملک اقبال احمد خان لنگڑیال میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت منسٹر فنانس کو ان مجسٹریٹصاحبان کے نام جن کی پروموشن ہو گئی ہے اگر دو چار ہوں تو وہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ اس کو ابھی یہیں فوری طور پر جائیں لیکن یہ 38 نام ہیں اور یہ ایوان کا وقت ضائع کرنے کے مترادف بات ہے کہ اب وہ ایک لسٹ کو آپ کے ضمنی سوال پر ہاؤس میں پڑھنا شروع کر دیں میں اس پر یہ فیصلہ دیتا ہوں کہ منسٹر فنانس یہاں ہاؤس میں اس لسٹ کو ٹیبل کر دیں۔ اور کوئی ضمنی سوال؟ اگلا سوال جناب ریاض فتیانہ صاحب

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہ تھے) اگلا سوال غلام سرور خان صاحب۔

جناب غلام سرور خان، ان کے ایماء پر......

رانا ثناء اللہ خان، (سوال نمبر 224 طبع شدہ دریافت کیا گیا)

مشیروں کے دوروں کی تفصیل

*234-خان غلام سرور خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) موجودہ وزیر اعلیٰ کے مشیروں نے تاریخ تقرری سے لے کر 15 جنوری 1991ء تک صوبہ میں کس کس مقام کا دورہ کیا اور ہر مشیر صاحب نے کتنائی اے/ڈی اے وصول کیا اور دورہ کا مقصد کیا تھا ہر دورہ کے لیے حاصل کردہ ٹی اے/ڈی اے اور پٹرول کی تفصیل الگ الگ

بیان کی جائے؟

وزیرخزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی)، حکومت پنجاب کے مشیروں کی تقرری 16 نومبر 1990ء کو عمل میں آئی۔ اس وقت ان کی تعداد گیارہ ہے۔ انھوں نے تاریخ تقرری سے لے کر 15 جنوری 1991ء تک جن جن مقامات کا دورہ کیا اور وصول شدہ ٹی اے/ڈی اے اور پٹرول کی تفصیل الگ الگ مہیا کر دی گئی جو ایوان کی میز پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

نائب قاصد کی بحالی کے لیے اقدام

*282 میاں محمود احمد، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے مسٹر محمد منیر ولد محمد بشیر ساکن نزد ناز سنیما بھٹو چوک گجرات کو ڈپٹی کمشنر گجرات نے ڈسٹرکٹ سلیکشن کمیٹی کی سفارش پر مورخہ یکم ستمبر 1990ء کو ڈسٹرکٹ آفس میں بطور نائب قاصد تعینات کیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محمد اشرف یوسفی مجسٹریٹ درجہ اول نے اسے اپنے گھر پر کام کرنے کے لیے کہا اور مجبور کیا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ابتدا ملازمت سے ہی متذکرہ نائب قاصد سے مجسٹریٹ مذکورہ گھریلو کام لیتا رہا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب مسٹر محمد منیر نے کہا کہ میں دفتر کے لیے بھرتی ہوا ہوں مجھے دفتر میں کام کرنے دیں تو مذکورہ مجسٹریٹ نے مسمی محمد منیر سے زبردستی استعفیٰ لکھوا لیا۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس مجسٹریٹ کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور محمد منیر کو اپنی جگہ پر بحال کرکے کام کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان کریں؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ ڈپٹی کمشنر گجرات کے دفتر میں محمد منیر نائب قاصد کی طرف سے ایسی کوئی رپورٹ موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) یہ بھی درست نہ ہے کیونکہ ایسی کوئی رپورٹ نائب قاصد یا کسی اور کی جانب سے ڈی سی آفس گجرات میں موصول نہ ہوئی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے محمد منیر نائب قاصد باقاعدہ ملازمت پر کام کر رہا ہے۔

(ح) جیسا کہ الف' ب' ج اور د میں جواب دے دیا گیا ہے اس لیے ایسے اقدام کی ضرورت نہ ہے۔

MR SPEAKER: On his behalf, it will be taken as read. Any supplementary question?

(سوال نمبر 224 پر ضمنی سوالات نہیں پوچھے گئے)۔

No supplementary question. Next question Mian Mahmood Ahmad

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہ تھے)

Next question. Dr Syed Waseem Akhtar.

ڈاکٹر سید وسیم اختر۔ ان کے ایماء پر----

جناب فرید احمد پراچہ، (سوال نمبر 352 طبع شدہ دریافت کیا گیا)

وزیر اعلیٰ کے دورے پر اخراجات کی تفصیل

*352 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

"نومبر 1990ء میں وزیر اعلیٰ کے بہاولپور کے ایک روزہ دورے کے دوران کتنے اخراجات ہوئے اور یہ اخراجات کس مد سے پورے کیے گئے؟"

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی): جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے نومبر 1990ء میں بہاولپور کا کوئی دورہ نہ فرمایا ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی اخراجات کیے گئے ہیں۔

MR SPEAKER: On his behalf, it will be taken as read. Any supplementary question?

(سوال نمبر 352 کی بابت ضمنی سوالات)

جناب فرید احمد پراچہ: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال جناب فرید احمد پراچہ۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! اس میں یہ دریافت کیا گیا تھا کہ "نومبر 1990ء میں وزیر اعلیٰ کے بہاولپور دورے کے دوران کتنے اخراجات آئے" جواب میں کہا گیا کہ "نومبر 1990ء میں وزیر اعلیٰ پنجاب بہاولپور کا کوئی دورہ نہ فرمایا ہے۔"

جناب سپیکر! ڈاکٹر وسیم اختر نے مجھے ٹیلی فون پر یہ بتایا ہے کہ یہ بالکل غلط جواب ہے۔ نومبر 1992 میں ان کا دورہ ریکارڈ پر ہے اور انھوں نے یہ دورہ کیا ہے۔ یہ ایک واضح قسم کا غلط جواب ایوان میں کیوں دیا گیا ہے؟

وزیر خزانہ: جناب والا! جو انفرمیشن ہاؤس کو دی گئی ہے وہ درست ہے۔ سوال یہ ہے ۔ میں پڑھ دیتا ہوں کہ "نومبر 1990ء میں وزیر اعلیٰ کے بہاولپور کے ایک روزہ دورے کے دوران کتنے اخراجات ہوئے اور یہ اخراجات کس مد سے پورے کیے گئے"؛ تو سوال کا جواب بڑا واضح ہے کہ "نومبر 1990ء میں بہاولپور کا وزیر اعلیٰ نے کوئی دورہ نہیں فرمایا"۔ سوال نومبر 1990ء کا ہے۔ جواب نومبر 1990ء کا ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! بہاولپور کے ایم پی اے ڈاکٹر وسیم اختر نے یہ سوال دیا ہے ان کا اصرار ہے کہ وزیر اعلیٰ نے یہ دورہ نومبر 1990ء میں فرمایا ہے۔ آیا یہ کوئی خفیہ دورہ تھا کہ جس کا سرکاری ریکارڈ میں کوئی اندراج نہیں۔ اگر یہ واضح دورہ ہے تو پھر اس کا کوئی باقاعدہ ریکارڈ ہونا چاہیے۔ اس بارے میں وضاحت فرمائیں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! Chief Executive of the Province جب کسی ضلع کا یا کسی ڈویژن کا دورہ کرتے ہیں تو وہ خفیہ نہیں کرتے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ انھوں نے نومبر میں کوئی دورہ نہیں کیا۔ اب سوال اٹھتا ہے کہ ڈاکٹر وسیم اختر بضد ہیں کہ جناب وزیر اعلیٰ نے بہاولپور کا دورہ کیا ہے تو میں عرض کر رہا ہوں کہ نومبر میں نہیں کیا لیکن آپ کی تشنگی کو دور کرنے کے لیے میں عرض کر دوں کہ وزیر اعلیٰ نے دسمبر میں دورہ کیا۔ اگر آپ پوچھتے دسمبر کا ذکر کرتے تو میں جواب ضرور دیتا نومبر کا دورہ نہیں تھا' دسمبر کا تھا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

تحت سوالات دئیے جاتے ہیں۔ ٹیکنیکل ناک آوٹ کرنے کی کوشش نہیں ہوتی۔ یہی پارلیمانی ایک روایت ہے اورجمہوریت کی ایک روح ہے۔ اس لحاظ سے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ جب یہ بات معلوم تھی کہ یہ دورہ دسمبر میں ہوا ہے تو ایک دو دن کے فرق پرممکن ہے کہ وہ دسمبر کے پہلے ہفتہ میں ہوا ہو تو محض اس وجہ سے اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ یہ دراصل ایوان کے استحقاق کو ایک لحاظ سے مجروح کرنے والی بات ہے۔

جناب سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات درست نہیں بلکہ اگر دسمبر کا دورہ ہے اور پوچھا گیا ہے نومبر کا تو اس پر یہی جواب ہونا چاہیے تھا جو یہاں پر جواب آیا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور سوال کرنے والے کو well informed ہونا چاہیے۔ اگر چیف منسٹر کے بارے میں کوئی سوال کیا جاتا ہے تو ان کو پہلے تیار ہونا چاہیے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ان کے ایماء پر-----

رانا ثناء اللہ خان: (سوال نمبر 357 طبع شدہ دریافت کیا گیا)

بڑی سرکاری گاڑیوں کی جگہ چھوٹی گاڑیوں کو استعمال کرنا

*357۔ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پاکستان کے سابقہ وزیر اعظم محمد خان جونیجو نے اپنے دور حکومت میں بڑی سرکاری گاڑیوں کے استعمال پر پابندی عائد کر دی تھی۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ کچھ عرصہ اس حکم پر عملدر آمد ہوا تھا مگر بعد میں پھر بڑی گاڑیاں ہی وزیر اعلیٰ کے زیر استعمال ہیں۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ آج کل پٹرول کی قلت ہے اور حکومت کے خزانے پر بوجھ ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بڑی گاڑیوں کے استعمال پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اپنے ہی ملک کی بنی ہوئی گاڑی کو استعمال کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی):

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) ہمارے پاس صدر / وزیر اعظم پاکستان غیر ملک سرکاری وفود اور اقوام متحدہ کے مشن کے ارکان تشریف لاتے ہیں۔ ان کے لیے ہمیں بڑی گاڑیاں رکھنی پڑتی ہیں۔ ہزار سی سی سے اوپر والی گاڑیاں عموماً افسران کو نہیں دی جاتیں۔ وزراء کرام کے استعمال میں بھی عموماً 1300 سی سی کی کاریں رہتی ہیں۔ وزیر اعظم کے احکام کی پابندی کی جا رہی ہے۔

MR SPEAKER. On his behalf, it will be taken as read. Any supplementary question?

سوال نمبر 357 کی بابت ضمنی سوالات۔

رانا ثناء اللہ خان، ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان ضمنی سوال۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس سوال کے جز (د) کا جو جواب دیا گیا ہے وہ غلط ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کا ہم میں سے ہر شخص، ہر معزز ممبر گواہ ہے لیکن اس کے باوجود ایوان میں یہ غلط جواب پیش کیا گیا ہے کہ "ہمارے پاس صدر / وزیر اعظم پاکستان غیر ملکی سرکاری وفود اور اقوام متحدہ کے مشن کے ارکان تشریف لاتے ہیں ان کے لیے ہمیں بڑی گاڑیاں رکھنی پڑتی ہیں۔ 1000 سی سی سے اوپر والی گاڑیاں عموماً افسران کو نہیں دی جاتیں وزراء کرام کے استعمال میں بھی عموماً 1300 سی سی کی کاریں رہتی ہیں۔ وزیر اعظم کے احکام کی پابندی کی جا رہی ہے"۔ یہ اس حکم سے متعلق جزو (الف)، (ب)، (ج)، (د) میں پوچھا گیا تھا کہ وزیر اعظم محمد خان جونیجو نے جو بڑی سرکاری گاڑیوں کے استعمال پر پابندی لگائی تھی اس پر کیا عمل کیا جا رہا ہے یا نہیں کیا جا رہا۔ تو اس میں یہ کہا گیا ہے کہ عمل کیا جا رہا ہے جبکہ یہ بالکل ہی غلط ہے۔ یہ روزانہ کے مشاہدے کی بات ہے کہ اس پر قطعاً عمل درآمد نہیں ہو رہا۔

MR SPEAKER: What is the supplementary question Rana Sahib?

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں نے تو یہ ضمنی سوال کرنے سے پہلے یہ بات عرض کی ہے کہ اس

سوال کا جواب ہی غلط دیا گیا ہے۔ تو اس پرضمنی سوال کیا کیا جائے؟ اب سوالات کے جوابات اس طرح کیے جاتے ہیں کہ جس چیز کو ساری دنیا دیکھتی ہے۔ ہم روزانہ دیکھتے ہیں۔

جناب سپیکر، سوال یہ ہے کہ اگر کسی سوال کا جواب غلط ہے تو اس کے لیے آپ کے پاس remedy موجود ہے۔ رولز اور پروسیجر میں آپ کے پاس remedy موجود ہے۔ اس پر آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس پر ہماری گزارش یہی ہے کہ اس سوال کو پینڈ نگ کریں۔

جناب سپیکر، کس بات پر pending کریں؟

رانا ثناء اللہ خان: اس کو اس بات پر pending کریں کہ یہ جواب غلط دیا گیا ہے۔ اس کا درست جواب ایوان میں پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر، مجھے آپ مطمئن کریں کہ اس سوال کے جواب کا کون سا حصہ غلط ہے؟

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی ضمنی سوال جناب فرید احمد پراچہ۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ وزراء کرام کے استعمال میں عموماً 1300 سی سی کی کاریں رہتی ہیں تو جناب والا! یہ "عموماً" کا لفظ سال میں کتنے دنوں کے لیے استعمال کیا گیا ہے؟

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! سوال ان گاڑیوں کے بارے میں ہو رہا ہے جو وزراء' ایڈوائزرز' گورنر' وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم استعمال اور ان کی entitlement کے بارے میں ہو رہا ہے۔ اور سوال حکومت کی اس پالیسی کے تحت ابھرا جب 1987ء میں وزیر اعظم جناب محمد خاں جونیجو نے نئی پالیسی کا اعلان کیا تھا۔ اب جو جناب فرید احمد پراچہ نے ضمنی سوال کیا ہے کہ عموماً سے کیا مراد ہے تو جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ میں نے سوال کا جواب واضح طور پر دیا ہے کہ گاڑیوں کے بارے میں وزراء کی entitlement ہے کہ وہ 1300 سی سی کی گاڑیاں استعمال کرنے کے مجاز ہیں اب جناب والا سوال یہ اٹھتا ہے کہ ایک طرف تو قومی خزانے کی بات ہوتی ہے اور سیدھے جا بوجھ کی بات ہوتی ہے آپ جانتے ہیں کہ گاڑیاں قابل استعمال چیز ہے wear and tear ہوتی ہے اس کے break down ہوتے ہیں

اب پوچھنا یہ تھا کہ جو ان کی entitlement کی 1300 سی سی کی گاڑیاں اب road worthy نہیں رہیں اور اب کیا کیا جائے کیا ان کو نئی گاڑیاں خرید کر دی جائیں یا ہمارے پاس جو گاڑیاں pool میں ہیں وہ ان کو دے دی جائیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ نئی گاڑیوں کی خرید پر حکومت نے پابندی لگا رکھی ہے اب کیا یہ رولز کو relax کرکے کیا جائے۔ اور in the larger public interest چیز کیا ہوگی تو جناب والا! نئی پرچیز کو discourage کرنے اور غیر ترقیاتی اخراجات کو کم سے کم رکھنے کے لیے ہم نے یہ کیا ہے کہ جن چند وزراء کی گاڑیاں road worthy نہیں رہیں ان کو ان کی entitlement سے pool/above سے گاڑیاں دی گئی ہیں لیکن عام طور پر ان کے لیے 1300 سی سی کی گاڑیاں استعمال ہوتی ہیں۔ اور وہی ان کی entitlement ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جناب وزیر موصوف نے in the larger public interest فرمایا ہے کہ وزراء کے بارے میں یہ کیا گیا کہ قومی خزانے پر نئی گاڑیوں کی خریداری کا بوجھ نہ ہو اس لیے ان کو pool میں سے گاڑیاں دی گئیں تو جناب والا کیا یہ پریکٹس عام افسران کے بارے میں کی گئی اور ان کو بھی pool میں سے گاڑیاں دی گئیں یا بڑی گاڑیاں دی گئیں یا ان کے لیے 1000 سی سی کی نئی گاڑیاں خریدی گئیں یہ پریکٹس ان کے لیے بھی کی گئی ہے یا صرف وزراء کے لیے کی گئی ہے؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! افسران کو ان کی entitlement کے مطابق گاڑیاں مہیا کی جاتی ہیں اور صرف اضلاع میں protocol ڈیوٹی کے لیے کبھی کبھی pool کی گاڑیاں بھیجی جاتی ہیں اور کبھی کچھ گاڑیاں وہاں سٹیشن کی جاتی ہیں کیونکہ دورے اچانک ہوا کرتے ہیں تو لاہور سے فوری گاڑی بھجوانا کئی دفعہ feasible نہیں ہوتا تو ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر protocol ڈیوٹی کے لیے گاڑیاں مہیا کی جاتی ہیں اگر اس تعداد سے زیادہ ضرورت ہو تو یہاں provincial pool سے گاڑیاں مہیا کی جاتی ہیں لیکن افسران entitlement کے مطابق گاڑیاں استعمال کرتے ہیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ یہ جو افسران کو گاڑیاں دی جاتی ہیں یہ کتنے سی سی کی ہوتی ہیں؟

وزیر خزانہ: یہ جناب والا! for use as a staff car by all other officers in BPS-22 کار کی entitlement 1000 سی سی کی ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال ، جناب سپیکر! کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم اس ایوان میں بیٹھے ان افسران کی پاس داری کرتے ہیں اور جو انھوں نے غلط روّیہ اپنایا ہوا ہے اور ہم اس کی سپورٹ بھی کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جو وزیر خزانہ فرمارہے ہیں یہ صحیح ہے یا غلط ہے کیونکہ ان کے پاس عام طور پر پیجارو گاڑیاں دکھی گئی ہیں اور وہ بھی 2300 سی سی کی ہوتی ہیں آپ ابھی رجسٹریشن بک منگوا کر دیکھ لیں آیا پیجارو گاڑی 1300 سی سی کی ہے یا 1000 سی سی کی ہے یہ کتنے سی سی کی ہے جناب والا! وہ 2300 سی سی کی گاڑیاں ہوتی ہیں جو ڈپٹی کمشنر اور کمشنروں کو دی جاتی ہیں تو جناب والا! اگر صحیح بات ہی نہیں بتائی ہوتی تو پھر ان سوالات کا مقصد کیا ہوا تو جناب والا میرا سوال یہ ہے کہ جو گاڑیاں افسران کے پاس ہوتی ہیں وہ 2300 سی سی کی ہوتی ہیں لیکن یہاں پر بار بار یہ ذکر آیا ہے کہ جی یہ 1300 سی سی ہے یا 1000 سی سی ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ ان کے پاس پجارو گاڑیاں نہیں ہوتی؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں اور جیسے میں نے پہلے عرض کی کہ کچھ گاڑیاں ان کے پاس ایسی ہوتی ہیں جو protocol duty کی ہیں اب میرے فاضل دوست نے پجارو جیپوں کے بارے میں ذکر کیا۔ میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں یہ 21 دسمبر 1987ء کے نوٹیفکیشن کے چند جملے پڑھ دیتا ہوں۔

> I am directed to inform you that Chief Minister of the Punjab has been pleased to exempt PAJERO Jeeps already available with the Department from the operation of the new transport policy until their condemnation/replacement.

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! وزیر موصوف کے جواب سے یہ تاثر ہوتا ہے کہ وزیر اعظم کے احکامات کی پابندی کی جارہی ہے اور اب یہ بتایا جارہا ہے کہ وہ پول کی مجبوری بن گئی اور یہ ہوگا اور خرچہ بچایا گیا اس لیے یہ گاڑیاں اب اس حساب سے فراہم کی جارہی ہیں۔ تو جناب والا! اس سے کیا تاثر لیا جائے ان کی کون سی بات صحیح ہے کہ کیا وزیر اعظم کے احکامات کی پابندی کی جارہی ہے انھوں نے اب یہ فرمایا ہے کہ پابندی نہیں کی جارہی اور اس کی یہ وجوہات ہیں۔ تو جناب والا! ان کی کون سی بات درست ہے۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان' آپ کا سوال کیا ہوا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا مطلب یہ ہے کہ یہ چیئر کی ذمہ داری ہے کہ اس امر کی یقین دہانی کرائی جائے کہ ایوان میں سوالات کے جوابات درست ہوں واضح ہوں اور ان میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہونا چاہیے کہ ہمیں جو جواب لکھ کر دیا جائے وہ کچھ اور ہو اور اس کے بعد اس کی وضاحت کچھ اور ہو۔

جناب سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کے سوالات کے جوابات صحیح آنے چاہئیں اور اس سلسلے میں اگر آپ یہ نشان دہی کریں گے کہ جواب صحیح نہیں آیا تو اس بارے میں میں متعلقہ محکمہ سے یہ کہوں گا کہ اس بات کا جواب درست دیا جائے لیکن میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس رولز میں ایک remedy موجود کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ جواب غلط آیا ہے تو آپ اس کو تحریک استحقاق کے ذریعے agitate کر سکتے ہیں۔ آپ کے پاس ایک remedy موجود ہے جس کے ذریعے آپ agitate کرتے رہتے ہیں تو رولز میں اس بات کا مداوا موجود ہے کہ اگر کوئی جواب غلط آتا ہے اور جان بوجھ کر غلط دیا جاتا ہے تو آپ اس کو agitate کر سکتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کی یہ بات اور آپ کا یہ فرمان درست ہے کہ ہمارے پاس یہ remedy available ہے کہ ہم کسی سوال کے غلط جواب پر تحریک استحقاق دے سکتے ہیں لیکن جناب والا! یہ ایک لمبا پروسیجر ہے۔ لیکن جناب والا! اس سے شارٹ پروسیجر بھی ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہو سکتا ہے کہ جب آپ اس بات کو دیکھیں کہ واقعی اس سوال کے جواب میں تضاد ہے یعنی جو لکھ کر دیا گیا ہے اور جس کی on the floor of the House وضاحت کی ہے اسے آپ ملتوی فرما سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ اسی سیشن میں اس سوال کا جواب ٹیبل کیا جائے ایوان میں پیش کیا جائے۔ جناب والا! اس طرح متعدد بار ہوا ہے۔ میں نے اس لیے رولز کا حوالہ نہیں دیا تھا بلکہ روایت کا حوالہ دیا تھا کہ یہ روایت رہی ہے کہ آپ نے جب بھی کسی سوال کے جواب کو دیکھا کہ وہ مبہم ہے وہ صحیح نہیں ہے اور اس میں تضاد پایا جاتا ہے تو آپ نے رولنگ دی کہ اس کا جواب دوبارہ دیا جائے۔ اور اس کو آپ نے ملتوی فرمایا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب' اس میں confusion کیا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جواب کے جزو "د" میں یہ کہا گیا ہے کہ وزیر اعظم کے احکام کی پابندی کی جا رہی ہے۔ سوال یہی پوچھا گیا تھا کہ وزیر اعظم کے احکامات کی پابندی کی جا رہی ہے یا

نہیں کہ جا رہی اور ان احکامات کے تحت 13000cc سے زیادہ کی گاڑی وزراء صاحبان یا متعلقہ آفیسر استعمال نہیں کر سکتے اور جواب یہ دیا گیا ہے کہ وزیر اعظم کے احکامات کی پابندی کی جا رہی ہے۔ جبکہ جو وضاحت وزیر موصوف نے ایوان میں فرمائی ہے اس میں انھوں نے واضح طور پر یہ تسلیم کیا ہے کہ ان کی پابندی نہیں کی جا رہی اور اس کی وجوہات اور مجبوریاں فلاں فلاں ہیں اس لیے بڑی گاڑیاں دی گئیں ہیں۔

جناب سپیکر، جناب وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ، جناب والا! رانا ثناء اللہ نے کہا کہ روایت یہ رہی ہے کہ ایوان کو درست جوابات دیئے جائیں۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں یقینی طور پر یہ اس ایوان کا استحقاق ہے کہ اس کو سوالات کا درست جواب دیا جائے۔ میں ایوان میں کہہ رہا ہوں کہ میں اپنے علم کے مطابق درست جواب دے رہا ہوں۔ اس کے لیے ہم محنت کرتے ہیں، pain لیتے ہیں اور کوشش کی جاتی ہے کہ ایوان کو صحیح جواب دیا جائے۔ جو جوابات میں نے دیئے ہیں وہ مبہم نہیں بلکہ واضح اور clear cut ہیں اب سوال یہ ہے کہ ایک سوال کیا گیا اور اس کی وضاحت کیا کی گئی۔ جناب والا! ایک سوال کیا جاتا ہے پھر اس کیے ہوئے سوال کا جواب آتا ہے۔ یہاں ضمنی سوالات ہو رہے ہیں اور ان کے متعلق میں پیشن گوئی نہیں کر سکتا کہ کیا ہوں گے وہ the cuff کیے جاتے ہیں اس وقت جو جواب میرے پاس ہے وہ میں ان کو دے رہا ہوں اور وہ میں درست دے رہا ہوں، وہ مبہم نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، جناب فرید احمد پراچہ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! میں وزیر خزانہ کی اس وضاحت پر یہ عرض کر سکتا ہوں کہ۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

سوال کا کوئی جواب نہیں دیا گیا، اس کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں کی گئی اور خود انہوں نے اپنے جواب میں اس ضمنی سوال کے جواب میں اس سارے تضاد کا اعتراف بھی کر لیا ہے۔ جناب سپیکر! تحریک استحقاق کا اپنا حق محفوظ رکھتے ہوئے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ ابھی چند روز پہلے تین سیکرٹری حضرات کے لیے تین نئی سجارو گاڑیاں خریدی گئی ہیں جن میں سیکرٹری مواصلات و تعمیرات بھی شامل ہیں اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ اکثر وزرائے کرام کے

زیر استعمال سجارو گاڑیاں رہتی ہیں۔ کیا یہ وزیر اعظم کی اس پالیسی کے منافی اور اس سے تضاد نہیں۔

وزیر خزانہ: جناب والا! میرے فاضل دوست نے جو شعر پڑھا۔ اس سے تو میں پریشان ہو گیا۔ یہاں سوالات و جوابات ہو رہے ہیں خدانخواستہ ہم ضمنی انتخابات کے بارے میں نہیں سوچ رہے بات صرف یہ ہے کہ جو سوال کیا گیا ہے اس کے بارے میں میں واضح جواب دے رہا ہوں۔ آپ نے سجارو گاڑیوں کا ذکر کیا تو میں نے ایوان کی خدمت میں عرض کی ہے سجارو گاڑیاں اس زمرے میں نہیں آتیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! میری طرف سے بس یہ آخری ضمنی سوال ہے' باقی دوسرے صاحبان کر سکتے ہیں کہ وزیر اعظم کی پالیسی فائق ہے یا وزیر اعلیٰ صاحب کا ڈائریکٹو فائق ہے۔ وزیر اعظم کی پالیسی واضح ہے لیکن وزیر اعلیٰ کے ڈائریکٹو کو سجارو گاڑیوں کے لیے سہارا لیا گیا ہے۔ کیا وزیر اعظم کی پالیسی پر عملدرآمد ہو گا یا وزیر اعلیٰ کو اختیار ہے کہ وہ جو چاہے اس میں ترمیم کر لیں۔

جناب سپیکر: جی وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب والا! پالیسیاں شخصیات کی نہیں ہوتیں بلکہ حکومتوں کی ہوا کرتی ہیں اور حکومت پاکستان کی جو پالیسی ہے اس پر حکومت پنجاب عمل پیرا ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! میری درخواست ہو گی کہ جتنے بھی جوابات دیے گئے ہیں وہ درست نہ ہیں اور وزیر موصوف سے میں گزارش کروں گا کہ اس کے مکمل کوائف آئندہ ایوان میں پیش کریں تاکہ اس پر مزید بات کی جا سکے۔ شکریہ!

ڈاکٹر ممتاز علی: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر' میرا ایک سوال نمبر 621 نہایت اہم نوعیت کا حامل ہے۔ اس کو ٹیک اپ کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ابھی سوال نمبر 392 زیر غور ہے۔ اس سوال کے بارے میں ملک اقبال احمد خان لنگڑیال یہ چاہتے ہیں کہ اس کو موخر کر دیا جائے۔ لیکن ملک صاحب مجھے آپ بتائیں کہ اس میں کون سی ایسی انفرمیشن ہے جو باقی رہ گئی اور وزیر خزانہ نے فراہم نہیں کی۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! وزیر خزانہ کی سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا۔ رانا صاحب نے اس کی تفصیل سے وضاحت کی ہے کہ جزو "د" میں جو جواب دیا گیا ہے وہ بنیادی طور پر ٹھیک نہیں تو باقی سوال کی اہمیت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ ابھی جو پراچہ صاحب نے سوال کیا کہ وزیر

اعظم کا حکم فائق ہے یا وزیر اعلیٰ کا' تو وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ وفاقی حکومت کا حکم مانا جاتا ہے لیکن دوسری طرف وزیر اعلیٰ کے حکم پر یہ تین پجارو خریدی گئی ہیں۔ جناب والا! اس سوال کا جواب کیا ہوا۔ اوپر تو ہم مان لیتے ہیں کہ ہم حکومت پاکستان کے احکامات کی تعمیل کریں گے لیکن نیچے کہہ دیتے ہیں کہ حکومت نے ڈائریکٹو جاری کر دیا ہے۔ تو یہ سوال نامکمل ہوا جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ اس کا تو "کوئی سر پیر ای نئیں اے"۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ اس سوال کو موخر کر دیا جائے اور میں اپنے بھائی سے درخواست کروں گا کہ اس کی پوری وضاحت کریں اور اس کو دوبارہ ایوان میں پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر، ملک اقبال احمد خان لنگڑیال! میرے خیال میں کوئی ایسی چیز رہ نہیں گئی کہ جس کی تفصیلات منسٹر انفرمیشن اس بارے میں دیں اس لیے میں ملک صاحب کی اس بات کو entertain نہیں کرتا کہ اس سوال کو مؤخر کیا جائے البتہ معزز اراکین کے خیال میں اس میں کچھ تضادات ہیں لیکن اس کے لیے ان کے پاس remedies موجود ہیں جن کے تحت وہ رولز کے مطابق کسی طریقے سے بھی کارروائی کر سکتے ہیں۔ چودھری محمد فاروق ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! اس سوال کے جزو "د" میں پوچھا گیا ہے کہ آیا حکومت اپنے ہی ملک کی بنی ہوئی گاڑی کو استعمال کرنے کو تیار ہے تو اسی سوال کو میں دہراتا ہوں کہ آیا ہماری حکومت اپنے ملک کی بنی ہوئی گاڑی کو استعمال کرنے کو تیار ہے؟

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! اس سے زیادہ خوشی کی کیا بات ہو سکتی ہے کہ اپنے ہی ملک کی بنی ہوئی گاڑیاں خریدی اور زیر استعمال لائی جائیں سب سے پہلے تو سوال یہ اٹھتا ہے کہ پاکستان میں کوئی بھی ایسی گاڑیاں نہیں جو زیر استعمال لائی جائیں سب سے پہلے تو سوال یہ اٹھتا ہے کہ پاکستان میں کوئی بھی ایسی گاڑی نہیں جو سو فیصد پاکستان میں بنائی جائے۔ صرف سوزوکی گاڑیاں ایسی ہیں کہ جس کی کچھ percentage پاکستان میں تیار ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس وقت جتنی بھی 1000cc کی گاڑیاں خریدی جاتی ہیں وہ پاکستان کی بنی ہوئی سوزوکی ہی خریدی جا رہی ہیں۔ پوٹھوار جیپ جو ہمارے آفیسرز استعمال کرتے ہیں وہ پاکستان ہی کی بنی ہوئی ہے۔ ان شاء اللہ ہماری کوشش ہے کہ ملکی صنعت کی حوصلہ افزائی کی جائے جو پاکستان میں بنی ہوئی چیز دستیاب ہو گی ہم اسے ترجیح ضرور دیں گے۔

جناب سپیکر، خانزادہ تاج محمد ضمنی سوال فرمانا چاہتے ہیں؟

KHANZADA TAJ MUHAMMAD: The matter of information rather than supplementary question.

There are certainly provincial subjects and Federal subjects. The advice of Federal Government on matters of Provincial Subjects is advisory, therefore, the provision of Pajero to Minister, given or not given, is not binding and to give the Minister a Pajero is not very great. There are very very ordinary people running about Pajero. The representative of whole of Punjab goes in Pajero is a matter of very small consequence I think we should not be hypnatised.

MR SPEAKER: He is talking on behalf of Minister for Finance

اگلا سوال جناب فرید احمد پراچہ۔

(نشان زدہ سوال نمبر 481)

لاھور میں ایڈیشنل سیشن ججوں کی تعداد

*481۔جناب فرید احمد پراچہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں کل کتنے ایڈیشنل سیشن جج اور سول جج حضرات کام کر رہے ہیں۔

(ب) کتنے مقدمات ان عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور انھیں کتنی مدت گزر چکی ہے؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی):

(الف) عدالت عالیہ لاہور سے موصول شدہ اعداد و شمار کے مطابق ضلع لاہور میں ایک ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج 11 ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ایک، سینئر سول جج اور 44 سول جج صاحبان کام کر رہے ہیں۔

(ب) ان افسران کی عدالتوں میں 31 جولائی 1992ء تک کل 30930 مقدمات زیر سماعت تھے۔ ان

میں سے 15510 مقدمات زائد از چھ ماہ 8822 زائد از ایک سال اور 3572 زائد از دو سال سے زیر سماعت ہیں۔

جناب سپیکر: جناب فرید احمد پراچہ' اس پر آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! مقدمات کی ایک بڑی تعداد جو کہ ابھی زیر سماعت ہے۔ اور جواب میں زیر سماعت مقدمات کی تعداد 30930 بتائی گئی ہے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مقدمات کے اس بوجھ کو کم کرنے کے لیے بجٹ میں نئے ججوں کی تقرری کے لیے رقم کیوں نہیں رکھی گئی اور اس معاملہ کو اس انداز سے کیوں چھوڑا ہے کہ ایک طویل عرصہ تک مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت رہیں اور لوگ پریشان رہیں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے جو سوال کیا ہے اس سے شاید ان کی مراد یہ ہے کہ عدالتوں میں جو pendency ہے اس کو highlight کرنا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! لاہور میں تعینات ججوں کی تعداد' چاہے یہ سیشن جج' ایڈیشنل سیشن جج' سینئر سول جج یا سول جج ہوں' کو میں اپنے لکھے ہوئے جواب میں پیش کر چکا ہوں۔ اب آپ نے نشان دہی فرمائی ہے کہ اس وقت لاہور میں زیر التواء 30930 مقدمات ہیں۔ یقیناً ہیں لیکن جناب سپیکر! اگر آپ لاہور کی judiciary کی performance کو judge کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو اس کے تقابلی جائزے کو بھی مد نظر رکھنا ہوگا۔ میں نے معزز رکن کی خدمت میں عرض کیا ہے اس حساب سے 31 جولائی 1992ء تک 30930 مقدمات زیر التواء تھے لیکن اگر ہم ایک سال پیچھے چلے جائیں اور موازنہ کریں تو 31 مارچ 1991ء کو لاہور میں 38775 مقدمات زیر التواء تھے۔ اب آپ اگر اس trend کو دیکھیں تو یہ trend اس بات کا متقاضی ہے کہ ہماری pendency کی طرف رجحان کم ہو رہا ہے اور مقدمات کے فیصلے پہلے سے زیادہ تیزی سے ہو رہے ہیں اور درست انداز میں ہو رہے ہیں۔ جناب والا میں یہاں دو چیزیں اور واضح کرنا چاہتا ہوں ایک یہ کہ عدالتوں کے نظام کا اپنا ایک طریق کار ہے۔ جناب سپیکر! ہم کہیں تیزی میں' عجلت میں یہ نہ کر پائیں کہ جو ethic of justice ہے' جو procedure of justice کا elaborate system ہے کہیں اس کو ہم compromise تو نہیں کر رہے ہیں اگر ہم اس procedure of justice کو compromise کیے بغیر عدالتوں میں زیر التواء مقدمات کو تیزی سے نمٹا رہے ہیں تو یہ ایک healthy trend ہے اور پچھلے سال کا موازنہ جو میں نے ایوان کی خدمت میں پیش کیا ہے وہ اس بات کی

نشاندہی کرتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، رانا ثناء اللہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اکثر ایسے سوالات جو کہ انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں جیسا کہ ڈاکٹر ممتاز کا سوال ہے جو کہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ ایسے سوالات کو delay کرنے کے لیے اور اس لیے کہ ان کے ضمنی سوالات نہ آسکیں یا ان پر discussion نہ ہو سکے اور وقت گزارنے کے لیے وزیر موصوف وضاحتوں پر وضاحتیں دے رہے ہیں۔ اور جواب کو لمبا کر رہے ہیں۔ لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ طریق کار صحیح نہیں کہ انتہائی اہمیت کے حامل سوالات کو ایوان میں نہ آنے دیا جائے لہذا وزیر موصوف اپنے جواب کو مختصر کریں تاکہ ہم اگلے سوالوں کو بھی discuss کر سکیں۔ اور ان پر ضمنی سوال کر سکیں۔

جناب سپیکر:۔ شکریہ رانا ثناء اللہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میرا یہ فرض ہے کہ جب ایوان میں ایک سوال کیا جائے تو میں ایوان کو مطمئن کرنے کے لیے اس کا جواب دوں۔ چونکہ سوال pendency کے بارے میں کیا گیا ہے اور اس کے جواب میں، میں نے ایک سال کو دوسرے کے ساتھ موازنہ کرکے بتایا ہے کہ ایک سال 38 ہزار مقدمات زیر التواء تھے اور اس سے اگلے سال 30 ہزار مقدمات زیر التواء ہیں۔ اب یہ trend کس بات کی نشاندہی کرتا ہے؟ کیا pendency بڑھ رہی ہے یا کم ہو رہی ہے؟ میری یہ بات اس کی وضاحت کرتی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جناب فرید احمد پراچہ نے سوال کیا ہے کہ کیا حکومت اس رجحان میں مزید بہتری پیدا کرنے کے لیے کوئی اقدامات کرنا چاہتی ہے۔ یقیناً کرنا چاہتی ہے۔ نہ صرف کرنا چاہتی ہے بلکہ عملی طور پر کرکے دکھایا ہے۔ جناب سپیکر! آج سپیڈی کورٹس کے بارے میں ہمارے چند حزب اختلاف کے ساتھی اعتراض کرتے ہیں اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اس pendenc کا مقابلہ کرنا، لوگوں کو quick اور speedy justice provide کرنا ہی اس کا مقصد ہے۔ جناب سپیکر! اگر اس طرف آپ دیکھیں اور حکومت کا پچھلے سال سے موازنہ کریں تو law اور administration of justice کے لیے ہم نے اپنی عدالتوں کو سہولتیں

پہنچانے کے لیے پہلے سے زیادہ رقوم مہیا کی ہیں۔ ان کو فعال کرنے کے لیے' عوام کو سستا اور quick انصاف مہیا کرنے کے لیے جتنی ضرورت ہو گی ہم وہ مہیا کریں گے۔

جناب سپیکر: چونکہ رانا ثناء اللہ کے سوالات آگے آرہے ہیں اس لیے وہ ان کے لیے بڑی keen ہیں اور ان کے خیال میں وزیر خزانہ غیر ضروری تشریح کرکے یہ چاہتے ہیں کہ رانا ثناء اللہ کے سوالات نہ آسکیں۔

فرید احمد پراچہ کے سوال پر وزیر خزانہ نے کافی تفصیل سے بات کی ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری فاروق! کیا آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد فاروق: جی ہاں جناب سپیکر!

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ تقابلی جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ trial کس انداز میں کیے جا رہے ہیں۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ میں لاہور کی مذکورہ عدالتوں میں کتنے مقدمات دائر ہوئے اور 1991ء میں کتنے نئے مقدمات دائر ہوئے۔ دوسرا مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ یہاں بتایا گیا ہے کہ 31 جولائی 1992ء تک کل 30930 مقدمات زیر سماعت ہیں آیا یہ فگرز غلط نہیں بتائے گئے؟ یعنی یہ 30930 مقدمات کی جو تعداد بتائی گئی ہے کیا یہ غلط نہیں بتائی گئی؟

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں اپنے فاضل دوست کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ انفرمیشن جو میں نے ہاؤس کے سامنے ٹیبل کی ہے یہ latest available information ہے۔ اور اس انفرمیشن کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں رجسٹرار ہائی کورٹ لاہور کی خدمات حاصل کرنی پڑتی ہیں یعنی یہ انفرمیشن مجھے اور میرے محکمے کو رجسٹرار ہائی کورٹ لاہور نے مہیا کی ہیں۔ اب معزز ممبر اس بارے میں کیا وضاحت کرنا چاہتے ہیں' contempt لگوانا چاہتے ہیں یہ میں ان پر چھوڑتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگلے سوال کے لیے چودھری محمد حنیف۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! چھ ماہ سے زائد کل مقدمات جو زیر سماعت ہیں ان کی تعداد

15510 بتائی گئی ہے اور زائد از ایک سال 8822 اور زائد از دو سال 3572 مقدمات ہیں اس طرح ٹوٹل مقدمات کی تعداد 27904 بنتی ہے۔ اور اسی جواب کے پہلے حصے میں انھوں نے بتایا ہے کہ 30 ہزار مقدمات ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری فاروق کیا آپ اس جواب کو غلط سمجھتے ہیں؟

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! یہ جواب بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ایک ہی جواب کے ایک ہی جزو میں فگرز کی جو bifurcation ہے اس کو اگر جمع کیا جائے تو مقدمات کی تعداد 27904 بنتی ہے اور انھوں نے جو ٹوٹل فگرز دی ہیں وہ 30930 ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! چونکہ آپ نے اگلے سوال کے لیے چودھری محمد حنیف کو کہہ دیا ہے لہذا اب چودھری محمد حنیف کو ہی بولنے دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی ملک اقبال خان لنگڑیال آپ کی بات درست ہے کہ چودھری محمد حنیف کو فلور دیا جا چکا ہے لہذا چودھری محمد فاروق کو بیٹھ جانا چاہیے۔ چودھری محمد حنیف! آپ کا سوال 561 ہے۔

چودھری محمد حنیف: سوال نمبر 561۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 561 پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پولیس ملازمین کے خلاف انٹی کرپشن کے مقدمات

*561 **چودھری محمد حنیف:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) سال 1988ء سے آج تک محکمہ پولیس کے کتنے ملازمین کے خلاف انٹی کرپشن کے مقدمات درج کیے گئے ان افسران کے نام عہدے جگہ تعیناتی اور الزامات کی فہرست پیش کی جائے۔

(ب) درج شدہ مقدمات میں سے کتنے پولیس ملازمین کو سزا ہوئی کتنے ملازمین بری ہوئے اور کتنوں کے خلاف مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں اور آج تک مقدمات کا فیصلہ نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی):

(الف) سال 1988ء سے 30 جون 1992ء تک

(i) محکمہ پولیس کی 697 ملازمین کے خلاف انٹی کرپشن کے مقدمات درج کیے گئے۔

(ii) ان ملازمین کے نام عہدوں و جگہ تعیناتی کی فہرست پرچم الف پر ہے جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کل مقدمات جو چالان ہوئے۔	116
1۔ جتنے مقدمات میں ملازمین کو سزا ہوئی۔	8
2۔ جتنے مقدمات میں ملازمین بری ہوئے۔	31
3۔ جو مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں اور اور فیصلہ نہ ہونے کی وجوہات عدالت سے متعلقہ ہیں۔	77
4۔ جتنے مقدمات میں عدالتی کارروائی کی منظوری ہو چکی ہے مگر چالان زیر تیار ہیں۔	47
5۔ جتنے مقدمات میں محکمانہ کارروائی کی سفارش ہوئی۔	101
6۔ جتنے مقدمات میں ملزمان بے گناہ پائے گئے یا بوجہ عدم ثبوت داخل دفتر ہوئے۔	149
7۔ جتنے مقدمات ضروری کارروائی کے لیے متعلقہ محکموں یا دوسری ایجنسیوں کو بھیجے گئے۔	3
8۔ جتنے مقدمات میں تفتیش مکمل ہو چکی ہے۔ حتمی رپورٹ کی تیاری کے لیے جانچ پڑتال کی جا رہی ہے۔	10
9۔ جتنے مقدمات زیر تفتیش ہیں۔	271
میزان:	697

جناب سپیکر، اس بارے میں کوئی ضمنی سوال؟

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، چودھری محمد فاروق پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں اور میں یہ بھی بتا دوں کہ وقفہ سوالات اب ختم ہوتا ہے۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات آپ کی اجازت سے ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ لیکن میں ڈاکٹر ممتاز علی چودھری کی بات سننا چاہتا ہوں اس سوال کے بارے میں جسے وہ پہلے پوائنٹ آوٹ کر چکے ہیں۔

ڈاکٹر ممتاز علی چودھری، جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال نمبر 621 کے بارے کچھ عرض کیا تھا اس کے بارے میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب اس کا آپ کیا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر ممتاز علی چودھری، جناب سپیکر! میں اس کے بارے میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر ممتاز علی چودھری اس بارے میں آپ کیا بتائیں گے اس کے بارے میں تو وزیر خزانہ کو جواب دینا ہے۔

ڈاکٹر ممتاز علی چودھری، جناب سپیکر! جیسا کہ آج ایوان میں میرے علاوہ پیر احمد شاہ کھگہ اور جناب لیاقت علی کے سوالات بھی زیر بحث آئیں گے اس سوال کے حق میں صرف اتنا کہوں گا کہ کل کے اخبار "نیوز" میں ناجائز قابضین سرکاری افسران کی فہرست بھی چھپ چکی ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہماری حکومت کی بے بسی کا یہ عالم برقرار رہا جو چیز برسوں سے ہے تو پھر یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ دن دور نہیں جب تمام سرکاری رہائش گاہوں پر ناجائز قابضین قابض ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر ممتاز علی چودھری' اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے اب اسے take up نہیں کیا جاسکتا۔

ڈاکٹر ممتاز علی چودھری، جناب سپیکر! آپ نے کہا تھا کہ اسے دوبارہ take up کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے آج اسے کیسے take up کر سکتے ہیں

ڈاکٹر ممتاز علی چودھری، جناب سپیکر! ابھی سوال جاری تھے اس سے پہلے میں نے اجازت مانگی تھی۔

جناب سپیکر، ابھی سوالات درمیان میں تھے تو اسے out of turn تو take up نہیں کیا جا سکتا تھا۔

ڈاکٹر ممتاز علی چودھری، جناب سپیکر! پچھلے سیشن میں بھی میں نے put up کیا تھا لیکن نہ آ سکا اب اس سیشن میں بھی put up کیا ہے اگر نہ آئے تو پھر ہمیں سوالات کرنے کا کوئی جواز

نہیں رہتا۔

جناب سپیکر۔ ڈاکٹر ممتاز علی تشریف رکھیں ' چودھری صاحب تشریف رکھیں چونکہ ڈاکٹر ممتاز علی نے بہت پہلے point out کیا ہے اس لیے میں ان کے سوال کو مؤخر کرتا ہوں اور S&GAD کا next جو وقفہ سوالات ہو گا اس میں take up کیا جائے گا۔ چودھری صاحب' اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے اب آپ اس پر کیا بات کرنا چاہتے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پولیس افسران کی آؤٹ آف ٹرن ترقیاں

*569۔ رانا ثناء اللہ خان ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سی آئی اے راولپنڈی کے ایس پی کو حال ہی میں ترقی دے کر ایسی بنایا گیا ہے اگر ایسا ہے تو کیا اسے ٹرن پر یا آؤٹ آف ٹرن ترقی دی گئی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو صوبہ بھر میں 1985ء سے 1990ء کے عرصہ میں کتنے دیگر پولیس افسران کو آؤٹ آف ٹرن ترقیاں دی گئیں۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس رولز کے تحت کوئی بھی جریدی آفیسر اپنے مستقل سکونتی ضلع میں تعینات نہیں ہو سکتا۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو راجہ ممتاز ایس پی سی آئی اے راولپنڈی کو اس کے رہائشی ضلع میں تعینات کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی)۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ راجہ ممتاز احمد ڈی ایس پی کو ترقی دے کر ایس پی بنایا گیا ہے بلکہ اسے اپنی تنخواہ اور سکیل پر ایس پی سی آئی اے راولپنڈی تعینات کیا گیا ہے۔

(ب) جزو الف کا جواب اثبات میں نہ ہے البتہ 1985ء سے 1990ء کے دوران سات ڈی ایس پی صاحبان کو آؤٹ آف ٹرن ترقی دے کر ایس پی بنایا گیا۔

(ج) یہ درست نہ ہے پولیس رولز کا تعلق سکونتی ضلع میں تعیناتی سے نہ ہے البتہ ٹرانسفر پالیسی

کے تحت گزیٹڈ آفیسران عام طور پر اپنے ضلع میں تعینات نہیں کیے جاتے۔

(د) یہ درست نہ ہے راجہ ممتاز احمد ضلع اٹک کا رہائشی ہے۔

زائد عرصہ ایک ہی جگہ تعیناتی کی وجوہات

*571 رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایس ایس پی فیصل آباد ایڈیشنل ایس ایس پی فیصل آباد، ایس پی فیصل آباد، ڈی ایس پی سی آئی اے فیصل آباد، اے سی صدر فیصل آباد کے عہدے پر فائز موجودہ افسران کا تعلق ایک ہی ضلع یعنی سرگودھا سے ہے بلکہ ساتھ ساتھ دیہات سے ہے جس کی وجہ ایک دوسرے کا احتساب تو کجا ایک دوسرے کی بے ضابطگیوں میں تعاون کرتے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ صورت حال اتفاقیہ ہے یا کسی مصلحت کے تحت ہے نیز صوبہ کے دوسرے اضلاع میں کتنے ایسے سیٹ تعینات ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اے سی صدر فیصل آباد منیر احمد لغاری اور سی آئی اے فیصل آباد کے ڈی ایس پی حمید اللہ قریشی قریباً دس سال سے فیصل آباد میں متعین ہیں۔ اگر ایسا ہے تو متذکرہ افسران کو ایک ہی ضلع میں اتنا عرصہ رکھنے کی وجوہات کیا ہیں تو کیا یہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہیں۔

(د) فیصل آباد میں اور کتنے سرکاری افسران ایسے ہیں جو عرصہ تین سال سے زائد اپنی ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی):

(الف) سابقہ ایس ایس پی فیصل آباد جن کا تعلق سرگودھا ضلع سے تھا کا تبادلہ کر دیا گیا ہے موجودہ ایس ایس پی فیصل آباد کا تعلق شیخوپورہ سے ہے۔ البتہ ایڈیشنل ایس پی فیصل آباد کا تعلق ضلع سرگودھا سے ہے۔ ڈی ایس پی سی آئی اے کا تعلق جھنگ سے ہے اور منیر احمد خان لغاری، اے سی فیصل آباد کا تعلق ضلع خوشاب سے ہے یہ درست نہ ہے کہ یہ افسران ایک دوسرے کی بے ضابطگیوں میں تعاون کرتے ہیں۔

(ب) ان افسران کی تعیناتی محض ایک اتفاق ہے اور یہ مصلحت نہ ہے۔ نیز جب تک خصوصی طور پر نشاندہی نہ

کی جائے یہ کہنا مشکل ہو گا کہ ایک ہی ضلع سے تعلق رکھنے والے افسران کہاں کہاں تعینات ہیں۔

(ج) منیر احمد خان لغاری۔ اے سی فیصل آباد۔

12 مئی 1985ء سے مختلف عہدوں پر مختلف حیثیتوں میں اب تک تعینات ہیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر فیصل آباد	12-05-85 تا	15-01-87
ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر چڑانوالہ	18-01-87 تا	25-10-87
اے سی سٹی فیصل آباد	26-10-87 تا	04-04-89
اے سی صدر فیصل آباد	04-04-89 تا حال	

جہاں تک ڈی ایس پی، سی آئی اے حمید اللہ قریشی کا تعلق ہے۔ یہ ستمبر 1986ء سے بطور ڈی ایس پی ضلع فیصل آباد میں تعینات ہیں یہ وضاحت ضروری ہے کہ قواعد و ضوابط کے تحت تعیناتی کا عرصہ بہ لحاظ آسامی مقرر ہوتا ہے نہ کہ بہ لحاظ ضلع کسی سرکاری ملازم کی تعینات ایک آسامی پر تین سال کے لیے ہوتی ہے اس سے کم یا زیادہ عرصہ تعیناتی پر قانوناً کوئی پابندی نہ ہے مفاد عامہ کے لیے کسی بھی ملازم کا عرصہ تعیناتی زیادہ یا کم کیا جا سکتا ہے۔

(د) فیصل آباد میں کسی بھی پولیس افسر (گریڈ 17 سے اوپر کا ماسوائے ڈی ایس پی سی آئی اے عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد نہ ہے علاوہ ازیں فیصل آباد میں ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہیں اور ایک اسسٹنٹ کمشنر ڈویلپمنٹ جو کہ عرصہ تین سال سے زائد وہاں تعینات ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ چودھری مختار احمد 15-01-87 تا حال

2۔ سعید احمد اشرف 19-01-88 تا حال

3۔ میاں افتخار رسول 07-03-88 تا حال

4۔ بشیر احمد کھلنہ، اسسٹنٹ کمشنر ڈویلپمنٹ 7-3-88 تا حال۔ لیکن یہ بتانا ضروری ہے کہ مندرجہ بالا دو افسران سیریل نمبر 1,2 / 7 جنوری 1991ء سے بطور جوڈیشل مجسٹریٹ ہائی کورٹ کے تحت کام کر رہے ہیں ان کا تبادلہ بھی ہائی کورٹ ہی کر سکتا ہے۔

جہاں تک بشیر احمد کھلنہ کا تعلق ہے یہ افسر مختلف حیثیتوں میں فیصل آباد میں تعینات رہا

ہے۔ جس کی تفصیل یوں ہے۔

سینئر سپیشل مجسٹریٹ، فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی	3-7-86 تا 15-9-87
سیکرٹری آر۔ٹی۔اے فیصل آباد۔	16-9-87 تا 7-3-88
اسسٹنٹ کمشنر ڈویلپمنٹ فیصل آباد	8-3-88 تا حال

ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کی تعیناتی

*580-چودھری محمد اسلم کائرہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے 21 اکتوبر 1990ء جلسہ عام منعقدہ لالہ موسیٰ میں یہ اعلان کیا تھا کہ لالہ موسیٰ میں ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کی تعیناتی کی منظور دی جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے حکم نمبر پی اے / ایس سی ایم 90/5377/90 مورخہ 22 اکتوبر 1990ء کے ذریعہ چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات کو اس سلسلہ میں آگاہ بھی کر دیا تھا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک لالہ موسیٰ میں ریذیڈنٹ مجسٹریٹ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) ریذیڈنٹ مجسٹریٹ لالہ موسیٰ کی اسامی یکم جولائی 1991ء سے پیدا کی گئی اور پرویز اختر ڈار صاحب کو وہاں بحوالہ حکم نمبر ای۔اے /890/ سی ۔ این ایف / ایم بتاریخ 13 اکتوبر 1991ء پہلی دفعہ تعینات کیا گیا۔

*581- جناب ممتاز علی چودھری ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
موجودہ صوبائی وزراء کے گھر اور دفتر کے ٹیلیفون بل کی ماہانہ الگ الگ تفصیل کیا ہے؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی)، صوبائی وزراء کے دفتروں اور گھروں کے ٹیلی فون بلوں کی ماہانہ الگ الگ تفصیل ضمیمہ الف پہ ملاحظہ فرمائیں (جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

سرکاری کوٹھیوں پر ناجائز قابضین کی تکمیل

*621۔ ممتاز علی چودھری ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
کیا یہ درست ہے کہ ایسے افسران جن کے دوسرے اضلاع میں تبادلے ہو چکے ہیں یا وہ ریٹائر ہو چکے ہیں وہ جی او آر تھرڈ اور سیکنڈ میں سرکاری (فلیٹ) یا کوٹھیوں میں ناجائز طور پر قبضہ کیے ہوئے ہیں اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد کیا ہے اور وہ زیادہ سے زیادہ کتنی مدت تک قانونی قبضہ رکھ سکتے ہیں اگر وہ قانونی مدت گزرنے کے بعد بھی فلیٹ خالی نہ کریں تو حکومت ان کے خلاف کیا قانونی رائے رکھتی ہے وضاحت کی جائے۔

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی)، یہ درست ہے کہ چند افسران ایسے ہیں جن کے دوسرے اضلاع میں تبادلے ہو چکے ہیں یا ریٹائر ہو چکے ہیں اور وہ اپنی دوماہ کی رعایتی مدت یا چھ ماہ کی توسیعی مدت پوری کرنے کے بعد جی او آر تھرڈ اور سیکنڈ میں سرکاری رہائش گاہوں میں مقیم ہیں ان کی تعداد 10 ہے۔ قواعد کے مطابق تبادلے یا ریٹائرمنٹ کے بعد الاٹی دو ماہ کی رعایتی مدت کے لیے مکان رکھ سکتا ہے اس کے بعد اس کو بچوں کے زیر تعلیم ہونے کی صورت میں مزید چھ ماہ کی مہلت دی جا سکتی ہے۔ تاہم جو سرکاری ملازمین اضافی مدت کی رعایت ختم ہونے کے باوجود سرکاری رہائش گاہوں پر اپنا قبضہ برقرار رکھتے ہیں ان کے خلاف قواعد کے مطابق تنخواہ کے 60 فی صد کے حساب سے جرمانہ عائد کیا جا سکتا ہے۔ ایسے ملازمین کے خلاف تعزیری جرمانہ کرنے کی کارروائی کی جا رہی ہے۔

جی او آر I۔ II اور III کے الاٹیوں کی تفصیل

*805۔جناب لیاقت علی خان ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
(الف) کیا یہ درست ہے کہ جی اور آر فرسٹ سیکنڈ اور تھرڈ کی سرکاری رہائش گاہوں میں ایسے سرکاری ملازمین بھی رہائش پذیر ہیں جو کہ لاہور میں تعینات نہیں ہیں۔
(ب) متذکرہ رہائش گاہوں میں رہائش پذیر ان سروس اور ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کی فہرست اور جتنے عرصہ وہ سرکاری رہائش گاہوں میں مقیم ہیں کی تفصیل کیا ہے۔
(ج) کیا حکومت ایسی رہائش گاہوں کو فوری طور پر خالی کروانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) تفصیل لف ہے۔

(ج) جی ہاں۔

(تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئیں)

رشوت ستانی ایکٹ کے تحت پرچوں کی تفصیل

*871- حاجی غلام ربانی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

یکم جولائی 1990ء تا 31 مارچ 1991ء تک انسداد رشوت ستانی ایکٹ کے تحت کتنے پرچے درج ہوئے ان میں سے کتنوں کو سزا ہوئی اور کتنے بری ہوئے؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی)، یکم جولائی 1990ء سے 31 مارچ 1991ء تک کے عرصہ کے دوران کل 443 مقدمات درج کیے گئے۔ 30 جون 1992ء تک ان مقدمات میں کی گئی کارروائی کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔	کل مقدمات جن میں ملزمان کو سزا ہوئی۔	7
2۔	کل مقدمات جن میں ملزمان بری ہوئے۔	15
3۔	کل مقدمات جو بوجہ عدم ثبوت داخل دفتر ہوئے۔	110
4۔	کل مقدمات جن میں چالان عدالت میں بھیجے گئے۔	61
5۔	کل مقدمات جن میں محکمانہ کارروائی کرنے کا حکم ہوا۔	48
6۔	کل مقدمات جو ضروری کارروائی کرنے کے لیے متعلقہ محکموں کو بھیجے گئے۔	21
7۔	کل مقدمات جن کی تفتیش مکمل ہو چکی ہے۔	40
8۔	کل مقدمات جن میں چالان زیر تیاری ہیں۔	10
9۔	وہ مقدمات جو زیر حتمی قانونی ملاحظہ ہیں۔	95
10۔	کل مقدمات جو ابھی زیر تفتیش ہیں۔	36
	میزان،	443

قومی تعلیمی پالیسی پر عمل در آمد

*926۔ میاں محمود الرشید ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب سول سیکرٹریٹ میں انگریزی اور اردو ٹائپ مشینوں کی تعداد کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب اردو کو بطور سرکاری زبان استعمال کرنے پر غور کر رہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس پر کب تک عمل در آمد متوقع ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ قومی تعلیمی پالیسی 1979ء کے مطابق پنجاب کے انگلش میڈیم سکولوں میں اپریل 1979ء سے پہلی جماعت سے اردو ذریعہ تعلیم بن گئی تھی۔ 1989ء میں جماعت دہم کے امتحانات کے پرچے اردو میں حل کیے جانے تھے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس پالیسی پر عمل در آمد نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی)۔

(الف) پنجاب سول سیکرٹریٹ میں انگریزی اور اردو ٹائپ مشینوں کی تعداد بالترتیب 713 اور 340 ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی ترجیحات میں زبان کی ترویج کو خصوصی اہمیت حاصل ہے سرکاری دفاتر کے روزمرہ کے کام میں اردو کا استعمال پہلے ہی جاری ہے جس میں مرحلہ وار پیش رفت ہو رہی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ قومی تعلیمی پالیسی 1979ء کے مطابق پنجاب کے انگلش میڈیم سکولوں میں اپریل 1979ء سے پہلی جماعت سے اردو ذریعہ تعلیم بن چکی ہے اور ان سکولوں میں 1989ء سے جماعت دہم کے پرچے اردو میں حل کیے جاتے ہیں تاہم 1989ء سے انگلش میڈیم سکولوں میں صرف ان طلباء / طالبات کو سائنس کے مضامین اختیار کرتے ہیں۔ یہ امتیاز حاصل ہے کہ اگر وہ چاہیں توصرف سائنس کے مضامین اختیار کرتے ہیں۔ یہ امتیاز حاصل ہے کہ اگر وہ چاہیں تو صرف سائنس کے مضامین (ریاضی ، کیمسٹری، فزکس، بیالوجی) کے پرچوں میں انگلش میڈیم اختیار کر سکتے ہیں۔

اسسٹنٹ کمشنر /ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کو موو اوور دینے کے لیے اقدام

*1007۔جناب فرید احمد پراچہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) اسسٹنٹ کمشنر/ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنرز کے کتنے کیسز تصفیہ طلب ہیں جن کو دسمبر 1990ء سے موو اوور دیا جانا تھا نہ دیا گیا اگر ایسا ہے تو اس کی کیا کیا وجوہات ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مندرجہ بالا افسران کو بمطابق چٹھی نمبری ایف ڈی (PC)3-1/3 پرونشل پی سی 1 جاری کردہ محکمہ خزانہ موو اوور یکم دسمبر 1986 کی بجائے یکم دسمبر 1987ء کو دیا جانا مقصود تھا مگر نہ دیا گیا اور ان کے کیسز معرض التواء میں رکھے ہوئے ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اگر ان افسران کے کیسز کا فیصلہ پے کمیشن کی رپورٹ جو موصول ہونے والی ہے سے قبل نہ کیا گیا تو تمام افسران بوجہ کوتاہی دفتر وقتی طور پر مہنگائی کے دور میں اس سے استفادہ حاصل کرنے سے محروم رہیں گے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی)،

(الف) موو اوور پالیسی میں درج شرائط کے مطابق جس سال کی یکم دسمبر کو موو اوور دیا جانا قرار پائے متعلقہ افسران کا اس سال سے گزشتہ 5 سال کا سروس ریکارڈ پڑتال کیا جانا ضروری ہوتا ہے 70 اسسٹنٹ کمشنرز اور سولہ (16) ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنرز کے کیس دسمبر 1990ء سے موو اوور دیئے جانے کے لیے محکمہ میں وصول ہوئے ان میں سے 62 اسسٹنٹ کمشنرز اور 15 ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنرز کو موو اوور دیئے جانے کے بارے میں احکامات جاری کیے جا چکے ہیں۔ باقی ماندہ افسران کو ان کے گزشتہ 5 سالہ ریکارڈ و سالانہ خفیہ رپورٹیں مکمل نہ ہونے کی بناء پر موو اوور نہ دیا جا سکا۔ یہ ریکارڈ جلد از جلد مکمل کروانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور ریکارڈ مکمل ہونے پر محکمانہ ترقیاتی کمیٹی متعلقہ کیسوں کا جائزہ لے گی۔

(ب) چٹھی مذکورہ کی روشنی میں جو افسران یکم دسمبر 1986ء کو اپنے پے سکیل بلند ترین درجے پر پہنچے وہ یکم دسمبر 1987ء سے اگلے پے سکیل میں موو اوور کے لیے اہل قرار پائے ایسے افسران ماسوائے خواجہ محمد

اعجاز غنی اسسٹنٹ کمشنر کروڑ (ضلع لیہ) کے کوئی ایسا کیوں نہ تھا۔ جسے یکم دسمبر 1987ء سے موو اوور دیا جانا تھا نہ دیا گیا۔ کیونکہ مذکورہ افسر کا کیس اس وقت کی موو اوور پالیسی کے مطابق مطلوبہ معیار پر پورا نہ اترتا تھا تاہم مطلوبہ معیار پورا ہونے پر اسے یکم دسمبر 1988 سے موو اوور دے دیا گیا۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ پے کمیشن کی رپورٹ کا ان افسران پر جن کو یکم دسمبر 1990 سے موو اوور دیا جانا قرار پا چکا ہے کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ کیونکہ پے کمیشن کی رپورٹ مالی سال 92-1991 سے لاگو ہوئی۔

(د) جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے۔

سرکاری رھائش گاہ کی الاٹمنٹ

*1022۔سید چراغ اکبر شاہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت ان سرکاری ملازمین کو جو سرکاری رہائش گاہوں میں رہتے ہیں اور ریٹائر ہوگئے ہوں کو دوبارہ رہائش رکھنے کی سہولت دیتی ہے۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ محکمہ تعلیم کے ڈپٹی سیکرٹری مسٹر محمد عبدالحی جو کہ سرکاری رہائش 40 سی چوبرجی گورنمنٹ کوارٹر میں رہائش پذیر ہے اور 6 جنوری 1991ء کو ریٹائر ہو چکا ہے حکومت نے اسے 30 جون 1991ء تک رہائش استعمال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔

(ج) کیا یہ امر بھی واقع ہے کہ اس نے سرکاری رہائش مزید تین ماہ استعمال کرنے کی درخواست گزاری ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اسے مزید رعایت دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی)،

(الف) قواعد کے مطابق سرکاری ملازم ریٹائر ہونے پر دو ماہ کی رعائتی مدت کے لیے سرکاری رہائش گاہ رکھ سکتا ہے۔ تاہم اگر اس ملازم کے بچے زیر تعلیم ہوں اور وہ اس سلسلے میں مزید کچھ مدت سرکاری رہائش گاہ میں رہنا چاہے تو حکومت کا اختیار حاصل ہے کہ وہ ریٹائر ہونے والے

ملازم کو چھ مہینے کی مزید مہلت دے دے۔

(ب) یہ صحیح نہیں ہے بلکہ اصل صورت حال یہ ہے کہ جناب عبدالحئی ڈپٹی سیکرٹری جو کہ 6 جنوری 1991ء کو ریٹائر ہوئے ان کو قواعد کے مطابق پہلے 30 جون 1991ء تک کی مہلت دی گئی جس میں بعد میں مزید توسیع کر دی گئی جو کہ 5 ستمبر 1991ء کو ختم ہو رہی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ جناب عبدالحئی نے 18 جون 1991ء کو مزید ایک سال کے لیے سرکاری رہائش گاہ استعمال کرنے کی اجازت مانگی تھی لیکن جیسا کہ جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے ان کو قواعد کے مطابق 5 ستمبر 1997ء تک رہائش رکھنے کی اجازت دی گئی تھی۔

(د) حکومت 5 ستمبر 1991ء کے بعد جناب عبدالحئی ریٹائر ڈپٹی سیکرٹری کو مزید رعایت دینے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

محکمہ انسداد رشوت ستانی فیصل آباد میں زیر تفتیشی کیسوں کی تعداد

*1063۔ملک محمد دین، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ انسداد رشوت ستانی فیصل آباد میں کئی ایسے کیس ہیں جن کی تفتیش ایک سال سے زائد عرصہ سے ہو رہی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جن افراد کے خلاف تفتیش ہو رہی ہے ان کے نام عہدہ محکمہ اور عرصہ تفتیش کی مکمل تفصیلات فراہم کی جائیں؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی)،

(الف) درست ہے۔ 31-7-92 تک ایسے مقدمات کی تعداد 31 تھی۔

(ب) جن افراد کے خلاف تفتیش ہو رہی ہے ان کے نام عہدہ محکمہ اور عرصہ تفتیش کی مکمل تفصیلات لف ہیں۔

(تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئیں)

رشوت ستانی کی روک تھام

*1095۔حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 1990ء سے آج تک پنجاب کے تمام محکموں میں کتنے سرکاری ملازمین کے خلاف رشوت ستانی کے مقدمات درج ہوئے ان کے نام عہدہ جگہ تعیناتی اور محکمہ کی تفصیل مہیا کی جائے۔

(ب) جزو (الف) میں بیان کیے گئے ملازمین میں سے کتنے ملزمان کو سزا دی گئی کتنے بری کیے گئے ہر ملزم کا نام، پتہ اور عہدہ الگ الگ بیان کیا جائے۔

(ج) حکومت نے رشوت ستانی کی روک تھام کے لیے اب تک کیا کیا اقدامات کیے ہیں تفصیلاً بتایا جائے اگر رشوت ختم ہوئی ہے تو کس محکمہ میں اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی):

(الف) یکم جنوری 1990ء سے 30 جون 1992ء تک پنجاب کے مختلف محکموں میں 1917 سرکاری ملازمین کے خلاف رشوت ستانی کے مقدمات درج ہوئے ان کے نام عہدہ جگہ تعیناتی اور محکمہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اعداد و شمار کے مطابق 16 ملزمان کو سزا دی گئی 71 ملزمان بری کیے گئے۔ ملزمان کے نام پتے اور عہدے لف ہذا فہرست (پرچم ب) میں بیان کیے گئے ہیں۔ جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) رشوت ستانی کے خلاف ایک مسلسل عمل ہے رشوت خور اور بدعنوان سرکاری ملازمین کے خلاف محکمہ انسداد رشوت ستانی کی تنظیم نو کے قواعد و ضوابط مجریہ 1985ء کے تحت کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ کسی محکمہ میں رشوت ستانی کی موجودگی یا خاتمے کے بارے میں اعداد و شمار مرتب کرنا ممکن نہیں۔ ماسوائے درج شدہ مقدمات کی تفصیل جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کابینہ کے سٹاف پر اٹھنے والے اخراجات

*1148۔خان غلام سرور خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) موجودہ کابینہ کے وزراء صاحبان کے ساتھ اس وقت کتنا سٹاف کام کر رہا ہے۔ اور قواعد کے مطابق وہ کتنا سٹاف رکھنے کے مجاز ہیں۔

(ب) وزراء صاحبان کے ساتھ دوروں پر کتنا سٹاف جانے کی اجازت ہے اور یکم جنوری 1991ء سے آج تک ہر وزیر کے ساتھ کتنا سٹاف دوروں پر گیا اور اس سٹاف نے کتنا ٹی اے/ ڈی اے وصول کیا ہر وزیر کے ساتھ جانے والے اہلکار کا نام عہدہ اور ٹی اے/ ڈی اے کی وصولی کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اکثر وزراء صاحبان کا سٹاف جعلی ٹی اے/ڈی اے وصول کرتا ہے کیونکہ وہ وزیر صاحبان کے ساتھ دورہ پر نہیں جاتا اگر ایسا ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی)،

(الف) کابینہ کے ہر وزیر صاحب کے ساتھ مندرجہ ذیل منظور شدہ سٹاف تعینات ہے۔

(1) پرائیویٹ سیکرٹری۔ (2) پرسنل اسسٹنٹ (3) اسسٹنٹ (4) سینئر کلرک یا جونیئر کلرک (5) قاصد (6) نائب قاصد (7) سٹاف کار ڈرائیور۔

وزراء صاحبان کے ساتھ جو سٹاف کام کر رہا ہے اس کی تفصیل (فلیگ الف) پر ملاحظہ ہو۔

فلیگ الف ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) وزراء صاحبان کے ساتھ دورہ پر جانے والے سٹاف کی تعداد مقرر نہ ہے۔ تاہم وزراء صاحبان مفاد عامہ کو منظر رکھتے ہوئے ضروری سٹاف ہی دوروں پر لے جاتے ہیں۔ یکم جنوری سے 19 ستمبر 1991ء تک ہر وزیر صاحب کے ساتھ دوروں پر جانے والے سٹاف کی الگ الگ تفصیل اور ان کی طرف سے وصول کیے جانے والے ٹی اے /ڈی اے کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ "فلیگ ب"۔

(ج) ریکارڈ کا بنظر غائر ملاحظہ کیا گیا۔ کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی جس سے یہ ظاہر ہو کہ وزراء صاحبان کے سٹاف میں سے کسی نے کبھی جعلی ٹی اے /ڈی اے وصول کیا ہو۔ کیونکہ ٹی اے / ڈی اے وزراء صاحبان کے دوروں کے پروگرام کے مطابق ہوتا ہے اور متعلقہ آفیسر بھی ذمہ دار ہوتا ہے اویسے بھی یہ محکمہ اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کو ٹی اے / ڈی اے کے بل ارسال کرنے سے قبل ہر طرح کے مکمل چھان بین کرتا ہے۔ علاوہ ازیں محکمہ اے جی آفس بھی

PRE-AUDIT کے ذریعہ ہر طرح کی تسلی و تشفی کے بعد ہی متعلقہ اہلکار کو چیک جاری کرتا ہے۔

محکمہ انہار کے افسران کے خلاف تحقیقات کے لیے اقدامات

*1192۔حاجی محمد نواز کلیار، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ناجائز ذرائع سے دولت کمانے والوں کی دولت اور جائیداد کی نشاندہی کرنے والوں کو اس کا دس فیصد دیا جائے گا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ایک شہری محمد شریف نے محکمہ انہار پنجاب کی فلڈ بند ڈویژن لاہور کے افسران بالخصوص وسیم بٹ اور ہارون محمود ایس ڈی او کے خلاف اینٹی کرپشن پنجاب اور چیف منسٹر انسپکشن ٹیم پنجاب کو درخواستیں دی ہیں جس کی انکوائری کے بعد لاکھوں کروڑوں روپوں کے خورد برد کا انکشاف ہو سکتا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس سلسلہ میں متعلقہ اداروں نے کیا کارروائی کی ہے مکمل تفصیل ایوان پی پیش کی جائے؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی)،

(الف) محکمہ انسداد رشوت ستانی کے قوانین میں ناجائز ذرائع سے دولت کمانے والوں کی دولت اور جائیداد کی نشان دہی کرنے والوں کو اس کا نمبر 10 دیے جانے کے متعلق کوئی شق موجود نہ ہے۔ علاوہ ازیں حکومت کے دیگر مروجہ قوانین اور ہدایات میں بھی ایسی کوئی شق موجود نہ ہے۔

(ب) رانا محمد شریف کی جانب سے ایک درخواست مورخہ 1-9-1991 کو وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم کو موصول ہوئی جس میں تحریر کیا گیا کہ انھوں نے ایک درخواست 1-6-1991 کو ڈائریکٹر انٹی کرپشن پنجاب کو مذکورہ افسران کے خلاف دی لیکن تا حال اس پر کوئی کارروائی نہ ہوئی ہے۔ وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم نے طریقہ کار کے مطابق رانا محمد شریف سے مندرجات درخواست کی توثیق کے لیے بیان حلفی اور قومی شناختی کارڈ کی نقل ارسال کرنے کو کہا جو کہ متعدد یاد دہانیوں کے بعد بالآخر 26-4-1992 کو موصول ہوئی۔

مروجہ طریق کار کے مطابق ایسے مقدمات و شکایات جو کہ محکمہ انٹی کرپشن پنجاب میں زیر تفتیش وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم کو منتقل نہیں کیے جا سکتے اس لیے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم نے مزید کارروائی کرنے سے پہلے ایک مراسلہ مجریہ 4-5-1992 انسداد رشوت ستانی کو بھیجا جس میں کیس کی تازہ ترین صورت حال دریافت کی گئی۔

محکمہ انسداد رشوت ستانی کے جواب کے مطابق رانا شریف کی درخواست محکمہ انہار و برقیات کو بھیجی گئی اور محکمہ مذکورہ کے جواب مجریہ 16-7-92 سے واضح ہوتا ہے کہ محکمہ نے انکوائری چیف انجینئر (ڈویلپمنٹ) کے سپرد کی ہے جنھوں نے انکوائری شروع کر دی ہے انکوائری مکمل کرنے کے لیے قانونی اور ضابطہ کی کارروائی پورا کرنا ضروری ہے اس لیے حتمی رپورٹ تقریباً دو ماہ تک مکمل کر لی جائے گی۔ محکمہ آبپاشی کی انکوئری مکمل ہونے کے بعد ہی خورد برد کے الزامات کی توثیق یا تردید ہو سکتی ہے۔

(ج) جواب جز "ب" میں دے دیا گیا ہے۔

خوشاب کو پسماندہ ضلع قرار دینے کے لیے اقدامات

*1198-**ملک مختار احمد اعوان**، کیا وزیر اعلیٰ ازرہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نگران وزیر اعلیٰ نے اکتوبر 1990ء میں انتخابی جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے ضلع خوشاب کو پسماندہ قرار دینے کا اعلان کیا تھا۔ بعد ازاں اسی اعلان کے بارے میں چیف منسٹر ڈائریکٹو بھی جاری کیا تھا لیکن تا حال اس کے بارے میں نوٹیفکیشن جاری نہیں ہوا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس ضلع کے پسماندہ ہونے کے بارے میں نوٹیفکیشن کب جاری ہو گا۔ نیز کیا حکومت متذکرہ ضلع کو وزیر اعلیٰ کے وعدہ کے مطابق زون ایک سے زون دو میں شامل کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی)،

(الف) جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کا ضلع خوشاب کو زون 2 میں شامل کرنے کے اس سلسلے میں حکم نامہ موصول ہوا تھا۔ جس میں یہ ہدایت کی گئی تھی کہ اس مسئلہ کا جائزہ لینے کے بعد فیصلہ

کے لیے پیش کیا جائے۔

(ب) اس تجویز کے سماجی' اقتصادی اور قانونی مضمرات کے ضمن میں متعلقہ محکموں سے ضروری معلومات حاصل کی گئیں۔ حتمی فیصلہ کے لیے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں تمام کوائف ایک خلاصہ کی صورت میں پیش کیے گئے تمام حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب ضلع خوشاب کو زون 2 میں شامل نہ کرنے کا فیصلہ صادر فرمایا ہے۔

سکولوں میں پنکھوں کی فراہمی

*1587۔ ملک محمد دین ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے سکولوں اور دیگر عمارتوں میں پنکھوں کی خرید کے لیے فرموں سے سروسز جنرل اینڈ منسٹریشن اینڈ انفریشن ڈیپارٹمنٹ معاہدہ کرتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفریشن ڈیپارٹمنٹ کے 1990-91ء اور 1991-92ء میں کسی فرم سے پنکھوں کی خرید کے لیے کوئی معاہدہ نہ کر سکنے کی وجوہ کیا ہیں جس کی بناء پر نئے سکولوں میں پنکھے نصب نہیں ہو سکے۔ نیز صوبہ کے نئے سکولوں کی عمارتوں میں کب تک نئے پنکھے لگوائے جائیں گے؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی)۔

(الف) جی ہاں! دست ہے۔

(ب) سال 1990-91ء اور 1991-92ء میں کسی فرم سے پنکھوں کی خرید کے لیے کوئی معاہدہ نہ کر سکنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ معاملہ عدالت عالیہ لاہور میں زیر سماعت تھا اور عدالت عالیہ نے پنکھوں کی خریداری پر حکم امتناعی جاری ہ تا حال نافذ العمل ہے۔ تاہم عدالت عالیہ سے سال 1991-92ء میں بطور خصوصی پانچ ہزار 5000 پنکھوں کی خرید کا اجازت نامہ حاصل کیا گیا جن میں سے 1252 پنکھے پنجاب کے مختلف تعلیمی اداروں میں لگا دیئے گئے ہیں۔ مزید پنکھے عدالت عالیہ کے اس معاملہ پر فیصلہ ہونے کے بعد لگوائے جا سکیں گے۔

راولپنڈی میں انتظامی اسامیوں پر تعیناتی

*1650۔جناب محمد حنیف چودھری ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی میں اعلیٰ انتظامی اسامیوں ڈسٹرکٹ مینجمنٹ اور پولیس پر اس وقت راولپنڈی کے کتنے مقامی افراد تعینات ہیں۔

(ب) مذکرہ افسران کس کے ایماء پر اب تک اپنے آبائی شہر میں تعینات ہیں۔

(ج) جن افسران کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد ہے ان کے نام اور عہدے کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی):۔

(الف) راولپنڈی میں ضلعی انتظامیہ (ڈسٹرکٹ مینجمنٹ) اور پولیس کے اعلیٰ انتظامی عہدوں پر (گریڈ 18 اور اس سے اوپر) صرف ایک آفیسر تعینات ہے جس کا ڈومیسائل ضلع راولپنڈی ہے۔

(ب) متذکرہ آفیسر یا کسی اور آفیسر (گریڈ 18 اور اس سے اوپر) جو کہ ضلعی انتظامیہ اور پولیس کے عہدوں پر فائز ہے، کا عرصہ تعیناتی تین سال سے اوپر نہ ہے۔

محکمہ آبپاشی و قوت برقی کے افسران کے خلاف کارروائی

*1749۔ چودھری محمد اسلم کائرہ : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن نے مظفر گڑھ اور کوٹ ادو کے محکمہ آبپاشی و قوت برقی کے چند افسران اور ٹھیکیداروں کے خلاف ٹیوب ویل اپریشن ڈویژن میں کروڑوں روپے کے جعلی بل اور ادائیگیوں کے بارے میں تحقیقات کی ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس فراڈ میں ملوث افسران کے نام اور عہدہ کیا ہیں اور کیا ان افسران معطل اور موجودہ جگہ سے تبدیل کر کے انکوائری مکمل کی جا رہی ہے یا نہیں اگر ہاں تو انکوائری رپورٹ کی نقل ایوان میں پیش کی جائے اور اس پر محکمہ نے جو کارروائی کی ہے اس کی تفصیل سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی):۔

(الف) درست ہے۔

بعد از ابتدائی انکوائری مقدمات نمبری 51/92 و 52/92 تھانہ انٹی کرپشن ملتان ریجن ملتان مورخہ 5/7/92 کو درج کیے گئے ہیں۔

(ب) مندرجہ ذیل افسران ایف آئی آر میں نامزد ہیں۔

1۔ چودھری محمد اقبال ایکسین۔ کوٹ ادو۔

2۔ راجہ نذیر احمد۔ ایکسین۔ مظفر گڑھ۔

3۔ متعلقہ ایس ڈی او و سب انجینئرز و ڈویژنل اکاؤنٹنٹ صاحبان بمطابق عہدہ جات۔

ابھی تفتیش ابتدائی مراحل میں تھی۔ کہ چودھری محمد اقبال ایکسین کوٹ ادو اور راجہ نذیر احمد۔ ایکسین نے عدالت عالیہ' ملتان بنچ میں رٹ پٹیشن نمبری 2391/92 ' 2367/92 دائر کردیں۔ جن میں عدالت موصوف نے بمطابق اپنے حکم مورخہ 4/8/92 پر دو مقدمات میں تفتیش کو STAY کر دیا ہے۔ چونکہ معاملہ عدالت عالیہ میں ہے۔ اس پر مزید تبصرہ کرنا مناسب نہ ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! آپ نے مجھے فلور دیا تھا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں نے آپ کو فلور نہیں دیا۔ چودھری صاحب تشریف رکھیں۔ اب تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں اس سے پہلے leave applications لیتے ہیں لیکن اس سے پہلے فرید احمد پراچہ کا پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب فرید احمد پراچہ: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر' نوٹس برائے توجہ طلبی کا وقفہ ہے۔

جناب سپیکر: جی بلا شبہ' نوٹس برائے توجہ طلبی کا وقفہ ہے۔ اس کے بارے میں' میں پہلے بات کرنا چاہتا تھا کہ آج مجھے inform کیا گیا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اسلام آباد میں تھے اور موسم کی خرابی کی وجہ سے ان کا جہاز یہاں کسی صورت میں land نہیں کر سکتا تھا اور وہ اسلام آباد سے نہیں آسکے اس لیے آج کے نوٹس برائے توجہ طلبی کو پرسوں بدھ کے روز take up کریں گے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب ملک عطا محمد خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب ملک عطا محمد خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے

موصول ہوئی ہے۔

Malik Ata Muhammad of Kot Fatha Khan has gone abroad and has asked me request on his behalf for leave for the current session of the Assembly.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب غلام سرور خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب غلام سرور خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Sir,

It is humbly requested that I could not attend the Assembly Session from 27th to 31st of August, 1992 due to certain private pre-engagements. It is therefore requested that I may kindly be granted leaves for five days from 27th to 31st of August, 1992

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد نذیر خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد نذیر خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Dear Sir,

I am directed to inform you that Mr Mohammad Nasir Khan, M.P.A.

(PP-110) has gone abroad in connection with his business commitments. It is likely that he will return shortly and attend the current Provincial Assembly Session starting today.

You are, therefore, requested to kindly excuse his absence for a few days.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب حاکم علی بھٹی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب حاکم علی بھٹی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ایک معزز ممبر جناب حاکم علی بھٹی پی پی 119 لاہور کینٹ اس وقت بیرون ملک دورے پر گئے ہیں۔ مجھے جاتے ہوئے وہ کہہ گئے تھے کہ اگر میرے بعد اسمبلی کا اجلاس ہوا تو میری چھٹی کی گزارش کر دیں۔ لہذا جناب سیکرٹری صاحب آپ سے گزارش ہے کہ اس مکمل session کی حاکم علی بھٹی صاحب کو چھٹی عطا کر دی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب چودھری خادم حسین

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخوات جناب چودھری خادم حسین رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں ایک ضروری کام کے سلسلے میں انگلستان جا رہا ہوں۔ اس لیے اسمبلی کے متوقع آمدہ اجلاس میں شمولیت نہ کرسکوں گا۔ اس لیے اگست / ستمبر میں ہونے والے اجلاس کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔ "

(تحریک منظور کی گئی)

جناب شاہد نذیر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب شاہد نذیر رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Under personal circumstances I shall not be able to attend sessions of the Assembly from 1st February to 15th February 1992. Kindly sanction leave for the above said days i. e. from 1st February to 15th February 1992 and oblige

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔ "

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ملک محمد صادق

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ملک محمد صادق رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Dear Sir,

It is to inform you that I am proceeding abroad to Saudi Arabia for the

performance of 'UMRA' during the period from 12-2-1992 to 27-2-1992. As such I will not be able to attend the Provincial Assembly of the Punjab during the period in question.

This is for your information please thanks

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب خدا بخش وڈھل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب خدا بخش وڈھل رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ بندہ کسی ضروری گھریلو کام کی وجہ سے آج مورخہ 92-8-27 کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ مہربانی فرما کر بندہ کو ایک یوم کی رخصت عنایت کی جاوے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب شوکت داؤد

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب شوکت داؤد رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

السلام علیکم! میں نجی مصروفیات کی وجہ سے ایک ہفتہ کے لیے بیرون ملک جا رہا ہوں۔ برائے مہربانی میری چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب نواب زادہ منصور احمد

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب نواب زادہ منصور احمد خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ لاہور میں مصروفیت کے باعث 27-28 اور 31 مئی کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ برائے مہربانی ان تین یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔ نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب مہر سلیم

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب مہر محمد سلیم رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ مجھے کسی کام کے سلسلے میں 31-8-92 کو اسلام آباد جانا پڑا۔ مہربانی فرما کر ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب حاجی محمد نواز

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب حاجی محمد نواز رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول

ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں یوم پاکستان کی تقریب میں شامل ہونے کے لیے امریکہ جا رہا ہوں۔ 23 اگست کو نیو یارک میں پریڈ ہے لہذا 6 ستمبر کو نیو جرسی میں اجتماع ہے۔ انتہائی مشکور ہوں گا اگر مجھے 15 ستمبر تک چھٹی عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب عبدالوکیل خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب عبدالوکیل خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ 92-8-31 اپنے ذاتی کام کے لیے اسلام آباد جا رہا ہوں ایک دن کی اجازت دی جائے مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر، اب سول یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست محترمہ فوزیہ بہرام رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ مورخہ 27 اگست کو میری طبیعت ٹھیک نہ تھی اس لیے اجلاس میں شریک نہ ہو سکی براہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب نواب لیاقت علی خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب نواب لیاقت علی خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I was absent from the session on 24th May, 25th May and 28th May due to illness. I am a heart patient and was advised rest by the doctor. Again I was absent from 16th June to 25th June as I was out of country (U.K) for my medical check up. Kindly sanction leave for these dates. With thanks.

جناب سپیکر، اب سول یہ ہے۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب فرحت عزیز مزاری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب فرحت عزیز مزاری رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

بخدمت جناب سپیکر صاحب پنجاب اسمبلی۔

جناب عالی! گزارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 92-8-27 سے 92-9-3 تک اسمبلی اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ استدعا ہے کہ انہی ایام کی چھٹی منظور فرمائی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب خان زادہ تاج محمد خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب خانزادہ تاج محمد خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Sir, kindly requst for my leave from the Assembly from 27th August till the 6th September due to unforseen circumstances for which I have to be present. Thanks.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب شفقت عباس

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب شفقت عباس رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Sir,

I am ailing since long and due to the ill health I am ubable to attend the Session of the Provincial Assembly of the Punjab taking place from 27.8.1992 onward upto its prorogation. I may therefore kindly be granted leave for whole of the Session.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ایس اے حمید

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ایس اے حمید رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ مورخہ یکم ستمبر کو ذاتی مصروفیت کی وجہ سے میں اسمبلی کا اجلاس attend نہیں کر سکا لہذا اس یوم کی رخصت دی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سید محمد سجاد حسین بخاری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب سید محمد سجاد حسین بخاری رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ 3-9-92 بروز جمعرات پنجاب اسمبلی کا اجلاس کچھ مصروفیات کی وجہ سے attend نہ کر سکوں گا۔ لہذا مورخہ 3-9-92 بروز جمعرات کو میری چھٹی منظور فرمائیں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈاکٹر محمد افضل اعزاز

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ڈاکٹر محمد افضل اعزاز رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I shall be obliged of you be good enough to grant me

leave for three days w.e.f. August 7, to August 9, 1992 owing to my very pressing domestic problems.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، چودھری محمد فاروق کی تحریک استحقاق نمبر 17 کو انھوں نے موخر کروایا تھا۔

چودھری محمد فاروق، اسے مؤخر ہی رہنے دیا جائے۔

جناب سپیکر، اس کو موخر رہنے دیا جائے۔

جناب محمد حنیف چودھری، جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے میں گزارش کروں گا کہ اسے آؤٹ آف ٹرن لے لیا جائے۔ کیونکہ یہ بہت ہی اہم ہے۔

جناب سپیکر، آپ کی تحریک استحقاق کا نمبر کیا ہے؟

جناب محمد حنیف چودھری، جناب سپیکر! 32 نمبر ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب یہ تو پھر جلدی آجائے گی؟

جناب محمد حنیف چودھری، جناب جیسے آپ مناسب سمجھیں۔

جناب سپیکر، یہ انشاء اللہ take up ہو جائے گی۔ فرید احمد پراچہ کی تحریک استحقاق نمبر 18 ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! یہ میں نے موخر کروائی ہے یہ ابھی موخر ہی رہنے دیں لیکن میری ایک دوسری تحریک استحقاق نمبر 2 موخر ہے اور مجھے اس کی کوئی وجوہات بھی نہیں بتائی گئی' جب کہ ملازمین کے رہائشی کالونی کا مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہوا' وہ اپنا احتجاج بھی کر رہے ہیں انھوں نے پٹیاں بھی باندھی ہوئی ہیں۔ اس لیے جناب سپیکر میری یہ گزارش ہے کہ اسے take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر، پراچہ صاحب اس تحریک استحقاق کے بارے میں ہم آپس میں بیٹھ کر بات کرتے ہیں'

نمبر 2 نمبر 12 اور نمبر 16 اس پر ہم بات کرتے ہیں۔
جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! آج ہی بات کریں گے۔
جناب سپیکر، جی آج ہی بات کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 20 ہے آپ اس کو ٹیک اپ کرنا چاہیں گے؟

وزیر ہاؤسنگ کی ایوان میں کیے گئے وعدہ کی خلاف ورزی

جناب فرید احمد پراچہ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ صوبائی اسمبلی کے اجلاس منعقدہ 24 مئی 1992ء میں میری پیش کردہ تحریک التواء کے جواب میں محترم وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے واسا لاہور کی طرف سے واٹر ریٹ کے اضافہ' سیوریج فیس کے اجراء اور شہری سہولتوں کی عدم دستیابی کے ضمن میں یہ وعدہ کیا کہ وہ یہ مسائل حل کروائیں گے۔ اس ضمن میں ان کے یہ الفاظ اسمبلی کارروائی میں موجود ہیں کہ:۔

"اگر فاضل محرک یہ چاہتے ہیں کہ بیٹھ کر یہ مسئلہ حل کر لیا جائے تو میں ان کا یہ مسئلہ حل کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

اسمبلی کے فلور پر کیے گئے اس وعدہ کے مطابق جب میں وزیر موصوف سے ملا تو انھوں نے اپنی بے بسی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ ایل ڈی اے واسا وغیرہ کو کون چلا رہا ہے۔ ان اداروں کے سلسلہ میں میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اس طرح وزیر موصوف نے اسمبلی کے فلور پر کیے گئے وعدہ کی خلاف ورزی کی اور ایک حقیقت جانتے اور سمجھنے کے باوجود اجلاس کے سامنے اس کا اظہار نہ کیا اس طرح عمداً حقائق کی پردہ داری کر کے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا گیا استدعا ہے کہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! اسی ضمن میں' میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک اہم شہری مسئلہ کے بارے میں' میں نے یہاں پر ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی جس میں میں نے بتایا تھا کہ

لاہور میں واٹر ریٹ بہت ہی زیادہ ہیں۔ شہریوں کو بھاری بل موصول ہو رہے ہیں اور واسا شہریوں کو پانی فراہم کرنے اور سیوریج کی سہولتیں فراہم کرنے میں مکمل طور پر ناکام رہا ہے۔ شہریوں کا برا حال ہے لوگوں کو نہ سیوریج اور نہ ہی پانی کی سہولتیں میسر ہیں اس کے باوجود ان کو بھاری شرح سے بل موصول ہو رہے ہیں جو شرح پورے پاکستان میں کہیں بھی نہیں اور اس کی اصل وجہ افسران کے اپنے اخراجات اتنے زیادہ ہیں اور اس کا جرمانہ لاہور کے شہریوں کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ جناب سپیکر! اس موقع پر جناب وزیر موصوف نے یہ ارشاد فرمایا کہ وہ اگر چاہتے ہیں تو میں یہ مسئلہ بیٹھ کر حل کر دوں گا۔ ہم تحریک استحقاق اس لیے پیش نہیں کرتے کہ اسے خواہ مخواہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور مسئلے کو طول دیا جائے۔ ہمارا مقصد بھی مسئلے کو حل کروانا ہوتا ہے۔ میں نے وزیر موصوف کے کہنے پر اپنی اس تحریک پر زور نہیں دیا تھا اور یہ خیال کیا کہ وزیر موصوف اسے حل کرلیں گے۔ اب اس کے بعد وزیر موصوف نے اس بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ واسا اور ایل ڈی اے کے بارے میں' میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ میں دراصل اس تحریک استحقاق کے ذریعے سے وزیر موصوف کی مدد کرنا چاہتا ہوں تاکہ لاہور جو صوبے کا سب سے بڑا شہر ہے اور اس شہر میں جہاں پر پچاس لاکھ انسان بستے ہیں یہاں پر وزیر موصوف کا بھی کوئی عمل دخل ہو اور وزیر موصوف کے پاس بھی کچھ اختیارات ہونے چاہئیں اور یہ بھی واسا میں ایل ڈی اے کے بارے میں کوئی مسئلہ حل کروا سکیں۔ یہ محض نام کے طور پر ان کو یہ محکمہ دیا گیا ہے اور اس کے فیصلے کہیں اور ہوتے ہیں اور کہیں اور سے اس محکمے کو چلایا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! اس بارے میں گزارش کروں گا کہ میری اس تحریک استحقاق کو منظور فرماتے ہوئے آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ نہ صرف یہ کہ مسئلہ حل ہو بلکہ وہ محکمہ جات جو وزیر ہاؤسنگ کے ماتحت ہونے چاہئیں اس کے ماتحت ہوں اور لاہور کے شہریوں کو اور ان کے نمائندوں کو اسمبلی کے ایوان کے اندر یہ بات نہ سننی پڑے کہ وزیر موصوف اس بارے میں بے بس ہیں اور وہ اس بارے میں کچھ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: وزیر ہاؤسنگ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق اعوان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! فاضل محرک نے جس تحریک کا حوالہ دیا ہے۔ میں نے اپنے جواب میں یہ کہا تھا کہ فاضل محرک اگر میرے ساتھ بیٹھ جائیں تو میں اس مسئلے کو حل کروں گا اور thrash out کروں گا۔ جناب سپیکر! حالات یہ ہیں کہ چونکہ

ایل ڈی اے کے چیئرمین وزیر اعلیٰ ہیں فاضل محرک کو میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط فہمی پیدا ہوئی کہ میں نے یہ کہا کہ میں اس بارے میں کچھ نہیں کر سکتا یا یہ محکمہ میرے ماتحت نہیں آتا۔ میں نے کبھی خدانخواستہ اپنے محکمے کے بارے میں اتنی بے بسی کا اظہار نہیں کیا کہ میں اپنے محکمے کے متعلق کچھ نہیں کر سکتا یا میں کوئی کام نہیں لے سکتا یہ بات ممکن نہیں۔ فاضل محرک فرما رہے ہیں کہ پانی کے ریٹ کے بارے میں ان کی تحریک تھی اس وقت بھی اس کا بڑا جامع جواب دیا گیا تھا! جناب سپیکر! واسا جو ایک self sufficient ادارہ ہے اس نے اپنے ذرائع خود ہی پیدا کرنے ہوتے ہیں اور اس سے ہی لوگوں کو پانی اور دوسری سہولیات مہیا کرنی ہوتی ہیں۔ جناب سپیکر اسی ادارے کو 25 کروڑ روپے کا سالانہ بجلی کا بل ادا کرنا پڑتا ہے 14 کروڑ 97 لاکھ روپے ملازمین کی تنخواہوں کے لیے ادا کرنے پڑتے ہیں اور مشینری کی مرمت وغیرہ کا سالانہ خرچ 6 کروڑ روپے ہے۔ یہ سب اخراجات پورے کرنے پڑتے ہیں اس کے علاوہ باہر سے یا گورنمنٹ کی ایجنسیوں سے قرض لئے جاتے ہیں وہ بھی واسا نے اپنے طور پر ادا کرنے ہوتے ہیں لہذا واسا ایک ایسا فلاحی ادارہ ہے جو اپنے ریٹ اس حد تک بڑھاتا ہے جو شہریوں کی مرضی سے اور ممبران اتھارٹی کی مرضی سے ہوتے ہیں اور اسی حد تک بڑھائے جاتے ہیں جس سے ان قرضہ جات کی ادائیگی بھی ہوتی رہے اور اتھارٹی کے اخراجات چلتے رہیں۔ جہاں تک فاضل محرک کا یہ کہنا ہے کہ میں بے بس ہوں اور میں کچھ نہیں کر سکتا۔ میں اسی ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ پچھلے دنوں جناب سیٹھی نے ایک تحریک پیش کی تھی' اس تحریک کے سلسلے میں میں نے واسا حکام کو بلایا اور ایل ڈی اے حکام کو بلایا اور ان کا مسئلہ حل کروایا اور جو غلط فہمی تھی یا جو ان کا کام تھا وہ کروا دیا گیا۔ سے اسی طرح اگر فاضل محرک چاہیں تو یہ میرے ساتھ وقت مقرر کر لیں ۔ میں ان شاء اللہ ان کا مسئلہ حل کرنے کے لیے تیار رہوں۔ انھیں واسا کی طرف سے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے اور میری طرف سے یہ وضاحت دی جائے گی کہ یہ rates بڑھانے کی وجہ کیا ہے جواز کیا ہے؟ اگر یہ مطمئن نہیں ہوں گے تو پھر یہ اپنا حق محفوظ رکھیں اور اسے پھر ہاؤس میں لے آئیں اور پھر کسی کمیٹی کے سپرد کروا دیں۔ لیکن ابھی یہ تحریک کسی کمیٹی کے سپرد کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ میرے ساتھ ٹائم رکھیں' یہ جب بھی کہیں میں حاضر ہوں' اور میں متعلقہ حکام کو بلا کے ان کا مسئلہ حل کروا دوں گا۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! یہ بات کہ میری تحریک التوا اس بارے میں تھی کہ واسا کو اس بات کا حق ہی حاصل نہیں کہ وہ سیوریج فیس لے۔ اس لیے کہ 1939ء میں پراپرٹی ٹیکس لگا تھا تو اس

میں یہ بات شامل کر دی گئی تھی کہ یہ سیوریج کے اخراجات کے لیے ہےاور اس کا ایک حصہ اب بھی واسا کو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے وہاں بات کا حق ہی نہیں رکھتے کہ لاہور کے شہریوں سے سیوریج فیس لیں۔ 400 روپے سیوریج فیس لی جاتی ہے۔ اور اس میں کوئی سہولتیں بھی فراہم نہیں کی جاتیں۔ اور لاہور کے شہریوں کو جو پانی فراہم کیا جا رہا ہے عالمی ادارہ صحت کی رپورٹوں کے مطابق وہ پانی انتہائی ناقص ہے۔ جناب سپیکر میں نے اس تحریک استحقاق کے ذریعے اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہی تھی اس سے پہلے تحریک التواء کے ذریعے بھی کوشش کی تھی۔ محترم وزیر موصوف نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی پندرہ سو کروڑ روپے تنخواہوں کے ضمن میں انھوں نے بیان کیے ہیں کہ یہ افسران کی تنخواہیں ہیں۔ یہی بات میں نے عرض کی تھی کہ اس کا جرمانہ لاہور کے شہریوں کو ادا کرنا پڑتا ہے! جناب سپیکر اگر آپ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ وزیر موصوف اس مسئلے کو حل کروانے میں مخلص ہیں جبکہ پے در پے کوششوں سے یہ مسئلہ سامنے آیا ہے کہ انھوں نے اس بارے میں کوئی کوشش نہیں کی۔ میں ایک مرتبہ پھر اپنی اس تحریک کو پینڈنگ کروانے کے لیے آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اسے پینڈنگ رکھ لیں اور میں اسی سیشن کے دوران وزیر موصوف کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ اگر وہ مسئلہ حل کر لیتے ہیں تو مجھے محض تحریک استحقاق پر زور دینے کا شوق نہیں میں پھر اسے پینڈ نگ کروانے کی درخواست کروں گا کہ اسے پینڈ نگ کر دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (سردار نصر اللہ خان دریشک): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے فاضل رکن کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف نے یہ کمال مہربانی فرمائی کہ انھوں نے اس مسئلہ کو پہلے بھی ٹیک اپ کیا تھا اور نہ تو یہ کسی بھی لحاظ سے تحریک استحقاق نہیں بنتی میں نے پہلے بھی جناب کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ اس قسم کے معاملات کو تحریک استحقاق کا جواز بنا کر ہاؤس میں اس طریقے سے لانا کسی بھی لحاظ سے مناسب نہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو تکنیکی اعتبار سے رول آؤٹ فرمائیں۔ جہاں تک وزیر صاحب کا تعلق ہے انھوں نے اس دن بھی ان کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی کہ میں اس معاملے کو حل کرنے کے لیے ہر ممکن اقدام کروں گا۔ " حل کروں گا" مطلب یہ کہ یہاں پر جو بات ہو گئی ہے اس کے pros and cons پر بھی غور کرنا پڑتا ہے۔ جب انھوں نے ان ساری چیزوں کو دیکھا تو ان کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ ان میں سے وہ کسی قسم کی کمی کر سکیں اگر وہ کمی نہیں کر سکے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ

وہ اس کو بنیاد بنا کر تحریک استحقاق لے آئیں۔ فنی اعتبار سے یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ جناب سپیکر سے میری التماس ہے کہ اسے رول آؤٹ فرمائیں اور یہ معزز رکن کے ساتھ مل کے اور اپنے محکمے کے لوگوں کو بلا کے جو بھی ممکن ہو سکے گا کریں گے اور ان کے مسئلے کو حل کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔ انھوں نے پہلے بھی یقین دہانی کروائی تھی اور اب پھر یقین دہانی کروائی ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، وزیر ہاؤسنگ تو اس بارے میں آمادہ ہیں کہ وہ فاضل محرک کے ساتھ بیٹھ کے اس مسئلے کو حل کریں گے۔

وزیر ہاؤسنگ، جناب سپیکر! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور اب بھی عرض کرتا ہوں کہ میں کوشش کروں گا اور میں اپنے حکام کو بلاؤں گا' ان کی میٹنگ کراؤں گا اور جس طریقے سے بھی ممکن ہوا اس مسئلے کو حل کریں گے۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر رانا ثناء اللہ خان۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ہاؤسنگ منسٹر نے پہلے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا تھا کہ میں محرک کے ساتھ بیٹھ کے اس معاملے کو حل کروں گا۔ اور آپ نے بھی یہ بات فرمائی اور جب وہ اٹھ کے جواب دینے والے تھے تو لاءمنسٹر نے یہ لفظ پکارا کہ کوشش کریں گے۔ اور ساتھ ہی انھوں نے اپنی بات بدل لی اور کہا کہ میں کوشش کروں گا۔ تو جناب سپیکر! آیا یہ روایت درست ہے کہ منسٹر صاحب دوسرے معزز اراکین کو لقمے دیں اور انھیں گائیڈ کریں۔ یہ آپ نے بھی سنا ہو گا۔

جناب سپیکر، فرید احمد پراچہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! میں اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محترم وزیر قانون نے یہاں ایک روایت قائم کی ہے کہ نہ کسی تحریک استحقاق کو نہ کسی تحریک التواء کو نہ کسی سوال کو اور نہ ہی کسی نوٹس برائے طلبی توجہ کو' کسی کو بھی اس قابل نہیں سمجھتا کہ اس پر کوئی عمل درآمد ہو اور اس طریقے سے لوگوں کے مسائل حل ہوں چنانچہ جب وزیر ہاؤسنگ نے اس پر تھوڑی بہت اپنی آمادگی کا اظہار کیا کہ میں اس مسئلے کو حل کروں گا تو اس پر وزیر قانون نے کھڑے ہو کر یہ کہا کہ یہاں کی کمال مہربانی ہے کہ انھوں نے یہ بات کہی۔ یعنی اگر میں اس جگہ ہوتا تو میں یہ بات نہ کہتا۔ انھوں نے یہ کمال مہربانی کی ہے کہ انھوں نے یہ کہہ دیا ہے ورنہ تو یہ تکنیکی

اعتبار سے تحریک استحقاق بنتی ہی نہیں ہے۔ اور یہ بعد میں بھی ان سے کہیں گے کہ یہ آپ کیا کرتے ہیں اور آپ نے یہ کیوں کہہ دیا ہے کہ میں مسئلہ حل کروں گا۔ پھر بعد میں بھی لقمہ دیا کہ کوشش کروں گا۔ تو یہ کس قسم کی تربیت ہے جو یہ اپنے وزراء کی کر رہے ہیں اور یہ ان کو اس طریقے سے کیا جانا چاہتے ہیں کہ یہ سارے کے سارے ان ہی کی طرح بن جائیں۔ اور جس طرح سے یہ dispose of کرتے ہیں اسی طرح سے وہ بھی کریں۔

جناب سپیکر، جناب فرید احمد پراچہ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ممبر کے استحقاقات کے بارے میں منسٹر لاء کا رویہ مثبت رہا ہے اور وہ تو ہمیشہ معاملات کو افہام و تفہیم سے چلانے کے حق میں رہتے ہیں تو اس بارے میں میں منسٹر لاء کو defend کروں گا کہ ممبران کے معاملات کے بارے میں ان کا رویہ مثبت رہتا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ معاملات افہام و تفہیم سے چلیں۔ اس سلسلے میں مجھے علم نہیں کہ انھوں نے یہاں پر یہ بات کیوں کہی میں نہیں سمجھتا کہ وہ اب بھی اس مسئلے میں کوئی الجھاؤ پیدا کرنا چاہتے ہیں منسٹر ہاؤسنگ نے جو بات کی ہے کہ ہم افہام و تفہیم سے اس مسئلے کو طے کر لیں گے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہم اس تحریک استحقاق کو پینڈ نگ کرتے ہیں اور منسٹر ہاؤسنگ آپ کے ساتھ ان معاملات کو طے کریں گے۔

وزیر ہاؤسنگ، میں اس سلسلے میں ایک عرض کروں گا کہ فاضل محرک کا بھی فرض ہے کہ وہ میرے پاس تشریف لائیں تاکہ میں باقاعدہ کوئی تاریخ طے کروں اور مقام طے کرلیں جہاں بیٹھ کے بات کی جائے یہ تو چلتے پھرتے بات کر لیتے ہیں اور دفتر میں آ کر بیٹھتے نہیں یہ میرے پاس تشریف لائیں گے تو یقیناً میں ان کا مسئلہ حل کراؤں گا۔

جناب سپیکر، صحیح ہے۔ رانا اکرام ربانی خان تحریک استحقاق نمبر 23۔

رانا ثناء اللہ خان، رانا اکرام ربانی خان کسی ضروری کام سے باہر گئے ہیں اس کو آپ پینڈ نگ فرما لیں۔

جناب سپیکر، جی اس کو پینڈ نگ کر لیتے ہیں نمبر 24 ' جناب ارشاد حسین سیٹھی کی ہے۔ سیٹھی صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ نمبر 25 dispose of ہوگئی۔ نمبر 16 رانا اکرام ربانی خان کی ہے' نمبر 27 جناب ریاض فتیانہ کی ہے' تحریک استحقاق نمبر 28 سردار اللہ یار خان ہراج کی ہے تشریف نہیں رکھتے ہیں تو اس کو پینڈ نگ کر لیتے ہیں اور پھر رانا اکرام ربانی تشریف نہیں رکھتے ہیں اب نمبر 30 ہے

سردار عاشق حسین گوپانگ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔

میاں محمود الرشید: جناب سپیکر تحریک استحقاق نمبر 29 بھی ہے۔

جناب سپیکر: جی یہ 25 نمبر کے ساتھ indentical تھی' میاں صاحب 25 نمبر ڈاکٹر افضل اعزاز کی تھی اور یہ 29 نمبر آپ کی تھی اور یہ تحاریک استحقاق identical تھیں اور اس کو ڈاکٹر صاحب نے منسٹر لاء کی یقین دہانی پر پریس نہیں کیا تھا۔ اور یہ dispose of ہو گئی تھیں۔ تو اب چودھری محمد حنیف کی تحریک استحقاق ہے اس کو کل ٹیک اپ کریں گے۔ اب تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ کرتے ہیں رانا اکرام ربانی خان اور غلام سرور خان کی تحریک التوائے کار نمبر 34 ہے۔ تحاریک التوائے کار کو بعد میں ٹیک اپ کر لیں گے پہلے وقفہ نماز کر لیتے ہیں۔ اب 6 بج کر 20 منٹ ہوئے ہیں ہم پھر دوبارہ یہاں پونے سات بجے تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ کریں گے۔

وقفہ برائے نماز مغرب

وقفہ نماز مغرب کے بعد اجلاس کی کارروائی 7-00 بجے شام زیر صدارت جناب سپیکر شروع ہوئی

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔ اور یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ اس میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو زیر بحث لانا ہے۔ اور اس پر فیصلہ ہوا تھا کہ جو تحاریک التوائے کار لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ ہیں وہ رول 67 کی زد میں آئیں گی اس لیے ان تحاریک کو ٹیک اپ نہ کیا جائے۔ اس بارے میں رانا اکرام ربانی جناب فرید احمد پراچہ آپ کا کیا خیال ہے؟

جناب رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! ڈاکٹر افضل اعزاز نے اس پر کچھ scrutiny کی تھی اور میرے خیال میں ڈاکٹر افضل اعزاز نے لاء اینڈ آرڈر اور ایجوکیشن سے متعلقہ تحاریک کے نمبرز سیکرٹری صاحب کو لکھ کر دے دئیے ہیں اس میں میری دوسری گزارش یہ ہے کہ جناب فرید احمد پراچہ کو وقت نہیں مل سکا کیونکہ کچھ نمبرز جناب فرید احمد پراچہ نے مجھے دئیے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ان کے لیے بھی کچھ space create کی جا سکے اور ہم انشاء اللہ کل اس پر فیصلہ کر کے بتا دیں گے۔ جہاں تک لاء اینڈ آرڈر اور

ایجوکیشن کی تحاریک کا تعلق ہے ان کے نمبرز تو جناب فرید احمد پراچہ اور میں نے ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب کو لکھ کر دے دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ میں بھی یہی دریافت کرنا چاہتا تھا رانا اکرام ربانی آج اجلاس کے اختتام پر اگر آپ تشریف لے آئیں تاکہ اس پر ہم کوئی تاریخ بھی مقرر کر لیں کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لیے کون سے ایام درکار ہوں گے اس سلسلے میں میری وزیر قانون صاحب سے بات ہوئی اور انھوں نے اس سے اتفاق کیا ہے کہ آج ہی طے کر لینا چاہیے کہ کون سے ایام ان کے لیے مخصوص کیے جائیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس کے لیے اگر کل صبح اکٹھے ہو جائیں تو مناسب رہے گا کیوں کہ مجھے آج کہیں جانا ہے۔

جناب سپیکر: رانا اکرام ربانی کیا خیال ہے کل پونے نو بجے صبح اس پر بات کرلیں۔ اور یہ طے کر لیں کہ کون سے ایام ان کے لیے مخصوص کرنے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! کل کی بجائے پرسوں پر رکھ لیں کیونکہ کل محترمہ بے نظیر بھٹو نے جو اپوزیشن لیڈرز کی سارک کانفرنس بلائی ہے میں بھی وہاں پر invited ہوں۔ اور مجھے صبح وہاں (کراچی) جانا ہے۔

جناب سپیکر: اگر ایسا ہے تو پھر آج ہی طے ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ ایجنڈا بھی ترتیب دینا ہے۔ لہذا آج اجلاس کے فوراً بعد طے کر لیتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر رانا ثناء اللہ خان کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: تحریک التوائے کار نمبر 34 جو کہ رانا اکرام ربانی اور جناب غلام سرور خان کی طرف سے ہے اسے ٹیک اپ کیا جاتا ہے۔ رانا اکرام ربانی آپ اس کو پیش کریں۔

احتساب کے نظام کا مذاق

رانا اکرام ربانی: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سرکاری محکموں اور کارپوریشنوں کے علاوہ سرکاری کنٹرول کے تحت کام کرنے والے اداروں کے

افسروں اور ملازمین کی طرف سے اپنی اور اپنے بیوی بچوں اور دیگر قریبی رشتہ داروں کے ناموں پر موجود جائیدادوں اور اثاثوں وغیرہ کے مخصوص فارم ہر سال باقاعدگی سے متعلقہ محکموں میں داخل کرنے کا سلسلہ ختم ہوتا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں حکومت کی پالیسی پر پوری طرح عمل درآمد نہیں کیا جاتا ہے۔ سرکاری ترجمان کے مطابق گزشتہ چند سالوں سے حکومت کی متذکرہ پالیسی پر پوری طرح عمل نہ ہونے کی بناء پر افسروں کی بڑی تعداد کی جائیدادوں اور اثاثوں کے بارے میں کوائف حاصل نہیں ہو رہے۔ ترجمان کے مطابق گزشتہ چند سالوں کے دوران سرکاری افسروں کی اکثریت نے جس انداز میں مختلف ناموں پر جائیدادیں اور دیگر اثاثے حاصل کیے ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ متعدد افسر ایسے ہیں جن کے پاس کئی کئی بنگلے ہیں جو انھوں نے بعض سرکاری محکموں کو کرائے پر دے رکھے ہیں اور ان سے سالانہ لاکھوں روپے کرایہ وصول کر رہے ہیں سرکاری افسروں کی جائیدادیں اور اثاثوں کی چھان بین کرنے والے تمام ادارے خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں جب سے آئی جے آئی کی حکومت بنوائی گئی ہے' احتساب اور احتساب کا نظام دونوں الفاظ مذاق بنا کر رکھ دیئے گئے ہیں۔ جس طرح حکمران خود لوٹ مار میں مصروف ہیں اسی طرح ان کے منظور نظر سرکاری اہلکاران بھی بہتی گنگا میں ڈبکیاں لگا رہے ہیں ان کی مثال سامنے رکھتے ہوئے ہر چھوٹا بڑا اسی چکر میں پڑا ہوا ہے اور اس رپورٹ کی اشاعت سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی' اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کرکے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! یہ جو تحریک التوائے کار جناب قائد حزب اختلاف نے پیش کی ہے اس بارے میں پارلیمانی سیکرٹری سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن خواہش رکھتے ہیں کہ اگر آپ اجازت فرمادیں تو وہ اسے ٹیک اپ کریں اور اگر جناب مجھے حکم فرماتے ہیں تو میں اسے take up کر لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، اگر پارلیمانی سیکرٹری کی خواہش ہے تو وہ جواب دے سکتے ہیں۔ لیکن اگر وزیر قانون اس کا جواب دیتے تو زیادہ بہتر ہوتا کیا وزیر قانون آپ کی اس بارے میں آج تیار نہیں ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! آپ کے حکم کی تعمیل میں' میں جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کا میں جواب دوں۔ جناب سپیکر! میں نے کئی دفعہ اس فلور پر نہایت ادب سے جناب قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ گزارش کی ہے کہ ازراہ کرم جو تحاریک ان کی طرف سے آتی ہیں کم از کم

ان کو ہمارے جو رولز آف پروسیجر ہیں ان کے معیار پر پورا اترنا چاہیے مجھے نہایت افسوس سے یہ گزارش کرنی پڑتی ہے کہ یہ تحریک التوائے کار کسی لحاظ سے بھی تحریک التوائے کار کے معیار پر پوری نہیں اترتی۔ نہ ہی یہ معاملہ specific ہے' نہ ہی public importance کا ہے' نہ ہی recent occurrence کا ہے اور نہ ہی اس سے عوام میں کوئی بے چینی پھیلی ہے۔ لہذا جناب سپیکر! ان حقائق کے پیش نظر میں آپ کی خدمت میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ آپ اس کو technically rule out فرمائیں۔

جناب چیئرمین، اس میں جن facts کا حوالہ دیا گیا ہے ان کے متعلق آپ کوئی بات نہیں کرنا چاہتے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ پچاس ہزار سے زائد مالیت کے اثاثہ جات کے مکمل کوائف اور گوشوارے کارمز ملازمین داخل نہیں کرتے جناب سپیکر! اس سلسلہ میں جو ملازم گوشوارے داخل نہیں کرتا اس کے لیے ایس اینڈ جی اے ڈی رولز کے مطابق ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ اور اگر اس قسم کا کوئی specific instance جناب قائد حزب اختلاف حکومت کے نوٹس میں لے آئیں تو اس پر ضرور کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر، ان حالات کے پیش نظر میں توقع کروں گا کہ معزز قائد حزب اختلاف اس تحریک التوائے کار کو پریس نہیں فرمائیں گے بصورت دیگر میں جناب سپیکر کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ اس کو rule out فرمائیں۔ شکریہ۔

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! میں کوشش کروں بھی تو وزیر قانون کی طرح میں اسے جھول نہیں دے سکتا لیکن یہ وہی جواب ہے جو ہر تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار پر ہمیں مجبوراً سننا پڑتا ہے۔ جناب سپیکر! پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ مخدوم صاحب نے کہا کہ ان کی خواہش ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وزیر قانون پڑھ دیں جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے ایک لکھی ہوئی کہانی آ گئی وہ چاہے مخدوم صاحب بھی ہوتے انھوں نے بھی پڑھ کر سنا دینی تھی پارلیمانی سیکرٹری ہوتے انھوں نے بھی پڑھ کر سنا دینی تھی وزیر قانون ہیں انھوں نے بھی پڑھ کر سنا دی ہے۔ جناب سپیکر! یہ بڑا اہم issue ہے ایک روایت تھی اور یہاں کا ایک قانون تھا کہ جو اعلی سرکاری ملازمین ہیں وہ سال بہ سال اپنی جائیداد کے گوشوارے داخل کراتے ہیں تا کہ اندازہ ہو سکے کہ انھوں نے اس limit سے زیادہ

کوئی پراپرٹی create کی ہے اور اس بارے میں انکوائری کی گئی تو وہ کیسے create کی ہے۔ اور میں نے اس امر کی طرف اس معزز ایوان کی توجہ اس لیے دلائی ہے کہ اخبار میں ایک رپورٹ چھپی ہے اور اسی سرکاری رپورٹ میں اس اخبار کے حوالے سے یہ کہا گیا ہے کہ ایک نے گڑ بڑ کی اسے نہیں پوچھا گیا لہذا آدمی یہی سمجھتا ہے کہ پوچھنے والا تو ہے نہیں اب اگر اس ایوان میں اس لوٹ مار پر بھی کوئی اعتراض نہیں اٹھایا جاتا تو کیا وزیر قانون سمجھتے ہیں کہ اس پر ایوان کو خوشیاں منانی چاہئیں۔ میں اس پر زور دیتا ہوں کہ اسے ایوان میں ضرور discuss کیا جائے۔ کہ لوٹ مار کا یہ نظام کیوں اتنا flourish کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین، وزیر قانون یہ جو سرکاری افسران ہیں جنھوں نے عوام کا کروڑوں روپیہ ہضم کیا ہوا ہے اور کروڑوں روپیہ ہضم کرکے اپنی جائیداد بنائی ہوئی ہے تو کیوں نہ یہ معاملہ ایوان میں discuss کیا جائے۔ اور اس سارے معاملے کو thrash out کرکے ان لوگوں کا محاسبہ کیا جائے جو قوم کو لوٹ رہے ہیں تو آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے کیا اس کو admit کرکے discuss کرنے کے لیے کوئی وقت مقرر کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ اس میں یہ specify نہیں کیا گیا کہ افسر نے اپنا بنگلہ کرائے پر دیا ہوا ہے کس افسر نے اپنے سالانہ کاغذات سداخل دفتر نہیں کیے؟

جناب چیئرمین، یہی بات تو ہے جب یہ ایوان میں discuss ہو گی تو یہ خود بخود ایوان کے علم میں آجائے گی۔

وزیر قانون، چونکہ یہ specify نہیں اس لیے رولز کے مطابق اسے take up نہیں کیا جا سکتا آپ عدالت کی کرسی پر بیٹھے ہیں اور بطور سپیکر بیٹھے ہیں اور آپ نے اس کا فیصلہ بطور سپیکر کرنا ہے۔

جناب سپیکر! اسے specific ہونا چاہیے اور recent occurrence کا معاملہ ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین، رولز کے مطابق تو فیصلہ میں نے کرنا ہے۔

وزیر قانون، آپ فیصلہ رولز کے مطابق کریں نا۔

جناب چیئرمین، رولز کے مطابق تو میں نے فیصلہ کرنا ہے۔

وزیر قانون، آپ کریں نا' جب کوئی معاملہ specific نہ ہو پبلک importance کا نہ ہو اور recent occurrence کا نہ ہو آپ رولز کے مطابق اسے کیسے admit کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ chair۔ سے یہ نہیں پوچھ سکتے کہ کس رول کے تحت کرنا ہے یہ تو chair کا privilege ہے کہ وہ فیصلہ کر سکے۔

وزیر قانون، لیکن جناب سپیکر! آپ نے ایوان کو رولز کے مطابق چلانا ہے۔

جناب چیئرمین، میں اس تحریک التوائے کار کو admit کرتا ہوں اور اس کی discussion کے لیے کون سا وقت رکھیں یہ آپ فرمائیں' رانا صاحب اس سلسلے میں آپ کی رائے چاہوں گا کہ اس کے لیے کون سا وقت رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں رولز 69 کا حوالہ دوں گا۔

جناب چیئرمین، منظور احمد موہل آپ اس تحریک التوائے کار کے بارے میں کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو جناب اس میں تو فیصلہ ہو چکا ہے۔

میاں منظور احمد موہل، جی فیصلہ ہو گیا اب میں جاننا ہوں کہ اس کا رزلٹ کیا ہو گا۔

If the Speaker is of the opinion that the matter proposed to be discussed is in oreder

آپ نے یہ کہہ دیا ہے کہ It is in order اب کیا ہو گا۔

Rule 69. (1) If the Speaker is of the opinion that the matter proposed to be discussed is in order, he shall read the statement to the Assembly and ask whether the member has the leave of the Assembly to make the adjournment motion and if objection is taken, he shall request such of the members as may be in favour of leave being granted to rise in their seats.

(2) If members less than one-sixth of the total membership of the Assembly rise in their seats, the Speaker shall inform the member that he has not the leave of the Assembly.

تو میں گزارش کروں گا کہ آپ اس رول کے تابع admit کریں کہ ممبران جو اس کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہوں اگر وہ one-sixth نہیں ہوتے تو خود بخود یہ drop ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین، میاں منظور احمد موہل ! اس میں آپ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہ جو معاملہ ہے تو کیا ہاؤس اس حق میں نہیں ہو گا کہ ایسے لوگ جو اس قوم کا کروڑوں روپیہ (مداخلت) چلو ٹھیک ہے اس بات کا بھی پتا چل جائے گا۔

میاں منظور احمد موہل، اب آپ سپیکر کی حیثیت سے بھی کیونکہ رول 69 سپیکر کو بھی یہاں پر اختیار نہیں دیتا وہ کہتا ہے کہ آپ فوراً statement پڑھیں اور اسمبلی کے ممبران کھڑے ہوں۔

جناب چیئرمین، جی آپ یہ کس رول کا حوالہ دے رہے ہیں؟

چودھری محمد اعظم چیمہ، (پوائنٹ آف آرڈر) عالی جاہ! یہاں اس ہاؤس میں جو پینل آف چیئرمین دیا گیا تھا اس پینل کے مطابق آپ سے سینئر آدمی اس وقت ہاؤس میں موجود ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے آپ کا اس کرسی پر بیٹھنا رول کے مطابق قانونی نہیں۔ راجہ بشارت بھی یہاں موجود ہیں اور سید طاہر احمد شاہ بھی موجود ہیں اور میں آپ سے بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ آپ اس کرسی سے تشریف لے جائیں اور جو آپ سے سینئر ہے اگر رولز کا تقدس آپ کے دل میں ہے تو ان کو اجازت دیں کہ وہ تشریف لے آئیں۔

جناب چیئرمین، جناب اعظم چیمہ ' آپ کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے اس کو میں rule out کرتا ہوں اور یہ statement۔-----

میاں منظور احمد موہل، رول 14 کے مطابق آپ کو یہ کرسی خالی کر دینی چاہیے۔

جناب چیئرمین، میاں منظور احمد موہل! ابھی تو میں بیٹھا ہوں اور خالی کس طرح کروں۔

MIAN MANZOOR AHMAD MOHAL:-

Rule 14(1) At the commencement of each session, the Speaker shalll nominate from amongst members a panel of not more than four Chairmen, and arrange their names in an order of precedence; and in the absence of the Speaker and the Deputy Speaker, the person whose name is highest on the

panel, from among those present at the sitting shall take the Chair.

جناب چیئرمین ، موہل صاحب آپ بات کو الجھائیں نہیں چیمہ صاحب نے بھی یہی پوائنٹ آف آرڈر کیا تھا جسے میں نے rule out کر دیا ہے۔ میاں منظور احمد موہل آپ ذرا توجہ سے میری بات سنیں کہ چودھری اعظم چیمہ آپ بھی میری بات سنیں بات یہ ہے کہ آپ رولز کا حوالہ تو بہت دیتے ہیں لیکن تھوڑا سا رول کا پاس بھی کریں جب سپیکر کوئی question put کر رہا ہو تو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں کیا جاتا اب یہ بات جس طرح سے پہلے میاں صاحب نے point out کی تھی کہ اب میں یہ statement پڑھنے والا ہوں اب آپ پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں کر سکتے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ ، میں پھر پوائنٹ آف آرڈر raise کر سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین ، میرا خیال ہے کہ جو یہ تحریک پیش ہوئی ہے اس کا فیصلہ ہو جائے۔ کہ آیا اس معزز ایوان میں بیٹھنے والے جو ہمارے بھائی ہیں آیا وہ ان سرکاری افسروں کو جنھوں نے اس ملک کا کروڑوں روپیہ لوٹا ہے اس قوم کا پیسہ لوٹا ہے آیا وہ ان کو تحفظ دینا چاہتے ہیں یا ان کے اس روپے کو discuss کرکے بات سامنے لانا چاہتے ہیں۔ ذرا آج اس بات کا تو فیصلہ ہونے دیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ ، جناب سپیکر! پہلے بھی اس بارے میں وزیر قانون نے بات کی تھی اور تکنیکی اعتبار سے آپ کی تحریک التوائے کار تھی وہ اصولی طور پر rule out ہوگئی۔ جب اور فورم موجود ہوں۔ اگر کوئی corrupt ہے بد دیانت ہے اور اس نے ناجائز جائیداد بنائی ہے تو انٹی کرپشن والے ہیں دوسرے فورم ہیں جہاں تک اسمبلی کا معاملہ ہے رولز کے مطابق آپ کی حیثیت غیر قانونی ہے اس لیے جو بھی آپ کی کارروائی ہو گی وہ غیر قانونی ہو گی اور خدارا قانون کی دھجیاں نہ اڑائیں اور جو پینل میں سینئر ہے اس کو آپ موقع دیں۔

جناب چیئرمین، آپ انٹی کرپشن والوں کا حوالہ دے رہے ہیں اگر انٹی کرپشن والوں کو پتا چلے کہ انھوں نے کروڑوں کی جائیدادیں بنائی ہیں آپ یہ معاملہ سامنے آنے دیں آپ اس بات سے اتنے allergic کیوں ہیں کہ جو corrupt قسم کے لوگ ہیں ان کو discuss کیا جائے گا تو آپ اس بات سے کیوں allergic ہیں۔

جناب چیئرمین، چودھری واجد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری واجد علی خان، پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! میں یہ جاننا چاہوں گا کہ اس سیٹ سے اس

سیٹ تک تھوڑا سا فاصلہ ہے لیکن وہ کون سی واردات قلبی ہے وہ روداد ہم سننا چاہتے ہیں جس سے آپ گزرے ہیں کہ اس سیٹ پر آتے ہیں آپ رولز کی پابندی کرنے لگے ہیں۔

جناب چیئرمین، اس سیٹ سے اس سیٹ تک کا فاصلہ طے کرتے کرتے اکثر لوگوں کے ضمیر مردہ ہو جاتے ہیں لیکن میرا ضمیر جاگ رہا ہے۔

چودھری محمد فاروق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، چودھری فاروق میرے خیال میں اس وقت آپ پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھا سکتے۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! ابھی آپ نے statement شروع نہیں کی میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں آپ مجھے بات کرنے کی اجازت دیں۔ آپ میرے پوائنٹ آف آرڈر پر اپنی مرضی سے رولنگ دے سکتے ہیں۔ You are in chair.

جناب چیئرمین، فرمائیے۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! یہ ایوان ایک مقدس ایوان ہے اس کا احترام چیئر اور ایوان کے ممبران پر برابر واجب ہے۔ ایک طرف ایوان کے ممبران ہوتے ہیں اور دوسری طرف ہمارے معزز رکن جو چیئر پر بیٹھے ہوتے ہیں وہ بطور سپیکر اپنے فرائض سر انجام دے رہے ہوتے ہیں اور سپیکر نے رولز کے مطابق اس ایوان کو چلانا ہوتا ہے۔ میں آپ کے کنڈکٹ کو یا کریکٹر کو زیر بحث نہیں لانا چاہتا۔ میرا موقف یہ ہے کہ جب رولز واضح ہوں تو ان کی پابندی سپیکر پر بھی اتنی ہی واجب ہے بلکہ زیادہ واجب ہے جتنی کہ اس ایوان کے ممبران پر واجب ہے۔ جناب سپیکر! رول نمبر 14 کے مطابق اس وقت یا تو راجہ بشارت کو ایوان سے باہر چلا جانا چاہیے' اگر وہ یہاں پر بیٹھے ہیں تو اس دوران آپ ایوان کی کارروائی نہیںچلا سکتے۔ جناب سپیکر! اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر رولز کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آپ یہاں پر بیٹھنا بھی چاہتے ہیں تو یہ چیئر کا تقاضا ہے کہ کسی تحریک کے بارے میں چیئر نے جب statement پڑھ لی ہو۔ تحریک التوائے کار جو آپ نے admit کر لی ہو تو رولز کا تقاضا ہے کہ اس کی statement آپ ہاؤس میں پڑھیں اس پر آپ اپنی consent نہیں دے سکتے' اگر آپ اپنی consent اس کو پڑھنے سے پہلے دیں گے تو یہ جانبداری ہو گی جو چیئر کا تقاضا نہیں ہے۔ لہذا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس statement کے پڑھنے سے پہلے اس تحریک کے بارے میں آپ اپنی جس consent کا اظہار کر رہے ہیں وہ بھی خلاف ضابطہ ہے۔ اس لیے جناب

سپیکر میں اپنے اس پوائنٹ آف آرڈر پر جناب کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، میں نے اس تحریک کو ان آرڈر تو قرار دے دیا ہے تو اس کے بعد ہاؤس سے اس کی consent لے لیتے ہیں۔

سردار طفیل احمد، جناب سپیکر! آپ کو قانون اور ضابطہ بتا دیا گیا ہے اور قانون آپ کو یہاں بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ پھر یہ ضد کس بات کی ہے۔

جناب چیئرمین، کس طرح سے اجازت نہیں دیتا۔

سردار طفیل احمد، تین دفعہ آپ کو رولنگ کا ریفرنس دیا ہے۔

جناب چیئرمین، یہ پوائنٹ آف آرڈر سب سے پہلے۔ ---

سردار طفیل احمد، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف انفرمیشن پر عرض کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: سب سے پہلے میاں منظور احمد موہل نے اس بات کی نشاندہی کی تھی اور میں نے ان سے کہا تھا کہ یہ جو تحریک ہے میں اس پر سوال پیش کرنے والا ہوں تو اس دوران آپ نے جتنے بھی پوائنٹس آف آرڈر اٹھائے ہیں وہ خواہ رول 14 کے متعلق ہیں یا وہ 69 کے متعلق ہیں آپ ان کو اس وقت نہیں اٹھا سکتے۔ جب میں یہ سوال put کر لوں گا اور اس پر فیصلہ ہو جائے گا تو پھر آپ رول 14 یا 69 کا حوالہ دیجئے گا۔ اس میں بڑی واضح سی بات ہے۔ -

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! جب تک راجہ بشارت ایوان میں موجود ہیں آپ صدارت نہیں کر سکتے۔

سردارطفیل احمد، جناب سپیکر! آپ پرانی تاریخ کو نہ دہرائیں کہ کرسی بڑی مضبوط ہے۔ ہم نے آپ کو بتا دیا ہے کہ قانون اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔

جناب چیئرمین، سردار طفیل احمد آپ جس بات کا نوٹس لے رہے ہیں جو بات آپ فرما رہے ہیں وہ بات اس وقت آپ raise نہیں کر سکتے۔ جب میں نے اس تحریک کو ان آرڈر قرار دے دیا ہے اور اس پر میں سوال put کرنے والا ہوں اس مرحلے پر آپ پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھا سکتے۔ یہی گزارش میں نے میاں منظور احمد موہل سے بھی کی ہے، چیمہ صاحب سے بھی کی ہے۔ جب یہ بات طے ہو جائے گی اس کے بعد آپ اپنا پوائنٹ رولز 14 کے تحت raise کیجئے گا جو مناسب بات ہو گی اس پر عمل ہو

جائے گا۔ اب آپ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا آپ سب لوگ پوائنٹ آف آرڈر raise کرتے جا رہے ہیں یہ مناسب نہیں۔

چودھری محمد فاروق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! ایک بات جو رولز میں موجود ہے اور آپ نے رولز کو relax کرنے کی ایوان سے اجازت بھی نہیں لی تو کیا رولز کو relax کیے بغیر خلاف ضابطہ آپ ایوان کی کارروائی جاری رکھ سکتے ہیں؛ میرا نقطہ نظر یہ ہے اور میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ رولز کو relax کیے بغیر رولز کی موجودگی میں سپیکر رولز کے خلاف ایوان کی کارروائی نہیں چلا سکتے۔

جناب چیئرمین، چودھری فاروق بات یہ ہے کہ میں نے آپ سے یہ گزارش کی ہے کہ جب میں اس سوال کو put کرنے والا ہوں' جس کی بات میاں منظور احمد موہل نے بھی کی ہے یہ بات رولز کے مطابق ہے اور یہ بات طے ہے کہ اس وقت آپ پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں کر سکتے! آپ اس بات کا فیصلہ ہونے دیں اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ تحریک admit نہ ہو اور اس پر بحث کے لیے وقت نہ رکھا جائے تو ٹھیک ہے آپ اس کے خلاف ووٹ دیں اس میں تو اتنا ڈرنے والی یا حیرانگی والی بات ہی کوئی نہیں۔

رانا اکرام ربانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین، رانا اکرام ربانی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! میں آپ کی ذات سے متعلق بات نہیں کرنا چاہتا آپ نے اس کرسی پر بیٹھے ہوئے ایوان کے تقدس اور قواعد و ضوابط کا خیال کرنا ہے۔

Please you are not Rana Sanaullah, you are Mr. Speaker

جناب چیئرمین، میں رانا اکرام ربانی کو فلور دے چکا ہوں آپ تشریف رکھیں۔

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! میں نے ایک گزارش تو ریکارڈ کی درستگی کے لیے کی ہے۔ اس ایوان میں ایک معزز رکن نے یہ فرمایا کہ اس مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اور بھی فورم موجود ہیں جناب سپیکر جہاں تک فورم کی availability کا تعلق ہے۔ ---

(اس مرحلے پر 7 بج کر 29 منٹ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! مجھے فلور سپیکر صاحب نے دیا تھا اور میں اس پر عرض کر رہا تھا کہ یہاں پر کچھ معزز اراکین نے اس بات کا حوالہ دیا ہے کہ یہ issue جو میں نے اس تحریک التواء کے ذریعہ اس ایوان میں پیش کیا تھا اس بارے میں ایک معزز رکن نے یہ فرمایا تھا کہ اس issue کو discuss کرنے کے لیے اور بھی فورم available ہیں۔---

چودھری محمد فاروق، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا کہ جس طرح جناب سپیکر کی موجودگی میں ڈپٹی سپیکر preside نہیں کر سکتے بعینہ رول نمبر 14 کے مطابق جس طرح سے آپ پینل آف چیئرمین کی تشکیل دیتے ہیں اس پینل میں جس ممبر کا نام پہلے درج ہوتا ہے اگر وہ ممبر ایوان میں موجود ہو تو دوسرے تیسرے اور چوتھے نمبر پر درج ہونے والے ممبر حضرات چیئر پر نہیں بیٹھ سکتے۔ جناب سپیکر! میرے اس پوائنٹ آف آرڈر پر ابھی فیصلہ pending تھا' لہذا میں اب اس پر آپ کا فیصلہ مانگتا ہوں اور جناب سپیکر اسی کے ساتھ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب میں نے یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تو چیئر کی طرف سے یہ بات آئی کہ ابھی اس پر انھوں نے statement دینی ہے اس لیے اس پوائنٹ آف آرڈر پر بعد میں بات ہو سکتی ہے تو جناب سپیکر میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ statement پڑھنے سے پہلے اگر قائد حزب اختلاف یا کسی ممبر کو فلور دیا جا سکتا ہے تو پھر میرے پوائنٹ آف آرڈر پر۔---

جناب سپیکر، چودھری محمد فاروق' ایک وقت میں آپ ایک issue پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھا سکتے ہیں اور ایک پوائنٹ آف آرڈر پر آپ مختلف issue نہیں raise کر سکتے۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ میرے پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی فیصلہ دیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر میں نے سن لیا ہے اور پھر کسی وقت میں اسی پوائنٹ آف آرڈر کو entertain کروں گا اور اس پر میں اپنی رولنگ دوں گا۔

چودھری محمد فاروق کے پوائنٹ آف آرڈر پر رولز بالکل واضح ہیں اور اس میں کوئی ابہام نہیں کہ اگر سپیکر ایوان میں موجود ہیں تو ڈپٹی سپیکر صاحب یا پینل آف چیئرمین میں سے کوئی بھی معزز رکن صدارت نہیں کر سکتے اگر ڈپٹی سپیکر ایوان میں موجود ہوں تو پینل آف چیئرمین میں سے کوئی بھی ممبر صدارت نہیں کر سکتے۔ اور اسی طریقے سے نمبر 1 پر جو ممبر ہوں اگر یہ صاحب ایوان میں

بیٹھے ہیں تو نمبر 2,3 اور 4 والے صاحبان صدارت نہیں کر سکتے۔ اگر نمبر 1 پرنہیں اور نمبر 2 والے صاحب ایوان میں موجود ہیں تو نمبر 3 اور نمبر 4 حضرات صدارت نہیں کر سکتے۔ اسی طریقے سے اگر نمبر 2 ایوان میں موجود نہیں ہیں اور نمبر 3 موجود ہیں تو نمبر 4 والے صدارت نہیں کر سکتے اس کے بعد آخر میں پینل آف چیئرمین کے نمبر 4 کی باری آئے گی۔ اگر کوئی بھی موجود نہیں ہے سپیکر نہیں ہے ڈپٹی سپیکر موجود نہیں ہے پینل آف چیئرمین کے نمبر 1.2 اور 3 موجود نہیں ہے تو نمبر 4 والے صدارت کر سکتے ہیں۔ میں نے جو ترتیب بتائی ہے اگر اسی ترتیب سے کوئی ممبر صدارت کر رہے ہیں اس سے پہلے والے کوئی ممبر اگر ایوان میں آ جاتے ہیں تو خود بخود ان کو سیٹ مل جاتی ہے اور وہ صدارت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ تو اس میں کسی قسم کا کوئی ابہام موجود نہیں جب میں آیا ہوں تو رانا صاحب نے میرے لیے سیٹ خالی کر دی ہے اگر ڈپٹی سپیکر صاحب آئیں تو بھی ایسا ہی ہو گا اگر پینل آف چیئرمین کے نمبر 1 یا نمبر 2 یا نمبر 3 والے آئیں تو بھی ایسی ہی صورت ہوگی۔ اس کے مطابق ہی ہم نے ایوان کے معاملات کو چلانا ہے۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں۔---

جناب سپیکر: کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ایس اے حمید اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ میں اس کے بعد آپ کو اجازت دوں گا۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! آپ نے ایوان کی روایات کے مطابق پینل آف چیئرمین کا اعلان کیا تھا۔ ہم نے اس ایوان میں آج جو منظر دیکھا میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک ان بنچز کا تعلق ہے یہ خواہ حزب اختلاف یا برسر اقتدار پارٹی کے ہوں یہاں تو بات بڑی معقول ہے کہ آدمی اپنی بات کرے اور اس پر اصرار کرے اور اپنا پوائنٹ آف ویو دے۔ لیکن کوئی بھی معزز ممبر اس کرسی پر بیٹھے جہاں پر اس نے بات تول کر کرنا ہے اور اچھی طرح سے سمجھ کر اس کا جواب دینا ہے تو اس

میں اپنی پارٹی کا تاثر نہیں ہونا چاہیے۔ جناب سپیکر! یہاں آج ہم نے یہ منظر دیکھا کہ آپ کے جانے کے بعد اس ایوان میں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے [*****] کی حکومت آ گئی ہے جو ہر بات کو نظر انداز کئے جا رہی تھی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کی روایت کے خلاف اور اس ایوان کے وقار کے خلاف بات ہے۔ تو میری استدعا ہے کہ جب کوئی ممبر، معزز رکن آپ کی نشست پر بیٹھے گا تو وہ کیا ہر بات کو نظر انداز کر سکتا ہے

جناب سپیکر: جی آپ تشریف رکھیں۔ میں اس بارے میں واضح طور پر یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ۔۔۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ! آپ تشریف رکھیں گے۔ اس سیٹ پر چاہے سپیکر بیٹھے چاہے ڈپٹی سپیکر بیٹھے۔ چاہے پینل آف چیئرمین کا کوئی ممبر بیٹھے ان کی حیثیت اور ان کی پوزیشن وہی ہوگی جو سپیکر کی پوزیشن ہے۔ اور سپیکر کے کنڈکٹ پر نکتہ چینی کی نہ تو روایات اجازت دیتی ہیں اور نہ ہی رولز اجازت دیتے ہیں۔ اس لیے یہاں پر جو بھی سپیکر بیٹھا ہے اس کے کنڈکٹ کو نہ اس ایوان میں اور نہ ہی باہر criticise کیا جا سکتا ہے۔ اس بارے میں کوئی بھی ابہام نہیں ہونا چاہیے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہمارا طرز عمل کیا ہے اور ہم معاملات کو کیسے چلاتے ہیں اس میں آہستہ آہستہ ہم نے سیکھنا ہے معاملات کو سمجھنا ہے اور جو باتیں ہمارے علم میں نہیں وہ آہستہ آہستہ ہمارے علم میں آئیں گی اور پینل آف چیئرمین کی روح بھی یہی ہے اور concept بھی یہی ہے کہ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کی عدم موجودگی میں پینل آف چیئرمین کا کوئی ممبر صدارت کر سکے دوسرے اس کا مطلب یہ ہے کہ سب کی ٹریننگ ہونی چاہیے کیونکہ سیاسی offices کوئی مستقل offices نہیں ہوتے اس میں سے آپ لوگوں نے ہی سپیکر بننا ہے اور آپ ہی نے ڈپٹی سپیکر بننا ہے اور آپ نے یہ عہدے حاصل کرنے ہیں تو سب کی ٹریننگ ہونی چاہیے اور ٹریننگ سے لوگ سیکھتے ہیں اور ٹریننگ ہی سیکھنے کا بہترین ذریعہ ہے اس لیے جو بھی اس کرسی پر بیٹھے گا مجھے یقین ہے کہ اس کا برتاؤ اتنا ہی شاندار ہوگا جتنا کہ سپیکر کا ہونا چاہیے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نکتہ وضاحت پر بات کرنی چاہتا ہوں۔

***(بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کر دیئے گئے)

جناب سپیکر: اس لیے میں ایس اے حمید صاحب کے [*****] کے الفاظ جو انھوں نے سپیکر کے بارے میں استعمال کیے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ جناب سپیکر! لیکن۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ' اس کے بعد کیا کسی وضاحت کی ضرورت ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ مجھے اس وقت کا احساس ہو رہا ہے کہ لوٹ کھسوٹ میں غرق یہ لوگ لوٹ کھسوٹ کے بارے میں بات سننے سے کتنا تلملا جاتے ہیں لیکن جب وہ وقت آ جائے گا جب ان کا حساب لیا جائے گا تو پھر ان کا کیا بنے گا اور وہ وقت آنا ہے۔

جناب سپیکر: ابھی ابھی صدارت کے بعد آپ کو یہ الفاظ زیب نہیں دیتے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نکتہ وضاحت پر یہ بات کرنی چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب' میرا خیال ہے کہ آپ کے بطور سپیکر کارروائی کو کنڈکٹ کرنے کی جتنی وضاحت میں نے کر دی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد مزید وضاحت کی ضرورت نہیں رہتی۔

رانا اکرام ربانی: رانا ثناء اللہ کو بھی وضاحت کرنے دیجئے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں جتنی میں نے وضاحت کر دی ہے اس کے بعد اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات کو درست انداز میں نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: میری آپ بات سنیں یہاں جو بات ہوئی ہے وہ ہوئی ہے بطور سپیکر آپ کے conduct کے بارے میں۔ بطور ممبر آپ کے conduct کے بارے میں بات نہیں ہوئی۔ بطور سپیکر آپ کے conduct کے بارے میں بات ہوئی ہے۔ Speaker is not supposed to explain his conduct سپیکر کو اپنا conduct explain کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس لیے آپ کے conduct کے بارے میں میں نے بات کی ہے۔ آپ personal explanation پر بات کر سکتے ہیں جب بطور ممبر آپ کے conduct کی یا آپ کی ذات پر کسی قسم کی کوئی بات کی جائے۔ اس لیے آپ کو بات کرنے کی ضرورت نہیں۔ شکریہ۔

***(بحکم جناب سپیکر کارروائی سے حذف کر دیئے گئے)

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، جناب آفریدی! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جی ہاں۔

جناب سپیکر، ارشاد فرمائیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر! انھوں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بطور سپیکر ایک لفظ کہا تھا کہ ایک میرے دوست نے سوال کیا کہ وہاں سے وہاں تک سفر کیسا تھا! انھوں نے یہ الفاظ استعمال کیے وہاں سے یہاں تک آتے ہوئے[*****] ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔ اس میں پورے ایوان کی توہین ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، میں آفریدی صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ اور ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

رانا اکرام ربانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، رانا اکرام ربانی پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ جناب سپیکر مجھے فلور دے چکے تھے۔ میں بات کر رہا تھا اور چودھری فاروق نے پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا۔ آپ نے انھیں اجازت دے دی۔

جناب سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے تھے؟

رانا اکرام ربانی، جی ہاں۔ میں آپ کے حکم کے مطابق احتراماً بیٹھ گیا۔

جناب سپیکر، شکریہ رانا اکرام ربانی مجھے آپ نے بتایا نہیں تھا کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔ اگر آپ مجھے بتا دیتے کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں تو میں اس پر انھیں اجازت نہ دیتا۔

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! میرا اس وقت پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ سپیکر کے کہے ہوئے الفاظ کارروائی سے حذف کیے جا سکتے ہیں؟

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیئے گئے)

جناب سپیکر: یہ بلاشبہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔

رانا اکرام ربانی: شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: بلاشبہ یہ بڑی اہم بات ہے۔

میاں شہباز احمد: جناب سپیکر! کیا وہ آدمی سپیکر تھا؟

جناب سپیکر: اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ سپیکر تھے۔

میاں شہباز احمد: اس وقت پوائنٹ اٹھایا جا چکا تھا اور دو سینئر یہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس حالت میں معزز رکن سپیکر تھے۔ یہ بھی اتنا اہم پوائنٹ ہے جتنا انھوں نے اٹھایا ہے۔ کیا وہ کارروائی سمجھی جائے گی؟ کیا اس کنڈکٹ کو کارروائی میں شامل کیا جائے گا؟

جناب سپیکر: میاں صاحب تشریف رکھیے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اعظم چیمہ! میں چاہتا ہوں کہ اس بارے میں اس معاملے کو میں pending کرکے رولنگ دوں۔ اس میں دو مسئلے اٹھائے گئے ہیں۔ چیمہ ذرا میری بات سن لیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر! آپ نے درست فرمایا ہے کہ سپیکر کے کنڈکٹ کو ہم لوگ چیلنج نہیں کر سکتے۔ کیا کوئی سپیکر قانون سے بالا ہوسکتا ہے؟ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا سپیکر کا رول یا فیصلہ قانون اور رولز سے بالا ہو تو اس پر اعتراض ہوسکتا ہے یا نہیں؟ کنڈکٹ کے بارے میں اور بات ہوتی ہے۔ اس کے فیصلے اور کارروائی کے بارے میں جو رولز اور قانون اور آئین سے انحراف کرے وہ عالی جاہ! ہمیشہ درستگی کے دائرہ میں نہیں آتا۔

جناب سپیکر: اس میں ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ کیا سپیکر کے کہے ہوئے الفاظ کارروائی سے حذف ہو سکتے ہیں؟ یہ نمبر ایک ہے نمبر دو یہ ہے کہ جو پینل آف چیئرمین پر ہیں وہ اگر کارروائی کو بطور سپیکر کے کنڈکٹ کر رہے ہیں تو وہ کارروائی جو ہے اس کی قانونی حیثیت کیا ہوگی؟ نمبر 3 یہ ہے جو جناب اعظم چیمہ نے بات کی ہے کہ سپیکر کا رول اگر قانون کے مطابق نہ ہو تو کیا پھر بھی اس کو criticise نہیں کیا جا سکتا؟ ان تین issues پر میں تفصیلی رولنگ دوں گا۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! رولز اگر موجود ہوں اور رولز کے خلاف اگر سپیکر نے کوئی فیصلہ

دینا ہو تو میں نے یہ نکتہ اٹھایا تھا کہ جب تک سپیکر رولز کو relax نہیں کرتے اس وقت تک واضح رولز کی موجودگی میں رولز کے خلاف رولنگ نہیں آسکتی۔ یا عمل نہیں ہو سکتا یا بات کو نہیں چلایا جا سکتا۔

جناب سپیکر، بات سمجھ میں نہیں آئی۔ چودھری فاروق! اس کو دہرائیے۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! جب واضح رولز موجود ہوں اور سپیکر ان رولز کے خلاف کوئی ایکٹ کر رہے ہوں یا فیصلہ کرنا چاہتے ہوں تو میرا نکتہ نظر یہ ہے کہ رولز relax کروا کر جناب سپیکر رولز کے خلاف ان سے بالا ہو کر کوئی فیصلہ دے سکتے ہیں۔ لیکن رولز کو relax کیے بغیر اور رولز کی نشاندہی بھی ہو جائے کہ اس کے مطابق کام کیا جائے اور سپیکر اگر ان کے مطابق کام نہ کرنا چاہیں تو میرے نزدیک یہ معاملہ غلط ہے۔ لہذا رولز کو relax کیے بغیر رولز کے خلاف سپیکر کوئی بات نہیں کر سکتا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! رولز کو relax کیا جاتا ہے یا suspend کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر، جی suspend کیا جاتا ہے۔

جناب غلام سرور خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، غلام سرور خان پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اصل معاملہ جو اس وقت زیر بحث ہے وہ یہ کہ جناب سپیکر تحریک التوائے کار نمبر 34 admit کر چکے تھے۔ question put کرنے والے تھے تو پینل آف چیئرمین پر ہمارے رکن اسمبلی داخل ہوئے اور پھر یہ بحث چھڑ گئی۔ آیا اس تحریک التواء کی اب آئینی پوزیشن کیا ہو گی؟ آپ اس پر بھی رولنگ فرمائیں۔

جناب سپیکر، اس میں ایک چیز یہ بھی ہے کہ پینل آف چیئرمین پر جو معزز رکن preside کر رہے ہیں اور وہ question put کرنا چاہتے ہیں یا کر چکے تھے؟ (قطع کلامیاں) admit کر چکے ہیں۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! admit کر چکے تھے اور question ptu کرنا چاہتے تھے۔

جناب سپیکر، admit کر چکے تھے اور question put کرنا چاہتے تھے۔ تو اس پوزیشن میں کیا صورت ہو گی۔ اگر اس پر ان سے پہلے نمبر 1 کے جو پینل آف چیئرمین پر ہیں وہ آجائیں تو انھیں کیا کرنا چاہیے question put کرنا چاہیے یا ان کے لیے سیٹ خالی کر دینی چاہیے! تو یہ بھی ایک مسئلہ ہے

جس پر بات ہونی چاہیے! تو ر بھی میں اپنا فیصلہ دوں گا۔ تو جہاں تک اس تحریک التوائے کار کا تعلق ہے اور اس کی پوزیشن کہ اس کو جناب سپیکر نے admit کیا اور اس پر question put نہیں ہوا تو اس پر میں question put کروں گا اور اگلے روز اس پر question put کروں گا چونکہ تحاریک التوائے کار کا ٹائم ختم ہو گیا تھا اس لیے میں نے اس معاملے کو التوا میں ڈال دیا ہے۔ تو اس پر میں question put کروں گا۔ اب قانون سازی کو take up کرتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، سید طاہر احمد شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ، جناب سپیکر! میں صرف اتنا دریافت کرنا چاہوں گا کہ رول نمبر 14 میں دیا گیا ہے۔

". . the person whose name is highest on the panel, from among those present at the sitting shall take the Chair."

اس پر آپ نے اپنی رولنگ فرما دی۔ مگر یہ ہے کہ جب کسی پوائنٹ آف آرڈر کو اس معزز ایوان کے ایک معزز رکن نے اٹھایا تو اس میں لفظ ہے "shall" کا۔ اس میں mandatory provision ہے obligatory provision نہیں تھی۔ تو جب mandatory provision تھی کہ ایک ایسے سینئر معزز رکن جو پینل آف چیئرمین کے پہلے نمبر پر تھے وہ جب اس معزز ایوان میں داخل ہو گئے تو انھیں چھوڑنا چاہیے تھا تو کیا وہ کارروائی اس پوائنٹ آف آرڈر کے اٹھانے کے بعد جو منظور احمد موہل نے اور دیگر معزز ارکان نے کیا تھا وہ کارروائی باضابطہ تصور ہوگی یا اس کارروائی کو بے ضابطہ تصور کیا جائے گا؟

جناب سپیکر، سید طاہر احمد شاہ اس پر بات ہو چکی ہے۔ یہ مسئلہ raise ہو چکا ہے اور اس پر فیصلہ ہو گا تو اب قانون سازی کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرید پراچہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! آج کے اجلاس کے شروع میں میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تھی کہ ایک اخباری خبر میں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ کسی بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ایکٹ کے اندر کوئی ترمیم کی گئی ہے جس پر عمل درآمد بھی شروع ہو چکا ہے جبکہ ایسی کوئی ترمیم نہ ایوان میں آئی ہے، نہ کوئی آرڈیننس اس سیشن کے دوران آ سکتا ہے اور اگر کوئی

آرڈیننس آیا ہے تو اس پر اس وقت تک کوئی عمل درآمد شروع نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کو ایوان کے اندر نہ لایا جائے۔ اس بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وزیر تعلیم کی موجودگی میں یہ بات ہوگی تو اب وزیر تعلیم تشریف رکھتے ہیں تو ان سے یہ بات دریافت کی جائے۔

جناب سپیکر: جی! درست بات ہے۔ منسٹر ایجوکیشن کی عدم موجودگی کی وجہ سے ہم نے اس معاملے کو موخر کر دیا تھا تو آپ اس پر کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! معزز رکن کا اعتراض جو کچھ میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ فاضل رکن کو قانون نافذ کرنے پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ قانون امتحانات کی بہتری کے لیے نافذ کیا گیا ہے۔ انھیں صرف یہ اعتراض ہے کہ اس کے لیے کوئی قانون اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا یا اسمبلی in session ہے تو اس سلسلہ میں کوئی آرڈیننس جاری نہیں ہو سکتا۔ تو میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ کوئی نیا قانون نافذ نہیں کیا گیا بلکہ ہمارے پاس پہلا ہی mal-practices Act 1950 ہے اس ایکٹ کو ہم نے invoke کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس پر عمل درآمد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کوئی نیا قانون پیش نہیں کیا گیا اور نہ ہی منظور کیا گیا ہے بلکہ یہ قانون 1950ء سے منظور شدہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی نیا آرڈیننس نہیں آیا؟

وزیر تعلیم: کوئی نیا آرڈیننس نہیں آیا۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس میں اگر ہم انفارمیشن لیں کہ یہ بات اخبار میں آئی ہے۔ اس کا کیا ہے؟ کیونکہ یہ ایک specific Rule 184 (8) ہے

A member shall not raise a point of order to ask for information.

اگر اس طرح کی صورت حال پیدا ہو جائے تو پھر ہر فاضل ممبر کھڑا ہو جائے گا اور آپ سے دریافت کرے گا کہ فلاں اخبار میں یہ خبر آئی ہے اس کے بارے میں کیا بات ہے۔ تو میں ریکارڈ کو درست رکھنے کے لیے عرض کروں گا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں کہ اطلاع لینے کے لیے chair

سے یہ پوچھا جائے۔

جناب سپیکر، آپ کی یہ بات درست ہے۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں لیکن انھوں نے یہ پوائنٹ آف آرڈر انفرمیشن کے لیے نہیں اٹھایا چونکہ دوران اجلاس کوئی نیا آرڈیننس نہیں آسکتا۔ ان کے خیال کے مطابق یہ تھا کہ آیا یہ کوئی نیا آرڈیننس دوران اجلاس آیا ہے جو گورنمنٹ لائی ہے تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ کیا سیشن کے دوران کوئی آرڈیننس آسکتا ہے؟

آوازیں، نہیں آسکتا۔

جناب سپیکر، تو دوسری صورت میں میاں منظور احمد موہل کا نکتہ اعتراض درست ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر انفرمیشن نہیں لی جاسکتی۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون، کچی آبادیاں، پنجاب مصدرہ 1992ء

MR SPEAKER: Now we take the legislation. The amendment has been moved by Mr. Farid Ahmad Piracha and the law Minister has opposed the amendment. Now Mr. Farid Ahmad Piracha may like to say something.

جناب فرید احمد پراچہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مسودہ قانون کچی آبادیاں میں' میں نے ایک ترمیم کے ذریعہ یہ بات یہاں پیش کی ہے کہ اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کیا جائے تاکہ عام آدمی کچی آبادیوں کے مکین بھی اس میں پورے طور پر اپنی رائے دے سکیں اور ان کے جذبات احساسات اور مشکلات اس ایوان تک پہنچ سکیں۔ اس کے جواز کے طور پر میں نے یہ بات عرض کی تھی کہ ہمارے ہاں قانون سازی کے عمل میں رائے عامہ حقیقی طور پر شامل نہیں ہوتی اس لیے کہ قانون کسی پارٹی کی میٹنگ میں بھی نہیں بنایا جاتا اور نہ اسمبلی کی کوئی کمیٹی پہلے قانون کو تشکیل دیتی ہے بلکہ چند افسران قانون کو تشکیل دیتے ہیں۔ اس کی دفعات مرتب کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد اس کو ایوان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ پھر اکثریتی پارٹی اس کو دیکھے بغیر' اس کی دفعات کو دیکھے بغیر' معاشرے کے اوپر اس کے اثرات کو دیکھے بغیر' وہ اس کو صرف اس وجہ سے کہ یہ ہماری

اکثریتی پارٹی کا ایک پیش کردہ قانون ہے اس کے بارے میں پھر "ہاں" کہہ کر قبول کر لیتے ہیں۔ جناب سپیکر! پھر اس سلسلے میں پارٹی کے ضوابط کی پابندی کرتے ہوئے اکثریتی پارٹی کی طرف سے کوئی ترمیم بھی نہیں آتی اور اگر اپوزیشن کے ممبران کی طرف سے ترامیم آتی ہیں تو ان کی بھی مخالفت کی جاتی ہے۔ اس طرح سے پھر لوگوں کی رائے، عام آدمی کی رائے، اس سے متاثرہ افراد کی رائے ایوان تک نہیں پہنچتی اور کوئی بھی مسودہ قانون اس حقیقی تقاضے کو پورا نہیں کرتا۔

جناب سپیکر! یہاں میں اس کا حوالہ دینا اس لیے بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ قانون سازی کے اس عمل کو اگر ہم ان جمہوری ممالک سے مستعار لیا ہے تو پھر وہاں کے ان تقاضوں کو بھی پورا کیا جائے جن تقاضوں کو وہ اپنے ہاں پورا کر رہے ہیں۔ وہاں تو پرائیویٹ ممبرز بل بنتے ہیں اور پاس ہوتے ہیں۔ وہاں یہ بھی صورت ہے کہ پرائیویٹ ممبرز بل ہی نہیں بلکہ پرائیویٹ بل کی بھی ایک گنجائش موجود ہے کہ کوئی فرد یا کوئی سوسائٹی خود ایک بل تشکیل دیتی ہے اور وہ بل تشکیل دے کر حکومت کے سامنے پیش کرتی ہے اور پھر اس بل پر بھی رائے عامہ معلوم کی جاتی ہے۔ یعنی ایک عام آدمی کو بھی حق ہے کہ وہ قانون سازی کے عمل کے اندر حصہ لے۔ کسی بھی ملک کا شہری اپنے اس حق کو استعمال کرتے ہوئے یا کوئی سوسائٹی اپنے اس حق کو استعمال کرتے ہوئے کوئی پرائیوٹ بل بھی دے سکتی ہے اور پرائیویٹ ممبرز بل بھی ہوتے ہیں۔ وہاں تو اس بات کے لیے کہ اگر حکومت نے ٹیکسیشن میں کوئی اضافہ کرنا ہے کوئی قانون لانا ہے تو اس کے لیے رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے، تمام ادارے موجود ہونے کے باوجود بھی اسے مشتہر کیا جاتا ہے۔ تو پھر اس کے حق میں یا مخالفت میں لوگوں کی آرا آتی ہیں اور ان کی آرا کو اہمیت دی جاتی ہے۔ خود ہمارے اس ملک میں بھی جب رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے بعض اوقات کوشش کی گئی تو ہمارے ملک کے شہریوں نے اپنی رائے بھرپور طریقہ سے دی۔ شریعت بل کو عام آدمی کے سامنے پیش کیا گیا اور 13 لاکھ افراد نے شریعت بل کے حق میں رائے دی۔ تو یہاں رائے عامہ لینے کا سلسلہ بھی موجود ہے اور لوگ اس میں اپنے حق کو پورے طور پر استعمال بھی کرتے ہیں وہ اس کے بارے میں اس کے حق میں اپنی آراء بھی دیتے ہیں اور اس میں ترامیم بھی دیتے ہیں چنانچہ اس بات کی ضرورت ہے کہ اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کیا جائے۔ اس ضرورت کو میں اس بھی پیش کر رہا ہوں کہ یہاں کچی آبادیوں کا سلسلہ اس لیے بڑا ہی اہم ہے کہ عام آدمی کے لیے، غریب آدمی کے لیے کیوں کچی آبادی بنے؟ یہ کہاں سے تصور آگیا ہے کہ ان کے لیے کچھ آبادیاں بنیں۔ بڑے بڑے لوگوں کے

لیے تو بڑے بڑے پلاٹ ہوں ان کے لیے تو ان کی سیاست ان بڑے بڑے پلاٹوں کے گرد گھومے اور ایک غریب آدمی کے لیے کچی آبادی۔ یہ کچی آبادی کیا چیز ہے؟ جناب سپیکر! کیوں نہیں' رہائشی سکیمیں بنائی جاتیں؟ اس ناجائز قبضے کے تصور کو اور لوگوں کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کے تصور کو عام کیا گیا ہے اور اس کو قانون کے ذریعے سے تحفظ دیا گیا ہے دراصل اس کے ذریعے سے حکومت اپنی ذمہ داریاں نہ ادا کرنے کی کوتاہی کر رہی ہے اس کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ لوگوں کے مسائل حل کرے اس کوتاہی کو ہر حکومت نے کیا ہے پہلے ماضی کی حکومتوں نے بھی کیا اور آج کی حکومت نے بھی کیا ہے ان غریب آدمیوں سے ووٹ لئے گئے ان کو ٹرکوں میں بھر بھر کر اپنے جلسوں کی زینت بنایا گیا لیکن ان کا مسئلہ حل نہیں کیا گیا۔ ان لوگوں نے جن کو اقتدار کی مسند پر پہنچایا خود ان کا اپنا حال یہ رہا کہ

ہزار چاند بنا کر فضا میں پھینک دیئے
مگر ہمارے ہی آنگن میں روشنی نہ ہوئی

ان کی وہ کچی آبادیاں اسی طرح سے بے آباد رہیں اور موجودہ حکومت نے بھی اس بارے میں اپنے فرائض کو ادا کرنے میں مجرمانہ کوتاہی کی ہے جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک عام آدمی جو کچی آبادی کے اندر رہتا ہے ایک غریب آدمی جو وہاں پر بستا ہے ان کو ان کچی آبادیوں میں بغیر کسی پلاننگ کے بسایا گیا ہے وہاں سے جنازے کے نکلنے کی جگہ بھی موجود نہیں اڑھائی' اڑھائی اور تین ' تین فٹ کی وہاں گلیاں موجود ہیں اور میں یہ بات کسی مفروضہ سے نہیں کہہ رہا شاید میں اس ایوان کا واحد ممبر ہو سکتا ہوں کہ جس کی خود ایک کچی آبادی کے اندر رہائش رہی ہے اور 1977ء کے انتخاب میں جب میں نے حصہ لیا تھا تو میں اس بات کو کہتا تھا کہ

تلاش کرنے میں دقت کوئی نہیں ہوتی
میرا وہ گھر ہے جہاں روشنی نہیں ہوتی

اور میں نے عملاً دیکھا ہے کہ وہاں روشنی نہیں ہم اس طرح سے ان آبادیوں میں رہتے رہے ہیں اور میں نے ان آبادیوں میں رہتے ہوئے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہاں کی گلیوں میں کیچڑ چلتا ہے اور کوئی شریف آدمی' غریب آدمی وہاں سے گزر کر اپنے گھر کے اندر نہیں جا سکتا وہاں پر میں نے اپنی ماؤں اور بہنوں کو پریشان حالت میں تین تین گھنٹے ان گندے پانی کے خاتمے کے انتظار میں کھڑے ہوئے دیکھا تا کہ وہ اپنے گھر تک پہنچ سکیں جناب سپیکر! ابھی تک شہر میں لاہور کی کئی ایسی آبادیاں

موجود ہیں جہاں پر ڈویلپمنٹ نہیں کی گئی جس دن یہ مسودہ قانون پیش کیا جا رہا تھا اس دن کے اخبارات میں لاہور کی آبادیوں کی یہ بات چھپی ہوئی تھی کہ وہاں پر گندے جوہڑ ہیں اور اس بارے میں ایک مجرمانہ کوتاہی ہے جو کی گئی ہے جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں اعداد و شمار پیش کرتا ہوں کہ اس وقت لاہور میں 308 کچی آبادیاں ہیں جن کو تسلیم کیا گیا ہے کہ یہ کچی آبادیاں ہیں ان میں سے 204 کچی آبادیوں کے بارے میں تو کہا گیا کہ یہ باقاعدہ کچی آبادیاں ہیں اور 104 کچی آبادیوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ ابھی زیر سروے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ پچھلے چھ سالوں سے زیر سروے ہیں اور ان میں کوئی مجبوری نہیں اس میں کوئی پابندی بھی نہیں ان کی حالت یہ ہے کہ 74 آبادیوں کے NOC محکمہ جات سے نہیں بنے اور ان 74 کچی آبادیوں میں سے 34 کچی آبادیوں کو صوبائی محکمہ جات سے NOC نہیں ملے یہاں مخلص ہونے کا اندازہ تو یہ ہے کہ ۔ڈی سی حضرات نے 27 کچی آبادیوں کے NOC ابھی تک نہیں دیئے۔ ڈی سی حضرات تو پنجاب حکومت کے ماتحت ہیں اور اگر یہ حکومت چاہے تو گھنٹوں کے نوٹس پر ان سے کام لے سکتی ہے اپنے جلسوں کی رونق بڑھانے کے لیے جو کام لینا ہوتا ہے وہ گھنٹوں کے نوٹس پر لیا جاتا ہے لیکن 27 کچی آبادیاں ابھی تک ایسی ہیں جن کے ڈی سی حضرات نے NOC دینے تھے لیکن وہ آج تک نہیں دیئے گئے ان میں سی اینڈ ڈبلیو کی چار کچی آبادیاں اس زمین پر ہیں اور ان کو بھی ابھی NOC نہیں ملا۔ میں ابھی محکمہ جات کے بارے میں عرض کر رہا ہوں جنگلات کے محکمے کے تحت دو کچی آبادیوں کو بھی ابھی NOC نہیں ملا۔

جناب سپیکر! مرکز کے اندر بھی آج وہی حکومت موجود ہے جو اس وقت صوبے میں ہے لیکن مرکز کی صورت حال یہ ہے کہ ریلوے کی زمین پر 46 کچی آبادیاں موجود ہیں جن میں سے صرف پانچ کچی آبادیوں کے NOC دیئے گئے ہیں متروکہ اوقاف جس میں ہندو اوقاف شامل ہے اس پر 42 کچی آبادیاں موجود ہیں لیکن صرف 17 کچی آبادیوں کے NOC دیئے گئے ہیں۔ سول ایوی ایشن کی اراضی پر 7 کچی آبادیاں ہیں لیکن ایک کا بھی NOC نہیں دیا گیا۔ اس طرح سے پی ڈبلیو ڈی کی زمین پر ایک کچی آبادی موجود ہے اس کو بھی NOC نہیں دیا گیا۔ مرکزی محکمہ جات کے تحت 96 کچی آبادیوں کے ابھی تک NOC نہیں دیا گیا اسی طرح سے جناب سپیکر صوبائی محکمہ جات کی 34 کچی آبادیوں کو ابھی تک NOC نہیں دیا گیا تو جناب سپیکر ہم کس طرح محسوس کریں کہ موجودہ حکومت کچی آبادیوں کے مسائل حل کرنے میں مخلص ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بھی اسی طرح کا ایک خواب ہے اور کچی آبادیوں کے لوگوں کو پریشان کرنے اور ان کے مسئلے سے پہلو تہی کرنے کے لیے یہ مسودہ

قانون لایا گیا ہے جناب سپیکر! میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اس مسودہ قانون کو عام آدمی کی رائے معلوم کرنے کے لیے اس کے پاس بھیجا جائے تاکہ ان کچی آبادیوں کے مقیم جا سکیں کہ ہم کتنے عرصے سے یہاں رہ رہے ہیں اور کتنی دفعہ بلڈوزر بھیج کر ان کو اٹھانے کی کوشش کی گئی ہے اور قانون سازی کے ذریعے سے ایک ڈائریکٹر جنرل کو کتنے اختیارات دئیے جا رہے ہیں کہ وہ جس کو چاہے کچی آبادی declare کرنے سے انکار کر دے اور جب چاہے وہ ان کے گھروں کی ترتیب بدل دے اور جو کچی آبادی چالیس گھروں پر مشتمل ہے تو کل وہ اسے ساٹھ پر کہہ سکتا ہے اور سو پر کہہ سکتا ہے تو جناب سپیکر! اس طریقے سے ایک عام آدمی آپ کو بتا سکتا ہے اور ایک متاثرہ آدمی آپ کو بتا سکتا ہے کہ ان کچی آبادیوں کے مسائل کس طرح کے ہیں اور ان کو کس انداز سے حل کرنا ہے جناب سپیکر! میں اس موقع پر آپ سے یہ بھی عرض کروں کہ میرے نزدیک یہ مسودہ قانون دراصل حکومت کے اپنے مسائل سے اور اپنی ذمہ داریوں سے پہلوتہی کرنے کی بات ہے۔ جناب سپیکر! کچی آبادیوں کا تصور ہے اسے ختم کرکے رہائشی کالونیوں کا تصور دیا جائے حکومت اپنی اراضی کے اوپر تین، تین مرلے کی سکیم بنائے اور غریب آدمی کو کسی سفارش کے بغیر پلاٹ دیا جائے آج کتنی ہی بیوہ عورتیں، اور کتنے ہی ایسے مستحق، غریب، نادار اور مجبور لوگ کہ جن کے ایک، ایک سال سے تین، تین مرلہ پلاٹ کے ڈائریکٹیو جاری ہو چکے ہیں اور جن کے ڈائریکٹو نہیں ہوئے ان کی تو لاکھوں میں تعداد ہے اور جنھوں نے کسی ممبر صوبائی اسمبلی کو پکڑ کر ڈائریکٹو کروائے ہیں شہر لاہور میں تین مرلہ پلاٹ کے کم از کم پندرہ سو سے زائد ایسے positive ڈائریکٹو موجود ہیں جو ابھی فائلوں کے اندر موجود ہیں لیکن ایک بھی ان پر پلاٹ نہیں دیا گیا اور جو positive ڈائریکٹو نہیں ہیں اور جس کے تحت ایک بیوہ عورت اور غریب آدمی کو ٹال دیا گیا ہے ان کی تعداد 15672 ہے جناب سپیکر یہ تو لوگوں سے مذاق کیا جا رہا ہے پلاٹ بھی موجود ہیں حکومت ان کو پلاٹ کیوں نہیں دیتی، کیوں نہیں تین مرلہ کے پلاٹ غریب آدمی کو دئیے جاتے کس لیے ایسے ڈائریکٹو جاری کیے جاتے ہیں اور کس لیے رہائشی مسئلے سے پہلوتہی کی جاتی ہے کس لیے غریبوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے جناب سپیکر! اگر آپ اس مسئلے کو حل کرنا چاہتے ہیں تو اس مسئلے کو آپ اپنی سکیمیں بنا کر حل کریں اس کچی آبادیوں کے قانون کے ذریعے سے اس بات کی کیوں حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ جہاں کوئی سرکاری زمین یا غیر سرکاری زمین یا پرائیویٹ اراضی جہاں بھی کوئی دیکھے وہ اس پر قبضہ کر لیں اور پھر اس کے بعد اسے کچی آبادی declare کروا دیا جائے یہ دراصل غریب آدمی سے مذاق ہے یہ اس کے مسائل سے پہلوتہی

ہے اور حکومت کی اپنی ذمہ داری سے پہلوتہی ہے اگر حکومت نے اپنی ذمہ داری ادا کرنی ہے تو اس کو ٹھیک طریقے سے ادا کرے اور اس کو ٹھیک طریقے سے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ خود سکیمیں بنائیں جناب سپیکر! اس کے لیے کیوں نہیں مسودہ قانون بنایا جاتا اس کے لیے کیوں نہیں قانون سازی کی جاتی آپ نے تو کہا تھا کہ بے گھر لوگوں کے مسائل حل کریں گے تو کیا ان بے گھر لوگوں کے مسائل حل کرنے کا یہ طریقہ ہے جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ اس قانون کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا جائے اس لیے بھی اس کی ضرورت ہے کہ یہاں پر بے شمار سرکاری اراضی خورد برد ہو رہی ہے۔

جناب ایم لطیف مغل: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی مصیبت آئے، کوئی عذاب آئے یا کوئی طوفان آئے تو اس کو اذان دے کر روکتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ساتھی جو ہم سے بچھڑ گئے ہیں یہ بھی ایک آفت ہے اور یہ کرتے کچھ نہیں صرف باتیں ہی کرتے ہیں جناب والا اگر آپ اجازت دیں تو میں اذان دینا شروع کروں تاکہ یہ آفت ٹل جائے اور یہ ملک میں کوئی تعمیری کام کرسکیں۔ خالی باتیں نہ کر سکیں یہ تو خالی باتیں کرتے ہیں تعمیری کام تو کوئی نہیں کرتے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی میں اذان ہونی چاہیے تاکہ اس آفت سے پیچھا چھوٹ جائے۔

جناب سپیکر: میاں شہباز احمد کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! ان سے اذان سنی جائے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ ان کو اذان آتی بھی ہے یا نہیں۔

میاں شہباز احمد: اذان تو کیا مجھے آیتیں بھی آتی ہیں

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میاں شہباز احمد کو آیتیں آتی ہیں اور خاص طور پر آیت الکرسی آتی ہے کیونکہ اس میں کرسی کا لفظ آتا ہے اس لیے ان کو آیت الکرسی یاد ہے۔ جناب سپیکر! میں سرکاری ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے مجھے کچھ سانس لینے کا موقع دیا ہے تاکہ میں اپنے خیالات کو مجتمع کرکے دوبارہ آپ کی خدمت میں پیش کر سکوں۔

جناب سپیکر: یعنی جناب فرید احمد پراچہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ تازہ دم ہوگئے ہیں۔ ارشاد فرمایئے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ مسائل کو حل کرنے کا منفی طریقہ

ہے۔ مسائل حل کرنے کے مثبت طریقوں کو اختیار کیا جائے۔ اس لیے اگر آپ ایک عام آدمی کی رائے معلوم کریں گے تو وہ ان مثبت طریقوں کی نشاندہی کر سکے گا جن کے ذریعے سے ان مسائل کو حل کیا جائے۔ در اصل کسی بھی حکومت کے پاس اس کا اپنا منشور ایک رہ نما قوت ہے جس پر اس نے لوگوں کی رائے لی ہے۔ اگر وہ ان کی رائے لینے کے بعد اس منشور پر عمل کریں گے تو پھر اس کے بعد اس بات کی ضرورت نہیں ہوتی دوبارہ رائے عامہ معلوم کی جائے لیکن جب وہ اپنے منشور سے پہلو تہی کرے گی تو اس بات کی ضرورت ہوگی کہ کوئی بھی مسودہ قانون ہو اس پر رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے عوام الناس کے پاس بھیجا جائے جب کہ اسلامی جمہوری اتحاد کے منشور میں یہ بات شامل ہے کہ تمام بے گھر لوگوں کو گھر دیئے جائیں گے اور رہائشی سکیمیں ان کے لیے بنائی جائیں گی۔ اگر اس کے مطابق اس پر عمل کرنے کا کوئی قانون تو ہم یہ سمجھ سکتے تھے کہ اپنے منشور کی طرف کوئی قدم آگے بڑھایا گیا ہے۔ لیکن اس کی طرف قدم نہیں بڑھایا گیا۔ ایک ایسا قانون لایا گیا ہے کہ جس کے ذریعے سے در اصل اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں کوتاہی کی جا رہی ہے۔ آخر میں اتنی سی بات عرض کروں گا کہ بہت ساری اراضی ایسی ہے کہ جو اس سے پہلے بھی خورد برد ہو چکی ہے اور اب مزید خورد برد ہو رہی ہے۔ اگر رہائشی سکیم کا کسی انتظامی حکم ذریعے یا مسودہ قانون لاکر کوئی اقدام کیا جائے تو شہر لاہور اور پورے پنجاب کے رہائشی مسائل حل ہو سکتے ہیں مثال کے طور پر مسجد باہر والی ہنجروال کے قریب مسلم اوقاف کی 185 کنال زمین ہے۔ 185 کنال زمین میں سے 148 کنال پٹواریوں کے ساتھ مل کر محکمہ نے خورد برد کر لی ہے اور وہ مسجد جس کے لیے اراضی وقف کی گئی اس پر ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا گیا' حتیٰ کہ اس کی سفیدی بھی نہیں کروائی ۔ جس کے لیے وہ وقف تھی اس کے لیے کوئی اہتمام نہیں کیا گیا۔ اور وہ لاہور کی قیمتی اراضی ہے اور وہ نہر کے اوپر واقع ہے۔ جس میں سے ایک ایک پلاٹ کی قیمت تیس تیس لاکھ روپیہ ہے۔ اتنی بڑی اراضی جو کروڑوں اربوں روپیہ میں پہنچتی ہے اس کو محکمہ نے بانٹ دیا ہے اور پٹواریوں نے مختلف ایسے لوگوں کو محکموں کے افسران سے مل کر خورد برد کر لیا ہے! شہر لاہور کی ایسی بے شمار مثالیں ہیں اور ایسی بے شمار مثالیں پورے پنجاب کی ہیں اگر اس کے لیے آپ اس مسودہ قانون کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے عوام کے پاس لے جائیں گے تو وہ تمام اعداد و شمار بھی آپ کے سامنے آئیں گے اور وہ گھپلے بھی آئیں گے اور خورد برد کے واقعات بھی سامنے آئیں گے۔ جن کی وجہ سے ایک عام آدمی پریشان ہے۔ جناب سپیکر! میں ایک بار پھر آپ سے استدعا کروں گا کہ اس ترمیم کو قبول کرتے

ہوئے اس کرانے عامہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا جائے۔ تاکہ لوگوں کی صحیح رائے سامنے آ سکے۔ اور یہ قانون عام آدمی کی امنگوں اور خواہشات کے مطابق بن سکے۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر، اس میں دیگر محرک صاحبان جناب ارشاد حسین سیٹھی، سید وسیم اختر اور چودھری محمد اسلم کائرہ میں سے کوئی بھی تشریف نہیں رکھتے! وزیر قانون کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! فاضل رکن نے اس ترمیم کے ذریعے اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کی تجویز فرمائی ہے۔ جناب سپیکر! یہ بل فروری 1992ء سے نافذ العمل ہے اور عوام کو اس بل سے مکمل طور پر آگاہی حاصل ہے۔ اور جہاں تک کچی آبادیوں کے مکینوں کا تعلق ہے اور یہ بل ان کے لیے بنیادی آسائشیں فراہم کرنا، ان کی حالت کو بہتر بنانے اور ان کی فلاح و بہبود کے عمل کو تیز کرنے کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس رفاہ عامہ کے کام میں تاخیر کرنا میں سمجھتا ہوں کسی لحاظ سے بھی مناسب نہیں۔ جناب سپیکر! انھوں نے کچی آبادیوں کے حقوق کے بارے میں حکومت کے اقدامات کی سست روی کی شکایت کی ہے۔ اس وقت 625 کچی آبادیاں حکومت پنجاب کی زمین پر آباد ہیں جن میں سے 588 کچی آبادیوں کی زمین بورڈ آف ریونیو نے منتقل کر دی ہے، سول ایوی ایشن اتھارٹی نے 9 کچی آبادیوں کے NOC جاری کر دیئے ہیں، ریلوے نے 56 کچی آبادیوں کا NOC جاری کر دیا ہے۔ صرف منسٹری کی حتمی منظوری کے بعد ان کو مالکانہ حقوق ملنے شروع ہو جائیں گے۔ ان حقائق کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم غیر ضروری ہے اور اس کو مسترد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: Now the amendment moved and the question is_

> "That the Punjab Katchi Abadis Bill, 1992, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion theron by the 15th December, 1992."

(The motion was lost).

Now the motion moved and the question is:-

> "That the Punjab Katchi Abadis Bill, 1992, as recommended

by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once "

(The motion was carried)

We have completed the first reading. We start second reading of the Bill Now we take up the Bill clause by clause

(Clause 3)

Clause 3 of the Bill is under consideration One amendment has been recieved from Dr Muhammad Afzal Ezaz, Mr Farid Ahmed Piracha, Dr Syed Waseem Akhtar, Ch Muhammad Hanif, Ch Muhammad Aslam Kaira, Mian Mahmood-ur-Rashid and Mr Irshad Hussain Sethi

Mr Farid Ahmed Piracha will like to move the amendment.

MR FARID AHMED PIRACHA: I move:-

That for sub-clause (2) of Clause of the Bill. as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following be substituted, namely:-

"(2) The Director General shall consult the three MPAs to be nominated by the Government for the recruitment of theofficersand staff members for the efficient performance of the functions of the Director General."

MR. SPEAKER: The amendment moved is:-

"That for sub-clause (2) of Clause of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following be substituted, namely:

"(2) The Director General shall consult the three MPAs to be nominated by the Government for the recruitment of the officers and staff members for the

efficient performance of the functions of the Director General."

LAW MINISTER: I oppose it Sir.

MR SPEAKER: Minister for Law opposes the amendment.

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! میں نے اس ترمیم کے ذریعے سے یہ بات پیش کی ہے کہ محض ایک افسر کو ہی اتنے اختیارات نہ دے دئیے جائیں کہ وہ کسی بھی محکمے کا خدا بن کر بیٹھ جائے بلکہ اس میں منتخب نمائندوں کی بھی شمولیت ہونی چاہیے تاکہ منتخب نمائندے اس عمل کو جو افسران کی تقرری کے بارے میں ہے ضوابط اور قانون کے مطابق دیکھ سکیں اس وقت جو مسودہ قانون دیا گیا ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ حکومت ڈائریکٹر جنرل کو ایسے افسران اور اہلکار مہیا کرے گی جنھیں وہ ڈائریکٹر جنرل کے فرائض کو احسن طریقے سے چلانے کے لیے ضروری سمجھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے افراد یا اہلکار فراہم کیے جائیں گے جو کسی خاص مقصد کو پورا کرنے کے لیے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں۔ ماضی میں بھی اسی طرح ہوتا رہا ہے۔ لیکن اگر ان کی recruitment ان کی تقرری، ان کی شرائط ملازمت کے بارے میں، ان کے احتساب کے بارے میں یعنی اس احتساب کے نظام میں ایک عام آدمی کی شمولیت ہوگی، یا ان کے منتخب نمائندے کے ذریعے سے یہ سب کچھ ہوگا تو اس کو بہتر طور پر چیک کیا جا سکے گا۔ چنانچہ اس ترمیم کے ذریعے کہا گیا ہے کہ تین ایم پی اے صاحبان جن کو حکومت ہی نامزد کرے۔ اس سے اس منتخب ادارے کی ایک جھلک اس عمل کے اندر نظر آئے گی اور پھر ان کے ذریعے سے اس کو بہتر طور پر چیک کیا جا سکے گا۔ لہذا منتخب نمائندوں پر مشتمل ایک بورڈ ہو جو اس کو اچھی طرح سے دیکھے اور اس کے تمام تر پہلوؤں کا پورے طور پر مشاہدہ کرنے کے بعد وہ اس افسران کے تقرری کر سکے۔ اس لحاظ سے یہ ترمیم ایک بہتر ترمیم ہے اور یہ افسران کی نگرانی کرنے میں اور ان کی تقرری کرنے میں حکومت کے لیے مدد و معاون ہو سکتی ہے۔ لہذا میں اس پر زور دوں گا اور گزارش کروں گا کہ اس ترمیم کو تسلیم کیا جائے تاکہ عوام کی نمائندگی بھی ڈائریکٹر جنرل کے منصب تک پہنچ سکے اور اس کی بہتر طور پر نگرانی کی جا سکے۔

جناب سپیکر، کیا وزیر قانون سے پہلے کوئی صاحب اس پر بات کرنا چاہتے ہیں؟ نہیں، وزیر قانون آپ ارشاد فرمائیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس ترمیم کے ذریعے فاضل رکن کی یہ خواہش ہے کہ عملہ کی تعیناتی کے

لیے ڈائریکٹر جنرل تین یم پی اے صاحبان جن کو حکومت نامزد کرے، کے مشورہ سے implement کرے۔ جناب سپیکر! یہ ایک انتظامی مسئلہ ہے اور آئین کے آرٹیکل 129 کے تحت یہ اختیار انتظامیہ کو دیا گیا ہے کہ وہ انتظامی معاملات کو چلائے۔ البتہ اگر ڈائریکٹر جنرل اس قسم کی کوئی تعیناتی قانون اور رولز کے مطابق نہیں کرتے تو اس پر متعلقہ وزیر نوٹس لے سکتے ہیں اور اس بات کو یقینی بنا سکتے ہیں کہ رولز پر عمل درآمد ہو اس لحاظ سے یہ ترمیم قابل پذیرائی نہیں لہذا اس کو مسترد فرمایا جائے۔

MR SPEAKER: Now the amendment moved and the question is:-

That for sub-clause (2) of Clause of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following be substituted, namely:-

"(2) The Director General shall consult the three MPAs to be nominated by the Government for the recruitment of the officers and staff members for the efficient performance of the functions of the Director General."

(The motion was lost).

Now the question is that Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

(New Clause)

A new Clause has been added and we have received an amendment from Mr Farid Ahmad Piracha, Dr Muhammad Afzal Ezaz, Dr Syed Waseem Akhtar, Mr Irshad Hussain Sethi and Ch. Muhammad Hanif.

Mr Farid Ahmad Piracha may like to move the amendment.

MR FARID AHMAD PIRACHA : I moved:-

That after Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committtee on Local Government and Rural Development, the following new Clause be added as Clause 4, the existing Clause 4 and the subsequent

Clauses be re-numbered accordingly.

"4. Establishment of an Executive Council.- The Government shall constitute an Executive Council consisting of the following members:-

(i) MPAs (at least 4);

(ii) All the Mayors of the Municipal Corporations;

(iii) Minister for Housing, Physical and Environmental Planning;'

(iv) Minister for Local Government & Rural Development;

(v) Chairman, Planning & Develpment;

(vi) A representative of WAPDA;

(vii) A representative of Sui Gas,

(viii) A representative of WASA."

MR. SPEAKER: The amendment moved is:-

The after Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and rural Development, the following new Clause be added as Clause 4, the existing clause 4 and the subsequent Clauses be re-numbered accordingly.

4 Establishment of an Executive Cluncil:- The Government shall constitute an Executive Council consisting of the following members:-

(i) MPAs (at least 4);

(ii) All the Mayors of the Municipal Corporations.

(iii) Minister for Housing, Physical and Environmental Planning;

(iv) Minister for Local Government & rural development;

(v) Chairman, Planning & development;

(vi) A representative of WAPDA;

(vii) A representative of Sui Gas;

(viii) A representative of WASA."

MINISTER FOR LAW: I oppose it sir.

MR SPEAKER: Minister for Law opposes the amendment.

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہاں ترامیم کو ان کی حقیقی روح کے ساتھ نہیں لیا جاتا اور چاہے کوئی ترمیم کتنی ہی بہتر کیوں نہ ہو' اس کے پیچھے کتنے ہی دلائل کیوں نہ ہوں اور اس کا فائدہ سرکاری پارٹی کو بھی بے شک پہنچ رہا ہو لیکن صرف اس لیے اس کی مخالفت کرنی ہے کہ یہ ترمیم اپوزیشن کی طرف سے آئی ہے۔ یہ ترمیم جو میں نے پیش کی ہے اس کے ذریعے سے اس بل کی ایک بنیادی خامی کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس بل میں ایک بہت ہی بنیادی خامی ہے۔ کیونکہ اس میں تمام اختیارات ایک فرد واحد کو دے دیئے گئے ہیں آپ اس بل کو ملاحظہ فرمائیں اٹھارہ اختیارات ہیں جو ایک آدمی جس کا عہدہ ڈائریکٹر جنرل ہے اس کو دے دیئے گئے ہیں اور پھر کوئی احتسابی ادارہ اس پر موجود نہیں کسی بورڈ کے سامنے وہ جواب دہ نہیں حتیٰ کہ وہ اسمبلی کے سامنے بھی جواب دہ نہیں۔ در اصل اس بل کے ذریعے سے اس بات کو حاصل کرنا ہے کہ ایک فرد واحد سے معاملہ طے کر لیا جائے' اس کے پاس اتنے اختیارات ہوں کہ ان اختیارات کو استعمال کرکے اپنی من مانی کی جا سکے جیسا کہ ایل ڈی اے کے اندر ہے اور جیسے دوسری ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کے اندر ہے کہ وہاں پر کوئی عوامی نمائندگی موجود نہیں۔ اور پھر اسی لیے کروڑوں اور اربوں روپے کے پلاٹوں کا گھپلا کیا گیا۔ چونکہ یہاں پر ایک فرد واحد "ڈائریکٹر جنرل" کو تمام اختیارات حاصل تھے لہذا اس کے اختیارات کو استعمال کروا کر کہیں پر پلاٹوں کے نمبرز تبدیل کروائے گئے' کہیں پر جعلی پی ٹی ڈی یعنی Permanant Transfer Deed کے ذریعے سے لوگوں کو الاٹمنٹ کی گئیں۔ یہ تمام کے تمام اعداد و شمار اور شواہد میرے پاس موجود ہیں لیکن ان کو میں کسی مناسب وقت پر پیش کروں گا۔ جناب سپیکر! اس وقت اس ترمیم کے ذریعے سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اداروں کو اتنا شتر بے مہار نہ بنا دیں' کسی فرد واحد کو اتنے اختیارات نہ دے دیں کہ کل جب آپ نہیں ہوں گے تو وہی اختیارات آپ کے خلاف استعمال ہوں۔ جیسے کہ وہ تمام قوانین جو ماضی کی حکومتوں نے بنائے تھے جب وہ حکومتیں ختم ہوئیں تو وہی قوانین ان کے خلاف استعمال ہوئے۔ چنانچہ آج بھی

وہی معاملہ ہے کہ اس طرح کے اختیارات ایک آدمی کو دیے گئے ہیں اور اس کے اوپر کوئی ادارہ موجود نہیں چنانچہ اس ترمیم کے ذریعے یہ بات اس ایوان کے سامنے پیش کی ہے کہ ایک ایگزیکٹو کونسل ہونی چاہیے ایک مجلس منتظمہ ہونی چاہیے جو اس ادارے کو چلانے اور مجھے معلوم ہے کہ میں اس مجلس منتظمہ کا ممبر نہیں ہوں گا لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے لیے ایسا ادارہ بن جائے کہ جس کے اختیارات کی مرکزیت بھی ختم کی جائے اور لوگوں کی رائے بھی پہنچ سکے اور ان میں صحیح طور پر پلاننگ ہو سکے جس کا ارادہ کیا گیا ہے چنانچہ اس پر میں نے یہ بات عرض کی ہے کہ اس میں کم ازکم چار ایم پی اے ہوں یہ nominated ہوں گے لیکن اس ایوان کی نمائندگی پہنچے گی اور جب ملک کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے چار افراد اس کے ممبر ہوں گے تو وہ ان خواہشات کو ان جزبات کو ان اداروں ادارے تک پہنچا سکیں گے اسی طرح جتنی بھی میونسپل کارپوریشنیں ہیں ان کے میئر اس کے ممبر ہوں اور یہ بڑے بڑے شہروں کو cover کرتی ہیں۔ جناب سپیکر! گزارش ہے کہ ایوان کو in order کیا جائے۔

جناب سپیکر، جناب فرید احمد پراچہ ہاؤس in order ہے۔ کوئی ایسی بات تو نہیں ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، ۔وزیر قانون بھی serious نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، وزیر قانون تو بہت دلچسپی سے آپ کی تقریر سن رہے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ، جی ہاں ان کی دلچسپی تو معلوم ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، جی پراچہ صاحب! ارشاد فرمائیے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ اس میں میں نے تمام میئرز کارپوریشن کو رکھا ہے وہ ہماری پارٹی کے نہیں ہیں سرکاری پارٹی کے ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ عام آدمی کی جو خواہشات ہیں ضروریات ہیں وہ پہنچیں۔ کارپوریشن اور کچی آبادیوں کا آپس میں تعلق ہوتا ہے اور جب بھی کوئی ڈویلپمنٹ کی جائے وہاں پر مختلف مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ ہم نے لاہور کے اندر بھی مختلف مسائل دیکھے ہیں جو کارپوریشن اور ایل ڈی اے کے درمیان ہوتے ہیں۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لیے اس میں ان کی نمائندگی ہو اور میئر بھی اس کے نمائندے بنیں اسی طرح وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ بھی اس کے ممبر بنیں تاکہ وہ بھی اپنے محکمے کی ضروریات کے تقاضوں کو پورا کر سکیں اسی طرح بلدیات اور دیہی ترقی وزیر بھی اس کے ممبر ہوں تاکہ ان کی نمائندگی بھی صحیح طرح پہنچ سکے اور

وہ بھی اپنے مسائل کو وہاں بیان کر سکیں اور اس کے مطابق اس کو حل کر سکیں یا کم از کم ان کا کوئی نمائندہ ہو اسی طرح پی اینڈ ڈی کے چیئرمین کو بھی ممبر ہونا چاہیے تاکہ مجموعی پلاننگ ہو سکے اور پلاننگ کے اندر کہیں بھی عدم ہم آہنگی نہ پائی جائے بلکہ ان کے اندر ہم آہنگی ہو اس کے بعد وہ تین چار بڑے بڑے محکمے جن کا عمل دخل ہوتا ہے اور جن کی وجہ سے مسائل پیدا ہوتے ہیں ان کو بھی اس کا ممبر رکھا جائے تاکہ کسی بھی کچی آبادی کی ڈویلپمنٹ کے بارے میں کوئی فیصلہ ہو رہا ہے تو وہ اس پلاننگ کا عملاً حصہ بنیں اور اس میں رکاوٹ نہ ڈالیں اس سے پہلے اسی طرح سے ہوتا ہے کہ جب کسی کچی آبادی کی ڈویلپمنٹ کا کام ہو رہا ہو تو واپڈا اس میں برسہا برس رکاوٹ بنتا ہے۔ سوئی گیس کا محکمہ اس میں رکاوٹ بنتا ہے وہ بعد میں کہتے ہیں کہ آپ کی آبادیوں کی گلیاں تنگ ہیں اور ان تنگ گلیوں کے اندر ہم سوئی گیس نہیں دے سکتے اور وہ اپنے قواعد کے مطابق سوئی گیس دینے سے انکار کرتے ہیں اور اس وقت ایسی بے شمار کچی آبادیاں ہیں جہاں سوئی گیس میسر نہیں۔ ان کے ارد گرد سوئی گیس ہے لیکن ان کو میسر نہیں۔ اب اگر ترقیات کا کام کر رہے ہیں تو اس میں ان اداروں کے نمائندے بھی اس کے ممبر ہوں اس میں واپڈا کا نمائندہ بھی ممبر ہو اس میں سوئی گیس کا نمائندہ بھی ممبر و اس میں واسا کا نمائندہ بھی ممبر ہو تاکہ اس کی پلاننگ بہتر انداز سے کی جا سکے۔ جناب سپیکر! اس ترمیم میں کوئی بھی سیاسی مقاصد نہیں ہیں اس ترمیم کے پیچھے کوئی ایسی بات نہیں کہ جس سے کسی کو کوئی اختلاف کی گنجائش ہو سوائے اس کے کہ ہم نے "نہ" کہنی ہے اس کے علاوہ کوئی اور بات اس کی دلیل میں نہیں ہو سکتی اور جس ترمیم کے پیچھے ایک دلیل ہے جس ترمیم کے پیچھے مسائل کے حل کا ایک راستہ ہے جس ترمیم کے ذریعے اختیارات کی مرکزیت کا خاتمہ ہے اگر اس ترمیم کو بھی قبول کرنے سے انکار کیا جائے تو اس پر اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ در اصل یہ سارے کا سارا ایک ہی طرح کا ایک "شو" ہے جس کے پیچھے افسرشاہی ہے اور اس کے سامنے وزیر قانون ہیں وہ ان کے مقاصد کو حل کرنے کے لیے ایک بل لے کر آتے ہیں اس کے علاوہ اس کا کوئی مقصد نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ، (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! دلائل تو بہت ہیں مگر پارٹی ڈسپلن کی پابندی ہے اور ہمیں وقت کی کمی کا احساس ہے اور ہم نے قانون سازی کی طرف بڑھنا ہے ورنہ میں اس معزز اور مقتدر ایوان کے ریکارڈ پر ایسے دلائل لا سکتا ہوں اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کچی آبادیوں کا

لامتناہی سلسلہ کب ختم ہو گا یہ بدیاں کیسے معرض وجود میں آتی ہیں کون ایسے پیشہ ور لوگ ہیں جو اپنی ناجائز دولت کے حصول کے لیے کچی آبادیوں کو جنم دیتے ہیں اور لوگوں کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔

جناب سپیکر، سید طاہر احمد شاہ! اس بارے میں' میں سمجھتا ہوں کہ جناب فرید احمد پراچہ کو اپنی بات جاری رکھنی چاہیے۔

جناب فرید احمد پراچہ، شکریہ جناب سپیکر! میں طاہر احمد شاہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے میری دلیل کو مزید وقت دی ہے اور جیسا میں نے کہا کہ اس قانون سازی کے عمل میں منتخب نمائندوں کی ایک کثیر تعداد شامل نہیں ہوتی اور وہ چاہتے بھی ہیں کہ بولیں ان کے پاس دلائل بھی ہوتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس قانون کے اندر یہ خامیاں ہیں لیکن ان کو نہ پارٹی کے اندر بات کرنے کا موقع دیا جاتا ہے نہ ایوان کے اندر بات کرنے کا موقع دیا جاتا ہے نہ وہ ترمیم دیتے ہیں اور نہ ہی ان کی ترمیم پر غور کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو مسودہ قانون بنتا ہے وہ عوامی نمائندگی کی خواہشات کے مطابق نہیں ہوتا۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ یہ بات بڑی واضح ہے ان اداروں میں جن کو آپ وجود میں لا رہے ہیں۔ میں نے تو بنیادی تصور کی بھی مخالفت کی تھی کہ کچی آبادیوں کے تصور کو ختم کیا جائے غریب آدمی کے لیے کی آبادی کیوں ہو اس کے لیے پکی آبادی کیوں نہ ہو اس کے لیے ایک بہترین رہائشی سکیم کیوں نہ ہو۔ ان کے منصوبوں کے مطابق ایک develop آبادی ان کے لیے کیوں نہ قائم کی جائے۔ اور ان کو اس رحم و کرم پر کیوں چھوڑ دیا جائے کہ وہ محکموں کی زمینوں پر قبضے کریں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! ایوان میں کورم نہیں۔

جناب سپیکر، جی کورم point out کیا گیا ہے گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی اور کورم پورا تھا)

جناب سپیکر، ایوان میں کورم پورا ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! ایک مرتبہ پھر میں یہ بات اسی دلیل کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ قانون سازی کے اس عمل میں ہمارے منتخب نمائندوں کی دلچسپی کا بھی یہ عالم ہوتا ہے کہ کورم ٹوٹتے ہیں کورم پر ہوتے ہیں اور جیسے ہی ایک مرتبہ کورم قائم ہو جاتا ہے اس کے فوراً بعد کورم ختم ہو جاتا ہے ممبران تھوڑی دیر کے لیے آتے ہیں اور پھر۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب فرید احمد پراچہ، نہیں یہ گنتی کا مسئلہ نہیں ہے میں دوسرے مسئلے کی طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ اس قانون سازی کے عمل میں سرکاری ممبران کو ٹھیک طرح سے حصہ لینا چاہیے لیکن وہ اس لیے حصہ نہیں لیتے کہ ان کی زبانیں بند ہوتی ہیں وہ بات نہیں کر سکتے' اظہار نہیں کر سکتے' جناب سپیکر! میں اس شعر پہ اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

ناحق ہم مجبوروں پہ تہمت ہے مختاری کی
جو چاہیں سو آپ کریں ہم کو عبث بدنام کیا

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اگر اجازت دیں تو میں شعر کا جواب شعر میں دوں۔

جناب سپیکر، سردار صاحب ارشاد فرمائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں اس ترمیم پر بات کروں میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

میرے ہاتھوں سے تراشے ہوئے پتھر کے صنم
آج بت خانے میں بھگوان بنے بیٹھے ہیں

جناب سپیکر! اس ترمیم میں فاضل رکن نے 4 ایم پی اے صاحبان اور 8 مختلف میٹرز صاحبان اور وزراء صاحبان کا ذکر کیا ہے اس طرح 12 ممبران پر مشتمل ایگزیکٹو کمیٹی تجویز فرمائی ہے۔ اس بارے میں تو میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پالیسی ایکٹ کے تحت وضع ہو چکی ہے اس پر execution اور implementation government functionary کا کام ہوتا ہے۔ انھوں نے جو ایگزیکٹو کمیٹی تجویز فرمائی یہ تو ایسے ہی ہے کہ "نہ نو من تیل ہو گا نہ رادھا ناچے گی" نہ یہ بارہ حضرات اکٹھے ہو سکیں گے اور نہ ہی اس کار خیر پر عمل درآمد ہو سکے گا۔ جناب سپیکر! پالیسی وضع ہو چکی ہے۔ اس پر عمل درآمد کے لیے سرکاری آفیسر مقرر کیے جاتے ہیں اور وہی اس پر عمل درآمد کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! بنیادی سکیم کی روح کہ تمام ترقیاتی کام ترقیاتی اداروں اور لوکل کونسلوں کے ذریعے کروایا جائے گا۔ پالیسی جو اسی ایکٹ کے تحت وضع کی گئی ہے ڈائریکٹر جنرل نے اس پر صرف عمل درآمد کرنا ہے۔ جناب سپیکر! یہ کہنا کہ لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبران کا اس میں عمل دخل نہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ حقیقت پر مبنی نہیں ہماری لوکل گورنمنٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی نے اسے اچھی طرح سے thrash out کرکے اس کے پورے مضمرات کو pros and cons کو دیکھنے کے بعد اس پر اپنی سفارشات مرتب کرکے ہاؤس

میں بھیجا ہے۔ اس لیے جناب سپیکر! یہ ترمیم کسی لحاظ سے بھی موزوں نہیں ہے۔ اس لیے اسے مسترد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: Now, the amendment moved and the question is:-

> That after Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following new Clause be added as Clause 4, the existing Clause 4 and the subsequent Clauses re-numbered accordingly:-
>
> "4. Establishment of an Executive Council.- The Government shall constitute an Executive Council consisting of the following members:-
>
> (i) MPAs (at least 4);
>
> (ii) All the Mayors of the Municipal Corporations;
>
> (iii) Minister for Housing, Physical and Environmental Planning;
>
> (iv) Minister for Local Government & Rural Development;
>
> (v) Chairman, Planning & Development;
>
> (vi) A representative of WAPDA,
>
> (vii)A representative of Sui Gas;
>
> (viii)A representative of WASA "

(The motion was lost)

Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it from Mr Farid Ahmad Piracha, Dr Muhammad Afzal Ezaz, Ch Muhammad Hanif, Dr Syed Waseem Akhtar, mr Irshad Hussain Sethi, Mian Mahmood ur Rashid & Ch Asghar Ali Gujjar. Mr Farid Ahmad Piracha, may move his amendment.

MR FARID AHMAD PIRACHA: Sir, I move:-

> That in sub-clause (1) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the

Standing Committee on Local Government and Rural Development, between the word "Act" and full-stop appearing at the end, the word "and which will be delegated to the Director General by the Executive Council." be inserted.

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ خصوصی طور پر رول نمبر (4) 172 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ یہ میرا بڑا اہم نکتہ ہے کیونکہ اس کے بعد انھوں نے جتنی ترامیم دی ہیں وہ پیش نہیں ہو سکتیں۔ جناب سپیکر! میں رول (4) 172 پڑھ دیتا ہوں۔

Rule 172(4) An amendment on a question shall ot be inconsistenting with the previous decision on the same question at the same stage of a Bill or matter.

اب میں یہ ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے کلاز نمبر 3 پر پہلے یہ move کیا تھا کہ ایک ایگزیکٹو کونسل فریم کر دی جائے ایگزیکٹو کونسل کے لیے انھوں نے اس کی constitution دی تھی کہ اس میں یہ لوگ شامل ہوں اب پھر انھوں نے کلاز نمبر 4 میں کہا ہے کہ ایگزیکٹو کونسل ڈائریکٹر جنرل کو ہدایت کرے۔ ایگزیکٹو کونسل کی تو جناب کلاز ہی ختم ہو گئی ہے کیونکہ وہ ہاؤس نے منظور ہی نہیں کی ہے۔ جب وہاں پر یہ ترمیم منظور نہیں ہوئی تو چوتھی کلاز میں یہ ایگزیکٹو کونسل کہاں سے لے آئے ہے؟ یہ اسی فیصلے سے inconsistent ہے جو ابھی اسمبلی نے پاس کیا ہے۔ یعنی یہ جو ایگزیکٹو کونسل کہہ رہے ہیں کہ ڈائریکٹر جنرل کو مشورہ دے گی۔ جناب سپیکر! ان کا ایگزیکٹو کونسل کا جو نقطہ نظر تھا وہ تو ابھی نمبر 3 میں اسمبلی نے رد کر دیا ہے۔ لہذا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب ایگزیکٹو کونسل کہاں سے آجائے گی؟ اگر آپ لکھیں گے تو یہ اس کا negative فیصلہ ہو جانے کا جو پہلے وہاں پر نہیں یہاں پر کیسے آ گئی۔ اس لیے کلاز نمبر 4 میں جتنی بھی ترامیم ہیں یہ infructuous ہیں۔ لہذا یہ کوئی بھی ترمیم اسمبلی میں پیش نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: جناب فرید احمد پراچہ! آپ اس پر کچھ فرمائیں گے؟

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! اس بارے میں تو آپ ہی بہتر رائے دے سکتے ہیں لیکن میں جو

ترامیم دی ہیں وہ ترامیم اختیارات کی مر کزیت کو ختم کرنے کے بارے میں ہیں جب میں دلائل دوں گا تو پھر یہ واضح ہو گا کہ کس طرح اختیارات کی مر کزیت کو ختم کیا جائے۔ اس کی صورت ایگزیکٹو کونسل بھی ہو سکتی ہے اور اس کی کوئی اور صورت بھی ہو سکتی ہے۔ اس لیے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس ترمیم کو take up کیا جائے۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! میں اس کی مزید وضاحت کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، میاں منظور احمد موہل آپ تشریف رکھیں میں بات کو سمجھ گیا ہوں۔ جناب فرید احمد پراچہ میاں منظور احمد موہل نے پوائنٹ آف آرڈر پر جو بات raise کی ہے وہ آپ کی کلاز نمبر 4 پر ترمیم میں آپ نے یہ کہا ہے کہ۔

The words " and which will be delegated to the Director General by the Executive Council"

آپ کی ایگزیکٹو کنسل والی ترمیم ہاؤس نے منظور نہیں کی۔ اب ایگزیکٹو کونسل کا تو وجود ہی نہیں ہے لہذا یہ رمیم واقعی ہی رول (4) 172 سے ہٹ ہوتی ہے۔

An amendment on a question shall not be inconsistent with the previous decision on the same question at the same stage of a Bill or matter.

جناب فرید احمد پراچہ، گزارش یہ ہے کہ اس میں تو کسی ترمیم کو دینے کے بارے میں ہے۔ آپ اسی طریقے سے اس کو مرد بھی کر سکتے ہیں کہ یہ ہاؤس میں پیش کی جائے اور ہاؤس پھر اس کو مسترد کر دے۔

جناب سپیکر، آرڈر آرڈر پلیز۔ جناب فرید احمد پراچہ! میرے خیال کے مطابق یہ ترمیم رول 172 سب رول 4 سے ہٹ ہوتی ہے۔ اور اس کو یہاں پیش نہیں کیا جاسکتا۔

And so is the case with the next amendment. it is also moved by Mr. Farid Ahmad Piracha, Mr. Noor Muhammad Tarar, Malik Muhammad Din, And Ch Muhammad Aslam Kaira.

اور یہ ترمیم بھی رول 172 سب رول 4 اور رول 173 بھی اس پر apply کرتا ہے۔

Rule 173. Provided that the Speaker may refuse to put an amendment which, in his opinion, is frivlous, inconsistent or meaninglessor which has become infructuous.

تو اس کو پیش کرنے کی بھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

The next one is also moved by Mr Farid Ahmad Piracha. Mr Muhammad Hanif, Mr. Irshad Hussain Sethi, Mr. Noor Muhammad Tarrar, and Mr. Ahmad Khan Haral

Mr. Farid Ahmad Piracha may like to move the amendment

MR FARID AHMAD PIRACHA: I beg to move-

That after sub-clause(2) of Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following new sub-clause be added as sub-clause (3), namely:-

"(3) That the rules and regulations for exercising all the above mentioned powers and functions shall definitely be made within three months of theenforcement of law."

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

"That after sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following new sub- clause be added as sub-clause (3), namely:-

"(3) That the rules and regulations for exercising all the above mentioned powers and functions shall definitely be made within three months of the enforcement of law."

LAW MINISTER. I oppose it sir.

MR SPEAKER: Minister for Law opposes the amendment Mr. Farid Ahmad

Piracha, would you like to say something.

جناب فرید احمد پراچہ، رولز اینڈ ریگولیشنز محکمہ جات میں برسہا برس تک تیار نہیں کیے جاتے اور اختیارات محض چند افسران استعمال کرتے ہیں ان قواعد و ضوابط کی عدم موجودگی کی وجہ سے ان اختیارات کے استعمال میں وہ اپنی مرضی اور اپنی من مانی کرتے ہیں چنانچہ ابھی تک ایل ڈی اے کے بعض قواعد و ضوابط تشکیل نہیں پائے۔ جس کو وجود میں آئے ایک طویل عرصہ ہو گیا ہے۔ واسا کے بھی بعض قواعد و ضوابط ابھی تک وجود میں نہیں آئے۔ اور اسی طرح سے جو قانون کے تقاضے ہیں ان تقاضوں کو پورا کرنے میں کوتاہی کی جاتی ہے۔ ان کو یہ ایکٹ اس بات کا پابند کرے کہ وہ تین مہینے میں لازمی طور پر اپنے قواعد و ضوابط ترتیب دیں جن کے مطابق انھوں نے اس ادارے کو اس محکمے کو چلانا ہے' ان اختیارات کو استعمال کرنی کی وسعت ہے۔ ان اختیارات کو استعمال کرنے کے لیے جو قواعد و ضوابط ہیں وہ تین مہینے کے اندر' یعنی جو زیادہ سے زیادہ مدت ان کو دی جائے وہ تین مہینے کی ہو تاکہ اس کے بعد جلد از جلد وہ کام ہو سکے۔ جس جلد از جلد کام کے لیے وزیر قانون نے ہماری کئی ترامیم کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ نیک کام میں تاخیر کا سبب بنے گا۔ چنانچہ یہ بھی قواعد و ضوابط کی ترتیب دینے میں جا تاخیر ہوتی ہے وہ بھی اس نیک کام کی تکمیل میں تاخیر کا سبب بنتی ہے اور اختیارات صحیح طور پر استعمال نہیں ہوتے۔ اس لیے جناب سپیکر میں نے اس ترمیم کے ذریعے سے یہ بات ایوان کے سامنے پیش کی ہے کہ قواعد و ضوابط زیادہ سے زیادہ تین مہینے میں مرتب کیے جائیں اور ان کو نافذ بھی کیا جائے تاکہ ادارہ صحیح طور پر اپنے مقاصد کو پورا کر سکے۔

جناب سپیکر، ۔جی لاء منسٹر صاحب کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر یہ کلاز rule making power دیتی ہے اور اس میں پابندی لگانا ممکن نہیں ہے۔ رولز حالات کے مطابق بنائے جاتے ہیں۔ اس لیے یہ تین ماہ پابندی ممکن نہ ہو گی۔ کسی بھی قانون میں رولز بنانے کے لیے کبھی بھی وقت کا تعین نہیں کیا جاتا۔ یہ ترمیم کسی بھی لحاظ سے درست نہیں۔ اس لیے میں سمجھتا مسترد کیا جانا چاہیے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the questions is:-

> That after sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local

Government and Rural Development , the following new sub-clause be added on sub clause (3) namely:-

"(3) That the rules and regulations for exercising all the above mentioned powers and functions shall definitely be made within three months of the enforcement of Law.

(The motions was lost)

Now the question is that clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

پرائیویٹ ممبرز ڈے کا تیہ پانچ نہیں ہونا چاہیے۔ کل تقریباً سب منسٹر صاحبان بھی وہاں ہوں گے۔ میرے خیال میں کل پھر گیارہ بجے اجلاس رکھ لیں۔ دس بجے تو آپ کوئی بھی آ نہیں سکیں گے شام کو بھی اجلاس نہیں ہو سکے گا۔ شام کو کئی تقریبات ہیں میرے خیال میں گیارہ بجے مناسب رہے گا۔ گیارہ بجے سے کل چار بجے تک مناسب رہے گا۔ تو اجلاس کل تک کے لیے adjourn کرتے ہیں۔

(اجلاس 8 ستمبر 1992ء کے لیے ملتوی ہوا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس)

منگل' 8- ستمبر 1992ء

(سہ شنبہ 10 ربیع الاول 1413ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 11 بج کر 37 منٹ پر منعقد ہوا جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ٥

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ٥

وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَ
اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ
بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ ۖ
فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ
أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ
ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ۚ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۚ وَاحْفَظُوا
أَيْمَانَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٨٩﴾

سورۃ المائدہ آیت 89

خدا تمہاری بے ارادہ قسموں پر تم سے مواخذہ نہیں کرے گا لیکن پختہ قسموں پر (جن کے خلاف کرو گے) مواخذہ کرے گا تو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ اور جس کو یہ میسر نہ ہو وہ تین روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھالو (اور اسے توڑ دو) اور (تم کو) چاہیے کہ اپنی قسموں کی حفاظت کرو! اس طرح خدا تمہارے (سمجھانے کے) لیے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تا کہ تم شکر کرو٥

وما علینا الاالبلاغ٥

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر، وقفہ سوالات ہے، محکمہ داخلہ کے متعلق سوالات ہیں میاں محمود احمد، میاں محمود احمد صاحب تشریف نہیں رکھتے اگلا سوال میاں محمود احمد۔

میاں محمود الرشید، سوال نمبر 264۔

جناب سپیکر، on his behalf

میاں محمود الرشید، جی 264

پولیس ایکٹ /رولز میں ترمیم

*264-**میاں محمود احمد،** کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہماری پولیس انگریزوں کے وضع کردہ پولیس ایکٹ /رولز 1861 کے تحت ہی کام کر رہی ہے اور تاحال کوئی نیا پولیس رولز ایکٹ معرض وجود میں نہیں لایا گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا ایکٹ صرف اور صرف عوام کے جذبات کو دبانے اور آزادی سلب کرنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ جب کہ پولیس کا بنیادی فرض اور مقصد عوام کا تحفظ ہوتا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے اس سلسلہ میں کب تک قانون سازی متوقع ہے اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) پنجاب پولیس- پولیس ایکٹ 1861، قواعد پولیس مجریہ 1934، کے تحت کام کر رہی ہے پولیس ایکٹ میں ترمیم کا اختیار صرف وفاقی حکومت کو ہے۔

(ب) مذکورہ قوانین کے تحت پولیس کا بنیادی فرض اور مقصد امن عامہ کی بحالی- جرائم کی بیخ کنی اور عوام کے جان و مال کا تحفظ ہے۔ یہ تاثر درست نہیں ہے کہ مذکورہ ایکٹ اور رولز عوام کے جذبات کو دبانے اور آزادی کو سلب کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں پولیس اس سلسلے میں اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے کما حقہ' آگاہ ہے۔

(ج) پولیس ایکٹ میں ترمیم کا اختیار صرف وفاقی حکومت کو ہے۔ صوبائی حکومت اس ضمن میں

یقین دہانی کرانے کی مجاز نہیں۔

جناب سپیکر، میاں صاحب 264 پر آپ نے on his behalf نہیں کہا تھا اب 266 پہ آپ نے on his behalf کہا ہے۔

میاں محمود الرشید، جناب سپیکر! انہوں نے بہت ہی اہم سوال پوچھا تھا اور آپ نے جلدی سے کہہ دیا ہے میں اس وقت بھی کھڑا تھا یہ سوال پولیس ایکٹ کے متعلق ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ بڑا اہم ہے۔

جناب سپیکر، تو اس میں تاخیر ہو گئی ہے اب یہ dispose of ہو گیا۔ آپ نے 266 پر on his behalf کہا ہے۔ Is there any supplementary? This may be taken as read.

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، on his behalf

جناب سپیکر، ملک صاحب on his behalf ہو گیا ہے' 266 پہ کوئی ضمنی سوال ہے؛ کوئی ضمنی سوال نہیں۔

مختلف جرائم میں درج پرچوں کی تفصیل

*266-میاں محمود احمد، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایس پی سٹی نے سٹی ڈویژن کے تمام ایس ایچ او صاحبان سے حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر حلف لیا تھا کہ منشیات فروشوں۔ ہیروئن فروشوں جوئے اور بدکاری کے اڈے چلانے والوں سے کوئی نرمی نہیں برتی جائے گی اگر ایسا ہے تو کیا اس حلف کے بعد جرائم پر قابو پایا جا سکا ہے اور کیا پولیس ایسے کاروبار کرنے والے لوگوں سے واقعی کوئی رعایت نہیں کر رہی۔

(ب) سٹی ڈویژن کے تمام تھانوں میں حلف سے چھ ماہ قبل مختلف جرائم میں کتنے پرچے درج کیے گئے اور کتنے ملزمان پکڑے گئے اس طرح حلف نامے کے بعد چھ ماہ کے دوران کتنے پرچے دیے گئے اور کتنے ملزم پکڑے گئے؛

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 14/8/90 کو یوم آزادی کے موقع پر سٹی ڈویژن کے ایس ایچ او

صاحبان نے تجدید عہد کیا تھا کہ وہ اس دن کے بعد منشیات فروشوں' ہیروئن فروشوں' جوئے اور بدکاری کے اڈے چلانے والوں سے کوئی نرمی نہیں برتیں گے۔ اس حلف کے بعد جرائم کے خلاف مہم میں خاطر خواہ شدت آئی ہے کئی نامی گرامی ہیروئن فروش پکڑے گئے ہیں۔ جوئے اور بدکاری کے کئی اڈے ختم ہوگئے ہیں کیونکہ علاقہ پولیس اب جرائم پیشہ لوگوں سے پہلے کی نسبت زیادہ سختی برت رہی ہے۔

(ب) گوشوارہ لف ہذا ہے۔

اسمبلی کیوسچن نمبری 266 مقابلتاً

Revised (الف) 14-8-90 تا 13-2-91 (حلف سے چھ ماہ بعد کے اعدادوشمار)

(ب) 14-2-90 تا 13-8-90 (حلف سے چھ ماہ پہلے کے اعدادوشمار)

نمبرشمار	نوعیت	مقدمات	اشخاص	ہیروئن	چرس	افیون	بھنگ	پوست	شراب	شراب نوشی	چالو بھٹی	لائن
1	منشیات	(ا) 1246 (ب)1072	1348 1150	گرام۔کلو 30-397 391-683	گرام۔کلو 15-471 4111-764	گرام۔کلو 4-578 7-147	12 کلو —	85بوری —	1818بوتل 749	232 110	—	3ڈرم 30 کلو
2	جوا	(ا) 74 (ب)99	420 396	رقم نکڑی —	229274روپے 252697		گھڑیاں10عدد 26عدد	لاکٹ 1عدد —	انگوٹھی 2عدد 2عدد			
3	قحبہ خانہ	(ا) 17 (ب)11	55 165									

آتشی اسلحہ کے استعمال کے مقدمات کی تفصیل

*295-رانا اکرام ربانی، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ بھر میں یکم جنوری 1988 سے تا حال کتنے مقدمات کا اندراج ہوا جن میں آتشیں اسلحہ استعمال ہوا۔

(ب) کتنے مقدمات ایسے ہیں جن میں لائسنس یافتہ اسلحہ استعمال ہوا اور ایسے مقدمات کی تعداد کتنی ہے۔ جن میں ناجائز اسلحہ استعمال ہوا؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) صوبہ بھر میں اس عرصہ کے دوران مقدمات جن میں آتشیں اسلحہ استعمال کیا گیا۔ ان کی تعداد 19604 ہے۔

(ب) مقدمات جن میں لائسنس یافتہ اسلحہ استعمال ہوا کی تعداد 1050 ہے۔ ایسے مقدمات جن میں ناجائز اسلحہ استعمال ہوا ان کی تعداد 18554 ہے۔

جناب علی حسن رضا قاضی، جناب والا! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی قاضی۔

جناب علی حسن رضا قاضی، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز "ب" میں کہا گیا ہے کہ جن مقدمات میں لائسنس یافتہ اسلحہ استعمال ہوا ہے اس کی تعداد 1050 ہے لیکن ایسے مقدمات جن میں ناجائز اسلحہ استعمال ہوا ہے ان کی تعداد 18554 ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ باوجود اس کے اسلحہ کے خلاف بھرپور مہم چلائی گئی لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ اب ناجائز اسلحہ اتنی مقدار میں استعمال ہو رہا ہے۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں ضمنی سوال صحیح نہیں سمجھ سکا۔

جناب سپیکر، قاضی صاحب! آپ اپنا ضمنی سوال دہرا دیں۔

جناب علی حسن رضا قاضی، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ پچھلے دنوں گورنمنٹ نے ناجائز اسلحہ کے خلاف مہم چلائی تھی لیکن اس کے باوجود زیادہ تر مقدمات جن کی تعداد 18554 ہے میں ناجائز اسلحہ برآمد ہوا ہے اس کی کیا وجہ ہے کہ مہم کے باوجود ناجائز اسلحہ کی اتنی زیادہ تعداد برآمد ہوئی۔

جناب سپیکر۔ جی وزیر مال۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ رانا اکرام ربانی صاحب نے جو سوال پوچھا ہے اس کا پیریڈ 1-1-1988 سے 31-12-1991 تک ہے اس میں جو آتشیں اسلحہ استعمال ہوا ہے اس کی تعداد 19604 ہے اور جو ناجائز اسلحہ استعمال ہوا ہے اس کی تعداد 18554 ہے یہ وہ مقدمات ہیں جو heard کیسز میں آتے ہیں against person اس میں جہاں پر اسلحہ استعمال ہوا اور انہوں نے پوچھا وہ دے دیا اور جہاں ناجائز اسلحہ استعمال ہوا وہ دے دیا اور یہی سوال کا ایک forbid ہے لیکن جو میرے دوست نے پوچھا کہ برآمد کیوں نہیں ہوا۔ تو برآمدگی ہوئی چالان ہوئے اور وہ under court چل رہے ہیں لیکن میرے دوست campaign کی بات کر رہے ہیں campaign اس پیریڈ کے بعد کی بات ہے اگر انہوں نے وہ فگرز بھی پوچھے تو انشاء اللہ بتا دیں گے اس میں ہمیں خاطر خواہ کامیابی ہوئی ہے اور بڑے بڑے گینگ کو توڑا گیا ہے اور وہاں سے اسلحہ بھی برآمد ہوا ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی ضمنی سوال پہ ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ 18554 میں سے کتنے مقدمات چالان ہوئے ہیں اور کتنے پر سزائیں ہوئی ہیں؟

جناب سپیکر، ملک صاحب! تھوڑا سا واضح الفاظ میں اور اونچی آواز میں بولیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب سپیکر! یہ جو 18554 مقدمات درج ہوئے تھے ان میں سے کتنے پر سزائیں ہوئی ہیں؟

جناب سپیکر، جی وزیر مال۔

وزیر مال، جناب سپیکر! ملک صاحب ہنس رہے ہیں' ان کو پتہ ہونا چاہیے کہ ان کے لیڈر کی جو خواہش تھی وہ ہم نے پوری کر دی ہے لیکن اگر ملک صاحب واقفیت چاہتے ہیں تو ان کی اطلاع صرف اتنی گزارش کروں گا کہ اس میں سے 832 مقدمات چالان ہوئے 12 فی صد مقدمات کا فیصلہ ہوا جب کہ 306 مقدمات میں ملزم سزایاب ہوئے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر' سوال نمبر 356 -

صوبہ میں ویڈیو شاپس کی تفصیل

*356-ڈاکٹر سید وسیم اختر، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے صوبہ میں ویڈیو شاپ کے لیے لائسنس جاری کیے ہیں اگر ایسا ہے تو اب تک ضلع وار کتنے لائسنس جاری کیے گئے ہیں اور اس سے حکومت کی آمدن ضلع وار کیا ہے بڑے شہروں مثلاً لاہور۔ ملتان۔ راولپنڈی۔فیصل آباد' بہاول پور۔ رحیم یار خان۔ بہاول نگر کی تفصیل علیحدہ علیحدہ دی جائے۔

(ب) کیا حکومت نے ہوٹلوں میں ویڈیو پر بھارتی۔ انگریزی اور دیگر اخلاق باختہ فلمیں چلانے کی اجازت دی ہوئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس سلسلہ میں ضلع وار کتنے کمرشل لائسنس جاری کیے گئے اور اس سے حکومت کو کتنی آمدن ہوئی ہے اور ان میں دن کے اوقات میں سکولوں کے بچے سکول جانے کی بجائے بستہ سمیت ان مقامات پر گندی فلمیں دیکھتے اور بعض ایسے مقامات پر ان بچوں سے غیر اخلاقی حرکات بھی ہوئی ہیں۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کے سدباب کے لیے حکومت نے کیا اقدامات کیے ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) جی نہیں۔ حکومت پنجاب نے ویڈیو شاپس کے لیے کوئی لائسنس جاری نہیں کیے۔ کیونکہ ویڈیو کیسٹ/ فلمیں کا کاروبار وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں آتا ہے۔ تاہم پاکستانی ٹیلی ویژن کارپوریشن ٹی وی اور وی سی آر رکھنے کے لیے مقررہ سالانہ فیس کی ادائیگی پر کمرشل لائسنس جاری کرتی ہے۔

(ب) جی نہیں اس قسم کی اجازت دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا نہ ہی حکومت پنجاب نے کوئی کمرشل لائسنس جاری کیا ہے نہ ہی سکولوں کے بچوں کے ناشائستہ فلمیں دیکھنے کی کوئی رپورٹ حکومت کے علم میں آئی ہے۔

(ج) الف اور ب کے جواب کی روشنی میں اس جزو کے مزید جواب کی ضرورت نہیں۔

پڑھا ہوا تصور ہوگا۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ج) میں پوچھا گیا تھا کہ ان کے سدباب کے لیے کیا گیا کہ جو وی سی آر اور غیر قانونی طور پر چلتے ہیں اور اس کے ذریعے گھروں میں ٹکٹ لے کر فلمیں دکھائی جاتی ہیں ہر ہوٹل پر وی سی آر رکھ کر گاہکوں کو فلمیں دکھائی جاتی ہیں لیکن اس کا جواب گول کیا گیا ہے میں یہ گزارش کروں گا کہ وزیر موصوف یہ بات بتائیں کہ اس ملک بلکہ اس صوبے میں ہزاروں شہر ایسے ہیں لاہور میں ہزاروں گھر ایسے ہیں جہاں بچوں کو انڈین غلط فلمیں دکھائی جاتی ہیں اور پھر یہاں تک نہیں بلکہ دیہاتوں میں قصبات میں بھی فلمیں دکھائی جاتی ہیں اعلانیہ طور پر سب کے سامنے دکھائی جاتی ہیں انہیں کوئی روکنے والا نہیں کوئی پوچھنے والا نہیں اور ان کے خلاف کوئی بھی مقدمات قائم کرنے والا نہیں ہے تو یہ بات پہلے سے سوال میں پوچھی بھی گئی تھی میں ان سے یہ پوچھوں گا کہ آخر اس کی کیا وجوہات ہیں کہ جو چیز قانونی طور پر جائز نہیں ہے اس کی صوبے میں روک تھام کیوں نہیں کی جا رہی؟

جناب سپیکر، جی وزیر مال۔

وزیر مال: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں چودھری صاحب کی اطلاع کے لیے یہ بات عرض کروں گا کہ یہ تمام چیز وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں آتی ہے۔ اس میں پنجاب حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں نہیں اور وڈیو کیسٹس کا کاروبار ہے۔ اور ان کی اطلاع کے لیے یہ بھی عرض کروں گا کہ وڈیو شاپس کے لیے کوئی لائسنس جاری نہیں کیے گئے اور نہ ہی ان کا لائسنس ہے۔ تین کیٹیگری ہیں۔ ایک وڈیو کیسٹس کی بڑی دکانیں ہیں وہ وہاں پر کیسٹس رکھتے ہیں اور وہ لوگوں کو فروخت کرتے ہیں میں یہ admit کرتا ہوں ان وڈیو کیسٹس میں اچھی بھی ہوں گی اور بری بھی۔ لیکن چونکہ پاکستان گورنمنٹ نے اس کا کوئی لائسنس جاری نہیں کیا کوئی پرمٹ جاری نہیں کیا اس لیے وہ کاروبار ہے۔ پنجاب لیول پر ہم صرف اس ضمن میں چیک کر سکتے ہیں کہ اگر ان کے پاس فحش obscene قسم کی فلمیں ہوں۔ نمبر 2 کیٹیگری' lower لیول پر آجاتی ہے کہ جیسے چودھری صاحب نے کہا ہے کہ ٹاؤن میں آگئی یا محلوں میں آگئی وہاں پر کیسٹس کو کرائے پر دیا جاتا ہے۔ یہ بات بھی ہمارے علم میں ہے کہ ان کو کرایہ پر دیا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ لوگوں کو ازخود بھی وی سی آر اور ٹی وی رکھ کر مختلف

قسم کی فلمیں دکھاتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ معاملہ وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں آتا ہے۔ ٹی۔وی والے اسی کے لیے کمرشل لائسنس جاری کرتے ہیں جس کے بعد دکان دار اس کو اپنی دکان پر چلا سکتے ہیں۔ وی سی آر بھی کمرشل لیول پر استعمال ہوتا ہے۔ وہ پھر اچھی بری فلمیں بھی دکھاتے ہوں گے میں اس کی تردید نہیں کرتا۔ لیکن حکومت پنجاب نے اپنے لیول پر بڑے raid کیے ہیں اور ہم نے تعزیرات پاکستان 292 اور 295 کے تحت ان کے چالان کیے ہیں۔ ہم نے موشن پکچرز آرڈیننس کے تحت چالان کیے ہیں۔ ہم نے سینما آٹو گراف رولز مجریہ 1984ء کے تحت چالان کیا ہے ہم نے ڈرامیٹک پرفارمینس کے تحت چالان کیا ہے۔ اور ابھی تک اس سلسلے میں ہماری مہم جاری ہے۔ پنجاب حکومت نے قابل اعتراض ویڈیو کیسٹ، فحش فلمیں اور قابل اعتراض رسائل، پوسٹر، پر بھی چھاپے مارے ہیں اور ان کے ان دفعات کے تحت چالان کیے ہیں۔ اور یہ ایک جاری و ساری عمل ہے پنجاب حکومت اس پر اپنے لیول پر کام کر رہی ہے آپ کی اطلاع کے لیے میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ مرکزی حکومت نے اس کا بڑی سنجیدگی سے نوٹس لیا ہے اور اس کاروبار کو وہ ریگولیٹ کر رہے ہیں عنقریب فیڈرل گورنمنٹ اس پر قانون سازی کرنے والی ہے۔ اگر یہ قانون سازی ہو گئی تو ہم انشاء اللہ اس کا موثر طور پر سدباب کر سکیں گے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز (ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ نہ ہی سکولوں کے بچوں میں ناشائستہ فلمیں دیکھنے کی کوئی رپورٹ حکومت کے علم میں آئی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت اخبارات نہیں پڑھتی اور کیا حکومت کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ روزنامہ جنگ نے اپنے جمعہ کے ایڈیشن میں اس پر ایک پورا فیچر شائع کیا ہے جس میں باقاعدہ تصاویر بھی شائع کی گئیں اور یہ بتایا گیا کہ کس طرح سے بچے سکولوں سے بھاگ کر ناشائستہ فلمیں دیکھتے ہیں اور شہر میں کون کون سے سنٹر چل رہے ہیں؛ کیا یہ رپورٹ حکومت کے علم میں نہیں آئی اور یہ اخبارات حکومت نے نہیں پڑھے۔

وزیر مال: گورنمنٹ نے اخبارات ضرور پڑھے ہوں گے اور آپ جو اطلاع فراہم کر رہے ہیں ہم اسے بھی درست تسلیم کرتے ہیں لیکن جہاں تک چھاپہ مارنے کا تعلق ہے وہ بھی ایک قانون کے تحت ہوتا ہے۔ اگر اس کی اطلاع ملے تو ایک ضابطے کے تحت چھاپہ مارا جاتا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس

کام کی تین کیٹگریز ہیں۔ ایک تو وہ جو دکانوں پر فروخت ہوتی ہیں۔ دوسرا وہ کرایہ پر بھی دیتے ہیں کمرشل بزنس بھی کرتے ہوں گے۔ لیکن جب چھاپہ مارا جاتا ہے تو اگر وہاں پر فلمیں پکڑی جائیں اور وہ لوگ یا بچے موقع پر پکڑے جائیں تب تو ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے اگر کوئی اخباری خبر سے یا کسی اور طریقے سے کوئی خبر آجائے تو اس کا چھاپے سے تو کوئی تعلق نہیں میں تو یہ تسلیم کر رہا ہوں کہ ایسا ہوتا ہے۔ لیکن پنجاب حکومت کے پاس اس سلسلے میں زیادہ اختیارات نہیں ہیں۔ اب مرکزی حکومت اس پر غوروخوض کر رہی ہے اور قانون سازی ہونے والی ہے اس کے بعد ہم اس کے خلاف موثر کارروائی کر سکیں گے۔ اس وقت ہمارے پاس جتنے اختیارات ہیں ہم نے ان کے اندر رہتے ہوئے حتی المقدور کام کیا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ اس پر مزید بہتر طور پر کام کیا جائے گا اور ایسے لوگوں کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے گا۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کے علم میں یہ بات ہے کہ ہر ایس۔ایچ۔او اپنے تھانے کی حدود میں واقع ویڈیو شاپس سے دو سو روپے ماہانہ غلط فلمیں دکھانے کا وصول کرتے ہیں۔ کیا یہ بات حکومت کے علم میں ہے؟

وزیر مال: جناب والا میں یہ پوچھنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ یہ کوئی ضمنی سوال ہے؟ میں کہتا ہوں کہ آپ جائیں اگر ہمیں کوئی ثبوت مل جائے اس کے باوجود ہم ایکشن نہ لیں تو پھر ہم ذمہ دار ہوں گے۔

ایک معزز رکن: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا پراچہ صاحب کی کوئی دکان ہے؟ جو یہ ماہانہ دیتے رہے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا میرے ذمے جواب دینا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں آپ کے ذمے جواب دینا نہیں ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب ایس۔اے۔حمید: جناب سپیکر میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جس طرح سے ویڈیو کی وباء اس ملک میں پھیلی ہوئی ہے اور خاص طور پر پنجاب میں جو وباء پھیلی ہوئی ہے اس کے لیے نارمل حالات میں تو یہ کام کر رہے ہیں لیکن اس کے سدباب کے لیے کوئی خصوصی پروگرام ان کے ذہن میں ہے تاکہ اس وباء کو پنجاب سے اچھی طرح سے ختم کیا جا سکے۔

وزیر مال، جناب سپیکر میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ بات کسی قانون اور ضابطے کے مطابق چلتی ہے۔ کوئی غیر قانونی کام نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی غیر قانونی کام کر رہا ہے تو اس کی پکڑنے کے لیے بھی قوانین موجود ہونے چاہیے۔ ہم نے بے شمار چھاپے مارے ہیں اور لوگوں کو پکڑا بھی ہے لیکن جو موجودہ قوانین ہیں ہم ان کے اندر رہتے ہوئے ہی ان کا چالان کر سکتے ہیں۔ جناب ایس۔اے حمید صاحب نے پوچھا ہے کہ مزید کوئی خصوصی پروگرام ان کے ذہن میں ہے تو میں ان کی اطلاع کے لیے یہ گزارش کروں گا کہ آپ نے ایک سال قبل دیکھا ہوگا کہ میں بطور چیئرمین کرائمز کنٹرول کمیٹی لاہور کام کرتا رہا ہوں اور میں نے اس کے لیے ٹیمیں بنائی تھیں اور ٹیموں کو یہ ٹاسک دیا تھا اور انہوں نے خفیہ طور پر اطلاعات حاصل کر کے چھاپے مارے تھے اور کچھ مقدمات عدالت میں بھی گئے تھے۔ ہم ایسے ہی انتظامات پھر صوبہ پنجاب میں کر رہے ہیں اس وقت جو قوانین موجود ہیں، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کے اندر رہتے ہوئے ہم اس برائی کو دور کرنے کی انتہائی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال۔ جناب ریاض فتیانہ صاحب۔

جناب ریاض فتیانہ، سوال نمبر 466۔

صوبہ میں مقدمات کی تعداد

*466-جناب ریاض فتیانہ، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) سال 1990ء کے دوران پنجاب کے ہر ضلع میں کتنے مقدمات کا اندراج ہوا۔

(ب) سال 1990ء جنوری سے لے کر نومبر 1990ء تک ہر ضلع میں مقدمات کی تعداد کیا تھی۔ تفصیل الگ الگ بیان کریں؛

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) سال 1990ء کے دوران ضلع وار مقدمات کی تعداد بابت گوشوارہ الف ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) جنوری 1990ء سے نومبر 1990ء تک ضلع وار اور مقدمات کی تعداد بابت گوشوارہ ب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

ماہ دسمبر 1990ء کے دوران ضلع وار مقدمات کی تعداد بابت گوشوارہ "ج" ایوان کی میز پر رکھا

دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا صفحہ نمبر 7 پر یہ بتایا گیا ہے کہ فیصل آباد میں 6398 اور بھکر میں 13247 مقدمات درج کیے گئے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بھکر میں اتنے زیادہ کرائمز کیسے ہوگئے ہیں؟

جناب سپیکر، وزیر مال۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا میں اس سوال کو دہرانا چاہتا ہوں اور اس سوال کو ذرا واضح کرنا چاہتا ہوں فیصل آباد اتنا بڑا شہر اور اتنے کم جرائم بھکر جیسے کم آبادی کے شہر میں اتنے زیادہ جرائم ہوئے ہیں۔ کیا حکومت نے اس کے سدباب کے لیے کوئی خصوصی انتظام کیا ہے یا نہیں کیا ہے؟ اور آخر ایسا کیوں ہوا ہے؟

جناب سپیکر، میرے خیال میں سوال ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب کا ہے اور ان کو ہی ضمنی سوال کرنا چاہیے۔ اگر چودھری صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو اس پر دوسرا ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب کا سوال ہے۔ وزیر مال اس کے جواب دیں گے۔

وزیر مال، جناب والا اگر معزز رکن اپنا سوال دہرا دیں تو میں بڑا مشکور ہوں گا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، سر اس میں صفحہ 7 پر بتایا گیا ہے کہ فیصل آباد میں 6398 مقدمات درج ہوئے۔ اور اس کے مقابلے میں بھکر میں 13247 مقدمات درج ہوئے ہیں۔ یہ بھکر میں اتنے جرائم کیوں ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر، جی منسٹر ریونیو پلیز۔

وزیر مال، مجھے افسوس ہے کہ یہ لکھنے والوں کی غلطی ہے اور یہ pin mistake ہے اور یہ بات اس کے سامنے نہیں آئی۔ ضلع بھکر کی فگر اس کے سامنے نہیں آئی وہ ذرا ٹیڑھی ہو گئی ہے۔ میرے پاس یہ corrected گوشوارہ ہے میں اسے دہرا دیتا ہوں۔ بھکر کی فگر 1790 ہے اور فیصل آباد کی فگر 13242 ہے یہ ذرا لکھنے میں اوپر نیچے ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر، فیصل آباد کی فگر کیا ہے۔

وزیر مال، جناب والا یہ 13242 ہے۔

جناب سپیکر، اچھا یہ فیصل آباد کی ہے جو بھکر کے آگے لکھی گئی ہے۔

وزیر مال، یہ لکھنے میں ایسے ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ کی 11733 اور ملتان کی 4504 ہے۔

وزیر مال، اب یہ بھی ایسے ہی ہے۔ کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ جو ہے وہاں پر 924 ہے اور ملتان کی فگر 11733 ہے۔ اور یہ pin mistake ہوئی ہے۔ میرے پاس جو ہے یہ corrected ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا صفحہ نمبر 9 پر ماہ دسمبر کی ایک مہینے کی کرائمز کی فگرز دی گئی ہیں۔ اور فیصل آباد میں 1930 مقدمات درج ہوئے ہیں۔ جس کے مقابلے میں لاہور شہر جس کی آبادی فیصل آباد سے دگنی ہے وہاں پر دسمبر 1990ء میں 1704 ہیں۔ وزیر موصوف وجہ بتائیں گے کہ فیصل آباد میں 1930 مقدمات کیوں درج ہوئے؟

وزیر مال، ڈاکٹر صاحب مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں۔ کبھی کسی ضلع میں ہمارا کنٹرول کم ہو جاتا ہے' کسی ضلعے میں کوئی اچھے افسران تعینات ہو جاتے ہیں' کسی ضلعے میں کوئی affective تعینات ہو جاتے ہیں' کبھی کسی ضلعے میں لوگوں کا واردات کرنے کا موڈ نہیں ہوتا' کبھی کسی ضلعے میں جو vigilence ہوتی ہے وہ زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس کے تحت آپ کرائم کو اس طرح سے weigh نہیں کر سکتے کہ فلاں ضلعے میں 19 سو ہوا ہے۔ اس کو برابر کیوں نہیں کرتے۔ اگر آپ مثال دیکھیں کہ لاہور ایک بہت بڑا شہر ہے۔ اگر لاہور بہت بڑا شہر ہے تو یہاں پر انتظامات بھی بہت ہیں۔ یہاں ہماری نفری بہت ہے' ہمارے پاس گاڑیاں بہت ہیں۔

جناب سپیکر، Minister Revenue will you please address the chair

وزیر مال، Sorry Sir

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، سر ایک سال میں 20 ہزار مقدمات درج ہوئے ہیں اور فیصل آباد میں 1990ء میں 13 ہزار مقدمات درج ہوئے۔ وزیر موصوف جیسے کہ اس مہینے میں حالات بتا رہے ہیں۔ یہ ایک ماہ میں تبدیلی کی کیا وجہ تھی۔ یہ ایک سال سے افسر تو وہی تھے' حالات بھی وہی تھے' vigilence بھی وہی تھے۔ لیکن لاہور میں ایک سال میں 20863 مقدمات درج ہوئے' جب کہ ایک ماہ میں فیصل آباد میں

13 ہزار۔ لاہور میں 1704 مقدمات درج ہوئے یہ ایک ماہ کے فگرز لیے گئے ہیں یہ خاص طور پر اس لیے ایک ماہ کے لیے گئے ہیں کہ پتہ چل سکے کہ نومبر کے بعد حالات کیا تھے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب ضمنی سوال ذرا دہرائیے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا سوال یہ ہے دسمبر 1990ء میں فیصل آباد میں لاہور سے زیادہ مقدمات کیوں درج ہوئے؟

جناب سپیکر، جی وزیر مال صاحب۔

وزیر مال، ڈاکٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ نمبر 16 پر فیصل آباد ہے اور وہاں پر 1930 مقدمات درج ہوئے ہیں اور لاہور میں 1704 مقدمات درج ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب شائد یہ فرق پوچھ رہے ہیں۔ تو میں نے ان کو مختلف حالات میں مختلف انتظامات کے بارے میں عرض کیا ہے۔ ایک بات تو یہ ہے کہ فیصل آباد میں زیادہ مقدمات درج ہوئے ہیں اور لاہور میں کم۔ تو لاہور ہیڈ کوارٹر ہے' لاہور کنٹرول میں ہے' لاہور میں نفری زیادہ ہے' لاہور میں arms and ammunition زیادہ ہے' گاڑیاں زیادہ ہیں۔ اس لیے رکاوٹ ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر آبادی فیصل آباد سے زیادہ ہے۔ لیکن یہ کرائم کے بارے میں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا کہ کب اور کس وقت کیا ہو جاتا ہے۔ ہم تو اس کو ensure کرتے ہیں کہ کرائم نہ ہوں۔ against property نہ ہوں۔ against person نہ ہوں۔ لیکن یہ تو part of the game ہے کہ کسی وقت کوئی بھی واقعہ ہو سکتا ہے۔ ایک بات تو یہ ہے کہ وہ سوال جو ہے وہ الیکشن year تھا۔ اکتوبر اور نومبر میں الیکشن ہوتے ہیں۔ اس کے بعد جو حالات ہیں وہ کسی جگہ پر بگڑ بھی جاتے ہیں اور کسی جگہ پر کنٹرول بھی ہو جاتے ہیں۔ لوگ پھر اس میں پارٹی بازی میں چلے جاتے ہیں' فساد ہو جاتے ہیں اس میں یہی وجہ ہے اس لیے کوئی set principle نہیں بتایا جا سکتا کہ کیا وجہ ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، فیصل آباد میں جس کی آبادی کم ہے وہاں آبادی کے لحاظ سے گیارہ ماہ میں 11317 مقدمات پچھلے نومبر تک درج ہوئے' لاہور میں 19156 مقدمات درج ہوئے۔ تو یہ فارمولا پچھلے گیارہ ماہ میں کیوں fit نہیں آتا۔ اور یہ ایک ماہ میں لاہور اور فیصل آباد کے حالات کیوں مختلف ہو گئے؟

وزیر مال: جناب والا اس وقت لاہور کی آبادی کوئی 70 لاکھ کے لگ بھگ ہو گئی ہے۔ اتنی بڑی

آبادی کو کنٹرول کرنا بڑی بات ہے۔ لاہور میں جو واردات ہوتی ہے اس کو ہم campaign کے ذریعے روکتے ہیں۔ کبھی رکتی ہے اور کبھی پھر چلتی ہے۔ جناب والا آپ نے دیکھا ہوگا کہ 1988-89ء میں special condition کے abduction for ransom لاہور میں ہوئی تھی۔ اور اس وقت وہ واردات ذریعے overflow ہو کے یہاں پر کی گئی تھی وہ بھی اسی میں شامل ہوئی ہیں۔ اور پھر ہم نے اس کے خلاف campaign چلائی۔ جناب والا 35 مقدمات درج ہوئے۔ اور 35 میں سے دو مقدمات غلط نکلے اور باقی مقدمات میں ہم نے ٹریس کیا detect کیا اور ملزمان کو پکڑا۔ اور وہ آج کل عدالتوں میں بھگت رہے ہیں۔ یہ کرائم کا گوشوارہ تو کبھی اوپر اور کبھی نیچے جاتا رہتا ہے لیکن آپ کو گورنمنٹ کی کار کردگی دیکھنی پڑے گی کہ ہم اس کے لیے vigilant ہیں یا نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، پراچہ صاحب میرے خیال میں اب next question پر آ جائیں۔ فتیانہ صاحب اس پر ضمنی سوال کرنا آپ کا استحقاق ہے۔ ارشاد فرمائیے۔

ضمنی سوالات بابت سوال نمبر 466۔

جناب ریاض فتیانہ، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ صفحہ نمبر 8 پر تفصیل دی گئی ہے کہ پورے سال میں کتنے مقدمات ہر ضلع درج ہوئے۔ جب کہ صفحہ نمبر 9 پر تفصیل درج ہے وہ مقدمات جو صرف ماہ دسمبر میں درج ہوئے۔ اگر آپ دونوں کا فرق دیکھیں اور صفحہ نمبر 8 کی percentage نکالیں۔ پورے سال کو اگر بارہ مہینوں پر تقسیم کریں تو وہ اتنا واضح فرق آپ کو نظر آئے گا مثلاً سیریل نمبر 3 صفحہ نمبر 9 شیخوپورہ میں صرف دسمبر میں 818 مقدمات درج ہوئے ہیں جب کہ سارے سال کی percentage نکالیں تو فی ماہ 458 آتے ہیں۔ اسی طرح گوجرانوالا کی پورے سال کی ریشو نکالیں تو 881 فی ماہ بنتی ہے جب کہ یہاں صرف دسمبر کے اندر 1423 مقدمات درج ہوئے۔ اسی طرح سیالکوٹ کی percentage نکلتی ہے فی ماہ پورے بارہ مہینے کی 689 جب کہ یہاں صرف دسمبر پر میں 1049 مقدمات درج ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، فتیانہ صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب ریاض فتیانہ، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ سارے سال کی percentage سے ہٹ کر دسمبر کے اندر زیادہ مقدمات درج کیے جاتے ہیں جو کہ

چھوٹے ہوتے ہیں۔ صرف اسی وجہ سے کہ وہ فگرز پورے کیے جائیں جن کا انہیں ٹارگٹ دیا جاتا ہے۔ تو کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اتنے واضح فرق سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ پولیس سال کے آخر میں اپنا ٹارگٹ حاصل کرنے کے لیے تمام تر چھوٹے مقدمات درج کرتی ہے؟

جناب سپیکر، جی۔ جناب وزیر مال صاحب!

جناب وزیر مال، جناب والا! جناب فتیانہ صاحب نے ٹارگٹ کی بات کی ہے۔ پولیس کے محکمے میں آج تک یہ رہا ہے کہ جتنے مقدمے کسی تھانے میں زیادہ درج ہوئے تو ایس پی صاحبان ان کی گرفت کیا کرتے تھے کہ آپ کے تھانے میں اتنی بڑی تعداد میں مقدمات کیوں درج ہوئے ہیں؟ یہ بات نہیں ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ ہم نے یہ بات ختم کر دی ہے۔ ہم نے کہا ہے کہ ضلع کی performance تھانے کی performance کیسز کی رجسٹریشن پر نہیں ہوگی بلکہ detection پر ہوگی جتنے کیس آپ ڈھونڈیں گے اس پر performance دیکھی جائے گی۔ اگر میں فتیانہ صاحب کی بات مان لوں کہ دسمبر میں انہوں نے زیادہ رجسٹریشن کی ہے اور فگر ورک دکھانے کے لیے کی ہے تو آج تک تو یہ ہوتا رہا ہے کہ جس نے زیادہ مقدمات درج کیے ان کو تو وہ لائن میں بھیجا کرتے تھے۔ تو پھر یہ کیسے درج ہوگئے؟ بات یہ نہیں ہے۔ دسمبر کے مہینے میں وہی تفاوت ہے کہ کبھی کرائم اوپر جا رہا ہے کبھی نیچے جا رہا ہے۔ اگر آپ سیالکوٹ کی حالت دیکھیں تو سیالکوٹ کو ایک بارڈر لاہور کا لگتا ہے۔ ایک گوجرانوالا کا لگتا ہے۔ ایک گجرات کا لگتا ہے۔ اور دوسری طرف انڈیا کا لگتا ہے۔ اور connected ہیں کہ تمام واردات کرنے والے وہاں پر پناہ لیتے ہیں اور اس کے بعد وہاں پر وارداتیں موقع محل کے مطابق کرتے ہیں۔

جناب ریاض فتیانہ، جناب والا! میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ چلو یہ تو ایسے اضلاع ہیں جنہیں انڈیا کا بارڈر لگتا ہے۔ ملتان میں جو percentage ہے وہ فی مہینہ 375 ہے۔ جب کہ صرف دسمبر میں 1579 مقدمے درج ہوتے ہیں۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تمام تر جھوٹے مقدمات جان بوجھ کر درج کیے جاتے ہیں یا پھر وزیر موصوف یہ تسلیم کر لیں کہ صرف دسمبر میں کرائم ریٹ زیادہ ہو جاتا ہے اور باقی گیارہ مہینے لاء اینڈ آرڈر کی حالت ٹھیک رہتی ہے۔ ان میں سے ایک بات ضرور ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، سوال نمبر 477۔

اے ایس پی کی تعیناتی کے لیے اقدام

*477۔**ملک اقبال احمد خان لنگڑیال،** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) تحصیل چیچہ وطنی میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی اسامی کتنے عرصہ سے خالی پڑی ہے۔

(ب) متذکرہ تحصیل میں اے ایس پی کو تعینات نہ کرنے کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے اور اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(ج) کیا حکومت فوری طور پر متذکرہ تحصیل میں کسی اے ایس پی کو تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) ایس ڈی پی او چیچہ وطنی کی اسامی اس وقت خالی نہیں ہے۔ یہ اسامی مورخہ 16/12/90 سے 24/3/91 تک خالی رہی۔

(ب) ڈی ایس پی /اے ایس پی چیچہ وطنی کی اسامی بوجہ کمی افسران بعہدہ ڈی ایس پی صاحبان خالی رہی ہے۔ چونکہ انسپکٹر صاحبان کی ترقی متوقع تھی۔ لہذا ڈی ایس پی کی تعیناتی تین ماہ التواء میں رہی۔

(ج) جزب میں جواب دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور ہو گا۔ کوئی ضمنی سوال؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب سپیکر! محترم وزیر صاحب سے میرا یہ ضمنی سوال ہو گا کہ ایس ڈی پی او کی پوسٹ بڑی اہم پوسٹ ہوتی ہے اور اسے ایک یا دو دن کے لیے بھی خالی نہیں چھوڑا جا سکتا لیکن یہاں پر تین ماہ سے کوئی ایس ڈی پی او نہیں لگایا گیا۔ تو میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہو گا کہ کیا یہ کسی سیاسی بنیاد پر تین مہینے کے لیے تاخیر کی گئی ہے کہ واقعی وہاں کوئی ڈی ایس پی جانے کو تیار نہیں تھا یا حکومت کے پاس ڈی ایس پی صاحبان کی کمی آ گئی تھی؟

جناب وزیر مال، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز بھائی کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی سیاسی وجوہات نہیں ہیں تو purely administrative معاملہ ہے۔ کبھی کوئی ایس ڈی پی او

فوری طور پر ٹرانسفر ہو جاتا ہے اور اس کے بعد پھر اس کی پوسٹنگ میں مختلف مراحل آتے ہیں۔ لیکن اس میں جو وجوہات تھیں وہ صرف یہ تھیں کہ اس وقت ڈی پی سی pending تھی۔ اور ہمارے پاس انسپکٹر کی ترقیاں رکی ہوئی تھیں اور ہمارے پاس کوئی available نہیں تھا فوری طور پر جو available تھے وہ شائد وہاں پر جانے کے لیے راضی نہیں تھے۔ تو جیسے عارضی انتظام پولیس میں ہوتا رہتا ہے اور وہاں سینئر انسپکٹر look after کرتا ہے۔ بطور ایس ڈی پی او کام کرتا ہے۔ وہ تین ماہ ایس ڈی پی او سے خالی نہیں رہے بلکہ وہاں پر ایس ڈی پی او ایکٹ کرتا رہا ہے۔ اور اس کے بعد جونہی ہمیں available ہوا ہم نے وہاں پر ایس ڈی پی او پوسٹ کر دیا۔ اس میں یہ pure administrative معاملہ ہے کوئی سیاسی معاملہ نہیں ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ واقعی سیاسی معاملہ نہیں ہے؟

جناب سپیکر: ملک صاحب! یہ ضمنی سوال تو نہیں ہے لیکن اسے چھیڑ خوباں کہا جا سکتا ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! وزیر محترم نے فرمایا ہے کہ وہاں ترقیاں رکی ہوئی تھیں۔ تو کیا جو یہاں انسپکٹر یا ڈی ایس پی لگایا گیا وہ جن کو پروموشن ملی ہے ان میں سے کسی کو لگایا گیا ہے یا کوئی اور لگا دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی وزیر مال!

جناب وزیر مال: جناب والا! شائد ملک صاحب میری بات سمجھ نہیں سکے یا میں ان کو سمجھا نہیں سکا۔ وہ کمی جو ہوتی ہے وہ پنجاب لیول پر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ہمارے پاس چار سو ڈی ایس پی ہیں۔ تو جب تین سو پچاس ڈی ایس پی ہوں گے۔ تو کمی all over پنجاب میں ہو گی اور جب ڈی پی سی ہو گی تو پنجاب میں پوری ہو گی۔ لگا تو کسی وقت کسی کو بھی سکتے ہیں۔ لیکن جگہ خالی کرنی پڑتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہاں newly promoted لگایا یا پرانا ڈی ایس پی لگایا۔ جب گیپ پورا ہوا تو ہم نے فوری طور پر وہاں پر ایس ڈی پی او لگایا اور ملک صاحب کی تحصیل میں ماشاء اللہ میرے خیال کے مطابق ٹھیک ٹھاک کام ہو رہا ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب سپیکر! کیا حکومت کے پاس اس کو تبدیل کرنے کی کوئی

تجویز ہے؟

جناب سپیکر: اگلا سوال فرید احمد پراچہ صاحب۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: کیا اسے تبدیل کرنے کا حکومت کا ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ کی بات جائز ہے لیکن ضمنی سوال نہیں بنتا۔ جی فرید احمد پراچہ صاحب!

جناب فرید احمد پراچہ: سوال نمبر 480۔

تھانہ میں درج ایف آئی آر پر عمل درآمد

*480-**جناب فرید احمد پراچہ**: کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملک وزیر غازی ایڈووکیٹ ملتان نے گستاخ رسول اختر حمید خان ڈائریکٹر اورنگی پراجیکٹ کراچی کے خلاف تھانہ چہلیک ملتان شہر میں ایف آئی آر نمبر 90/125 کے تحت مورخہ 25 مارچ 1990ء کو پرچہ درج کرایا تھا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس پر ابھی تک عمل درآمد کیوں نہیں کیا گیا۔ گستاخ رسول کی گرفتاری میں کیا امر مانع ہے۔ اور کیا پولیس نے اپنی تفتیش مکمل کر لی ہے اگر کر لی ہے تو اس کے نتائج کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مقدمہ کی تفتیش مکمل ہو کر اس کا چالان عدالت میں دیا جا چکا ہے اور عدالت عالیہ کے احکامات کے تحت اس کی سماعت ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ساہیوال کی عدالت میں ہوتی ہے عدالت عالیہ نے ملزم کی عبوری ضمانت از گرفتاری منظور فرمائی تھی۔ اور ملزم کی ضمانت کی توثیق ڈسٹرکٹ سیشن جج ساہیوال کی عدالت کو تفویض کر دی گئی ہے۔ لہذا اس پر مزید بحث مناسب نہ ہے۔

جناب سپیکر: یہ پڑھا ہوا تصور ہو گا۔ کوئی ضمنی سوال؟

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں بتایا گیا ہے مقدمہ کی

تفتیش مکمل ہو گی اس کا چالان عدالت میں دیا جا چکا ہے۔ سوال یہ ہے کہ عدالت میں کب دیا گیا ہے؟ کس تاریخ کو عدالت میں پیش کیا گیا ہے۔؟

جناب وزیر مال، جناب سپیکر! پراچہ صاحب تاریخ پوچھ رہے ہیں۔ اس میں detail کا تو پتا ہے لیکن یہ بات ہائی کورٹ میں گئی تھی۔ حالانکہ یہ مقدمہ ملتان میں trial ہونا چاہیے تھا کیونکہ وہاں کی رجسٹریشن ہے اور وہاں کی ایف آئی آر ہے۔ لیکن جو accused تھا he went to the High Court ہائی کورٹ نے اس کی interim bail لی اور یہ ڈائریکٹ کیا کہ آپ ملتان کی بجائے ساہیوال سیشن جج کے پاس پیش ہوں گے۔ وہاں سے اس کی توثیق ہوئی اور وہیں اس کا مقدمہ انہوں نے لگایا ہے کہ یہاں پر چلایا جائے۔ لیکن اس کی definite date ابھی میرے ذہن میں نہیں ہے لیکن یہ definite بات ہے کہ وہاں پر مقدمہ زیر التوا ہے۔

جناب اصغر علی گجر، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ مقدمہ درج کرنے کی تاریخ 25 مارچ 1990ء ہے اور ملزم نے کس تاریخ کو ہائی کورٹ میں interim bail کے لیے apply کیا تھا؟

وزیر مال، جناب سپیکر! اس میں جو مقدمہ درج ہوا ہے اس کے دو سال تک یہ آدمی بھگوڑا رہا ہے۔ اس کا problem یہ تھا کہ اس نے ایک غیر ملکی صحافی کو انٹرویو دیا تھا اور اس میں (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان میں گستاخی کی گئی تھی اور وہ انٹرویو پھر رسالہ تکبیر میں re-print ہوا۔ اس کے بعد یہ گرفت ہوئی اور پھر یہ abscond ہوگیا۔ دو سال کے بعد یہ ہائی کورٹ میں appear ہوا۔ اس نے دو درخواستیں ایک عبوری ضمانت کے لیے اور دوسری مقدمہ منتقل کرنے کے لیے دیں لیکن عبوری ضمانت کی اس میں تفتیش ہوئی۔ تفتیش مکمل ہوئی اور وہاں پر چالان پیش کر دیا گیا۔ یہ اس میں دو سال abscond رہا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! اگر میں یہ بات گزارش کروں کہ مقدمہ درج ہونے کے بعد دو سال تک اسے پولیس اور حکومت پنجاب نے تحفظ دیے رکھا تو کیا یہ بات غلط ہے یا درست ہے؟

جناب سپیکر، یہ بات تو ہم برداشت بھی نہیں کر سکتے اور کوئی مسلمان ایسی بات برداشت نہیں کر سکتا لیکن ملزم ملزم ہے absconder,absconder ہے۔ وہ جہاں بھی بیٹھ جائے جتنی دیر تک پولیس کو نہ پتہ لگے اتنی دیر تک وہ abscond ہی کہلاتا ہے۔ جب ہمارے علم میں آیا ہم نے اس

کو گرفت کیا اور اس کا چالان پیش کیا۔ اب عدالت اس کا فیصلہ کرے گی کہ آیا اس نے کیا کیا ہے اور کیا نہیں کیا؟

جناب فرید احمد پراچہ، ضمنی سوال

جناب سپیکر، جی ضمنی سوال' فرید احمد پراچہ صاحب۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ ملزم ایک معروف آدمی تھا وہ ایک پراجیکٹ کا ڈائریکٹر ہے اور اس دوران جو دو سال کا عرصہ ہے وہ مسلسل کراچی میں موجود رہا۔ اس کے بیانات اخبارات میں آتے رہے جس میں اس نے اپنے اس انٹرویو کو ایک لحاظ سے تسلیم کیا اس کے باوجود اسے مفرور کیسے قرار دیا جا سکتا ہے جب کہ وہ ایک معروف آدمی ہے اس دوران اپنی ذمہ داریاں بھی ادا کرتا رہا ہے۔

جناب سپیکر، منسٹر ریونیو پلیز۔

وزیر مال: پراچہ صاحب اخبار کی بات کرتے ہیں۔ اس نے ایک وضاحتی بیان دیا ہے جس میں یہ کہا ہے کہ بھئی میں نے جو غیر ملکی صحافی کو انٹرویو دیا ہے وہ میرا نہیں ہے لیکن جب اس نے انٹرویو دیا ہے یا وہ کسی کے پاس تھا تو آیا یہ پولیس کے پاس ایک کسوٹی ہوتی ہے کہ اس نے جو بیان دیا ہے تو پھر وہ اس کو وہیں سے پکڑ لے۔ پراچہ صاحب absconder, absconder یہاں بیان دے کر چلا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کو ڈھونڈنے کے لیے پولیس نے انتہائی کوشش کی۔ جب وہ available ہوا تو ہم نے اپنے فرائض پورے کرتے ہوئے اس کو عدالت کے حوالے کر دیا ہے۔ اب انصاف عدالت کے پاس ہے۔

چودھری اصغر علی گوجر، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 25 مارچ 1990ء کے بعد کیا یہ انجینئر محکمے میں رہے یا محکمے نے انہیں terminate کیا یا suspend کیا؟ یہ جو absconder تھے تو کیا اتنے عرصہ میں انہوں نے اپنی کوئی حاضری محکمے میں لگوائی یا نہ لگوائی؟

وزیر مال، absconding means کہ وہ وہاں حاضر نہ ہے لیکن چودھری صاحب! یہ ہمارے متعلقہ بات نہیں ہے۔ سوال میں اس کا جواب ہم سے نہیں پوچھا گیا۔ یہ ملازم کسی اور کا ہے لیکن یہ verification نہیں ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ دو سال abscond کر گیا تو یہ محکمے کی ڈیوٹی سے بھی

abscond کر گیا اور یہ لوگوں کی نظروں سے بھی اوجھل ہو گیا۔ تو یہ چیز تو اس سوال میں کوئی نہیں پوچھی گئی کہ ہم verify کریں کہ وہ وہاں حاضری لگاتا رہا ہے یا نہیں لگاتا رہا۔

چودھری اصغر علی گوجر: میں عرض کر رہا ہوں کہ جو ملزم abscond قرار دے دیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا اتا پتہ معلوم نہیں کہ وہ ملزم کہاں رہتا ہے۔ وہ چھپ جاتا ہے اور اس لیے اسے مفرور قرار دے دیا جاتا ہے کہ جس کے پاس بھی وہ ملزم ہو' وہ ہمیں اطلاع دے لیکن ایک ایسا شخص جس کی جائے رہائش کا معلوم ہے۔ سروس کرنے کی جگہ کا معلوم ہے اور اگر وہ شخص وہاں دفتر جاتا ہے تو پھر اسے مفرور کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟ یا تو وہ مفرور اس لیے قرار دیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی سروس چھوڑ کر بھاگ گیا ہو۔ وہ دفتر میں نہ آتا ہو۔ اس نے گھر میں رہائش ترک کر دی ہو۔ پھر تو وہ مفرور ہو سکتا ہے اگر وہ اپنے گھر میں رہ رہا ہو اور وہ گورنمنٹ ملازم ہو۔ پھر وہ دفتر میں آتا ہو تو پھر وہ کیسے مفرور ہو سکتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اس میں ضمنی سوال کیا ہوا؟

چودھری اصغر علی گوجر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسے وزیر موصوف صاحب نے فرمایا کہ ہم نے اسے مفرور قرار دے دیا تھا تو میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ 25 مارچ 1990ء کو پرچہ درج ہونے کے بعد وہ شخص جو ایک محکمے میں پراجیکٹ ڈائریکٹر ہے کیا وہ اپنے اس دفتر میں آتا رہا ہے یا غائب ہو گیا تھا؟ کیونکہ absconder جو ہو گیا ہے۔ کیا وہ دفتر میں آ کر اپنی ڈیوٹیاں دیتا رہا ہے یا وہ وہاں سے abscond ہو گیا تھا؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی منسٹر ریونیو پلیز۔

جناب پیٹر گل: ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: ان کے بعد آپ کا ضمنی سوال ہو گا۔ ابھی تو چودھری اصغر علی گوجر صاحب کے ضمنی سوال کا وہ جواب دے رہے ہیں۔ جی منسٹر ریونیو پلیز۔

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ جو ایک سوال کر رہے ہیں تو مزید انکوائری کا سوال ہے۔ یہ تو اگر آپ اجازت دیں تو اس کی انکوائری ہو سکتی ہے کہ آیا پولیس نے غلطی کی ہے یا نہیں کی ہے؟ وہ دفتر حاضر ہوتا رہا ہے یا نہیں ہوتا رہا ہے؟ اس کو عدالت نے abscond کیسے قرار دیا ہے؟ جب آدمی

abscond ہو جاتا ہے تو اس کے بعد لوگوں کو پتہ لگ جاتا ہے کہ بھئی یہ آدمی abscond ہو گیا ہے اور اس پرچے میں وہ appear نہیں ہو رہا ہے۔ کسی عدالت میں appear نہیں ہو رہا ہے۔ کسی جگہ پر appear نہیں ہو رہا ہے۔ absconding means کہ بھئی وہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ تو ایک مزید انکوائری کا کیس ہے۔ یہ تو مزید تفتیش کا کیس ہے۔ ان کے مطابق ایک اور جو خلاف ورزی ہوئی ہے اس کی انکوائری کرنے کی بات ہے۔ یا تو پھر یہ کہیں کہ ہم اس کی انکوائری کریں کہ بھئی پولیس کا conduct کیا رہا ہے۔ اگر وہ abscond تھا لیکن سامنے آ جاتا تھا تو اس کو کیوں گرفتار نہیں کیا؟ یہ بات ایک علیحدہ ضمن کی طرف جا رہی ہے۔ انہوں نے سوال میں یہ پوچھا ہے کہ اس کی کیا پوزیشن ہے؟ تو ہم نے جواب میں کہا ہے کہ ضمانت پر ہے اور اس کا مقدمہ سیشن جج کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: جی شکریہ، جناب پیٹر گل ضمنی سوال۔

چودھری اصغر علی گوجر: اگر سپیکر صاحب مطمئن ہیں تو پھر ہم بھی مطمئن ہیں۔

جناب سپیکر: جناب پیٹر گل ضمنی سوال۔

جناب پیٹر گل: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ جس طرح گستاخ رسول کے لیے باقاعدہ ایک قانون بنایا گیا ہے تو کیا حکومت گستاخ مسیح کے لیے بھی قانون بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی ریونیو منسٹر پلیز۔

وزیر مال: جناب سپیکر! ہمارے کاغذات میں تو وہ گستاخ رسول ہے تاوقت کہ اس کو عدالت بری نہ کر دے یا اس کو یہ ڈکلیئر نہ کرے۔ ہمارے کاغذات میں تو اس نے جرم کا ارتکاب کیا ہے اور یہ فیصلہ تو عدالت کے فیصلے کے بعد ہو گا۔ میں نے تو ابھی نہیں کہا۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ گستاخ مسیح پر کوئی لیجسلیشن کرنے کے لیے تیار ہے؟

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ معاملہ تو فیڈرل گورنمنٹ کا ہے اور میرے خیال میں وہ اس کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ جہاں تک میری یادداشت ہے یہ معاملہ شاید کسی کمیٹی کے پاس بھی ہے۔ اس کا تو

فیڈرل گورنمنٹ سے تعلق ہے۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر جناب ایس اے حمید صاحب۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! اسمبلی میں وقفہ سوالات بڑی اہمیت کا حامل ہے لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ ایک سوال کے اوپر ضمنی سوالات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس وجہ سے 20 اور 25% سے زیادہ سوالات اسمبلی کے فلور پر نہیں آسکتے۔ تو میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ ضمنی سوالات کی تعداد کم کی جائے کیونکہ تین تین چار چار ماہ کے بعد سوالات کی باری آتی ہے اور جب وہ آخری صفحہ پر ہوں یا درمیان میں ہوں تو پھر موقع نہیں ملتا۔

جناب سپیکر، میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں لیکن اس سلسلے میں آپ کو بھی تعاون کرنا ہوگا کہ ضمنی سوالات کم کیے جائیں۔ تو میرے خیال میں اب ایس اے حمید صاحب کی بات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اگلے سوال پر چلیں۔ اگلا سوال چودھری محمد حنیف صاحب کا ہے۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

اگلا سوال رانا ثناء اللہ خان صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، سوال نمبر 572 طبع شدہ دریافت کیا گیا۔

سکینڈل میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی

*572-**رانا ثناء اللہ خان،** کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد میں پکڑا جانے والا بلیو پرنٹ سکینڈل کیس تفتیش کے کس مرحلہ میں ہے اس سکینڈل میں ملوث نرسوں نے کن کن اشخاص کے اس سکینڈل میں ملوث ہونے سے متعلق بیان دیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال فیصل آباد اس سکینڈل میں ملوث نرسوں کی دستیابی کے لیے رابطہ اور سکینڈل میں شریک کار پایا گیا تھا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اس کے خلاف اور سکینڈل میں ملوث دیگر افسران کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی ہے؟ مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) فیصل آباد بلیو پرنٹ فلم سکینڈل کیس کے سلسلہ میں مقدمہ نمبر 428 مورخہ 31/12/90 کو تھانہ سول لائن درج ہوا تھا جس کی تفتیش کے دوران نرسوں نے اپنے اپنے بیانات میں مندرجہ ذیل سات اشخاص (تاج حیدر۔ مسماۃ طاہرہ شوکت۔ مسماۃ ذکیہ سلطانہ۔ مسماۃ یاسمین پرتیو۔ الیاس عرف منا۔ تحسین کوثر محمد افضل کو ملوث کیا تھا) لیکن مقدمہ ہذا کی ابتدائی تفتیش کے دوران ضیاء اللہ۔ مسماۃ نصرت پروین مسماۃ ذکیہ سلطانہ۔ مسماۃ طاہرہ شوکت۔ مسماۃ شائستہ سلیم اور مسماۃ نوشین۔ مسماۃ طاہر یاسمین۔ مسماۃ شمشاد اختر۔ تاج حیدر۔ مسماۃ یاسمین اختر کو ملوث پائے جانے پر گرفتار کیا گیا لیکن باقاعدہ تفتیش کے دوران صرف سات ملزمان ضیاء اللہ۔ طاہرہ یاسمین۔ یاسمین اختر۔ شائستہ سلیم۔ نصرت پروین۔ ذکیہ سلطانہ اور طاہر شوکت کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ 293/292 ت پ 8) موشن پکچرز آرڈیننس کا چالان مرتب کیا جب کہ باقی تین ملزمان تاج حیدر۔ نوشین کوثر۔ شمشاد کوثر کو مقدمہ ہذا میں ہذا میں بے گناہ قرار دیا گیا۔ ملزمان کے خلاف مورخہ 13/9/91 کو مکمل چالان مرتب کر کے برائے سماعت عدالت کو بھجوا دیا گیا۔

عدالت نے مقدمہ ہذا کا فیصلہ سناتے ہوئے مورخہ 9/3/92 کو تین ملزمان مسماۃ ذکیہ سلطانہ مسماۃ یاسمین پرتیو اور مسماۃ طاہر شوکت کو لعدم ثبوت بری کر دیا جب کہ ضیاء اللہ مسماۃ طاہرہ یاسمین۔ مسماۃ شائستہ اور مسماۃ نصرت کو تین تین ماہ قید سخت زیر دفعہ (292) ت پ کا حکم سنایا عدالت کے فیصلہ کے بعد اس بارے میں مزید تبصرے کی گنجائش نہ ہے۔

(ب) یہ الزام غلط اور بے بنیاد ہے۔ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال فیصل آباد کا اس سکینڈل سے کوئی تعلق نہ تھا۔

(ج) میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال فیصل آباد اور کوئی دیگر افراد اس میں ملوث نہ پایا گیا۔

MR SPEAKER: Taken as read Any supplementary question

رانا ثناء اللہ خان، ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، رانا ثناء اللہ خان ضمنی سوال۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو فیصل آباد میں بلیو پرنٹ کیس ہوا تھا اس میں یہ گروہ باقاعدہ حرام کاری کے لیے وہاں سے نرسز مہیا کرنے اور ان کی حرام کاری کے جو واقعات تھے ان کی کیسٹیں بنانے اور ان کیسٹوں کو آگے بیچنے میں ملوث تھا تو کیا وجہ ہے کہ یہ جو جرائم اس گروہ نے کیے تھے یا جن جرائم کا وہ ارتکاب کر رہا تھا وہ زیر دفعہ14,11 اور 10 حدود زنا آرڈیننس بنتا تھا لیکن یہ صرف 293/292 ت پ 18 موسن پکچرز آرڈیننس کا چالان مرتب کیا گیا ہے۔ جب کہ ان جرائم میں کم سے کم سزا عمر قید ہے لیکن اس میں صرف تھوڑا سا جرمانہ اور ایک دو ماہ کی قید کا معاملہ تھا تو یہ اتنی رعایت کیوں برتی گئی؟

وزیر مال، جناب سپیکر! یہ ایک بہت مشہور کیس ہے جس کا نمبر 428 تھا اور یہ تھانہ سول لائن فیصل آباد میں درج ہوا تھا اور رانا صاحب جو سوال کیا ہے اس بارے میں میں نے کوشش کی ہے کہ اسے تفصیلاً بتایا جائے اور انہوں نے اس کا جواب پڑھ بھی لیا ہو گا لیکن یہ بات جو انہوں نے کی ہے کہ جو سیکشنز لگائے گئے تھے یا لگانے چاہیے تھے وہ کیوں نہیں لگائے گئے تو جناب والا! بات یہ ہے کہ ایف۔ آئی۔ آر درج ہوئی انہوں نے سیکشنز لگائے اس کے بعد یہ ہوا کہ پہلی تفتیش میں انہوں نے ان سیکشنز کو حذف کر دیا اور پھر اس سیکشن میں ان کا چالان کیا پھر یہ کیس دوسری دفعہ تفتیش میں گیا اس کے بعد بھی اسی سیکشن میں ان کا چالان کیا گیا پہلے بیان کچھ سات یا آٹھ لڑکیوں کے خلاف تھا پھر اس میں سے کچھ تبدیلی ہوئی پھر اور تبدیلی ہوئی۔ جناب والا! میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جس مجسٹریٹ نے اسے ٹرائل کیا اگر اس نے جو جرم کاٹنے تھے ان کی cognizance لی جا سکتی تھی اور وہ 190 کے تحت خود cognizance لے سکتے تھے لیکن وہ نہیں لی گئی اس کی وجوہات کیا ہیں اور کیا نہیں ہیں یہ میں نہیں جانتا کیوں یہ تو عدالت کا معاملہ ہے۔ اس کے بعد اس جرائم میں ان کو سزا ہوئی اس کے بعد وہ مقدمہ ختم ہوا لیکن ہم نے اس کا بڑا serious notice لیا ہے اور حکومت اس سے مطمئن نہیں ہے۔ جناب والا! جو عدالتی فیصلہ ہے اس میں تو ہم کوئی مداخلت نہیں کر سکتے لیکن ہم نے یہ ضرور کیا ہے کہ ان کو جو بری کیا گیا ہے ہم نے یہاں سے حکم دیا ہے ڈی۔ایم نے اس کی revision دائر کی ہے ہم اس فیصلے سے مطمئن نہیں ہیں ہم نے اس کی revision دائر کی ہے اور

اس کی تاریخ پیشی سیشن جج فیصل آباد کے پاس 12 ستمبر 1992 ہے۔ جناب والا! ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس کی پیروی کی جائے اور ان کو قرار واقعی سزائیں دلائی جائیں۔

جناب والا! جہاں تک تفتیش سٹاف کا تعلق ہے اور جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے کہ کس نے اس کی تفتیش کی ہے اور کس نے اس کو ripe up کیا ہے اور کس نے اس کیس کو بھیجا ہے ان پوائنٹس کو بھی ہم نے اپنے طور پر دیکھ رہے ہیں اور ہم دیکھیں گے کہ کس افسر نے یا کس ماتحت نے کس جگہ پر یہ گنجائش پیدا کی ہے انشاء اللہ میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان خرابیوں کا ضرور نوٹس لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے یہ تسلیم کیا ہے کہ واقعی یہ مقدمہ پہلے حدود آرڈیننس کے تحت درج ہوا تھا لیکن بعد میں اس جرم میں ترمیم کر دی گئی تو کیا اس جرم میں ترمیم کرنے کی وجہ ایک تو یہ تھی کہ محمد افضل نامی شخص جو اس مقدمے میں ملوث تھا وہ سابق صدر پاکستان کا عزیز ہے اور اس کے علاوہ جب نرسز کی تفتیش ہوئی تو اس میں بہت سے اکابرین حکومت اور بڑے بڑے افسرز ملوث پائے گئے اور اس مقدمے کی پیروی کو کم کرنے کے لیے ایک تو جرم میں ترمیم کی گئی اور دوسرے اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر اس کا حدود آرڈیننس میں چالان ہوتا تو اس کی سماعت کوئی سیشن جج کرتا جب کہ 292 کی سماعت ایک مجسٹریٹ نے کرنی تھی جو براہ راست حکومت کے ماتحت تھا اور اس سے پھر اپنی مرضی کا فیصلہ حاصل کیا گیا۔ اور آپ جو یہ revision کے بارے میں کہہ رہے ہیں یہ صرف اشک شوئی کے لیے دائر کی ہے۔

وزیر مال، جناب والا! رانا صاحب فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ حقائق کو زیادہ جانتے ہوں گے لیکن ہم نے اسی دائرے میں رہنا ہے جو آپ نے سوال کیا ہے ہم یہ کیسے کہہ دیں کہ کوئی آدمی ملوث تھا یا ملوث نہیں تھا۔ بات یہ ہے کہ آپ نے سوال کیا کہ ان کے بیانات کے مطابق کون کون آدمی وہاں پر تھے جو لوگ حاضر تھے اور انہوں نے جن لوگوں کے بارے میں بتایا تھا میں ان کا نام بتا دیتا ہوں اس کے بعد تفتیش ہوئی اور وہ اس تفتیش میں بے گناہ ہوئے اس کے بعد پھر تفتیش ہوئی پھر اس میں اور لوگ شامل ہوئے آخر کار سات آدمیوں کا چالان کیا گیا لیکن جن کے بارے میں رانا صاحب فرما رہے ہیں ان کا تو اس سارے کیس میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ جناب والا! اس میں جو

لوگ چالان ہوئے ہیں وہ ہمارے سامنے ہیں تین کو تو سزا ہوئی ہے اور چار کو شاید انہوں نے بری کر دیا ہے لیکن ہم اس سے قطعاً مطمئن نہیں ہیں اور ہم نے اس کی revision دائر کی ہے اور ہم دیکھیں گے اور کوشش کریں گے کیونکہ یہ عدالت کا معاملہ ہے اور ہم اس میں تو کوئی مداخلت نہیں کر سکتے اور ہم عدالت کے ذریعے سے ہی کوشش کر رہے ہیں کہ اس کیس کو اس کی فائنل سٹیج تک پہنچایا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال یہ ہوگا اور جس سے حکومت کی اس معاملے میں پوزیشن واضح ہو جائے گی کہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ جو ان حدود کا انچارج تھا اور جو overall management and general administration کا انچارج تھا جہاں پر یہ سارے واقعات ہوتے رہے تو کیا حکومت نے اس ایم۔ایس کے خلاف کوئی ایکشن لیا؟

وزیر مال، جناب سپیکر! رانا صاحب نے ایم۔ایس کی بات کی ہے اس کی ہم نے انکوائری کروائی اور ہم نے گہرائی میں جا کر دیکھا لیکن آخر کار یہ ثابت ہوا کہ وہ انتہائی شریف آدمی ہے اور اس کے یہ نوٹس میں نہیں تھا تو جناب والا! جو چیز اس کے نوٹس میں نہیں تھی اور جو بات اس نے نہیں کی تو حکومت committed ہے کہ جس کسی کا کوئی قصور نہ ہو اس کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لے سکتی۔ جناب سپیکر! چونکہ وہ اس میں ملوث نہیں تھا اس لیے ہم نے اس کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا۔

ٹیلی فون بلوں کی تفصیل

*582-جناب ممتاز علی چودھری، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

پنجاب کے تمام اضلاع کے سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کے 1990ء کے دوران دفتر اور گھر کے ٹیلی فون بل کی ماہوار تفصیل ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

پنجاب کے تمام اضلاع کے سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کے 1990ء کے دوران دفتر اور گھر کے ٹیلی فون کی ماہوار تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب ممتاز علی چودھری، جناب سپیکر! وہ رپورٹ نہیں دکھائی گئی۔

جناب سپیکر، جی وہ ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے کیا آپ نے وہ رپورٹ نہیں لی۔ کیا آپ نے یہ ساری تفصیل نہیں دیکھی۔

جناب ممتاز علی چوہدری، نہیں جناب والا۔

جناب سپیکر، یہ تو کو دیکھنی چاہیے تھی۔ اس میں لکھا ہے کہ یہ ساری تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ممتاز علی چوہدری، ٹھیک ہے جی۔

سوال نمبر 606۔ (فاضل ممبر ایوان میں موجود ہے)

ایس ایچ او کے خلاف کارروائی

*606-**چوہدری وجاہت حسین:** کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ علاقہ تھانہ نواں کوٹ میں ایک مقتول محمد سلطان جو کہ اعوان ٹاؤن میں قتل ہوا اور اس کا پرچہ ایف آئی آر نمبر 691/89 مورخہ 3 نومبر 1989ء کو درج ہوا تھا

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایس ایچ او نواں کوٹ نے کثیر رقم لے کر اصل ملزم چھوڑ دیے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ مقتول کی والدہ نے وزیراعلیٰ پنجاب کو درخواست دی اور وزیراعلیٰ نے درخواست کی روشنی میں حکم نمبر 14165-1/9/89-یو ایس (پی) سی ایم ایس مورخہ 25 نومبر 1989ء کو درخواست ہوم سیکرٹری پنجاب کو بھیجی لیکن ابھی تک اس درخواست پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے ایس ایچ او مذکور کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی ہے تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) یہ درست ہے کہ مقدمہ نمبر 691/89 مورخہ 2/11/89 بجرم 302/307/34 ت پ تھانہ نواں کوٹ لاہور ہوا۔ محمد اکرم ولد فیروز دین سکنہ پکی ٹھٹھی سمن آباد کی رپورٹ پر برخلاف بشیر احمد ولد نورنگ، احمد ولد بشیر، نذر محمد ذکی ولد بوہڑ شاہ۔ محمد طارق ولد نذر محمد ذکی ملزمان درج رجسٹر ہوا۔

(ب) یہ غلط ہے کہ ایس ایچ او نواں کوٹ نے کثیر رقم لے کر اصل ملزمان کو چھوڑ دیا۔ مقدمہ ہذا کی تفتیش مقامی پولیس نے حقائق اور غیر جانبداری سے عمل میں لائی۔ نامزد ملزمان رپورٹ ابتدائی محمد عاطف۔ بشیر احمد اور نذر محمد ذکی بے گناہ پائے گئے۔

(ج) مقدمہ ہذا کی تفتیش مدعی مقدمہ کی درخواست پر بحکم نائب ناظم اعلیٰ پولیس لاہور قسمت لاہور۔ڈی ایس پی ماڈل ٹاؤن اور ڈی ایس پی اچھرہ نے بھی عمل میں لائی۔ جنہوں نے بھی جملہ سر کس ملزمان کو بے گناہ تحریر کیا۔ اصل گناہ گار ملزمان احمد رضا ولد بشیر احمد سکنہ اعوان ٹاؤن لاہور۔نورالدین ولد سروپ خان 3-بشیر احمد شیر خان اور محمد عارف ولد امانت علی قوم تیلی سکنہ چک نمبر 30 پتو کی ضلع قصور کو گرفتار کر کے چالان عدالت کیا گیا۔ بعد سماعت ایڈیشنل سیشن جج لاہور نے ملزمان کو زیر دفعہ 265/17 ض ف بری کر دیا۔ مہتمم اعلیٰ پولیس لاہور کی اطلاع کے مطابق مدعی فریق کی ملزم سے مصالحت ہو گئی تھی۔ اس لیے گواہان نے استغاثہ کے موقف کی تائید نہ کی۔

(د) ایس ایچ او نواں کوٹ نے تفتیش مقدمہ حقائق کو مدنظر رکھ کر کی ہے۔ جس کی تصدیق تین گزیٹڈ پولیس افسران نے کی ہے۔

چوری میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی

*615-رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولیس چوکی گلشن راوی میں 17 مارچ 1989ء کو ایک کیس نمبر 89/185 بابت چوری موٹر سائیکل درج ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھانہ انار کلی لاہور نے جون 1990ء میں کچھ موٹر سائیکلیں برآمد کی تھیں اور کچھ آدمی گرفتار بھی کیے گئے۔ جنہوں نے جز (الف) میں درج موٹر سائیکل چوری کرنے کا بھی اعتراف کیا تھا۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کل کتنے آدمی گرفتار ہوئے اور ان سے کتنی موٹر سائیکلیں برآمد کی گئیں اور کیا موٹر سائیکلیں ان کے مالکان کے سپرد کر دی گئی ہیں اور گرفتار شدہ افراد کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) یہ درست ہے کہ مقدمہ نمبر 185 مورخہ 89-3-4 بجرم ت پ 14/6/79 اسلامک لاء تھانہ نواں کوٹ کو فتح محمد ولد محمد احمد مرزا سکنہ 32F چوبرجی کوارٹرز لاہور کی رپورٹ پر متعلقہ موٹر سائیکل نمبر KCF/9636 چوری ہونے پر درج ہوا تھا

(ب) تھانہ نئی انارکلی لاہور میں جون 1990ء ایسا کوئی واقع نہیں ہوا تھا۔ البتہ 90-6-10 کو تھانہ پرانی انارکلی لاہور نے ایک عدد موٹرسائیکل نمبری LEP.9244 کی چوری ہونے کی بابت درج شدہ مقدمہ نمبر 100/90 تھانہ پرانی انارکلی کے سلسلہ میں ایک شخص طارق محمود عرف آصف ولد محمد بشیر سکنہ لاہور کو زیر دفعہ 54 ض ف گرفتار کیا جس نے دوران تفتیش بتایا۔ کہ میں نے یہ موٹر سائیکل چوری نہ کی ہے۔ اور انکشاف کیا۔ کہ اس نے موٹر سائیکل جس کا نمبر جز الف میں بیان کیا گیا ہے۔ چوری کی تھی اور اس کے علاوہ مزید 26 عدد موٹر سائیکلیں بھی چوری کی تھیں ان سب چوری کی موٹر سائیکلوں کو وقتاً فوقتاً چوری کرنے کے بعد توڑ پھوڑ کر پرزہ پرزہ علیحدہ کرنے کے بعد کباڑ خانے میں محمود سرور ولد نذیر۔ اعجاز قیصر ولد محمد یسین حاجی طارق جاوید ولد محمد یوسف جو کہ تینوں کباڑیے ہیں۔ کو فروخت کرتا رہا ہوں۔ لہذا ملزم طارق محمود عرف آصف کی نشان دہی پر ان تینوں کباڑیوں کو گرفتار کیا گیا۔ اور ان کے قبضہ سے ان تمام موٹر سائیکلوں کے بچے کچھے دیگر متعلقہ چیزیں برآمد کر لی گئیں۔ اس سلسلہ میں درج شدہ مقدمات کی تفصیل بشمول مقدمہ بیان کردہ جز الف' پر ملاحظہ ہو۔ یہ تمام مقدمات بعد از تفتیش عدالت میں پیش کر دیے گئے تھے۔ جہاں سماعت کے بعد 20 مقدموں کا فیصلہ عدالت مجاز سے ہو چکا ہے باقی 7 تا حال زیر سماعت ہیں۔ جن 20 مقدموں پر عدالت نے اپنا فیصلہ سنا دیا ہے۔ ان میں مقدمہ نمبر 185/89 تھانہ نواں کوٹ بھی شامل ہے۔ عدالت مجاز کے فیصلے کے مطابق ان مقدموں میں ملوث ملزمان (1)طارق محمود عرف آصف (2) محمود سرور ولد نذیر (3)طارق جاوید ولد محمد یوسف کو سات سات ماہ قید سخت کی سزا ہوئی ہے جب کہ چوتھا ملزم اعجاز قیصر کباڑیا ان سات مقدموں میں سے 6 مقدمات میں دوسرے ملزمان کے ساتھ ملوث ہے۔ جو ابھی تک زیر سماعت ہیں۔ اور تا حال فیصلہ طلب ہیں۔

(ج) جزب کا جواب اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ جس کے مطابق کل 4 آدمی گرفتار ہوئے ان سے

صحیح حالت میں کوئی موٹر سائیکل برآمد نہ ہوئی۔ البتہ 27 موٹر سائیکلوں کے مختلف پرزہ جات و سکریپ برآمد ہوئے چونکہ ناقابل شناخت پرزہ جات و سکریپ موٹر سائیکل ہائے برآمد ہوئے ہیں جو کہ مال خانہ تھانہ میں موجود ہیں۔ اس لیے کوئی بھی مدعی سپرداری پر نہ لیا گیا ہے۔

ملزمان کے ناموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس پوچھے گئے سوال کے جواب میں 27 مقدموں کا ذکر کیا گیا ہے جس میں اتنے ہی تعداد میں موٹر سائیکل برآمد ہوئے لیکن بعد میں یہ تحریر کیا گیا ہے کہ ان تمام موٹر سائیکلوں کے صرف پرزے ہی برآمد ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں ملی اور مالکان نے ان پرزوں کو سپرد داری پر لینے سے انکار کر دیا ہے تو جناب والا میں وزیر موصوف سے پولیس کی کار کردگی پر یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 27 موٹر سائیکل برآمد ہوئے ملزم پکڑے گئے لیکن کسی موٹر سائیکل کا ایک پہیہ برآمد ہوا ہے کسی کی کوئی اور چیز برآمد ہوئی ہے اور کوئی بھی موٹر سائیکل ثابت برآمد نہیں ہوا تو جناب والا کیا یہ واقعی برآمد نہیں ہوئے یا برآمد ہونے کے بعد ان کے تھانوں میں پرزے کر دیے گئے اور جو پرزہ پولیس افسر کو یا اس کے ملازم کو اچھا لگا وہ لے گیا یا اس نے اپنی موٹر سائیکل میں تبدیل کروا لیا اور باقی ماندہ بچے کچھے پرزے وہاں پر پڑے ہیں اور انہیں کوئی بھی سپرد داری پر نہیں لے رہا۔

وزیر مال، جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ نے جو بات کی ہے کہ یہ موٹر سائیکل برآمد ہوئے اور پولیس ان میں ہیرا پھیری کرتی ہے یہ بات نہیں ہے اگر آپ اس سوال کے sequence کو دیکھیں تو انہوں نے یہ سوال کیا ہے کہ تھانہ نواں کوٹ چوکی میں ایک پرچہ درج ہوا جس کا نمبر 185 تھا اور اس کی تاریخ 14 مارچ 1989ء ہے۔ اور ایک موٹر سائیکل چوری ہوا تھا جس کا نمبر 9636 تھا۔ اور اس کے بعد انہوں نے یہ سوال کیا ہے کہ ایک اور آدمی تھانہ پرانی انار کلی میں مقدمہ نمبر 100/90 کے سلسلہ میں پکڑا گیا۔ اس کا نام طارق محمود تھا انہوں نے سوال کیا ہے کہ جب طارق محمود تھانہ پرانی انار کلی میں پکڑا گیا تو اس نے انکشاف کیا کہ تھانہ نواں کوٹ میں جو پرچہ رجسٹر کیا گیا ہے وہ میں نے چوری کیا تھا۔ اور اس کے علاوہ میں نے 26 اور موٹر سائیکل چوری کیے ہیں۔ اس انکشاف کے بعد اس نے یہ تسلیم

کیا تھا کہ جس موٹر سائیکل کی یہ بات کر رہے ہیں وہ بھی اس نے چوری کیا تھا۔ تفتیش کے دوران اس نے بتایا کہ اس نے یہ موٹر سائیکل جو کہ 26 یا 27 تھے کباڑیوں کو دے کر ان سے پیسے حاصل کیے۔ لاہور میں ایسا ممکن ہے کہ وہ چوری کرنے کے بعد ان کو علیحدہ علیحدہ کر کے کباڑیوں کو فروخت کر دیتے ہوں لیکن ہم نے تفتیش کے دائرے کو بڑھایا۔ ہم نے اس کو بھی گرفتار کیا اور لاہور کے تین کباڑیوں کو بھی گرفتار کیا اور ان کو چالان کیا۔ اس وقت وہ سب چالان پر ہیں۔ ان میں سے بیس مقدموں کا فیصلہ ہو چکا ہے اور برآمدگی جو ہوئی ہے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوئی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے اور اب یہ معلوم کرنا کہ واقعی بدنیتی کی بناء پر ایسا ہوا ہے یہ ایک مزید تفتیش کا کیس ہے۔ جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے برآمدگی ہوئی' چالان ہوئے اور ان میں سے بیس مقدموں کا فیصلہ ہو چکا ہے اور ان کو سات سات سال سزا ہوئی ہے۔ چھ مقدمے ابھی زیر سماعت ہیں۔ ان کا بھی فیصلہ ہو گا اور ان کو سزا ہو گی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو یہ کہا کہ ٹکڑے ٹکڑے برآمدگی ہوئی اور مزید تفتیش کی بات کی ہے تو میں ان سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا وہ اس سلسلہ میں مزید تفتیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر، جناب والا! اس سوال کا تعلق اس سے نہیں ہے لیکن اگر رانا ثناء اللہ مجھے یہ بتائیں کہ آیا واقعی یہ بدنیتی کی بنا پر ایسا کیا گیا ہے یا ویسے ہی یہ بات کر رہے ہیں۔ جہاں تک عدالت کا کیس ہے وہ میں نے آپ کے سامنے بیان کر دیا ہے اگر آپ مزید چاہیں گے تو ہم مزید انکوائری کرنے کے لیے بھی تیار ہیں۔

جناب سپیکر، وقفہ سوال ختم ہوتا ہے۔

وزیر مال، میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

بدعنوانی میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی

*663-رانا اکرام ربانی، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی طرف سے ایک مراسلہ نمبر 13-16/86 (1-جوڈیشنل) ایس۔او۔

محررہ 11 مئی 1986، کی رو سے یہ ہدایت کی گئی تھی کہ کسی کی فوتیدگی کے بعد ورثا کے نام اسلحہ لائسنس منتقل کرنے کی کوئی فیس وصول نہ کی جائے گی۔ اور نہ ہی مرکزی حکومت کے جاری کردہ لائسنسوں پر کسی قسم کی فیس وصول کی جائے گی۔

(ب) کیا ڈسٹرکٹ ویلفیئر فنڈ کوئی سرکاری فنڈ ہے۔

(ج) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ ضلع اوکاڑہ میں مرکزی حکومت کے جاری شدہ اسلحہ لائسنسوں پر کسی کی فوتیدگی کے بعد ورثاء سے اسلحہ لائسنس کی منتقلی کی فیس مندرجہ بالا مد (ب) میں وصول کی جا رہی ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اب تک اس بدعنوانی کے سلسلہ میں ملوث ذمہ دار افراد کے خلاف کیا کارروائی کی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مال(جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) چٹھی متذکرہ بالا میں فوتیدگی یا مرکزی حکومت کے جاری کردہ لائسنس ہائے کے متعلق کوئی ذکر نہ ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ ویلفیئر فنڈ سرکاری فنڈ نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ صرف لائسنس دار کی فوتیدگی کی صورت میں نیا لائسنس وارث کے نام منتقل کرنے کی صورت میں حکومت کی مقررہ کردہ فیس ٹکٹوں کی صورت میں چسپاں کروائی جاتی ہے۔ یہ غلط ہے کہ جبری طور پر کسی سے عطیات لیے جاتے ہیں۔ البتہ ضلع میں بعض رفاہی کام زیر تکمیل ہیں۔ ان منصوبہ جات کی افادیت کے پیش نظر رضا کارانہ طور پر چندہ جمع کروا دیتے ہیں جو ڈسٹرکٹ ویلفیئر فنڈ کی صورت میں جمع کروا دیا جاتا ہے۔ یہ فنڈ ضلع ہذا کے معرض وجود کے آنے کے وقت سے قائم ہے۔

(د) جزہائے بالا میں دیے گئے جوابات کے پیش نظر کسی فرد یا افراد کے خلاف کارروائی کا کوئی جواز نہ ہے۔

ٹریفک کی خلاف ورزی کے مرتکبین کے چالانوں کی تفصیل

*685-جناب ایس اے حمید، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1989ء اور 1990ء کے دوران ٹریفک کی خلاف ورزی کے کتنے مرتکبین کے چالان ہوئے کتنے مقدمات میں عدالتوں سے جرمانے یا سزائیں ہوئیں کتنے معاف ہوئے اور کتنے تا حال زیر سماعت یا عدم پتہ ہیں۔

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران چالانوں میں جرمانہ کی مد میں کتنی رقوم حاصل ہوئیں۔

(ج) اس وقت صوبہ میں ٹریفک پولیس میں افسران اور عملہ کی الگ الگ ضلع وار تعداد کیا ہے کیا متذکرہ آبادی کے تناسب سے درست ہے اگر نہیں تو اس میں اضافہ نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) سال ہائے 1989ء اور 1990ء کے دوران صوبہ بھر میں ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کے مرتکبین کے خلاف ٹریفک پولیس کی کارکردگی حسب ذیل ہے۔

سال	کل چالان	جرمانہ جو وصول ہوا	سزا	بری	زیر سماعت
1989/1990ء	1770645	106525137	1662904	94970	171336

(ب) 1989ء میں جرمانہ کی رقم۔ 49239565 روپے
1990ء میں جرمانہ کی رقم۔ 57285572 روپے

(ج) اس وقت صوبہ بھر میں تعینات ٹریفک پولیس کے افسران و دیگر عملہ کی ضلع وار فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مذکورہ تعداد آبادی کے لحاظ سے ٹریفک پولیس کی تعیناتی کا تعلق ہے قواعد میں اس تناسب کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ ٹریفک پولیس اور ہائی وے ٹریفک پولیس کے فرائض اور دائرہ اختیار مختلف ہیں۔ ضلع کے سپرنٹنڈنٹ آف پولیس ضلع کی ٹریفک پولیس کا سربراہ ہوتا ہے۔ ٹریفک پولیس ضلع میں کارپوریشن اور میونسپل کمیٹی کی حدود کے اندر اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس ضلع وار فہرست جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے کہ علاوہ وقتاً فوقتاً ضروریات کے مطابق پولیس کی نفری میں کمی بیشی کرتے رہتے ہیں۔

اغوا کنندہ کی بازیابی کے لیے اقدام

*724۔ جناب فرید احمد پراچہ : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شان اسلام مسجد گلبرگ کے خطیب اور نامور عالم دین قاری محمد اشرف ہاشمی کو آج سے سال سال پہلے اغوا کر لیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس سلسلہ میں تھانہ گلبرگ میں پرچہ درج کرایا گیا اعلیٰ حکام سے شہریوں کے وفود نے ملاقاتیں کیں احتجاجی مظاہرے ہوتے لیکن بازیابی کے سلسلہ میں پولیس کا کارکردگی انتہائی مایوس کن رہی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس سلسلہ میں پولیس کا آئندہ لائحہ عمل کیا ہے اور وہ اپنی تفتیش کو کب تک مکمل کرے گی اور قاری اشرف ہاشمی صاحب کو کب تک برآمد کیا جائے سکے گا۔

(د) کیا پولیس نے اپنی تفتیش کا دائرہ بیرونی تخریب کاروں تک بڑھایا ہے۔ اگر نہیں تو اس میں کیا امر مانع ہے؟

وزیر مال (جناب ارشد خان لودھی)،

(الف) یہ حقیقت ہے کہ قاری محمد اشرف ہاشمی صاحب مورخہ 10 مئی 1984ء کو صبح گھر سے سیر کرنے کے لیے نکلے۔ مگر گھر نہ پہنچے۔

(ب) یہ حقیقت ہے کہ اس سلسلہ میں مقدمہ نمبر 180-84 مورخہ 10-5-84 بجرم 364/365 ت پ تھانہ گلبرگ لاہور میں مدعی مقدمہ محبوب الہیٰ ولد راجہ محمد شفیع ساکن 87/B-II گلبرگ کی تحریری درخواست پر مقدمہ درج ہوا۔ درخواست دہندہ نے اپنی درخواست میں تحریر کیا کہ قاری محمد اشرف صاحب ہماری مسجد شان اسلام کے خطیب نے مورخہ 9 مئی 1984ء کو بذریعہ پی آئی اے کراچی سے آئندہ ہانگ کانگ جانا تھا وہ صبح سویرے ورزش کے لیے گئے لیکن واپس نہ آئے۔ ان کی بچی نے انہیں فون پر بتلایا کہ قاری صاحب آپ کے پاس تو نہیں آئے پولیس نے مقدمہ درج کرنے کے بعد قاری صاحب کی تلاش مختلف مقامات پر کی۔ مگر وہ دستیاب نہ ہوئے۔ آخر کار رات تقریباً گیارہ بج کر پچیس منٹ کے قریب قاری صاحب

کی سوزوکی کار نمبری LHH/2478 فوراہ چوک I گلبرگ کے قریب کھڑی پائی گئی جو لاک تھی۔ پولیس نے دوسری چابی قاری صاحب کے گھر سے منگوا کر کار کو کھولا تو کار میں سے پاسپورٹ، ٹکٹ اور دوسرے کاغذات ملے یہ درست ہے کہ انتہائی کوشش کے باوجود پولیس کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوئی۔

(ج) مقدمہ بالا کی تفتیش سب سے پہلے سپیشل سٹاف گلبرگ سرکل نے کی۔ اس کے بعد اعلیٰ حکام کی ہدایات پر یہ تفتیش انسپکٹر الطاف حسین شاہ، سی آئی اے سپیشل سٹاف کو دی گئی۔ تیسری بار اس مقدمہ کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی تفتیش کرائمز برانچ پنجاب کے سپرد کر دی گئی۔ لیکن پھر بھی کوئی کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ لہذا مقدمہ ہذا کو مورخہ 15-8-88 کو عدم پتہ قرار دیا جا چکا ہے۔ مقدمہ ہذا کے بارے میں کوئی مزید سراغ ملا۔ تو اس معاملہ کی از سر نو تفتیش کی جائے گی۔

(د) مقدمہ ہذا کو تفتیش کا دائرہ بیرونی تخریب کاروں تک نہ بڑھایا گیا ہے۔ کیونکہ اب تک کوئی ایسی شہادت نہ ملی ہے۔ جس کی بنیاد پر یہ تاثر مل سکے کہ اس کیس میں کوئی بیرونی تخریب کار ملوث تھے۔

ٹرانسفر ہونے والے اسلحہ لائسنسوں کی تفصیل

*725۔ چودھری محمد فاروق ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع گجرات میں سال 1988ء سے 31 مارچ 1991ء تک کتنے اسلحہ لائنس ہولڈرز کے لائسنس فوتیدگی کے بعد ان کے وارثان کو ٹرانسفر ہوئے ان سے کتنی فیس وصول کی گئی ہو لائنس ہولڈرز سے وصول ہونے والی فیس کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب کے مراسلہ نمبر ایس او (جوڈیشنل) 86/16/13 مورخہ 11 مئی 1986ء کی رو سے فوتیدگی کے بعد وارثان کے نام لائنس اسلحہ ٹرانسفر ہونے کی کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی۔

(ج) سال 1988ء سے 31 مارچ 1991ء تک ایسے درخواست دہندگان کے نام پتہ کیا ہیں جن کے درخواست پر لائسنس اسلحہ ان کے وارث کے نام منتقل نہیں ہوئے نیز ٹرانسفر نہ ہونے کی

وجوہات کیا ہیں بیان کی جائے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی) :-

(الف) ضلع گجرات میں سال 1988ء سے 31 مارچ 1991ء تک 493 لائسنس دوران کی فوتیدگی کے بعد ان کے وارثان کو جاری کیے گئے ان لائسنسداران سے بغرض اجراء لائسنس کوئی فیس وصول نہ کی گئی البتہ لائسنس داران سے درخواست برائے حصول لائسنس پر حسب ضابطہ مجزوہ ٹکٹ اسلحہ چسپاں کے لیے تھے جن کی کل مالیت -/4,34,000 روپیہ ہے۔ فہرست ہائے تحصیل گجرات تحصیل کھاریاں تحصیل پھالیہ بالترتیب الف۔ ب ج ہے۔ (فہرست الف۔ب ج ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)۔

(ب) مراسلہ نمبری 13016/36(جوڈیشنل) ایس او مورخہ 86-5-11 میں فیس مجزوہ کی معافی کا کوئی ذکر نہ ہے۔ لہذا لائسنسدار متوفی کی فوتیدگی کے بعد ورثان کو ٹرانسفر کرنے کے سلسلے میں درخواست دہندہ حسب ضابطہ مجوزہ اسلحہ ٹکٹ بغرض اجراء لائسنس چسپاں کرتا ہے۔

(ج) سال 1988ء سے 31 مارچ 1991ء متوفیاں کے لائسنس جائز وارثان کو ٹرانسفر ہونے والوں کی زیر التواء تعداد 27 ہے۔ علیحدہ فہرست (د) ہے۔ ان میں سے ایک درخواست بغرض وصولی رپورٹ نسبت نہ تصدیق ہوئے وارثان متوفی منجانب تحصیلدار کھاریاں التواء میں ہے جبکہ بقیہ 36 برائے حصول رپورٹ نسبت چال چلن درخواست دہندہ منجانب مہتمم پولیس التواء میں ہیں ۔(فہرست بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

ڈاکہ زنی اور چوری کی وارداتوں کی تفصیلات

*830 - **ڈاکٹر محمد افضل اعزاز** ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گزشتہ چھ ماہ کے دوران صوبہ میں کتنے ڈاکے پڑے۔

(ب) چوری کی کتنی وارداتیں ہوئیں۔

(ج) بموں کے کتنے دھماکے ہوئے۔

(د) ان وارداتوں میں مجموعی طور پر کتنا مالی اور جانی نقصان ہوا۔ مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی):-

(الف) گزشتہ 6 ماہ کے دوران صوبہ میں کل 86 ڈاکے پڑے۔

(ب) چوری کی 11771 وارداتیں ہوئیں۔

(ج) بموں کے کل 17 دھماکے ہوئے۔

(د) ان وارداتوں میں مجموعی طور پر 34 اموات ہوئیں 58 اشخاص زخمی ہوئے مالی نقصان کا اندازہ 26,27,01,097 روپے لگایا گیا ہے۔

ویگنوں میں فحش ریکارڈنگ بند کرنا

*831۔ ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بسوں اور ویگنوں میں فحش ریکارڈنگ بند کی گئی تھی۔ مگر اب پھر سے شروع ہو گئی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ موجودہ حکومت کو بدنام کرنے کی سازش کا حصہ ہے۔ کیا حکومت اس کا تدارک کرانے کو تیار ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی):

(الف) یہ درست ہے کہ بسوں اور ویگنوں میں فحش ریکارڈنگ بند کی گئی تھی اور قانوناً بھی منع ہے۔ بہرحال یہ مہم ابھی بھی جاری ہے۔
اگر ڈرائیور اس جرم کا ارتکاب کرتا ہوا پایا جاتا ہے تو اس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) جز الف کا جواب اثبات میں نہ ہے اس ضمن میں ٹریفک پولیس وقتاً فوقتاً کمرشل گاڑیوں میں ٹیپ ریکارڈنگ کے تدارک کے لیے روزانہ کی کارروائی کے علاوہ خصوصی مہم بھی چلاتی جاتی ہے مورخہ یکم جنوری 1991ء سے 31 دسمبر 1991ء تک 11158 اور 1/1/93 سے 31-3-92 تک 2706 کمرشل گاڑیوں میں ریکارڈنگ کے چالان کیے گئے اور ٹیپ ریکارڈر قبضہ پولیس میں لے کر عدالت ہائے کو بھجوائے گئے۔

اندرون شہر قائم گیسٹ ہاؤسوں کو ختم کرنا

*843۔ **ملک محمد ذاکر** : کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس وقت اندرون شہر سینکڑوں گیسٹ ہاؤس بغیر اجازت کھلے ہوئے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان گیسٹ ہاؤسوں میں بیرون ملک خاص طور پر بھارت سے آنے والے لوگوں کو رکھا جاتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بھارت سے آنے والوں سے بھاری رقمیں لے کر ان گیسٹ ہاؤسوں کے مالکان ان کو پاکستان کی شہریت دلاتے ہیں اور یہ لوگ تخریب کاریوں میں ملوث ہوئے ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان گیسٹ ہاؤسوں کو جلد از جلد ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) اطلاعات کے مطابق اندرون شہر لاہور 28 غیر قانونی ڈیرے ہیں جن کی تفصیل لف ہے۔

(ب) عموماً بھارتی شہری ان ڈیروں پر قیام کرتے ہیں۔

(ج) ابھی تک کوئی مثال سامنے نہ آئی ہے۔ کہ یہ ڈیرے دار بھارت سے آنے والوں کو شہریت دلواتے ہیں یا یہ لوگ تخریب کاری میں ملوث پائے گئے ہوں ۔ تاہم اس طرح کا امکان رد نہیں کیا جا سکتا۔

(د) حکومت ایسے تمام گیسٹ ہاؤس (ڈیرے) ختم کرنے کا سختہ ارادہ رکھتی ہے اور اس سلسلے میں متعلقہ محکموں کو ضروری کارروائی کے لیے حکم دے دیا گیا ہے۔ چٹھی لف ہے۔

اندرون شہر لاہور غیر قانونی گیسٹ ہاؤسوں (ڈیرے) کی تفصیل

نمبر شمار مکمل نام و پتہ

(1) محمد صدیق ولد محمد حسین ذات گل سکنہ مکان نمبر 41، گلی نمبر 75 نیو شاد باغ، ڈیرہ دوکان نمبر 17، بیرون دہلی گیٹ لاہور۔

(2) داؤد محمد ولد محمد اکرم ذات راجپوت سکنہ 128/c اندرون دہلی گیٹ لاہور۔

(3) سرفراز و بشیر احمد سکنہ مکان نمبر 50 پیچھے مظہر پیر مکی، یکی گیٹ لاہور

(4) محمد افضل ولد نذیر حسین ذات ملک سکنہ مکان نمبر 722۔ایچ بازار نوریاں' اندرون اکبری گیٹ لاہور۔

(5) محمد یعقوب ولد نذیر حسین ذات ملک سکنہ مکان نمبر 722۔ایچ بازار نوریاں' اندرون اکبری گیٹ لاہور۔

(6) اشفاق احمد عرف پپو ولد مشتاق احمد ذات پٹھان سکنہ مکان نمبر 10 گلی نمبر 7 وسن پورہ محمدی محلہ' لاہور

(7) ملک محمد شہباز ولد محمد اعجاز ولد سراج دین ذات ملک سکنہ مکان نمبر 2۔بی گلی نمبر 11' محلہ حسین بخش باغبانپورہ' لاہور

(8) محمد سہیل ولد چاند منور ذات پٹھان سکنہ مکان نمبر 1970۔ایف کشمیری بازار' لاہور

(9) مجید شاہ ولد فضل احمد شاہ ذات سید سکنہ مکان نمبر 525۔اے۔آئی' گلبرک 3 لاہور' ڈیرہ شیش محل ہوٹل محلہ نوریاں اندرون اکبری گیٹ لاہور

(10) اکبر عرف کتورا ولد محمد نافق عرف فیکا سکنہ کوچہ اور نگ زیب' گمٹی بازار' نزد سید مٹھا' لاہور

(11) محمد ارشاد ولد محمد شریف ذات شیخ قریشی سکنہ ڈسکہ' سیالکوٹ' ڈیرہ مکان نمبر ایچ 426۔نوریاں بازار' اکبری گیٹ' لاہور۔

(12) مولوی محمد عارف ولد محمد عاشق ذات راجپوت سکنہ 453۔ڈی مینشن بازار اندرون لوہاری گیٹ لاہور۔

(13) محمد جمال عرف کمی ذات شیخ قریشی سکنہ مکان نمبر 313۔ڈی' محلہ چڑی ماراں اندرون لاہوری گیٹ لاہور۔

(14) محمد خوشنود ڈوگر ولد خوشی محمد ڈوگر ذات ڈوگر سکنہ وطن بلڈنگ بیرون دہلی گیٹ' لاہور۔

(15) محمد فیاض ولد محمد عاشق سکنہ فرنٹیئر ہوٹل' لنڈا بازار' لاہور۔

(16) ہمایوں ولد حافظ محمد حسین ذات کمبوہ سکنہ کٹڑہ نم والا اندرون دہلی گیٹ' لاہور۔

(17) محمد ریاض ولد چودھری فضل الٰہی ذات ارائیں سکنہ محمد محلہ مکان نمبر 1151۔ایچ اندرون دہلی گیٹ' لاہور

(18) حاجی محمد اقبال سکنہ مکان نمبر 7 گلی نمبر 18' سنت نگر' ریلوے پھنگڑ محلہ نزد پرانا میوہ

منڈی، لاہور

(19) محمد یعقوب نزد پاپا گڈی فروش اندرون اکبری گیٹ لاہور

(20) روز علی سکنہ اتحاد کالونی، محلہ حسن مخالف ٹیکسلا گیٹ، موہنی روڈ، لاہور۔

(21) افضل صابری نزد پپا گڈی فروش اندرون اکبری گیٹ، لاہور۔

(22) محمد اقبال ولد محمد خان سکنہ مکان نمبر 358۔سی اندرون دہلی گیٹ، لاہور۔

(23) محمد وسیم ولد عنایت خان سکنہ مکان نمبر 467 خرادی محلہ اندرون اکبری گیٹ، لاہور

(24) ارشاد عرف شادا نزد مسلم کمرشل بنک اندرون دہلی گیٹ، لاہور

(25) فاروق عرف بلا نزد پاپا گڈی فروش اندرون اکبری گیٹ، لاہور

(26) بشیر پہلوان سکنہ محلہ گلے زئیاں اندرون اکبری گیٹ، لاہور

(27) محمد اسحاق ٹانگہ والا سکنہ محمدی محلہ وسن پورہ، لاہور

(28) محمد اسلم ولد غلام نبی ذات راجپوت سکنہ نزد جامع مسجد غوثیہ، لنڈا بازار سرائے سلطان، لاہور

From:

The District Magistrate,

Lahore

To,

The Section Officer (Visa/India),

Government of the Punjab,

Home Department, Lahore.

No AC(HQ)/5676 Dated:- 8-8-90

Subject:- STAY OF INDIANS AT UNAUTHORISED PLACES

MEMO:

Kindly refer to your office memo No. 3-21-So, Visa (Ind)/89, dated 20.6.1990, on the subject noted above.

2. The matter was refered to the Assistant Commissioner (City) Lahore for taking appropriate action in the matter and report The said officer has repoted that extensive raids were got conducted through the respective Illaqa Magistrates and the local police but more of the Indian Nationals were found staying in these "Deras" unauthorisely . However , a strict vigilance is being kept on the activitres of the said unscrupulous persons to prevent any untoward incident/mishap , and immediate action will be taken as and when felt necessary.

AC(HQ),

For District Magistrate,

Lahore

1-3/SO.VISA(IND)/83

SECRET.

IMMEDIATE. September 16, 1991.

To,

The Addl I.G. of Police,

Special Branch, Punjab,

Lahore.

Subject: STAY OF INDIAN NATIONALS AT UNAUTHORISED PLACES/DERAS.

You are already aware that some Indian Nationals on their arrival into Pakistan stay at private dwellings called "DERAS", mostly located in the old city, Lahore. In order to ensure that the influx of such Indians Nationals is reduced, it has been decided that the District Registration Officers in the Punjab should direct (through concerned SHOs), the managements of the hotels in their respective areas, to immediately convey the information in Form "D" about the arrival of any Indian National/foreigner in their hotels, to the concerned Police Station (copy of Form "D" is enclosed for a ready reference).

2. You are, therefore, requested to issue instructions to all concerned accordingly under intimation to this Department.

DEPUTY SECRETARY (GENERAL)

Endst: No: & Date Even.

ھائی وے پولیس کی تعداد

*869۔ حاجی غلام ربانی ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ہائی وے پولیس میں ڈی آئی جی کے عہدہ سے لے کر کانسٹیبل تک ملازمین کی کتنی تعداد ہے اور ان ملازمین پر حکومت کتنا خرچ کر رہی ہے۔

(ب) یکم جولائی 1990ء سے 31 مارچ 1991 تک کتنے چالان کیے اور کتنے جرمانہ جات وصول کیے۔

(ج) اس عرصہ میں کتنے حادثات ہوئے اور اموات کی تعداد کیا ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی):

(الف) i۔ منظور شدہ تعداد ملازمین = 628

ii۔ موجودہ تعداد ملازمین = 615

منظور شد رقم اخراجات = 19,32,69,20/-

مالی سال 91-1990ء رقم جو خرچ ہوئی = 18,89,93,60/-

مالی سال 92-1991ء منظور شدہ رقم اخراجات = 23543900/-

رقم جو 1-7-91 تا 31-6-92 تک 22704242/- خرچ ہوئی۔

(ب) (i) کل چالان 1.69.225/-

(ii) جرمانہ جو وصول ہوا۔ 1.69.12.773/-

(ج) کل حادثات ۔ 1957

مہلک حادثات ۔ 994

غیر مہلک حادثات ۔ 963

اموات ۔ 1241

اغواء اور ڈکیتی کی وارداتوں کی تفصیل

*870۔ حاجی غلام ربانی ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

"یکم جولائی 1990ء تا 30 اپریل 1991ء تک کتنے لوگ اغواء کیے گئے اور ڈکیتی کی کتنی وارداتیں کی گئیں؟"

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

-1 یکم جولائی 1990ء تا 30 اپریل 1991ء صوبہ بھر میں 3191۔ اغوا کے مقدمات درج ہوئے جن میں 2372۔ مقدمات کی سراغ براری ہو چکی ہے۔ جو کل مقدمات کا 74% بنتا ہے۔

-2 اس دورانیہ میں صوبہ بھر میں ڈکیتی کے 105 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 48 مقدمات کی سراغ براری ہو چکی ہے جو کل مقدمات کا 46% بنتا ہے۔

قاتلوں کی گرفتاری اور راشی افسروں کے خلاف کارروائی کے لیے اقدام

*891۔ **ملک احمد علی اولکھ**، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ نواں کوٹ لاہور میں مورخہ 11 فروری 1989ء کو ایف آئی آر نمبر 691/89 کے تحت مجرم 302/307/34 ءخلاف نذر محمد ذکی وغیرہ کے خلاف عظمت گوندل اسٹیشن ہاؤس آفیسر نے درج کیا / کرایا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اندراج مقدمہ کے بعد ملزمان کو گرفتار کرنے کے لیے باضابطہ مجاز عدالت سے بدنیتی کے تحت سمن حاصل نہ کرتے ہوئے ملزمان کو سرعام تھانہ میں بٹھا کر مقتول محمد رمضان کی بوڑھی والدہ اور دیگر رشتہ داروں کو طفل تسلیاں دیتے ہوئے ننگے مجرموں کو بچ بچاؤ کا موقع کثیر رشوت کے عوض دیا گیا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پولیس کی بروقت انضباطی کارروائی نہ ہونے کی بناء پر اصل ملزمان سے سودا بازی کر کے فرضی قاتل کا نام دیکر اور سوچی سمجھی سکیم کے تحت مقدمہ قتل کی داستان حقیقت کو توڑ موڑ کر اصل قاتلوں کو حوالہ قانون و عدالت کرنے کی بجائے جرات مندی دیدہ دلیری کے تحت تھانہ میں بطور مہمان بٹھا کر واپس بحفاظت گھر لوٹا دیا۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ اصل قاتل بدستور گلی کوچوں میں دندنا رہے ہیں اور غنڈہ گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مقتول کی والدہ اور رشتہ داروں کو بے حد تنگ اور ذلیل کر رہے ہیں اور پولیس روائتی انداز میں اپنے آپ کو غنڈوں کا وکیل ثابت کر رہی ہے۔

(ح) کیا یہ درست ہے کہ مقتول کی والدہ نے انتظامیہ کے ذمہ داران کو درخواستوں

صورت میں اپنی داستان حقیقت پیش کی مگر کوئی کارروائی نہ ہونے کے بعد بزریعہ برقیہ وزیر اعلیٰ پنجاب سے فوری مداخلت کی اپیل کی وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے حکم نمبر یو۔ایس (پی) سی ایم ایس۔ 1-14165-14-89/9 مورخہ 25 نومبر 1989۔ ہوم سیکرٹری پنجاب سے فوری رپورٹ طلب کی۔

(ر) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اصل قاتلوں کی گرفتاری اور راشی و بددیانت پولیس افسروں کی مکاری / طرف داری اور از سر نو مقدمہ کی تفتیش کسی اعلیٰ ایجنسی یعنی کرائم برانچ کے ذریعہ کروا کر حق رسی کرنے کے ضمن میں کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) یہ درست ہے کہ مقدمہ نمبر 691 مورخہ 86-11-6 بجرم 302/307/34 تھانہ نواں کوٹ محمد اکرم ولد فروز دین قوم ارائیں سکنہ رنگیلا سٹریٹ ملک ٹھٹھی سمن آباد کی رپورٹ پر برخلاف نذر محمد ذکی وغیرہ ملزمان درج ہوا۔ اور اس وقت کے ایس ایچ او تھانہ نواں کوٹ عظمت گوندل انسپکٹر تھا۔

(ب) یہ غلط ہے کہ اندراج مقدمہ کے بعد ملزمان نامزد ایف آئی آر نذر محمد ذکی، بشیر ولد نور رنگ محمد عارف اور احمد رضا کو شامل تفتیش کیا گیا۔ دوران تفتیش نامزد ملزم احمد رضا نے انکشاف کیا کہ نذر محمد ذکی، محمد عارف اور بشیر احمد اس کے ہمراہ نہ تھے جو بے گناہ ہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ نور دین ولد سردب خان، بشیر احمد ولد شیر خان اور محمد عارف ولد امانت علی سکنائے چک نمبر 30 پتوکی ضلع قصور تھے اور نور دین نے فائرنگ کر کے محمد سلطان ولد محمد ابراہیم کو مضروب کیا تھا لہذا ملزمان نذر محمد ذکی۔ بشیر احمد ولد نور رنگ، محمد عارف بے گناہ پائے گئے۔

(ج) نامزد ملزمان میں اکثر ابتدائی تفتیش میں بے گناہ پائے گئے لہذا انہیں شامل تفتیش کے بعد فارغ کر دیا گیا۔ تاہم ایک نامزد ملزم کی نشاندہی پر اسے اور اس کے اصل ساتھیوں کو باقاعدہ گرفتار کر لیا گیا۔

(د) یہ غلط ہے۔ مدعی فریق نے دھمکیوں وغیرہ کے سلسلہ میں جو درخواستیں دیں۔ انکوائری پر

جھوٹی ثابت ہوئیں۔

(ح) مدعی فریق نے افسران بالا کو تبدیلی تفتیش کے بارے میں درخواستیں دیں۔ مقدمہ ہذا کی تفتیش مقامی پولیس کے علاوہ ڈی ایس پی سرکل ماڈل ٹاؤن نے عمل میں لائی۔ جنہوں نے بھی مقامی پولیس کی تصدیق کی۔

(ط) مقدمہ ہذا میں اصل اور گناہ گار ملزمان احمد رضا' نور دین' بشیر احمد اور محمد عارف کو گرفتار کر کے چالان عدالت کیا گیا۔ نور دین ملزم سے آلہ قتل بھی برآمد ہوا۔ ملزمان نے فرداً فرداً جائے وقوعہ کی نشان دہی بھی کی۔ چالان مورخہ 20-1-90 کو عدالت میں دیا گیا۔ مہتمم اعلیٰ پولیس کی اطلاع کے مطابق مدعی فریق کی ملزم فریق سے مصالحت ہو گئی تھی اور گواہان استغاثہ کے موقف کی تائید نہ کی تھی۔ جملہ ملزمان مورخہ 21-5-91 کو زیر دفعہ 265/K ض ق بری ہو گئے۔

آؤٹ آف ٹرن ترقی پانے والوں کی تفصیل

*994۔ خان غلام سرور خان ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 1990ء سے لے کر آج تک محکمہ پولیس میں کتنے کنسٹیبل' ہیڈ کنسٹیبل' اے ایس آئی' سب انسپکٹر' انسپکٹر' ڈی ایس پی اور ایس پی صاحبان کو کس بناء پر آؤٹ آف ٹرن ترقی دی گئی۔ ترقی کے وقت ہر ملازم کی عمر' کل سروس اور کار کردگی کیا تھی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے۔

(ب) جون 1991ء میں کنسٹیبل سے لے کر ایس پی تک کتنے صاحبان کو گولڈ میڈل اور پولیس میڈل دیئے گئے ان کے نام عہدہ اور جس وجہ سے ترقی دی گئی بیان کی جائے۔

(ج) جز (ب) میں بیان کیے گئے ملازمین میں سے کتنے افراد کے خلاف اس وقت محکمانہ انکوائری اور انٹی کرپشن کی انکوائری زیر کارروائی ہے۔

(د) کیا حکومت دیگر پولیس ملازمین کو بھی آؤٹ آف ٹرن ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) گوشوارہ الف ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) گوشوارہ ب لف ہے۔

(ج) جن ملازمین کو میڈل دیئے گئے۔ انٰ کے خلاف کسی قسم کی انکوائری اور کارروائی نہ ہے۔

(د) جن ملازمین کو پولیس میڈل، گولڈ میڈل آؤٹ آف ٹرن ترقیاں دی گئی ہیں۔ انہوں نے درحقیقت اپنے معمول کے فرائض سے ہٹ کر کارنامے انجام دیئے جن میں بسا اوقات ان کو پولیس مقابلے میں بھی حصہ لینا پڑا اور انہوں نے جان خطرے میں ڈال کر ڈاکوؤں کو گرفتار کیا اور بعض اوقات ان کو اپنی جانوں کا نذرانہ بھی پیش کرنا پڑتا ہے۔
جہاں تک دوسرے ملازمین کا تعلق ہے وہ بھی اگر کوئی ایسے ہی کارنامے انجام دیں تو ان کو بھی اس کے صلہ میں ایسے میڈل، ترقیاں وغیرہ دی جا سکتی ہیں۔

گوشوارہ "ب"

پولیس افسران جنہیں بہادری اور اعلیٰ کارکردگی کی بناء پر گولڈ میڈل سے نوازا گیا

1۔ رانا مقبول احمد، ایس ایس پی، لاہور

2۔ چودھری سجاد احمد، ایس پی صدر لاہور

3۔ مسٹر شفقات احمد، ڈی ایس پی اچھرہ سرکل لاہور

4۔ کنسٹیبل اعجاز احمد لاہور

5۔ مسٹر گل اصغر ایس پی سی ائی اے لاہور

6۔ مسٹر رحمت اللہ خان نیازی (مرحوم) ڈی ایس پی سی آئی اے لاہور

7۔ مسٹر شفقت چٹھہ، ڈی ایس پی، انٹی کار ڈکیتی سٹاف

8۔ مسٹر خالد عبد اللہ، ایس پی کینٹ لاہور

9۔ مسٹر محمد اسلم ساہی، ڈی ایس پی، انٹی ڈکیتی سٹاف، لاہور

10۔ مسٹر محمد صدیق ڈی ایس پی نولکھا سرکل، لاہور

11۔ مسٹر زبیر محمود ایس پی

12۔ انسپکٹر طاہر عالم

13- انسپکٹر عصمت اللہ گوندل

14- مسٹر افتخار احمد ڈی ایس پی، راولپنڈی

15- مسٹر مسعود بنگش، ایس پی، گجرات

16- مسٹر طارق سلیم ڈوگر، ایس پی شیخوپورہ

17- مسٹر ظفر احمد قریشی، ایس پی، قصور

18- مسٹر افتخار احمد کھارا، ڈی ایس پی، ہیڈ کوارٹر، شیخوپورہ

19- مسٹر غلام حسین بھٹی، ایس پی

20- مسٹر غلام محمد کمیار، ڈی ایس پی وزیر آباد

شہید پولیس افسران اور ملازمین کی لسٹ جنہیں بہادری کے صلہ میں پولیس میڈل دیئے گئے

1-	شہید اے ایس آئی محمد اسلم خان	قائد اعظم پولیس میڈل
2-	شہید اے ایس آئی، محمد اکرم 17/L	صدارتی پولیس میڈل
3-	شہید اے ایس آئی، دلاور حسین 838	قائد اعظم پولیس میڈل
4-	شہید کنسٹیبل مشتاق احمد 452	قائد اعظم پولیس میڈل
5-	شہید کنسٹیبل محمد شبیر 704	قائد اعظم پولیس میڈل
6-	شہید کنسٹیبل بشارت علی 1150	صدارتی پولیس میڈل
7-	شہید شیخ محمد مسعود، ڈی ایس پی	قائد اعظم پولیس میڈل
8-	شہید اے ایس آئی، غلام رسول	قائد اعظم پولیس میڈل
9-	شہید کنسٹیبل گلزار احمد 2723	قائد اعظم پولیس میڈل
10-	شہید کنسٹیبل لیاقت حیات 2806	قائد اعظم پولیس میڈل
11-	شہید انسپکٹر سکندر اعظم 8/286	قائد اعظم پولیس میڈل
12-	شہید کنسٹیبل ارشاد حسین 54	صدارتی پولیس میڈل

پولیس کے لیے گاڑیوں کی خرید

*1089۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1985ء سے لے کر ٹریفک پولیس نے کتنی گاڑیاں خریدیں۔ یہ گاڑیاں کس کس ممالک سے در آمد کی گئی۔ یہ گاڑیاں کس کس کمپنی کی بنی ہوئی تھیں۔ ان گاڑیوں کی خرید پر حکومت نے سالانہ کتنی رقم خرچ کی۔

(ب) 1985ء سے لے کر آج تک ٹریفک پولیس نے گاڑیوں کی دیکھ بھال پر کتنی رقم خرچ کی۔ نیز خرچ کی تفصیل سالانہ ماہانہ فراہم کی جائے۔

(ج) ان میں سے کتنی گاڑیاں اس وقت ٹریفک پولیس کے پاس چالو حالت میں ہیں اور کتنی ناکارہ ہو چکی ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی) :

(الف) 1985ء سے لے کر اب تک ٹریفک پولیس پنجاب کے لیے مندرجہ ذیل گاڑیاں خرید کی گئی ہیں۔ جن کی تفصیل مطلوبہ کوائف کے مطابق مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال خریداری	قسم گاڑی خرید کردہ	تعداد	کل قیمت خرید	ملک جس سے خرید کی گئیں	کیفیت
1۔	1985-86	ٹیوٹا پک اپس	17	2584000/-	جاپان	—
2۔	1986-87	کاریں	2	1,70,800/-	"	سارو = 1
		ٹیوٹا جیپیں	3	7,95,000/-	"	سوزوکی = 1
		پک اپس	3	5,19,800/-	"	—
3۔	1987-88	نسان پک اپس	7	9,31,000/-	"	—
4۔	1988-89	ٹیوٹا پک اپس	18	3582000/-	"	—

5۔	1989-90	ٹیوٹا جیپ	1	4,05,000/- "	—
6۔	1990-91	ٹیوٹا جیپس	16	45,60,000/- "	—
		نسان پک اپس	24	85,07,720/- "	—

ٹوٹل 1,93,55,320/-

(ب) 1985ء سے اب تک ٹریفک پولیس پنجاب نے گاڑیوں کی دیکھ بھال پر سالانہ / اوسط ماہانہ مندرجہ ذیل خرچ کیا۔

نمبر شمار	مالی سال	سالانہ کل خرچ	اوسط ماہانہ خرچ
1۔	1985-86	38,101/-	3,175/-
2۔	1986-87	1,27,045/-	10,587/-
3۔	1987-88	86,996/-	7,250/-
4۔	1988-89	2,00,604/-	16,717/-
5۔	1989-90	1,79,805/-	14,983/-
6۔	1990-91	3,66,387/-	30,532/-
7۔	1991-92	3,23,424/-	26,952/-
	ٹوٹل ۔	13,22,362/-	1,10,196/-

(ج) ان گاڑیوں میں سے 70 گاڑیاں مکمل چالو حالت میں ہیں اور 21 عدد گاڑیاں جن کی حالت تسلی بخش نہ تھی وہ ایم ٹی پول میں جمع کر دی گئی تھیں جو مرمت کے بعد دیگر اضلاع کو ہلکی ڈیوٹی کے لیے تقسیم کی جا چکی ہیں۔

پولیس کے لیے موٹر سائیکلوں کی خرید

*1090۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1985ء سے لے کر آج تک لاہور ٹریفک پولیس کے لیے کتنی موٹر سائیکلیں سکوٹر وغیرہ خریدے گئے ان کی خرید پر حکومت نے کتنی رقم خرچ کی یہ موٹر سائیکل سکوٹر کس کس کمپنی اور ملک سے خریدے گئے۔ خرید کی تفصیل کمپنی وار ملک وار فراہم کی جائے۔

(ب) کیا ٹریفک پولیس کو مختلف کمپنیوں کی جانب سے بطور تحفہ موٹر سائیکلیں، سکوٹر وغیرہ فراہم کی گئیں ان کی تفصیل کمپنی وار ملک وار الگ الگ فراہم کی جائے۔

(ج) اس وقت لاہور ٹریفک پولیس کے پاس کتنی موٹر سائیکلیں سکوٹر وغیرہ ہیں نیز یہ کن کن افراد کے پاس ہیں اور ان کا عہدہ کیا ہے مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف)

نمبر شمار	سال خریداری	تعداد خرید کردہ	رقم خرچ کردہ	نام کمپنی	نام ملک	کیفیت
1۔	1985-86	20	5,08,508/-	سندھ انجینئرنگ کراچی، لاہور	جاپان	سوزوکی موٹر سائیکل
2۔	1986-87	—	—	—	—	—
3۔	1987-88	26	16,90,520/-	سوزوکی موٹر سائیکل	جاپان	سوزوکی موٹر سائیکل
4۔	1988-89	—	—	—	—	—
5۔	1989-90	6	8,70,000/-	" "	" "	"
6۔	1990-91	31	62,37,016/-	" "	" "	"

(ب) ٹریفک پولیس لاہور کو کوئی موٹر سائیکل / سکوٹر بطور تحفہ موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) تمام موٹر سائیکلیں مختلف آفیسران کے زیر استعمال ہیں۔ ان افسران کے نام اور عہدہ کی تفصیل منسلک گوشوارہ الف میں دی گئی ہے۔ (گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

تھانے کی عمارت تعمیر کرنے کے لیے اقدامات

*1227۔ حاجی احمد خان کھرل، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یکم جولائی 1987ء سے پھلروان شہر تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں تھانہ منظور ہوا ہے جس کی عمارت ابھی تک نہیں بنی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے لیے سرکاری اراضی انیس کنال الاٹ ہوئی ہے اور عمارت

کے لیے محکمہ پی ڈبلیو ڈی نے تخمینہ مبلغ 21 لاکھ اور تیس ہزار لگایا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ تھانے کی عمارت کے لیے فنڈ مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ پھلروان شہر تحصیل بھلوال میں 1987ء میں تھانہ منظور ہوا تھا۔ یہ ابھی عارضی طور پر ٹاؤن کمیٹی کی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے۔

(ب) سرکاری اراضی 21-1/4 کنال کیلہ نمبر 11/ ب' 1/21,20 مربع نمبر 17 چک نمبر 1/ ن ب پھلروان ٹاؤن کمیٹی میں اپریل 1991ء میں محکمہ مال نے الاٹ کی تھی۔ تھانہ کی عمارت محکمہ پی ڈبلیو ڈی نے مبلغ تیس لاکھ بیس ہزار روپے کا تخمینہ لگایا تھا۔

(ج) اس منصوبے کو تعمیر وطن پروگرام برائے 92-1991 میں شامل کرنے کی تجویز تھی۔ مگر فنڈ کی کمی کی وجہ سے یہ منصوبہ تعمیر وطن پروگرام 92-1991 میں شامل کرنے کی تجویز تھی۔ مگر فنڈ کی کمی کی وجہ سے یہ منصوبہ تعمیر وطن پروگرام 92-1991 میں شامل نہ ہو سکا۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ منصوبہ اگلے سال کے تعمیر وطن پروگرام میں شامل ہو جائے گا۔

آتشبازی کے اڈے کے مالک کے خلاف کارروائی نہ کرنے کی وجوہات

*1256 - ملک احمد علی اولکھ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ شرقپور سٹی میں آتشبازی کے ناجائز اڈے حکومت کے ایماء پر چل رہے ہیں اور آج تک سینکڑوں جانیں ضائع ہونے کے علاوہ لاکھوں روپیہ کا مالی نقصان ہو چکا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ماضی قریب میں آتشبازی کے ایک کارخانے میں اچانک آگ لگنے کے نتیجہ میں ایک ہی خاندان کے تین افراد جل کر راکھ ہو گئے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جل کر مرنے والوں نے اپنے بیانات میں کارخانہ کے مالک کو موردالزام ٹھہرایا ہے پولیس نے انہیں کثیر رشوت لے کر ان کی ضمانتیں کروا دی ہیں اور پس ماندگان کو ملزم کے حق میں بیان دینے کے لیے متواتر دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ پس ماندگان میں کوئی ممبر کفالت کے اہل نہ ہے یتیم و لاوارث خاندان جس میں اندھی بچیاں بھی شامل ہیں بلک بلک کر اخلاقی اور مالی امداد کو ترس رہی ہیں۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ملزمان (سیف وغیرہ) کو کیفر کردار تک پہنچانے اور پس ماندگان کو انصاف مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے نان و نفقہ کے لیے کیا اقدام کر رہی ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی):

(الف) شرق پور سٹی میں آتشبازی کا صرف ایک اڈا ملکیتی سیف الرحمٰن ولد محمد حسین قوم ارائیں بمہ رقبہ شرق پور نوٹس میں آیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مورخہ 13-7-91 کو آتش گیر مادہ پھٹنے سے ایک عورت مسماۃ بشیراں بی بی اور مسمیان یوسف، جہانگیر مر گئے تھے یہ اشخاص خود آتشبازی کا سامان تیار کر رہے تھے اس واقعہ کے متعلق مقدمہ نمبر 232 مورخہ 13-7-91 بجرم 322/337 قصاص ردیت آرڈیننس 15-6-1908 ایکسپوز و ایکٹ تھانہ شرقپور درج ہوا۔

(ج) پولیس نے کسی سے رشوت کا مطالبہ نہ کیا ہے اور نہ ہی رشوت لی ہے بلکہ دونوں ملزمان سیف الرحمٰن ولد محمد حسین اور محمد حسین ولد سراج دین اقوام ارائیں سکنہ شرقپور کو گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوا دیا۔ جو برضمانت عدالت ہیں۔ پسماندگان کو ملزمان کے حق میں بیان دینے کے لیے دباؤ نہیں ڈالا جا رہا۔

(د) یہ درست ہے کہ مرنے والے خاندان کے پسماندگان کی مالی حالت کمزور ہے۔ ان کے متوفیان کے وارثان مالی امداد کے لیے محکمہ سوشل ویلفیئر زکوۃ اور عشر سے رجوع کر سکتے ہیں۔

(ہ) مقدمہ بالا میں ملزمان سیف الرحمٰن اور محمد حسین چالان عدالت میں پیش کیا جا چکا ہے۔

ضلع خوشاب میں پولیس ملازمین کی بھرتی

*1319 - ملک مختار احمد : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

17 اگست 1990ء سے لے کر آج تک ضلع خوشاب میں کتنے پولیس ملازمین بھرتی کیے گئے ان کے نام پتہ کیا ہیں اور کس کس کی سفارش پر بھرتی کیے گئے۔ تفصیلاً بیان فرمایا جائے۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

ضلع خوشاب میں 17 اگست 1990ء سے لے کر آج تک جتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ہے۔ ان کے نام' پتہ اور سفارش کی فہرست (الف) پر ملاحظہ فرما دیں۔

(لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی)

ٹریفک سمری چالان کے مقدمات کی تعداد

*1432۔ جناب ایس اے حمید ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 91-1990ء میں پنجاب بھر میں ٹریفک سمری چالان کے مقدمات کی کل تعداد کیا تھی کتنے زیر التوا ہیں اور جرمانہ کی کتنی رقم وصول ہوئی ہے۔

(ب) سال 92-1991 کے پہلے چھ ماہ میں پنجاب بھر میں کل کتنے مقدمات درج ہوئے اور کب تک جرمانہ کی کتنی رقم وصول ہو چکی ہے نیز زیر التوا مقدمات کی کل تعداد کیا ہے۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)۔

(الف) سال 91-1990 میں پنجاب بھر میں ٹریفک سمری کے مقدمات کی کل تعداد 935115 ہے زیر التوا مقدمات کی کل تعداد 46792 ہے اور اد دوران جرمانہ کی رقم -/6,3935,05 روپے ہے۔

(ب) سال 92-1991 کے پہلے چھ ماہ میں پنجاب بھر میں کل مقدمات کی تعداد -/48,3729 ہے اور زیر التواء مقدمات کی تعداد 46792 ہے اس دوران جرمانہ کی کل رقم -/302,77687 روپے ہے۔

ناجائز اسلحہ کے مقدمات کا اندراج

*1449۔ چودھری محمد فاروق ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تھانہ سرائے عالمگیر ضلع گجرات میں 20 دسمبر 1991ء سے 19 فروری 1992ء تک کل کتنے مقدمات ناجائز اسلحہ رکھنے کے جرم میں درج کیے گئے اور ان میں سے کتنے مقدمات ممنوعہ بور اسلحہ کے تھے۔ مقدمہ نمبر' تاریخ اندراج مقدمہ وقت اندراج مقدمہ اور جرم مقدمہ بتائی جائے۔

(ب) ناجائز اسلحہ کے جرم میں جن افراد کے خلاف مقدمات درج کیے گئے ان میں سے کتنے افراد

نے اسلحہ کے لائسنس ہونے کے ثبوت پیش کیے۔

(ج) مذکورہ مقدمات میں مذکورہ اسلحہ بالترتیب مقدمات کسی دوسرے فرد کا آیا لائسنس تھا یا نہیں وہ اسلحہ جو کسی دوسرے فرد کا لائسنس تھا کہ تفصیل بتائی جائے۔

(د) آیا یہ درست ہے کہ لائسنس اسلحہ ہونے کے باوجود کئی افراد کے خلاف ناجائز اسلحہ کے تحت مقدمات درج کیے گئے اگر ہاں تو ان میں سے کتنے مقدمات خارج ہوئے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خاں لودھی)،

(الف) 20 دسمبر 1991ء تا 19 فروری سال ۱۹۹۲ء تک تھانہ سرائے عالمگیر ضلع گجرات میں کل 15 مقدمات ناجائز اسلحہ درج ہوئے۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) ناجائز اسلحہ کے جرم میں پولیس ریکارڈ کے مطابق جن ملزمان سے اسلحہ برآمد ہو کر مقدمات درج ہوئے ان میں سے کسی ملزم نے بھی اسلحہ برآمدہ کے متعلق اپنا لائسنس ہونے کا کوئی ثبوت پیش نہ کیا۔

(ج) جناب عالی مندرجہ ذیل مقدمات میں متذکرہ اسلحہ بالترتیب مقدمات کسی دوسرے فرد کا لائسنسی تھا کی تفصیل درج ذیل ہے۔ (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د) جناب عالی ۔ 6 مقدمات جن کا ذکر پیرا (ج) بالا میں ہے۔ ملزمان کے قبضہ سے دوسرے افراد کا لائسنسی اسلحہ برآمد ہوا تھا جو بوقت برآمدگی ملزمان کوئی لائسنس پیش نہ کر سکے تھے۔ تاہم دوران تفتیش درج تین مقدمات خارج ہوئے بقایا تین مقدمات چالان ہوئے۔

نمبر شمار	مقدمہ	مورخہ	جرم	نام ملزم	فیصلہ
1۔	26	25/1/92	7/20/91 سی	شوکت علی ولد محمد شریف سکنہ مے کلاں	خارج ہوا
2۔	28	25/1/92	13/20/65	شوکت علی ولد محمد شریف سکنہ مے کلاں	خارج ہوا
3۔	41	12/2/92	7/20/91 سی	محمد یونس ولد فتح علی	خارج ہوا

				سکنہ کھمبی	
-4	505	28/12/91	7/20/91 سی	محمد سرور ولد سوار خان سکنہ میے کلاں	مقدمہ عدالت مجاز نے بری کیا
-5	27	25/1/92	13/20/65	عبدالروف ولد مختار احمد سکنہ میے کلاں	19 روند اسلحہ ناجائز برآمد ہوئے جو مقدمہ چالان ہوا
-6	42	8/2/92	13/20/65	محمد یونس ولد عبدالشکور سکنہ کھمبی	15 کارتوس 12 بور برآمد ہوئے عدالت مجاز سے سزا ہوا۔

بغیر دعوٰی گاڑیوں کو قبضہ میں لینا

*1498 ۔ محمد بشارت راجہ ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مجموعہ ضابطہ فوجداری کی مختلف دفعات نیز دوسرے وضع کردہ قوانین کے تابع یکم جنوری 1985ء سے آج پولیس نے کتنی بغیر دعوٰی کے گاڑیوں قبضہ میں کیں۔ کتنی ضبط کیں ابتدائی تحقیات رپورٹوں اور گاڑیوں کی ضلع وار تعداد کی فہرست مہیا کی جائے۔

(ب) کاریاں جو بغیر دعوٰی کے قبضہ میں کیں /ضبط کی گئیں ان کو کس طریقے سے فروخت کیا گیا نیز ،اری کی ساخت اور قسم کے بارے میں بھی وضاحت کی جائے۔

(ج) مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 523 کے تحت گاڑیوں کی تعداد جن کی نیلامی ہوئی نیلامی کی رقم ضلع وار علیحدہ علیحدہ جاتی جائے علاوہ ازیں عدالتوں کے ذریعے ضبط شدہ اور اس کے بعد فروخت شدہ گاڑیوں کی تعداد بھی ضلع وار مہیا کی جائے؟

وزیر مال (جناب ارشد خان لودھی)،

(الف) ضابطہ فوجداری کی مختلف دفعات نیز دوسرے وضع کردہ قوانین کے تابع یکم جنوری 1985ء سے 30-4-92 تک 9 عدد جیپ، 6 عدد ٹرک، 1 عدد سوزوکی پک اپ، 19 ٹریکٹر، 19 ویگنیں، 1 آئل ٹینکر، 1 بس اور 420 کاریں بغیر دعوٰی کے قبضہ میں لیں ان میں سے صرف ایک عدد کار

ضلع لیہ میں ضبط کر کے بحکم ڈپٹی کمشنر لیہ نیلامی کے لیے دے دی گئی ہے۔ تاہم ایسی کاروں کی ضلع وار تعداد کی بابت گوشوارہ الف اور گوشوارہ ب ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) گاڑیاں جو بغیر دعویٰ کے قبضہ میں کیں ان میں سے صرف ایک گاڑی بحکم ڈپٹی کمشنر لیہ نیلامی کے لیے دی گئی ہے۔ باقی تمام گاڑیوں میں سے اکثر مالکان کو واپس کر دی گئی ہیں یا سپرداری پر دے دی گئی ہیں۔ یا پھر تاحال دعویٰ دائر نہ ہونے کی وجہ سے پولیس ہی کے قبضہ میں ہیں۔

(ج) جز الف اور ب میں بیان کی گئی صرف ایک گاڑی جوبحکم ڈپٹی کمشنر لیہ نیلامی کے لیے دی گئی ہے باقی کسی ضلع میں ایسی کوئی گاڑی نہ ہے۔ لیکن وہ ابھی تک نیلام نہیں ہوئی۔ اس لیے نیلامی کی رقم بابت فی الحال کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

تھانہ گلبرگ پر حملہ کی تفتیش

*1545 ۔ **خان غلام سرور خان** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ 8 اپریل 1992 کی شام چند افراد نے تھانہ گلبرگ لاہور پر حملہ کر کے پولیس ملازمین کو زخمی کیا اور سرکاری املاک کو نقصان پہنچایا تھا۔ اگر ہاں تو زخمی ہونے والے پولیس ملازمین کے نام اور عہدہ کیا ہیں۔ اس واقع میں ملوث افراد کے نام اور پتے کیا ہیں اور اس واقع کی FIR کی ایک نقل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) ایف آئی آر میں مندرج کتنے ملزمان کو اب تک گرفتار کیا جا چکا ہے اور اس مقدمہ کی تفتیش کس عہدہ کا افسر کر رہا ہے۔

(ج) حکومت نے اس قسم کے واقعات سے نپٹنے کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں یا کر رہی ہے۔

وزیر مال (جناب ارشد خان لودھی) :

(الف) یہ درست ہے کہ 18 اپریل 1992ء کی شام کو چند افراد نے تھانہ گلبرگ پر حملہ کر کے پولیس ملازمین اور سرکاری املاک کو نقصان پہنچایا تھا زخمی ہونے والے ملازمان کے نام اور عہدہ درج ذیل ہیں۔

1۔ حسن دانیال انسپکٹر 2۔ محمد اختر ہیڈ کنسٹیبل نمبر 6456 محرر تھانہ گلبرگ
3۔ منیر حسین نمبر 5354 4۔ محمد شریف کنسٹیبل نمبر 2681
5۔ پطرس کنسٹیبل نمبر 9048 6۔ غلام رسول کنسٹیبل نمبر 6696

نقل ایف آئی آر 78/92 تھانہ گلبرگ لف ہے۔

(ب) ایف آئی آر میں درج کسی ملزم کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا۔ مقدمہ ہذا کی تفتیش ڈی ایس پی گلبرگ سرکل کر رہے ہیں۔

(ج) یہ واقعہ افسوسناک تھا۔ اگر تحمل اور ہوشمندی سے کام لیا جاتا۔ تو ایسی صورت حال پیدا نہ ہوتی۔ حکومت بھر پور کوشش کر رہی ہے کہ اس واقعہ کو افہام وتفہیم سے نمٹایا جائے۔ کیونکہ چند افراد کی جھوٹی انا کی وجہ سے دو حکومتی ادارے بالواسطہ طور پر اس میں ملوث ہوئے۔ اس قسم کے واقعات سے نمٹنے کے لیے وفاقی وزارت داخلہ نے پہلے ہی واضح ہدایات جاری کر دی ہیں۔ جس پر حکومت پنجاب نے سختی سے عمل درآمد کا حکم دے دیا ہے ان حکومتی اداروں کی اہمیت اور نزاکت کے پیش نظر اس معاملہ پر اس ایوان میں بحث زیادہ مناسب نہ ہو گی۔

نقل ایف آئی آر نمبر 92 تھانہ گلبرگ لاہور مورخہ 92-4-8 امجد علی' عہدہ سب انسپکٹر

امروز قریب 8/30 بجے رات میں مع شوکت کنسٹیبل نمبر 196 نائب محرر اپنے دفتر میں کار سرکار میں مصروف تھا اورحسن دانیال صاحب SHO کے دفتر میں موجود تھے کہ اتنے میں کچھ اسلحہ آتش سے مسلح تھے اور کچھ کے ہاتھوں میں ہاکیاں اور ڈنڈے تھے جنہوں نے مجھے اور میرے ہمراہی ملازمان کو مضروب کیا دیا۔ اتنے میں انسپکٹر کے کمرے سے آواز آئی کہ ندیم اور فیصل ادھر آ جاؤ۔ دانیال ادھر ہے اور دفتر کے شیشے بھی توڑنے شروع کر دیئے کہ اتنے میں 20/25 کے قریب فوجی افسران باوردی آ گئے۔ جنہوں نے تھانہ میں کھڑی سرکاری اور غیرسرکاری گاڑیوں کے شیشے توڑنے شروع کر دیئے اور اونچی آوازوں سے گالیاں دے رہے تھے اور حسن دانیال اور پولیس والوں کو جان سے مار دیں گے انسپکٹر کے دفتر میں توڑ پھوڑ کرنے کے بعد انہیں ہاکیوں اور ڈنڈوں سے زدوکوب کیا اور انہیں گھسیٹے

ہوئے اور مارتے ہوئے تھانہ سے باہر لے جا کر اپنی گاڑیوں میں ڈال لیا۔ انسپکٹر کے دفتر کی توڑ پھوڑ کے علاوہ دفتر کا ٹیلی فون سیٹ بھی اٹھا کر لے گئے۔ انسپکٹر کے علاوہ کافی ملازمان کو مضروب کیا۔

1۔ مجھے بائیں بازو، کمر، تھوڑی پر ضربات پہنچائیں۔

2۔ ظفر عباس کانسٹیبل نمبر 8542 سنتری حوالات ڈیوٹی کو فوجی افسران نے سر کے بائیں جانب اور بائیں کندھے پر موزر سے زد کوب کیا۔

3۔ منیر حسین کنسٹیبل نمبر 5354 ڈرائیور جیپ نمبر LHH/348 کی کمر پر ڈنڈے مارے۔

4۔ محمد شریف کنسٹیبل 2681 گن مین انسپکٹر کی بائیں کہنی، گردن پر دائیں جانب اور بائیں بازو پر ضربات پہنچائیں۔

5۔ پطرس کنسٹیبل نمبر 9048 ڈرائیور ایمرجنسی مین مارکیٹ گلبرگ کو بائیں ران، دائیں کہنی بائیں ہاتھ کی انگلی اور کمر پر ضربات پہنچائیں۔

6۔ غلام رسول 9696 کو کمر کے دائیں جانب، دائیں پٹ پر بائیں پنڈلی پر ضربات پہنچائیں۔

7۔ اسکے علاوہ ٹریفک پولیس کے A.S.I. محمد شریف کو مضروب کیا۔ تھانہ میں موجود گاڑیوں میں سے LOF/8672، جیپ DSP/CIA گلبرگ LHO/3607 پک اپ CIA گلبرگ، LHH/3480 جیپ تھانہ گلبرگ اور پرائیویٹ کار JAD/1586 کے شیشے ہاکیوں اور ڈنڈوں سے توڑ دیئے۔ میرے دفتر کے تمام شیشے SHO کے دفتر کے تمام شیشے، وال کلاک، ڈیوڑھی میں ڈرئنگ سیشہ اور DSP ہیڈ کوارٹر صدر کے دفتر کے کھڑکی کا شیشہ اور SP صدر کے دفتر کا شیشہ اور SP صدر کے سٹینو کے دفتر کا شیشہ اور ٹیلی فون سیٹ اور حوالات کے دروازہ کا شیشہ توڑ دیے ہے۔ جاتی دفعہ ویری لا سینٹ کے فائر کیے۔ حملہ آور فوجی افسران فائرنگ کرتے ہوئے چلے گئے بیان سن لیا ہے۔ (دستخط اردو محمد اختر)

کارروائی پولیس۔ اس وقت محمد اختر ہیڈ کنسٹیبل نے بیان بالا تحریر کرایا۔ جو ضبط تحریر میں لایا جا کر مذکورہ کو پڑھ کر سنایا گیا جس نے سن کر درست تسلیم کر کے اپنے دستخط بحروف اردو کیے جن کی میں تصدیق کرتا ہوں بیان بالا اور حالات و واقعات سے سردست صورت جرم 324 قصاص ودیت 395/364/124/506/427/148/149/353/452/ ت پ 13-20-65 آرمز آرڈیننس پائی جاتی ہے رپورٹ ابتدائی ہذا بجرم مذکور ارسال ہو رہی ہے۔

ملاحظہ ڈاکٹری کرایا جا رہا ہے۔

امجد علی سب انسپکٹر
تھانہ گلبرگ لاہور

4-4-92

سست رفتار گاڑیوں کو لائٹ لگانے کے لیے اقدامات

*1595۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا درست ہے کہ رات کے وقت حادثات کی ایک بڑی وجہ سڑکوں پر بغیر پچھلی لائٹوں کے چلنے والی گاڑیاں ہوتی ہیں اور اکثر اوقات ایسی ٹرالیاں اور جانوروں کے ذریعے کھینچنے والی گاڑیاں خراب حالت میں سڑک پر کھڑی کر دی جاتی ہیں اور ان پر کوئی لائٹ وغیرہ نہیں لگی ہوتی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کے سدباب کے لیے کوئی سخت اقدامات کرنے کو تیار ؟ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب ارشد خان لودھی)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) ٹریفک پولیس ایسی تمام گاڑیاں جو بغیر لائٹ کے چلتی ہوں۔ ان کے خلاف قانونی کارروائی کرتی ہیں۔ مزید عنقریب حکومت ہائی ویز پر ہر پچیس میل کے فاصلہ پر کیاسکس تعمیر کروا رہی ہے اور ہر پچاس میل پر کرین وغیرہ کا بندوبست کر رہی ہے تاکہ ایسی گاڑیاں جو خراب ہونے کی صورت میں سڑک پر چھوڑ دی جاتی ہیں۔ ان کو ہٹایا جاسکے۔ کیاسکس میں ایک کمرہ ڈرائیورز کے لیے بھی ہو گا۔ جہاں وہ رک کر آرام کر سکیں۔ گاڑیاں جب پاسنگ کے لیے آتی ہیں ان پر ریفلیکٹرز لگوائے جاتے ہیں۔ حادثات کی روک تھام کے لیے حکومت پنجاب ہر ممکن اقدامات کر رہی ہے۔

پابندی کے دوران بھرتی کی تفصیل

*1609۔ حاجی محمد افضل چن ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ملازمت پر پابندی کے دوران مسمی بابر اشرف ولد محمد اشرف سکنہ

گڑھی شاہو لاہور کو محکمہ پولیس میں اے ایس آئی بھرتی کیا گیا ہے۔

(ب) مذکورہ شخص کی تعلیمی قابلیت، عمر اور سفارشی کنندہ کا نام کیا ہے۔ دوران پابندی اس شخص کو کسی کے حکم پر اور کن وجوہات کی بناء پر بھرتی کیا گیا۔

(ج) دوران پابندی 1990ء سے لے کر آج تک کتنے افراد کو اے ایس آئی بھرتی کیا گیا ہے۔ ان افراد کے نام، پتے، عمر اور کس کی سفارش پر بھرتی کیا گیا تفصیلاً بتایا جائے۔

وزیر مال (جناب ارشد خان لودھی)؛

(الف) جی ہاں۔ درست ہے۔

(ب) مسمی بابر اشرف کی تعلیمی قابلیت حسب ذیل ہیں۔

تعلیم بی۔اے، عمر 24 سال

27-8-91 کو وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری لے کر مذکورہ شخص کو کھیلوں کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا۔

(ج) جواب گوشوارہ لف (الف) پر ملاحظہ فرمائیں جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بسوں اور ویگنوں کو لوٹنے کے واقعات

*1657- **جناب محمد حنیف چودھری**، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) سال 1990ء سے لے کر آج تک قومی شاہراہوں پر بسوں اور ویگنوں کو لوٹنے کے کتنے واقعات ہوئے ان میں نقصانات کی تفصیل کیا ہے۔

(ب) کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور انہیں کیا سزا دی گئی۔

(ج) حکومت ایسے واقعات کے تدارک کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر مال (جناب ارشد خان لودھی)؛

(الف) سال 1990ء سے لے کر آج تک قومی شاہراہوں پر بسوں اور ویگنوں وغیرہ کو لوٹنے کے 144 واقعات رونما ہوئے۔ ان میں -/97,85,444 روپے مالیت کا نقصان ہوا جس میں گھڑیاں، زیورات، نقدی وغیرہ لوٹی گئیں۔

(ب) مندرجہ بالا واقعات میں 374 ملزمان گرفتار کیے گئے۔ ان میں 21 افراد کو بری کر دیا گیا اور 16

افراد کو مختلف نوعیت کی سزا عدالتوں سے دی گئیں۔ جن کی تفصیل گوشوارہ لف الف میں ہے۔ بقیہ 337 افراد کے خلاف مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔

(ج) حکومت نے ایسے واقعات کے تدارک کے لیے سخت حفاظتی اقدامات کیے ہیں۔ گشت اور ناکہ بندی کے نظام کو موثر بنایا گیا ہے اہم مقامات پر پولیس چوکیاں قائم کی جائیں گی جہاں مشکوک افرادی پڑتال کی جاتی ہے۔ تمام بدقماش لوگوں کی ہسٹری شیٹیں کھول کر انہیں زیر نگرانی رکھا جا رہا ہے شاہرات پر تمام تمام رات گشت ہوتی ہے۔ ان کوششوں کی وجہ سے ایسے واقعات کا تناسب بہت کم ہے اور تمام اہم اور رابطہ سڑکیں سفر کے لیے محفوظ ہیں۔ جہاں دن رات ٹریفک چلتی ہے۔

گوشوارہ (الف)

نام اضلاع	تعداد ملزمان	سزائیں
بھکر	5	دس دس سال قید بامشقت اور پچاس پچاس ہزار روپے جرمانہ۔
جھنگ	2	چودہ چودہ سال قید بامشقت اور پچاس پچاس ہزار روپے جرمانہ۔
خانیوال	1	سزائے موت اور دو لاکھ روپے جرمانہ۔
ساہیوال	3	چودہ چودہ ماہ قید سخت کی سزا دی گئی۔
مظفر گڑھ	3	ایک کو سزائے موت اور دو کو پچیس پچیس سال قید بامشقت اور پچاس پچاس ہزار روپے جرمانہ۔
بہاولنگر	2	دو دو سال قید کی سزا ہوئی۔

جناب سپیکر، راجہ محمد بشارت صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

راجہ محمد بشارت ، جناب والا' میرا ایک سوال نمبر 1498 ہے جو انتہائی اہمیت کا حامل ہے ۔ اس سوال کا جواب جو ایوان کی میز پر رکھا گیا ہے وہ جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر، اس پہ آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں؟

راجہ محمد بشارت ، جناب والا' اس پہ میری گزارش یہ ہے کہ میں نے ایک وضاحت چاہی تھی کہ 1985ء

سے لے کر آج تک جتنی بھی گاڑیاں قبضہ میں لی گئی ہیں ان کے متعلق کیا گیا ہے۔ میری اطلاع کے مطابق سینکڑوں ایسی گاڑیاں موجود ہیں جو ڈپٹی کمشنروں اور پولیس افسران کے زیر استعمال ہیں۔ میں نے یہ سوال پوچھا تھا۔ اس کے متعلق میرے پاس ثبوت موجود ہے اس لیے میری گزارش ہو گی کہ اس کو موخر کر دیا جائے۔ اس طرح اس کو dispose of نہ کیا جائے۔ جو جواب دیا گیا ہے وہ درست نہ ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' اس سوال کو موخر کر دیتے ہیں۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

جناب غلام سرور خان ، جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر! میرا سوال نمبر 1545 ہے۔ اس پر پہلے Call Attention Notice بھی دیا گیا تھا۔ جو کہ اس وقت حکومت کی مداخلت سے واپس لے لیا گیا۔ میرا یہ سوال انتہائی اہمیت کا حامل ہے اس لیے اسے موخر کیا جانا چاہیے تاکہ کسی اور دن اس پر بحث ہو سکے۔ سوال نمبر 1545 تو 1498 کے بعد ہے۔

جناب سپیکر، جناب وزیر قانون !

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب والا' میری گزارش یہ ہے کہ ہم اس طرح ایک نئی روایت کو جنم دے رہے ہیں اگر کسی سوال کا جواب غلط ہے تو اس کے لیے بھی قواعد و ضوابط میں مناسب طریق کار موجود ہے۔ فاضل رکن کو اس پر عمل کرنا چاہیے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی بہت ضروری سوال ہے تو اس کو دہرانے میں بھی کوئی امر مانع نہیں ہے۔ اگر وہ چاہیں تو دوبارہ بھی وہ سوال دے سکتے ہیں۔ ہر فاضل رکن کا برابر کا استحقاق ہے تو جو سوال ہم ایوان کی میز پر رکھتے ہیں تو یہ ان رولز کے منافی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، اس طرح سب صاحبان چاہیں گے کہ ہمارے سوال کو موخر کر دیا جائے جو سوالات یہاں ٹیک اپ نہیں ہوتے ان کے جوابات آ جاتے ہیں۔ اس طرح جو کل سوالات ہوتے ہیں ان میں سے نصف سے بھی کم سوالات پہ ضمنی سوالات ہوتے ہیں۔ تو واقعی وزیر قانون کی یہ بات درست ہے کہ اگر ہم ان سوالات موخر کرنا شروع کر دیں تو تمام صاحبان کہیں گے کہ ہمارے سوالات کو موخر کر دیا جائے۔

جناب غلام سرور خان ، جناب سپیکر، میرے سوال کو جان بوجھ کر آخر پہ رکھا گیا تاکہ اس کی باری نہ آسکے۔ میں دوبارہ استدعا کرتا ہوں کہ میرے اس سوال کو موخر کیا جائے۔

جناب سپیکر، غلام سرور خان! وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔ وزیر مال بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ چکے ہیں۔ اور اس کے بعد آپ نے یہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اسے سے اتفاق نہیں کرتا۔ میاں منظور احمد موہل پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل ، یہ ایوان چاروں صوبائی اسمبلیوں کے ایوانوں سے بڑا ایوان ہے۔ اور آپ اس ایوان کے محافظ ہیں۔ تو میں آپ کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہاں پہ جو اخباری رپورٹنگ ہوتی ہے وہ بڑی مایوس کن رپورٹنگ ہے۔ اس کا تاثر بہت برا پڑتا ہے۔ آپ اس کا نوٹس لیں۔ میں پریس کی دل و جان سے قدر کرتا ہوں لیکن اگر پریس رپورٹنگ کرنے میں اپنا فرض پوری طرح ادا نہ کرے تو یہ ہمارے لیے بہت ہی قابل افسوس بات ہے۔ کل جو یہاں صورت حال ہوئی تھی اس کو اخبار "جنگ" جو کہ سب سے زیادہ اشاعتی اخبار ہے وہ اگر ایسی رپورٹنگ کرے تو یہ اور بھی قابل افسوس بات ہے۔ حالانکہ اس وقت صورتحال یہ تھی کہ جب رانا ثناء اللہ بطور سپیکر تشریف فرما تھے تو میں نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے admit ہو گئی۔ لیکن اب اس کا طریقہ کار یہ ہو گا کہ رول 69 کے تحت آپ statement پڑھیں گے اور پھر اس پر اگر objection ہو جاتا ہے تو آپ ممبران سے کہیں گے کہ اپنی سیٹوں پر rise ہوں۔ اگر one sixth ممبران کھڑے ہوں گے تو پھر اس پر آگے بات ہو گی۔ otherwise یہ ختم ہو جائے گی۔ یعنی میرا موقف یہ تھا۔

جناب والا! اب اخبار نے اس بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ جیسے ہمیں کسی بات کا علم ہی نہیں ہے۔ اخبار نے لکھا ہے کہ "منظور موہل نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا کہ رول 6 کے تحت اسمبلی کے ممبران کھڑے ہو کر رائے دیں تو تحریک مسترد ہو جائے گی"۔ یہ کیسی بات ہے جناب والا؟ اور پھر ایسی باتوں سے اس ہاؤس کا کیا image رہے گا؟ ایک تو اخبار نے رول 69 کو 6 لکھ دیا چلو یہ تو clerical غلطی ہوسکتی ہے لیکن اخبار نے آگے لکھا ہے کہ اگر رائے دیں تو پھر تحریک مسترد ہو جائے گی۔ حالانکہ بات یہ تھی کہ اگر one sixth ممبران رائے نہ دیں تو تحریک مسترد ہو گی۔ جناب سپیکر! اسی طرح انھوں نے باقی ماندہ کارروائی کے بارے میں ایسی ہی گلفشانیاں کی ہیں۔

مثلاً سپیکر نے کہا کہ میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر مسترد کرتا ہوں۔ میاں منظور موہل نے کہا کہ آپ کو کرسی خالی کر دینی چاہیے۔ اب اس سے یہ تاثر ابھرے گا کہ جیسے میں نے ایسے ہی ان کو کرسی خالی کرنے کے لیے کہہ دیا ہے حالانکہ بات یہ تھی کہ ہم نے یہ point out کیا تھا کہ اب ہاؤس میں راجہ بشارت صاحب تشریف رکھتے ہیں لہذا ان کی موجودگی میں آپ کو کرسی خالی کر دینا چاہیے۔ اخبار والوں نے یہ تمام کارروائی ختم کر دی اور direct لکھ دیا کہ منظور موہل نے ان کو کہا کہ آپ کرسی خالی کر دیں۔ اسی طرح محمد اعظم چیمہ کے بارے میں ایسی ہی باتیں کی گئی ہیں۔ اور جناب والا! جمعۃ المبارک کے اخبار میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ کچی آبادیوں کے بل میں رانا اکرام ربانی نے کٹ موشن یہاں کی اور وزیر قانون نے اس کٹ موشن کے مخالفت کی۔ جناب والا! کب کٹ موشن پیش کی گئی تھی؟ کٹ موشن تو بجٹ پر ہوتی ہے۔ لہذا آپ اس بات کا نوٹس لیں۔ جنگ کے مدیر میر خلیل الرحمن بہت اچھے انسان ہیں ان کے بیٹے بھی قابل احترام ہیں ان کو چاہیے کہ یہاں اسمبلی میں کوئی اپنا ایسا نمائندہ بھیجیں تو کم از کم صحیح باتیں لکھے۔ لہذا جناب سپیکر میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ براہ کرم اس بات کا نوٹس لیں کیونکہ اس طرح سے ہمارے ہاؤس کی کار کردگی۔ ہمارے ممبران کی کار کردگی کا صحیح تاثر قائم نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ کل میں نے رول (2)172 پر جو بات کی تھی میرے خیال میں سال بھر کے سیشن کا یہ میرا سب سے اہم نقطہ اعتراض تھا کیونکہ جو تحریک منظور کر لی گئی تھی میں نے اس پر یہ کہا تھا کہ یہ تحریک بنتی ہی نہیں ہے کیونکہ اسی ہاؤس میں اسی نقطہ پر پہلے ہی اسے ہم مسترد کر چکے ہیں۔ جو پوائنٹ میں نے پڑھے ہیں کسی اخبار نے ان کو نہیں لکھا۔ لہذا میں آپ سے استدعا کروں گا کہ یہ اخبارات صحیح رپورٹنگ دیں جس سے ہماری کار کردگی بنے۔ اس ہاؤس کا image بنے اور ممبران کا بھی image بنے۔

جناب فرید احمد پراچہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب سپیکر: پراچہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ میں پہلے موہل صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر dispose of کر لوں۔

جناب موہل صاحب نے جو نقطہ اعتراض اٹھایا ہے اس بارے میں یہ کہوں گا کہ اسمبلیاں اور

ہمارا قومی پریس یہ دونوں damocratic process کا لازم ملزوم حصہ ہیں۔ اور اس میں دونوں طرف سے بہترین performance ہونی چاہیے۔

اسمبلی کی کارروائی کی رپورٹنگ پارلیمنٹ کی کارروائی کا ایک اہم حصہ ہے اور جو بھی کارروائی خصوصاً سنجیدہ کارروائی جس انداز میں ہاؤس میں ہوتی ہے اسی انداز میں اس کی پارلیمانی رپورٹنگ بھی ہونی چاہیے۔ یعنی اس کی رپورٹنگ بھی اسی انداز میں اسی طریقے سے' اسی روح سے ہونی چاہیے۔ لہٰذا میں توقع کرتا ہوں کہ آج کے اس پوائنٹ آف آرڈر پر جو بات کی گئی ہے ہمارے قومی اخبارات اس کا نوٹس لیں گے اور آئندہ کے لیے سنجیدہ معاملات کے بارے میں جو پارلیمانی رپورٹنگ ہے وہ اسی سنجیدگی کے ساتھ کی جائے گی اور خاص طور پر rules of procedure کا جو حوالہ دیا جاتا ہے یہ حوالہ اسی سیاق و سباق میں' اسی انداز میں' اسی spirit میں' اسی روح کے ساتھ دیا جائے۔ مجھے توقع ہے کہ اس میں آئندہ کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہو گی۔

جناب فرید احمد پراچہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: پراچہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ایک اہم معاملہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جیسا کہ میاں منظور احمد موہل نے بیان کیا ہے کہ معاملہ صرف poor رپورٹنگ کا نہیں ہے۔ poor کارکردگی کا بھی ہے اور اگر کارکردگی بہتر ہو گی تو رپورٹنگ بھی بہتر ہو گی آپ کے توسط سے میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح موہل صاحب سے اپنے نکتہ اعتراض کے اخبارات میں نہ آنے پر مجلس عام غریباں کا ماحول یہاں طاری کیا ہے اس حوالے سے میری اخباری نمائندوں سے گزارش ہے کہ موہل صاحب کی ہر روز ایک رنگین تصویر بھی شائع کیا کریں۔ جو کہ ان کی صحت کے لیے بہت ضروری ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر' میں نقطہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمائیے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میرے بھائی نے poor کار کردگی کی بات کی ہے۔ میرے خیال میں ان کی یہ بات مجھ پر قطعاً لاگو نہیں ہوتی اور اگر پورے ہاؤس کی بات کی جائے تو ہاؤس میں

زیادہ کارکردگی اپوزیشن کو دکھانا ہوتی ہے۔ اور ہمارا سب سے بنیادی کام legislation ہے۔ تحاریک التوائے کار اور تحاریک استحقاق یہ اپنی جگہ پر اہم ہیں۔ لیکن ہمارا سب سے زیادہ اہم کام legislation کا ہے اور اگر ہم legislation میں کارکردگی دکھائیں گے تو پھر بات بنے گی اور آپ مانیں یا نہ مانیں لیکن یہ ہاؤس گواہ ہے کہ میری جو کل والی تحریک تھی اس بارے میں فاضل رکن کو علم ہی نہیں تھا کہ یہ بات بھی ہوتی ہے۔ میں نے آپ کو clear knock out نہیں کیا۔ اور سپیکر صاحب نے بھی میرے حق میں فیصلہ دیا۔ اس لیے میں نے کہا ہے کہ اپنی باتوں کا پریس میں نہ آنا اچھی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر، موہل صاحب! آپ کی بات درست ہے۔ پراچہ صاحب نے ذیب داستان کے لیے یہ بات کی ہے۔

جناب ایس۔اے حمید، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ایس۔اے۔حمید پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ایس۔اے حمید، جناب سپیکر! ابھی وزیر قانون نے ضمنی سوال کے بارے میں اور سوالوں کے بارے میں یہ بات کی تھی کہ اگر تمام سوالوں کو pending کرنے کی بات کی جائے تو اس سے مسئلہ حل نہیں ہو گا اور پھر آپ نے یہ فرمایا ہے کہ سوالوں کو کم کرنے کے لیے معزز اراکین کے تعاون کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ قومی اسمبلی میں ضمنی سوالات کی تعداد تین ہے اگر معزز اراکین اس بات پر متفق ہوں تو یہاں بھی یہ تعداد محدود کر دی جائے تاکہ سب لوگوں کو accommodate کرنے کا موقع مل سکے۔

جناب سپیکر، ایس۔اے حمید صاحب اس پر کافی مرتبہ بات ہو چکی ہے دراصل ہوتا یہ ہے کہ سوال کی اہمیت کے مطابق ہی ضمنی سوال entertain کیے جاتے ہیں۔ یعنی اگر سوال زیادہ اہمیت کا حامل ہے تو اس پر زیادہ ضمنی سوال entertain کئے جاتے ہیں اور اگر کم اہمیت کا حامل ہو تو پھر اس پر کم ضمنی سوال entertain کئے جاتے ہیں۔ البتہ میں آپ کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ضمنی سوال کم ہونے چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ سوالات take up ہو سکیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کی رہنمائی چاہوں گا کہ سوالوں کو pending کرنے سے متعلق جب وزیر قانون بات کر رہے تھے تو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ جو سوال ہاؤس میں نہ آسکیں ان کو دوبارہ repeat کیا جا سکتا ہے۔ اس پر میں رہنمائی چاہوں گا کہ جن سوالات کے جواب ٹیبل ہو چکے ہوں جن کے جواب آ چکے ہوں تو پھر ان کو کیا اسی شکل میں اسی shape میں کوئی معزز رکن repeat کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: اس بارے میں وزیر قانون کی راہنمائی چاہوں گا۔

وزیر قانون: جناب والا! میں نے تو یہ عرض کیا تھا کہ سوال کو اسی طرح سے یہ repeat کر سکتے ہیں جس سے وہ مطلوبہ نتائج حاصل کر سکیں یا ان کی جو مشکل ہے اس کا ازالہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: آپ نے یہ تو نہیں کہا کہ سوال کو repeat کیا جا سکتا ہے۔

وزیر قانون: نہیں جناب میں نے یہ نہیں کیا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ condition کے ساتھ بات کر لیں۔ ابھی آپ ٹیپ چلا کر دیکھ لیں انہوں نے repeat کا لفظ استعمال کیا ہے تو آپ ٹیپ چلوا کر ملاحظہ فرما لیں کہ انہوں نے repeat کا لفظ استعمال کیا ہے تو اس بارے میں، میں آپ کی راہنمائی چاہتا ہوں۔ آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ رولز اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر وزیر قانون نے پہلے بات کی بھی ہے تو اب انہوں نے پوزیشن واضح کر دی ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ بدقسمتی سے جس طرح انہوں نے کل سپیکر کے فرائض سرانجام دیے ہیں اس کا اثر میرے اوپر ابھی تک قائم ہے۔ جس انداز سی انہوں نے کل معاملات کو چلایا تھا غلطی سے میں نے بھی اسی انداز میں جواب دیا ہے اگر میں نے ایسی بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ رولز میں ایسی کوئی پروویژن نہیں ہے ایسی کوئی بات نہیں انسان سے غلطی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب چودھری اعظم چیمہ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! اب وقفہ سوالات تو گزر گیا' عام تاثر یہ ہے کہ جو سوال ہاؤس میں پڑھا جائے گا اور اس پہ ضمنی سوال کئے جائیں گے وہی سوالات اور ان کے جوابات پریس میں آتے ہیں' حقیقت اور اصول تو یہ ہے کہ جو سوالات ممبران نے دئیے ہوتے ہیں اور ان کے جوابات حکومت کی طرف سے آتے ہیں تو اس کتابچے میں جو سوالات اور ان کے جوابات درج ہیں وہ بعد میں جب وہ میز پر رکھے جاتے ہیں وہ چھپنے کے قابل قرار دئیے جا سکتے ہیں۔ عام طور پر جو ضمنی سوال ہوتے ہیں وقفے کے دوران جو تشنگی رہ جاتی ہے اس کے بارے میں اس کی وضاحت طلب کی جاتی ہے لیکن اصول کے مطابق جو سوالات' جوابات چھپ چکے ہوں وہ اخبارات میں release ہونے کے قابل ہوتے ہیں تو میری آپ سے یہ استدعا ہوگی کہ ممبران کے نام اور حکومت کی طرف سے جو جوابات آئے ہیں اگر پریس والے سارے جوابات کا نوٹس لے لیا کریں تو آئندہ ممبران کی یہ تشنگی قطعاً بقایا نہیں رہے گی کہ وقت تھوڑے ہونے کی بنا پر ان کے سوال کا ذکر اسمبلی میں نہیں آ سکا اور شاید اس کا یہ سوال اسمبلی کے ریکارڈ میں درج نہیں ہو سکا تو اس کی تشہیر کے لیے اگر آپ بطور سپیکر کوئی واضح طریقہ کار اعلان فرما دیں تو ممبران کا معاملہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب کی بات بڑی important ہے کہ جو سوال رہ جاتے ہیں اور ہاؤس میں take up نہیں ہوتے تو اس پر محرکین کی بے چینی بجا طور پرمحسوس کی جا سکتی ہے کہ انہوں نے محنت کی سوالات بنائے ان کے جوابات آئے متعلقہ محکموں نے جوابات کے لیے عرق ریزی کی اور وہ جوابات آئے لیکن پریس میں یا کہیں بھی اس کی کوریج نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی کو پتہ چلتا ہے کہ یہ سوالات کیسے دیے گئے اور ان کے جوابات کے لیے تھے اگر ہمارا قومی پریس اس بات کا نوٹس لے تو چیمہ صاحب کی بات بڑی جائز ہے کہ اگر یہ سوالات کسی بھی انداز میں publish ہو سکیں تو یہ public importance کے لحاظ سے ان سوالات اور جوابات سے عوام میں ایک اچھا تاثر ابھرے گا میں چیمہ صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں لیکن اس پر مزید غوروخوض کرنے کے بعد ایک جامع بات بنا کر اس کو take up کرنا ہے تو ہم قومی پریس کے ساتھ اس بات کو سنجیدگی کے ساتھ take up کریں گے تو فوری طور پر میں یہی بات کرتا ہوں کہ تجویز معقول ہے اس پر عمل در آمد ہونا چاہیے لیکن عمل در آمد کیسے ہونا چاہیے اس پر سنجیدگی سے بات کرکے ہم اس کو آگے بڑھائیں گے تو آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور ہم

نے گیارہ بجے اجلاس چار بجے تک جاری رہنا ہے تو ایسے ہی جاری رہنا ہے یا اس میں کوئی لنچ کا وقفہ بھی ہوگا اور کھانے پینے کی کیا صورت ہے کیونکہ اگر گیارہ سے چار بجے تک اجلاس چلانا ہے تو یہ کیسے چلے گا یا پھر یہ ہے کہ ایجنڈے کو تھوڑا سا decrease کیا جائے اور اس کو جلدی نپٹا دیا جائے تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

آوازیں، ایجنڈے کو جلدی نمٹایا جائے۔

جناب سپیکر: جی ہاں' اس کو جلدی نمٹانا چاہیے۔ تو کیا خیال ہے آج تحاریک استحقاق کو لے لیں شاہ صاحب' آگے تحریک استحقاق پر چلیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں ایک اہم نقطہ پر اس معزز ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں' جو ٹریفک کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب اس کو ابھی۔۔۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! ٹریفک پولیس کا بڑا اہم مسئلہ ہے ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے مجھے ایک گھنٹہ رکنا پڑا اور ایوان میں پہنچنے کے لیے مجھے ایک گھنٹہ کی تاخیر ہوئی۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کسی اور انداز میں اس کو take up کریں گے ابھی آپ مہربانی فرمائیں اور آپ اس کو take up نہ کریں۔ تو رانا اکرام ربانی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 23 ہے اس کو موخر کیا جاتا ہے۔ ارشاد حسین سیٹھی کی تحریک استحقاق نمبر 22 موخر ہے۔ اگلی تحریک استحقاق رانا اکرام ربانی کی ہے یہ بھی موخر رہے گی تو کوئی ممبر important تحریک استحقاق کو take up کرنا چاہتے ہیں جسے وہ بہت ہی important سمجھتے ہوں۔ چودھری محمد حنیف کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے چودھری محمد حنیف کی تحریک استحقاق کو نمبر 32 کو take up کرتے ہیں۔

جناب محمد حنیف چودھری: (تحریک استحقاق نمبر 32 طبع شدہ لف ہے)

سیکرٹری ایس اینڈ آر کا رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

جناب محمد حنیف چودھری: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر

بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں کل 2 اگست دوپہر کو جناب عنصر خان سیکرٹری ایس اینڈ آر کے دفتر میں گیا تاکہ ایک دیرینہ مسئلہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکوں لیکن سیکرٹری موصوف نے فائل منگوانے کے بعد مجھے بتایا کہ میرا مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہوا اور شاید حل بھی نہ ہو۔ میں نے بڑے ادب سے انہیں بتایا کہ اس مسئلہ کو آپ پچھلے ایک سال سے اپنے پاس دفتر میں رکھ کر بیٹھے ہیں اور کوئی پیش رفت نہیں فرما رہے۔ یہ میرا ذاتی مسئلہ نہیں بلکہ مفاد عامہ سے تعلق رکھتا ہے اور میرے علاقہ کے لوگ مجھے بار بار پریشان کرتے ہیں۔ اس پر وہ نہایت برفروختہ ہو گئے اور کہا آپ کون ہوتے ہیں مجھے حکم دینے والے میں آپ کا ملازم نہیں ہوں۔ میں نے انہیں پھر بتایا کہ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ کے حل میں اتنی زیادہ تاخیر کیوں ہو رہی ہے اسے حل کرنے میں کیا دشواریاں ہیں؟ اس پر وہ مزید برہم ہو گئے اور نہایت تلخی اور غصہ میں جواب دیا کہ میں آپ کو جواب دینے کا پابند نہیں ہوں۔ میں نے انہیں بتایا کہ اس معاملہ پر وزیر اعلیٰ اور متعلقہ وزیر کے واضح احکامات درج ہیں اور انہوں نے اس کی منظوری دی ہوئی ہے لیکن آپ شاید توجہ نہیں فرما رہے انہوں نے غضب میں آتے ہوئے کہا کہ مجھے وزیر اعلیٰ یا وزیر متعلقہ کی دھمکیاں دینے کی کوشش نہ کریں۔ میں ان کو بھی اور آپ جیسے ایم پی ایز کو بھی اچھی طرح جانتا ہوں آپ لوگوں کی میرے سامنے اوقات کیا ہے۔ آپ نے میرے خلاف جو کچھ کرنا ہے کر لیجیے میں کسی کی پروا نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی نوکری کے لیے آپ جیسوں کی خوشامد کرنا پسند کرتا ہوں۔ میں نے پھر کہا آپ اتنے غصے کا اظہار نہ کریں میں آپ کے خلاف تحریک استحقاق بھی لا سکتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ انہوں نے ایسی کئی تحاریک استحقاق کا حشر دیکھا ہوا ہے میں اسمبلی کی حیثیت کے بارے میں آپ سے زیادہ جانتا ہوں اور نہ ہی آپ کی کسی دھمکی سے ڈرنے والا ہوں۔ آپ میرے دفتر سے نکل جائیں ورنہ میں زبردستی نکلوا دوں گا اس پر وہ اپنی کرسی سے اچھل کر کھڑے ہو گئے اور مجھے مارنے کے لیے تیار ہو گئے۔ میرے دو ساتھی اسی واقعے کے عینی شاہد ہیں۔ عنصر خان صاحب نے میری توہین کی ہے میرے ساتھ بدتمیزی سے پیش آئے ہیں۔ اس کے لیے میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں اس تحریک کو منظور فرمایا جائے اور تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

آوازیں: شیم شیم۔

جناب سپیکر، آپ اسی پر کوئی شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں؟

جناب محمد حنیف چودھری، جناب سپیکر! یہ میرے علاقے کے چار سو سے زائد مکانوں کا مسئلہ ہے۔ آج سے کوئی تیس سال یا چالیس سال پہلے ایک آدمی نے رجسٹری کر کے تمام کاغذات شواہد کے ساتھ وہ مکان خریدے۔ ان کے پاس وہ تمام ثبوت موجود ہیں اور اس کے بعد محکمے نے 1984ء میں ایک لسٹ شائع کر دی کہ یہ وقف کی پراپرٹی ہے اس کو نیلام کیا جائے۔ جس پر وہاں کے لوگوں نے حکومت وقت سے مطالبہ کیا کہ اس مسئلے کو حل کیا جائے۔ سابق وزیر اعلیٰ جناب نواز شریف نے بھی ایک جلسہ عام میں یہ اعلان کیا کہ یہ ہم ان لوگوں کو دے دیں گے اور اس میں کسی قسم کی کوئی نیلامی نہیں ہوگی۔ لیکن اس کے باوجود وہ لوگ پریشانی میں مبتلا رہے' میں نے اس سلسلے میں وزیر مال جناب ارشد لودھی صاحب سے بھی بات کی انہوں نے کہا کہ آپ میرے یہ آرڈر ADC(G) راولپنڈی کے پاس لے جائیں کہ وہ اس پر باقاعدہ مجھے رپورٹ بنا کر بھیجیں۔ انہوں نے آج سے ایک سال پہلے اس پر رپورٹ بنا کر وزیر موصوف کو بھیج دی اور وہ رپورٹ جناب لودھی صاحب نے سیکرٹری کے حوالے کی کہ اس پر مجھے جواب دو لیکن اس کا جواب آج تک نہ آیا میں اس سلسلے میں کئی بار سیکرٹری صاحب کے پاس بھی گیا لیکن میری ملاقات نہ ہو سکی میں نے فون پر بھی ان سے بات کی لیکن انہوں نے اس پر کوئی توجہ نہ دی میرے وہاں جانے کے بعد انہوں نے جو کچھ کیا وہ میں نے اپنی تحریک استحقاق میں لکھ دیا اور اب ہاؤس میں بھی اسے پڑھ دیا ہے اور میں نے ان سے کوئی ایسی بات نہیں کی اور میں آپ سے یہ بات حلفیہ کہتا ہوں کہ اس شخص نے غلط انداز میں بات کی اس سلسلے میں میری اور لوگوں سے بھی بات ہوئی تو سب نے یہ کہا کہ یہ بدتمیزی آدمی ہے۔ بد اخلاق آدمی ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے وزیر صاحب نے بھی کہا کہ اس کے بارے میں مجھے بھی پہلے سے شکایات ہیں کہ یہ آدمی ٹھیک نہیں ہے۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ بیورو کریسی کے اس قسم کے لوگوں کا علاج کیا جا سکے۔

جناب سپیکر، وزیر مال اس کا جواب دیں گے؟

وزیر مال، جناب والا! چودھری حنیف صاحب نے تحریک استحقاق پیش کی ہے اگر ان کے ساتھ اس قسم کا کوئی واقعہ پیش ہوا ہے تو میں معذرت خواہ ہوں۔ ابھی تک اس تحریک استحقاق کا تفصیلی جواب

نہیں آیا۔ یہ میرے ہی محکمے سے متعلق ہے اور متعلقہ آفیسر میرے ہی محکمے میں کام کر رہے ہیں۔ یہ بات بھی درست ہے کہ ان کا ایک پرانا کیس ہے۔ چونکہ وہ ایک معزز رکن ہیں اور انہوں نے جو کچھ کہا ہے میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ یہ کہوں کہ خدانخواستہ یہ غلط رپورٹ ہوئی ہے۔ لیکن میں نے ابھی تفصیلاً اس سے نہیں پوچھا۔ جناب حنیف صاحب میرے پاس تشریف لائے تھے۔ میں نے انہیں کہا تھا کہ آپ ہمارے معزز رکن ہیں بھائی ہیں دوست ہیں اگر ایسی بات ہوئی ہے تو میں خود اس کا ایکشن لوں گا اور اگر آپ چاہیں گے تو ہم اس پر بیٹھ کے بات کر لیں گے انہوں نے کہا کہ میں نے تحریک استحقاق پیش کر دی ہے یا کرنی ہے۔ میں نے کہا یہ ہے کہ آپ کا استحقاق ہے بےشک آپ اس کو پیش کریں۔ میں اس معاملے کو خود دیکھوں گا۔ اس کا جواب لینے کے بعد ہاؤس میں تفصیل سے بتا سکوں گا۔ جناب حنیف صاحب اگر پسند فرمائیں تو اس تحریک استحقاق کو مؤخر فرمائیں۔ ان کو اور معزز رکن کو بٹھا کر کوشش کروں گا کہ اس قسم کی غلط فہمی نہ ہو۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور میں خود ایسا ہوں کہ اس قسم کی بات نظر انداز ہی نہیں کرتا کہ کوئی ہمارے ساتھی یا معزز رکن کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آئے یا توہین کرے۔ لیکن اس میں حقیقت کیا ہے؟ ابھی تک میں کسی نتیجے پر نہیں پہنچا میں نے اسے دیکھا نہیں ہے، کوئی تحقیق نہیں کی نہ ہی اس کا کوئی تفصیلاً جواب میرے پاس آیا ہے۔ میں چودھری حنیف کا انتظار کرتا رہا میں انشاء اللہ ان کے سات بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کروں گا۔ جہاں تک آپ نے یہ کہا ہے کہ میں نے بھی آپ سے یہ کہا کہ مجھے بھی اس افسر سے شکایتیں ہیں۔ بطور وزیر مجھے کوئی شکایت نہیں ہے جس کے متعلق شکایت ہو میں اس پر چار منٹ لگاتا ہوں۔ لیکن جو غلط فہمی آپ کے ساتھ ہوئی ہے۔ جیسے آپ پسند کریں میں اسے دور کرنے کے لیے تیار ہوں۔ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اگر سپیکر صاحب فرمائیں تو ان کو یہاں پر بلا کر اکٹھے بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کر لیتے ہیں یا پھر مجھے ان سے جواب لینے دیں اور ذہنی طور پر مطمئن ہونے دیں کہ اصل واقعہ کیا ہوا ہے؟ پھر اس کے بعد جیسے آپ کی مرضی ہو کر لیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وزیر مال کے پاس ابھی تک باضابطہ جواب بھی نہیں آیا۔ اس لیے تحریک استحقاق کو مؤخر کر لیتے ہیں۔ آپ اپنے طور پر اس کا جواب بھی لے لیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں اور معزز رکن مناسب سمجھیں تو آپ سے اس بارے میں بات کر لیں۔

وزیر صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کے نوٹس میں بھی یہ بات لانا چاہتا ہوں اور آپ کی معرفت ہاؤس کے نوٹس میں بھی یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاؤس میں سالہا سال سے قائد اعظم کی تصویر لگی ہوئی ہے۔ جناب والا! میری ذاتی رائے کے مطابق یہ صحیح جگہ پر نہیں لگی ہوئی اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ ایوان کے ممبران اور اوپر بیٹھے ہوئے جو مہمان ہیں ان کی نظر اس تصویر پر صحیح نہیں پڑتی۔ اور جناب والا! میرا اس سلسلے میں سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اوپر جو مہمان بیٹھے ہوئے ہیں یہ تصویر ان کے بالکل قدموں میں ہے۔ اسی لیے میری یہ گزارش ہے کہ یہ تصویر اس جگہ پر نہیں ہونی چاہیے۔ آپ کی دونوں جانب جو دیواریں ہیں وہاں اگر یہ تصویر لگا دی جائے تو اس پر پورے ہاؤس کی نظر اور مہمانوں کی نظر اس پر پڑ سکتی ہے۔ میرے خیال میں اس طرح تصویر زیادہ موزوں جگہ پر لگ جائے گی۔ جس جگہ پر اب تصویر لگی ہوئی ہے وہ معقول جگہ نہیں ہے۔

ملک امان اللہ چھینہ: جناب والا! وزیر صحت کی تائید کرتا ہوں اور ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ بابا قائد اعظم خود وی مر گئے اوتے سانوں وی مار گئے اوتے کناں دیے وس پا گئے او (قہقہے)

جناب سپیکر: چھینہ صاحب کی اس بات کا جواب کون سے معزز وزیر دینا چاہیں گے وزیر قانون صاحب جواب دینا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! آپ چاہتے ہیں تو میں اس کا جواب دے دیتا ہوں جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ چھینہ صاحب نے اس وقت ایک بڑی سنجیدہ بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ہماری قوم اور معزز اراکین کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے۔ اس وقت ملک میں جمہوری قدروں کو جس طریقے سے پامال کیا جا رہا ہے۔ جس طریقے سے ڈس انفارمیشن پھیلائی جا رہی ہے۔ جس طرح ہم ملک کے اندر رہتے ہوئے ملک دشمنی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ جس طرح سے ہم اپنی جگ ہنسائی کر رہے ہیں۔ اس کا ثبوت میں آپ کو یہ دینا چاہتا ہوں کہ کل قومی اسمبلی میں جو کچھ ہوا۔ ہمارے ملک کی تاریخ شاہد ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ"

سنیں تہذیب حاضر کے گرفتار
غلامی سے ہے بد تر بے یقینی

جناب والا! یہ جو بے یقینی کی کیفیت پیدا کی جا رہی ہے' حالانکہ اس وقت قومی یک جہتی کی ضرورت

ہے---

سید چراغ اکبر شاہ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ کل اپوزیشن نے قومی اسمبلی میں جو کردار ادا کیا ہے اس کی کسی طرح سے بھی مذمت نہیں کی جاسکتی' یہ اپوزیشن کا حق ہے اور اپوزیشن کو اس ملک میں ہی نہیں بلکہ ہر جمہوری ملک میں اپوزیشن کا یہ حق ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی کی تقریر سننا نہیں چاہتے تو انہیں احتجاج کا حق حاصل ہے "واک آؤٹ" جو کل اپوزیشن نے قومی اسمبلی میں کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ جائز ہے اور میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں ملک صاحب اس پہ کافی بات ہو گئی ہے۔ لاء منسٹر نے ایک بات کی ہے آپ کی طرف سے سید چراغ اکبر شاہ نے اس پر اپوزیشن کی وضاحت کر دی ہے۔ میرے خیال میں یہ کافی ہے۔ اب آگے چلیں' ایجنڈہ کافی ہے۔ اب اگر آپ وضاحت کریں گے تو پھر ادھر سے بھی دو چار آدمی وضاحت کرنا شروع کر دیں گے۔

ملک امان اللہ چھینہ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وضاحت چھینہ صاحب سے کروالی جائے۔

ملک امان اللہ چھینہ: جناب والا! مجھے ایک فقرہ پنجابی میں کہنے کی اجازت ہو تو عرض کروں۔

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمائیے۔

ملک امان اللہ چھینہ: میرا کسی خاص طرف اشارہ نہیں تھا۔ میرا اشارہ یہ تھا کہ "آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے" (نعرہ ہائے تحسین) اور مزید میں یہ کہوں گا کہ ہمارے لیڈر سردار شیر بہادر خان پاکستان مسلم لیگ اور مشرقی پاکستان مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری تھے۔ جب صدر ایوب خان صدر بنے تو وہ مستعفی ہو گئے تھے۔ مجھے ان کا ایک شعر یاد آرہا ہے۔ وہ پرانے مسلم لیگی تھے۔ اس لیے میں اپنے پرانے مسلم لیگی لیڈر کا شعر کہتا ہوں کہ:

یہ راز کوئی اب راز نہیں سب اہل گلستان جان گئے
ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے انجام گلستان کیا ہو گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

حاجی گلاب خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی حاجی صاحب۔

حاجی گلاب خان: کہ "فکر ہر کس بقدر ہمت اوسط"۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں چھینہ صاحب کو جواب پیش کر رہا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ کرتی ہیں۔ رانا اکرام ربانی خان کی تحریک التوائے کار نمبر 34 ہے اور یہ رول 67 سے ہٹ ہوتی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 34 زیر غور تھی اور اس پر سوال ہونا تھا۔ اسے رانا ثناء اللہ خان preside کر رہے تھے اور انہوں نے اس کو ایڈمٹ کیا تھا اور تحریک التوائے کار نمبر 35 بھی رانا اکرام ربانی خان' سید چراغ اکبر شاہ کی ہے یہ بھی رول 67 سے ہٹ ہوتی ہے۔ لاء اینڈ آرڈر سے متعلق ہے اور اب آپ لاء اینڈ آرڈر کو ڈسکس کرنے والے ہیں۔ چودھری فاروق صاحب کی تحریک التوائے کار بھی ہے۔ تو اب تحریک التوائے کار نمبر 34 کو ہی لیتے ہیں۔

سرکاری افسران کی جائیدادوں اور اثاثوں کی تفصیلات پیش کرنے میں تاخیر

"یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سرکاری محکموں اور کارپوریشنوں کے علاوہ سرکاری کنٹرول کے تحت کام کرنے والی اداروں کی سرکاری افسروں اور ملازمین کی طرف سے اپنی اور اپنے بیوی بچوں اور دیگر قریبی رشتہ داروں کے ناموں پر موجود جائیدادوں اور اثاثوں وغیرہ کے مخصوص فارم باقاعدگی سے متعلقہ محکموں میں داخل کرنے کا سلسلہ ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کی پالیسی پر پوری طرح عمل درآمد نہیں کیا جاتا ہے۔ سرکاری ترجمان کے مطابق گزشتہ چند سالوں سے حکومت کی متذکرہ پالیسی پر پوری طرح عمل نہ ہونے کی بناء پر افسروں کی بڑی تعداد کی جائیدادوں اور اثاثوں کے بارے میں کوائف حاصل نہیں ہو رہے۔ ترجمان کے مطابق گزشتہ چند سالوں کے دوران سرکاری افسروں کی اکثریت نے جس انداز میں مختلف ناموں پر جائیدادیں اور دیگر اثاثے حاصل کئے ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ متعدد افسر ایسے ہیں جن کے پاس کئی کئی بنگلے ہیں۔ جو انہوں نے بعض سرکاری محکموں کو کرائے پر دے رکھے ہیں اور ان سے سالانہ لاکھوں روپیہ کرایہ وصول کر رہے ہیں۔ سرکاری افسروں کی جائیدادوں اور اثاثوں کی چھان بین کرنے والے تمام ادارے خاموش

تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ جب سے آئی جے آئی کی حکومت بنوائی گئی ہے احتساب اور احتساب کا نظام دونوں لفظ مذاق بنا کر رکھ دیے گئے ہیں۔ جس طرح حکم ران خود لوٹ مار میں مصروف ہیں اسی طرح ان کے منظور نظر سرکاری اہل کاران بھی بہتی گنگا میں ڈبکیاں لگا رہے ہیں۔ ان کی مثال سامنے رکھتے ہوئے ہر چھوٹا بڑا اسی چکر میں پڑا ہوا ہے اس رپورٹ کی اشاعت سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی' اضطراب اورغم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے"۔

میاں منظور احمد موہل، I objected sir

جناب سپیکر، میاں منظور احمد موہل اس پر اعتراض کرتے ہیں تو جو صاحبان اس تحریک التوائے کار کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں میں کھڑے ہو جائیں۔

(اراکین کھڑے ہوئے... مگر)

جناب سپیکر، مطلوبہ تعداد 42 ہے جو کہ حاصل نہیں ہو سکی۔ لہذا یہ تحریک التوائے کار accordingly disposed of تصور ہو گی۔ پوائنٹ آف آرڈر سید طاہر احمد شاہ۔

سید طاہر احمد شاہ، سر یہ جو تحریک التوائے کار کے الفاظ ہیں ان میں یہ کہا گیا ہے کہ جب سے آئی جے آئی کی حکومت بنوائی گئی ہے۔ مجھے جناب سپیکر اس بات پر اعتراض ہے کہ بنوائی نہیں گئی ہے بلکہ عوام کے بھر پور mandate اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے آئی جے آئی کو حکومت منتخب نمائندگی کے حق کے طور پر ملی ہے۔

چودھری نور محمد تارڑ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

چودھری نور محمد تارڑ، جناب والا! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 153 ہے جو کہ میں نے پچھلے آٹھ دس دن سے دے رکھی تھی۔ اس پر وزیر قانون' ڈاکٹر محمد افضل اعزاز اور قائد حزب اختلاف نے مل کر یہ طے کیا تھا کہ اس تحریک التوائے کار کو ایوان میں پیش کیا جائے۔ اس لیے مہربانی فرما کر مجھے اس کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، جناب لاء منسٹر کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ اس سلسلے میں یہ طے ہوا تھا کہ قائد حزب اختلاف' ڈاکٹر محمد افضل اعزاز کی لاء اینڈ آرڈر اور ایجوکیشن سے متعلقہ جو تحاریک التوائے کار ہیں ان کے علاوہ جو دوسری تحاریک ہیں اور وہ recent occurrence کی نہیں بنتی ہیں ان کو علیحدہ کر کے باقی جو بچیں ان کی کوئی priority بنا کے میرے ساتھ discuss کریں گے اور اس کے بعد پھر ہم فیصلہ کریں گے کہ ان کو کس طریقے سے take up کیا جانا ہے۔ پھر ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر طریقہ کار وضع کریں گے۔ اس بارے میں کل بھی جناب کے سامنے میرے ان سے بات ہوئی ہے انہوں نے آپ سے ٹائم مانگا تھا۔ پراچہ صاحب بھی موجود تھے ہم اس exercise کو مکمل نہیں کر سکے ہیں۔ جب وہ یہ exercise مکمل کر لیں گے تو پھر اس exercise کے نتیجے میں جو بھی باہمی فیصلہ ہو گا اس کے مطابق پھر اس کو لیں گے۔ اس وقت اس قسم کی individually تحریک التوائے کار کے بارے میں نہ انہوں نے میرے ساتھ بات کی ہے اور نہ ہی کوئی اس قسم کا فیصلہ کیا ہے شکریہ!

جناب فرید احمد پراچہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ نے بات سن لی ہے؟ لاء منسٹر کا خیال یہ ہے کہ ڈاکٹر افضل اعزاز اور رانا صاحب سے اس بارے میں بات کر کے طے کریں گے اور اگر یہ معاملہ طے ہو جاتا ہے تو اس پر انہیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا کہ آپ کی تحریک التوائے کار کو priority دے دی جائے۔

چودھری نور محمد تارڑ، جناب والا! حالیہ بارشوں کی وجہ سے تحصیل حافظ آباد کے بیس پچیس دیہات سیلاب کی زد میں آ کر بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ اور تقریباً ہر گاؤں میں 70,70 80,80 مکانات گر چکے ہیں۔ ان کے جو مکین ہیں وہ اس وقت آسمان کے سائے تلے بیٹھے ہیں۔ اسی کا ایک واقعہ ملتان میں ہوا تھا اور وہاں پر تو ایک کروڑ روپے کی گرانٹ بھی دے دی گئی تھی اور ابتدائی امداد بھی کی گئی تھی۔ مسئلہ یہ ہے کہ پہلے بھی بارش ہوئی اور کل پھر شدید بارش ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ سخت پریشان ہیں۔ ان کی پریشانی کے حل کے لیے میرے خیال میں ان کو زیر بحث لانا از حد ضروری ہے۔ آپ کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے اور وزیر قانون کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تو پھر اس میں کون سی رکاوٹ ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ جو تاخیر ہو رہی ہے اس کے لیے میں نے تقریباً آج سے ایک ہفتہ پہلے ان

کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ اس سلسلہ میں آپ کوئی لائحہ عمل مرتب کر لیں۔ اس کا اور طریقہ بھی موجود ہے۔ معزز رکن جناب ارشد لودھی صاحب جو ریلیف منسٹر بھی ہیں ان کے ساتھ مل کر یہ طے کر لیں۔ تحریک التوائے کار کے ذریعے کوئی معاملہ گورنمنٹ کے نوٹس میں ہی لانا ہوتا ہے۔ ان کے نوٹس میں لانے میں تو ان کو کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ ان کے نوٹس میں یہ ویسے ہی لا سکتے ہیں لیکن تحاریک التوائے کار کو اس کے پروسیجر کے مطابق ہی چلانا مناسب ہو گا میں نے تو ایک ہفتہ پہلے ان سے گزارش کی تھی کہ وہ مہربانی کر کے اس سلسلے میں فیصلہ کر لیں کہ کون سی تحریک التوائے کار کو ہم لیں تو وہ فیصلہ کر لیں اور پروسیجر کے مطابق لیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ فاضل رکن بے شک سیشن کے بعد تشریف لے آئیں تو میں لودھی صاحب کی خدمت میں میں عرض کر دیتا ہوں۔ جو بھی مسئلہ ہے وہ ان کو جائیں۔ ریلیف کا متعلقہ محکمہ بھی ان کے پاس ہے۔ تو وہ جو مناسب سمجھیں گے اقدامات کریں گے۔ شکریہ۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! میں اس بارے میں عرض کروں گا کہ یہ معاملہ محترم رانا اکرام ربانی سے ہو چکا ہے اور جناب وزیر قانون کے علم میں بھی میں لے آیا تھا انہوں نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے کہ اس تحریک التواء کو out of turn لے لیا جائے۔ اس بارے میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ معاملہ بھی فوری نوعیت کا ہے اور محض حکومت کے علم میں لانے سے مسئلہ حل ہو سکتا ہے تو یہ حکومت کے علم میں ہے کہ حافظ آباد میں بارشیں ہوئی ہیں اور سیلاب آیا ہوا ہے لیکن علم میں ہونے کے باوجود وہاں کچھ نہیں کیا گیا۔ اس لیے اس تحریک التواء کا پیش کیا جانا ضروری ہے۔ اس لیے گزارش ہے کہ اس کو out of turn لیا جائے۔

جناب سپیکر، out of turn لینے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اس میں ہاؤس کی رضامندی شامل ہو اور یہ جناب فرید احمد پراچہ! آپ جانتے ہیں۔ ہاؤس کی رضامندی کو ایسے تصور کیا جاتا ہے کہ وزیر قانون جو حکومتی بنچز کی نمائندگی کرتے ہیں وہ اور قائد حزب اختلاف اگر اتفاق کریں تو ہاؤس کا consensus تصور ہوتا ہے تو اس سلسلے میں اب وزیر قانون اتفاق نہیں کر رہے ہیں اس کو out of turn take up کیا جائے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومتی بنچز کی اس میں رائے شامل نہیں ہے کہ اسے out of turn take up

کر لیا جائے۔ تو اس کا کوئی تو way out نکالنا ہوگا۔ آپ سر دست اس کو پریس نہ کریں۔ اور اس کا way out نکالیں کہ اس کو کیسے out of turn take up کیا جا سکتا ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ: ٹھیک ہے جناب!

جناب سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے اس میں تحاریک استحقاق نمبر 25, 28, 29 بابت اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کے استحقاقیہ ٹیلی فون کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ پر غور کریں گے۔ اس میں میاں منظور احمد موہل اور راجہ خلیق اللہ خان کی طرف سے تحریک ہے تو میاں منظور احمد موہل تحریک پیش کریں گے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! اس سلسلے میں میری جناب وزیر قانون سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ کچھ ایسے مسائل ہیں کہ ہم وفاقی حکومت سے اس مسئلہ پر بات کر رہے ہیں۔ جیسے ٹیلی فون کا مسئلہ اور پریویلج ایکٹ کا ہے اور ہمارا رول 10 ہے اور ادھر ان کے کچھ پریویلجز ہیں تو ہم بھی ویسے thrash out کر رہے ہیں تو وہ کہتے تھے کہ اس مرتبہ آپ پیش نہ کریں اور اس کو کسی اور سٹیج پر لے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس کو take up نہیں کرنا چاہتے۔

میاں منظور احمد موہل: جی ہاں۔ میں اسے take up نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

رانا اکرام ربانی خان کی طرف سے یہ پرائیویٹ ممبر بل ہے۔ اس کے بارے میں انہوں نے استدعا کی ہے کہ اس کو pending کر لیا جائے۔ تو میں اس کو pending کرتا ہوں۔

قراردادیں

جناب سپیکر: اب ہم resolution کو take up کرتے ہیں۔ یہ مفاد عامہ کی قراردادیں ہیں۔ ڈاکٹر ممتاز علی چودھری کی طرف سے قرارداد ہے چودھری ممتاز علی!۔۔۔ ڈاکٹر ممتاز علی چودھری تشریف نہیں رکھتے۔

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں کہ ایک تو وہ حضرت یہاں موجود نہیں ہیں اور اگر موجود ہوتے اور یہ قرارداد پڑھ لیتے even then I have

objection on it اس لیے کہ خود ان کے الفاظ کے مطابق پہلے نیشنل اسمبلی یہ قرارداد پاس کر چکی ہے نیشنل اسمبلی کی قرارداد پاس کرنے کے بعد میرے خیال میں یہ بالکل بے معنی ہے کہ اس قرارداد پر عمل کیا جائے یعنی انتظار میں ہیں کہ ہم نیشنل اسمبلی کی سفارش کریں گے تو تب ان کی سنی جائے گی۔ اگر ہم نہیں کہیں گے تو ان کی کوئی نہیں سنے گا۔ میرے خیال میں ویسے بھی یہ قرارداد بے معنی ہے اور محرک کا نہ ہونا بھی ایک اچھا شگون ہے۔ اس لیے اس کو ختم کی جائے۔

جناب سپیکر، تو سردار صاحب بڑے خوش ہیں کہ محرک نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، تو سردار صاحب بڑے خوش ہیں کہ محرک نہیں ہیں۔ چونکہ محرک نہیں ہیں اس لیے اس قرارداد کو take up ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اب اس کے merit اور de-merit اس وقت discuss ہوتے اگر یہ قرارداد take up ہو جاتی۔

اگلی قرارداد محترمہ فوزیہ بہرام کی طرف سے ہے۔ جی محترمہ فوزیہ بہرام!

محترمہ فوزیہ بہرام، جناب والا! مجھے اس کی کاپی فراہم کی جائے۔

جناب سپیکر، اس کی کاپی مہیا کی جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ محترمہ اپنی قرارداد پیش کریں میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے آپ کی خدمت میں ایک چٹ بھی بھیجی ہے کہ کافی سارے معزز اراکین اس قرارداد کی سپورٹ میں اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ انتہائی اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔ تو جب محترمہ یہ قرارداد پیش کریں تو اس کو ووٹ کے لیے put کرنے سے پہلے یا اس پر ہاؤس کی رائے لینے سے پہلے ان معزز اراکین کو بات کرنے کا موقع دے دیا جائے۔ شکریہ۔

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر سردار امجد حمید خان دستی۔

سردار امجد حمید خان دستی، میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو یاد ہو گا کہ اس ہاؤس کے فلور پر محترمہ فوزیہ بہرام نے یہ اعتراض کیا تھا کہ عورتوں کے متعلق بات کرنا قابل اعتراض ہے اور آج وہ خود ہی عورتوں کے متعلق بات کرنا چاہتی ہیں۔ .She is stepping in my shoes جو قرارداد مجھے پیش کرنا چاہیے۔

She is encroaching my right Sir.

وہ تو عورتوں کی بات یہاں کرنا پسند ہی نہیں کرتیں۔ میں پسند کرتا ہوں۔ مجھے یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ (قہقہے) (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں قرارداد پیش کروں میں ذاتی نکتہ وضاحت پر سردار صاحب کو آپ کی وساطت سے یہ بتانا چاہتی ہوں کہ مجھے اسمبلی میں عورتوں کے متعلق بات کرنے پر تو کوئی اعتراض نہیں لیکن جس انداز سے وہ بات کرتے ہیں مجھے ان کے انداز پر اعتراض ہے۔ اگر وہ اپنا انداز ٹھیک کریں تو بالکل جب چاہیں بات کر سکتے ہیں۔

راجہ اشفاق سرور خان: اب اس عمر میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ (قہقہے)

اسمبلیوں میں خواتین کی نشستوں کی بحالی

محترمہ فوزیہ بہرام: میں قرارداد پیش کرتی ہوں۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ اسمبلیوں میں خواتین کی نشستیں فوری طور پر بحال کر دی جائیں"۔

سردار امجد حمید خان دستی: I have another sentence

میں آپ کی اجازت سے اس میں ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اجازت فرمائیں تو میں پڑھوں۔ یہ ہاؤس کے سامنے ہے۔ میری ترمیم اگر شامل کرنا چاہیں گے تو منظور کر لیں بشرطیکہ یہ خیال رکھا جائے کہ nomination میں آثار قدیمہ کو نہ آنے دیں۔ (قہقہے)

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! اجازت ہے؟ میں اس پر کچھ کہوں؟

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ۔۔

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ اسمبلیوں میں خواتین کی نشستیں فوری طور پر بحال کر دی جائیں"۔ تو اس میں میرے پاس ایک ترمیم چودھری محمد اعظم چیمہ کی طرف سے آئی ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! اس میں ایک ترمیم میری طرف سے بھی ہے۔

جناب سپیکر: ایک آپ کی ترمیم ہے تو اس کی ایک کاپی آپ مجھے دیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی چودھری محمد اعظم چیمہ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ ترمیم پیش کرتا ہوں کہ۔۔

"قرارداد کی سطر نمبر 2 میں وارد ہونے والے الفاظ "اسمبلیوں میں خواتین کی نشستیں فوری طور پر بحال کر دی جائیں" کی بجائے الفاظ "متعلقہ اسمبلی کے ارکان کے 5% کے برابر اضافی نشستیں خواتین کے لیے مخصوص کی جائیں" ثبت کیے جائیں"۔

جناب سپیکر: تو یہ ترمیم چودھری محمد اعظم چیمہ نے دی ہے کہ

"قرارداد کی سطر نمبر 2 میں وارد ہونے والے الفاظ "اسمبلیوں میں خواتین کی نشستیں فوری طور پر بحال کر دی جائیں" کی بجائے الفاظ "متعلقہ اسمبلی کے ارکان کے 5% کے برابر اضافی نشستیں خواتین کے لیے مخصوص کی جائیں" ثبت کیے جائیں"۔

تو میرے خیال میں اس بارے میں straightway ہاؤس کی اجازت لے لی جائے۔ آپ کی اس میں کوئی تقریر کرنے کی تو بات نہیں ہے۔ اس کو کوئی oppose نہیں کر رہا تو جو صاحبان اس کے حق میں ہیں وہ "ہاں" کہیں۔۔۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! قرارداد کے حق میں تقریر کی بھی اجازت دی جائے۔ محرک بھی کرے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! اس میں تقریر پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ پہلے ترامیم کو dispose of کریں گے اس کے بعد آپ قرارداد پر بات کر سکیں گے۔ تو اس کو میں نے straightway question put کیا ہے۔ چودھری محمد اعظم چیمہ کی ترمیم ہے اور یہ ترمیم میں نے پڑھ دی ہے۔ میں نے اس پر straightway question put کیا ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! کیا آپ کو question put کرنے پر کوئی اعتراض ہے؟

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں رول 98 کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

If notice of an amendment has not been given two clear days

before the day on which it is moved, any member may object to the moving of the amendment and thereupon the objection shall prevail, unless the Speaker, in his discretion, suspends this rule and allows the amendment to be moved.

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! اب آپ رول کو سسپنڈ کر سکتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق، میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ آپ ترمیم کے لیے رول suspend کر کے اجازت لیں گے۔

جناب سپیکر، جی چودھری صاحب' آپ کی بات درست ہے کہ ترمیم ایک --prescribed time limit میں آسکتی ہے اس کے علاوہ ترمیم پیش نہیں کی جا سکتی تاوقتیکہ سپیکر رول کو سسپنڈ کرتے ہوئے اس کی خاص طور پر اجازت دیں۔ میں پہلے ہاؤس میں یہ بات کہہ چکا ہوں کہ اب چونکہ ہماری اسمبلی کو کام کرتے ہوئی کافی عرصہ ہو گیا ہے اس لیے ہمیں strictly قواعد و ضوابط کے مطابق کام کرنا ہے اور میں رولز کو سسپنڈ کرنے کے حق میں اب نہیں ہوں گا۔ اس میں جب تک کہ کوئی خاص بات نہیں ہو گی۔ میں قواعد کو معطل کرتے ہوئے ترامیم entertain نہیں کروں گا تو یہ مسئلہ بڑی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔ محترمہ فوزیہ بہرام نے جو یہاں مسئلہ پیش کیا ہے یہ قومی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے اور اگر یہ فوری طور پر عجلت میں آیا ہے اور اس میں کوئی ترامیم لانا چاہتے ہیں تو اس کو بہت ہی اہمیت دیتے ہوئے اور اس کو بہت اہمیت کا حامل سمجھتے ہوئے میں ترامیم کو entertain کرتا ہوں اور میں نے رول کو سسپنڈ کرتے ہوئے چودھری محمد اعظم چیمہ کو اجازت دی ہے کہ وہ اس پر اپنی ترمیم پیش کریں تو اب میں اس کے لیے ہاؤس کے سامنے سوال put کرتا ہوں۔

(ترمیم منظور ہوئی)

دوسری ترمیم کی بھی میں اجازت دیتا ہوں۔ یہ میاں منظور احمد موہل کی طرف سے ہے۔ جی میاں منظور احمد موہل۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں کہ--

"قرارداد نمبر 2 منجانب محترمہ فوزیہ بہرام میں مندرجہ ذیل ترمیم کی اجازت دی جائے۔

مر کزی حکومت کی بجائے قومی اسمبلی تحریر کیا جائے اور آخر میں درج ذیل عبارت ایزاد کی جائے اور قومی اسمبلی متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کرے۔ پی ڈی اے جو کہ قومی اسمبلی میں بڑی اپوزیشن جماعت ہے اس کی قائد بھی محترمہ بے نظیر بھٹو ایک خاتون ہیں لہذا یہ ایوان توقع کرتا ہے کہ وہ بھی آئین میں ترمیم کی منظور پر اس قرارداد کو سپورٹ کریں گی"۔

جناب سپیکر، اس قرارداد میں یہ ترمیم پیش کی گئی ہے۔

"قرارداد نمبر 2 منجانب محترمہ فوزیہ بہرام میں مندرجہ زیل ترمیم کی اجازت دی جائے۔ مرکزی حکومت کی بجائے قومی اسمبلی تحریر کیا جائے اور آخر میں درج ذیل عبارت ایزاد کی جائے اور قومی اسمبلی متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کرے۔ پی ڈی اے جو کہ قومی اسمبلی میں بڑی اپوزیشن جماعت ہے اس کی قائد بھی محترمہ بے نظیر بھٹو ایک خاتون ہیں لہذا یہ ایوان توقع کرتا ہے کہ وہ بھی آئین میں ترمیم کی منظوری پر اس قرارداد کو سپورٹ کرے"۔

(ترمیم منظور ہوئی)

چودھری محمد فاروق، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! بے شک پارلیمانی نظام میں سیاسی جماعتوں کی حیثیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن اسمبلیوں کے ایوان کو بحیثیت مجموعی ایک ادارہ تصور کیا جاتا ہے اس اسمبلی میں بے شک مختلف جماعتوں کے اراکین بیٹھے ہیں لیکن جناب والا! میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ قومی اسمبلی میں بے شک مختلف جماعتوں کے اراکین بیٹھے ہیں لیکن یہ اسمبلی مر کزی حکومت یا قومی اسمبلی سے سفارش کے لیے کوئی قرارداد اس الفاظ کے ساتھ ڈسکس کر سکتی ہے لیکن کسی سیاسی جماعت سے سفارش کے لیے اس ایوان کے اندر اس قسم کی ترمیم نہیں لانی چاہیے اس پر جناب والا! میں آپ سے رولنگ چاہتا ہوں کہ آیا ہماری اسمبلی سیاسی جماعتوں سے استدعا کے لیے کوئی ریزولوشن پاس کر سکتی ہے۔ میرا نقطہ نظر اس سے مختلف ہے اور میں جناب سپیکر اس پر آپ کی رولنگ چاہتا ہوں

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! فاضل رکن اب جو یہ پوائنٹ آف آرڈر پیش کر رہے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے یہ تو ان کو اس وقت کی مخالفت کرنی چاہیے تھی میرے خیال میں تو انہوں نے اس کی مخالفت ہی نہیں کی اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ اس کے حق میں تھے۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنا چاہا اور میں کھڑا ہوا لیکن آپ نے اس کو ایوان میں پیش کرنا شروع کر دیا اور جس وقت آپ اسے پیش کر رہے تھے اس وقت کھڑا ہونا میرے لیے مناسب نہیں تھا اور میں ایوان کے تقاضے سے بیٹھ گیا۔

بہر حال جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پہلے پیش کیا ہے یا بعد میں پیش کیا ہے میں اس پر آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

راجہ محمد بشارت، جناب والا! میں چودھری محمد فاروق کی بات کی رولز کے حوالے سے وضاحت کرنا چاہوں گا کہ رول 93 کی کلاز نمبر 2 میں یہ واضح طور پر تحریر ہے کہ

93(2) "Provided that a resolution seeking to make a recommendation to the Central Government or the National Assembly or to communicate the views of the Assembly to that Government or Assembly---"

اس میں کسی سیاسی جماعت یا کسی اور forum کا ذکر نہیں ہے کہ اس کو سفارش کر کے بھیج سکتی ہے اس لیے ہم حکومت کو سفارش کر سکتے ہیں یا نیشنل اسمبلی کو کر سکتے ہیں نہ کہ ہم کسی سیاسی جماعت کے سربراہ کو سفارش کر کے یہ بھیجیں کہ وہ بھی اس تحریک کی حمایت کرے۔

جناب سپیکر، جی موہل صاحب! اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ کی ترمیم چودھری محمد فاروق' راجہ محمد بشارت کے خیال میں رول 93 سے hit ہوتی ہے۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! اس میں مسئلہ یہی ہے کہ چونکہ اب یہ ایوان میں آچکی ہے اور آپ نے اسے پڑھ دیا ہے اور کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی تو میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ اب پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے اس کی مخالفت نہیں کی جا سکتی۔ میں جب اپنی تقریر کروں گا تو میں اس میں بیان کروں گا یعنی جب میں جب اپنی ترمیم کے حق میں تقریر کروں گا تو میں اپنے نقطے کی وضاحت اس وقت کروں گا کہ میں کیوں یہ چاہتا ہوں کہ یہ لفظ بھی ایزاد کئے جائیں کیونکہ قومی اسمبلی میں عورتوں کی نشستیں تب بڑھیں گی جب آپ آئین میں ترمیم کریں گے دو تہائی اکثریت آئے گی اور ہم قومی اسمبلی کو as a whole درخواست کریں گے۔ اس وقت جناب ایک بڑی جماعت حزب اختلاف کی ہے

جو PDA کے نام سے ہے اور بے نظیر صاحبہ ایک عورت ہیں خاتون ہیں اور یہ اس ایوان کی ایک معزز رکن ہیں وہ اپنی جماعت کی لیڈر ہیں تو میں ان کو stress کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ وہ اس کے خلاف جا رہے ہیں وہ عورتوں کو یہ حق نہیں دینا چاہتے اس لیے میں چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی وہ بات اپنی جگہ درست ہے۔ اب اس میں صورت یہ ہے کہ ایک ریزولوشن آیا اور اس میں آپ نے ایک ترمیم دی ترمیم آپ نے پڑھی اس ترمیم کو میں نے دہرایا اور اسے ایوان کے سامنے پیش کیا اور ایوان نے اسے پاس کر دیا اب جبکہ وہ ترمیم ایوان میں carry ہو چکی ہے تو اس پر یہ سوال اٹھایا گیا کہ رولز کے تحت تو ایسی ترمیم آ ہی نہیں سکتی اب آپ کی طرف سے یہ ترمیم ایوان میں carry ہو چکی ہے لیکن یہ جو اوریجنل ریزولوشن ہے اب اس ترمیم نے اس اوریجنل ریزولوشن کا حصہ بننا ہے اور جس وقت اوریجنل ریزولوشن ایوان میں ووٹنگ کے لیے پیش ہو گا تو یہ ترمیم شدہ شکل میں ہو گا یعنی جو اعظم چیمہ کی ترمیم ہے اور جو آپ کی ترمیم ہے یہ ترمیم شدہ شکل میں اوریجنل ریزولوشن کے ساتھ ترامیم آئیں گی اور وہ ایوان میں پیش ہو گا اور اس پر ایوان کی ووٹنگ ہو گی اور پاس ہو گا یا نہ پاس ہو گا اب اس کی سٹیج یہ ہے کہ ترمیم پاس ہو چکی ہے main ریزولوشن نے ایوان میں ووٹنگ کے لیے آنا ہی اس موقعہ پر چودھری فاروق نے اور راجہ محمد بشارت نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ یہ ترمیم تو آ ہی نہیں سکتی اس لیے کہ رول 93 تو اس کی اجازت ہی نہیں دیتا کہ آپ پنجاب اسمبلی کی حیثیت سے کسی ریزولوشن میں کسی سیاسی پارٹی کو کوئی سفارش کریں۔ آپ فیڈرل گورنمنٹ کو سفارش کر سکتے ہیں آپ قومی اسمبلی کو سفارش کر سکتے ہیں لیکن کیا آپ سیاسی پارٹی کے کسی فرد کو، کسی سیاسی پارٹی کو سربراہ کو یا کسی سیاسی جماعت کو اسمبلی کے فورم پر کوئی سفارش ریزولوشن کی صورت میں کر سکتے ہیں یہ بڑا ہی اہم مسئلہ ہے اور اگر ہم کر سکتے ہیں تو ہم ضرور کریں گے لیکن اگر ہم نہیں کر سکتے اور اگر رولز کے مطابق نہیں کرنی چاہیے تو پھر ہمیں نہیں کرنی چاہیے۔ اور مسئلہ بھی یہی ہے کہ کیا ہم کسی سیاسی پارٹی کو یا سیاسی پارٹی کے کسی فرد کو پنجاب اسمبلی کے فورم پر کوئی سفارش کر سکتے ہیں۔

راجہ محمد بشارت: جناب والا! میں یہ وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ یہ ترمیم ابھی carry نہیں ہوئی تھی اور ایوان نے اس پر کوئی فیصلہ نہیں دیا تھا جناب نے سوال put کیا تھا اور ایوان کا فیصلہ ابھی آنا باقی

ہے۔ موہل صاحب کی ترمیم پر ایوان سے کوئی فیصلہ نہیں لیا گیا۔

جناب سپیکر، یہ بات درست ہے کہ یہ ایوان میں carry ہو چکی ہے۔ یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے۔ میں نے سوال put کیا اور یہ بات carry ہوئی ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب سپیکر! جیسا کہ جناب نے فرمایا کہ جناب نے ترمیم ایوان میں پیش کی اور سوال ایوان میں put کیا۔ اس کے بعد ایک پوائنٹ آف آرڈر آیا کہ کسی پارٹی کو یا کسی فرد واحد کو نہیں کہا جا سکتا؛ تو جناب والا! اس میں میری یہ گزارش ہو گی کہ میاں منظور احمد موہل نے جو ترمیم پیش کی ہے انہوں نے پیپلز پارتی یا پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن کے حوالے سے بات نہیں کی انہوں نے قومی اسمبلی کے ممبر ہونے کی حیثیت سے اور قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف ہونے کی حیثیت سے بات کی ہے تو قانون کے مطابق قومی اسمبلی ممبران قومی اسمبلی کے نام یا مرکزی حکومت کے نام یہ بات کی جا سکتی ہے اور میاں منظور احمد موہل نے یہ بات پارٹی کے حوالے سے نہیں کی بلکہ انہوں نے کہا ہے کہ وہ قومی اسمبلی کے ممبر ہونے کی حیثیت سے یا قومی اسمبلی میں اپوزیشن کے ممبران کی حیثیت سے ان پر یہ بات لازم ہے کہ وہ بھی اس ریزولوشن کے مطابق وہ عورتوں کی نشستیں بحال کرنے کے لیے امداد کریں۔

جناب سپیکر، اب جو میری سمجھ میں بات آئی ہے اس کا طریق کار یہ ہے کہ اس قرارداد پہ جتنی بھی ترامیم ہیں ان کو یک جا کر لیا جائے اور یک جا کر کے ایک نئی قرارداد ایوان میں لائی جائے۔ یہ تو رولز کے مطابق ہو گا۔ اس میں وزیر قانون بھی شامل ہو جائیں، محرکین بھی شامل ہو جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! جو محرکین اس پہ بات کرنا چاہتے ہیں وہ بات کر لیں پھر ہم بیٹھ کے یہ قرارداد تیار کر لیتے ہیں۔ پندرہ بیس منٹ سے زیادہ نہیں لگیں گے۔

جناب سپیکر، مجھے اس پہ کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اگر کچھ محرکین یا دوسرے ممبران اس پہ بات کرنا چاہتے ہوں لیکن آپ کا کیا خیال ہے کہ پہلے بات ہو جائے اور اس کے بعد قرارداد تیار کی جائے؟

محترمہ فوزیہ بہرام، جناب سپیکر! یہ بالکل غیر مناسب بات ہے کہ پہلے بات ہو جائے اور اس کے بعد قرارداد کو تیار کیا جائے۔ یہ جو دو ترامیم آئی ہیں جب آپ نے رولز کو معطل کیا ہوا ہے تو ان ترامیم کو شامل کر کے ترمیم شدہ صورت میں اس قرارداد کو پاس کر دیا جائے۔ اگر اس نے ایک نئی ترمیم شدہ

شکل میں اگلے غیر سرکاری کارروائی کے دن پر دوبارہ آنا ہے تو ہم اس کو ابھی کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر، تو آپ ایک جامع صورت میں اس قرارداد کو ابھی لے آئیں۔ یہ ایک مشترکہ قرارداد ہو جائے گی، اس میں ترمیم کرنے والے بھی شامل ہو جائیں گے۔ اور اس کو سختی سے رولز کے مطابق تیار کرنا ہو گا۔ سردار صاحب! اس کو مشترکہ طور پر ایوان میں پیش کر دیں اور پھر اس پر بات کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، اس پر پہلے بات کر لیں اور اسی دوران مشترکہ طور پر ایک ترمیم شدہ قرارداد تیار ہو جائے۔

جناب ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب والا! جب متفقہ طور پر اس قرارداد کا فیصلہ ہو چکا ہے اور اس کے بعد ہمارے فاضل ممبران نے یہ اعتراض کیا ہے۔ جب ایوان کا فیصلہ کر دے تو اس کے بعد کوئی ایسی بات ہی نہیں رہتی اور جناب سپیکر یہ اسمبلی کی روایت ہے کہ جب جناب سپیکر کوئی فیصلہ کر دیں یا ایوان فیصلہ کر دے تو اس کے بعد کوئی بات اٹھائی ہی نہیں جا سکتی۔ یہ ایسا کون سا معاملہ ہے جو اتنی شدت اختیار کر گیا ہے۔ جناب سپیکر! جب یہ فیصلہ ہو چکا ہے تو اس پر نظر ثانی نہ کی جائے۔ اسی طرح اس کو منظور کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر، چودھری محمد فاروق صاحب!

چودھری محمد فاروق، جناب والا! میرے پوائنٹ آف آرڈر کو آپ نے entertain کیا تھا اور رولز کے حوالے سے آپ کے سامنے بات کی گئی ہے اور آپ نے بھی اس پہ اپنا فیصلہ دے دیا اسی دوران ایک مشیر وزیر اعلیٰ جناب اعظم چیمہ صاحب نے ایک بات کی۔ وہ بات جو میاں منظور احمد موہل نے کی ہے وہ تحریری طور پر بھی قرارداد میں موجود ہے اور زبانی بھی انہوں نے بات کی ہے اس لیے مشیر ہونے کے ناتے ایوان کی روایات کو پامال نہیں کرنا چاہیے۔ اگر رولز روایات کی پاسداری ہم ممبران نہیں کرتے تو کوئی باہر سے آ کر نہیں کرے گا۔ اس لیے جناب والا! اگر تھوڑا بہت ابہام پیدا ہوا ہے تو اس کو دور کر لیا جائے۔ ہم نے آئندہ بھی قراردادیں دینی ہیں اور ان میں ترامیم دینی ہیں۔ اگر ہم اس طرح سے قرارداد پاس کریں گے کہ جس سے باہر جا کر ہمارے ایوان کا تشخص مجروح ہو تو آج ہی اس کی درستگی کر لینی چاہیے۔ اگر آپ نے اجازت دے ہی دی ہے یا میرے پوائنٹ آف آرڈر کو ایک طرف رکھتے ہوئے آپ اس کے حق میں ہیں کہ ترمیم شدہ شکل میں ایک نئی قرارداد سامنے لائی

جائے تو پھر جو ترمیم شدہ قرارداد آپ لا رہے ہیں تو پھر اس قرارداد میں ہمیں ترمیم کرنے کی اجازت دیجئے کہ ایسے الفاظ ترمیم کے ذریعے اس قرارداد میں آ جائیں کہ جو رولز کے تقاضے پورے نہیں کرتے ہم ان کو ترمیم کر کے باہر نکال دیں۔ تاکہ جو قرارداد پاس ہو کر باہر جائے اس میں جو مواد موجود ہے اس پر کوئی اعتراض نہ کر سکے۔

جناب سپیکر، چودھری محمد فاروق نے قرارداد پہ جو نکتہ اعتراض اٹھایا ہے کہ یہ کسی سیاسی پارٹی کو یا سیاسی پارٹی کے کسی سربراہ کو اسمبلی سفارش کی صورت میں نہیں بھجوا سکتی اور اس میں راجہ محمد بشارت نے ان کی تائید کرتے ہوئے قاعدہ نمبر 93 کا حوالہ دیا ہے' میں اس سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ پنجاب اسمبلی کے قواعد و ضوابط کے مطابق ہم کوئی ایسی قرارداد پاس نہیں کر سکتے کہ جس سے کسی فرد کو یا کسی سیاسی پارٹی کو سفارش کریں۔ ہماری قرارداد صرف وفاقی حکومت کو یا قومی اسمبلی کو ہی سفارش کے ساتھ بھجوائی جا سکتی ہے۔ میں چودھری محمد فاروق سے کہتا ہوں کہ وہ بھی رولز کی روشنی میں اس مشترکہ قرارداد میں شامل ہو جائیں اور اس مشترکہ قرارداد کو تیار کر لیں۔ بیگم صاحبہ' آپ کچھ فرمانا چاہیں گی تو بسم اللہ کیجیے---!

محترمہ فوزیہ بہرام، جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ویسے تو ایوان اس قرارداد کو adopt کر رہا ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوا تو اصولی طور پر تو میرے ذہن میں ایسی کوئی بات نہیں رہ جاتی لیکن اتنا افسوس ہے کہ تقریباً دو سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود انتہائی اہمیت کے حامل موضوع پر کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ اور یہ بھی ہے کہ ملکی خواتین نے عملی طور پر اس پر احتجاج نہیں کیا اور بیانات وغیرہ دیتی رہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انہوں نے اپنی عدم نمائندگی کو قبول کر لیا ہے بلکہ اس طرح ہے کہ قائدین کی بار بار یقین دہانی پر کہ خواتین کی نشستیں ضرور بحال ہوں گی' جتنی بھی ملکی خواتین ہیں وہ یقین رکھتی تھیں۔ 52 فی صد آبادی کے معاملے کو یوں نظر انداز کر دینا میں سمجھتی ہوں کسی بھی طور پر بھی انصاف نہیں ہے۔ مزید میں یہ بھی بتانا چاہوں گی کہ جیسے اکثر اخبارات میں آیا کہ خواتین کو الیکشن لڑ کر اسمبلیوں میں آنا چاہیے اس وقت جو ملکی سیاست ہے اور جو حالات ہیں ان کے تحت میں نہیں سمجھتی کہ تمام خواتین کے لئے یا زیادہ تر خواتین کے لیے یہ ممکن ہے کہ عام انتخابات میں حصہ لے کر اسمبلیوں میں پہنچیں اور جب تک ایسے حالات سازگار نہ ہوں میں سمجھتی ہوں کہ ان کو

مخصوص نشستوں پر نمائندگی دے کر اسمبلیوں میں بٹھانا اور خواتین کی نمائندگی کرنا خواتین کا حق ہے۔ میں اس معزز ایوان کے تمام ممبران کی اور حکومت کی اور آپ کی بھی مشکور ہوں کہ آپ نے دلچسپی لی اور توقع رکھتی ہوں کہ اس پر جلد از جلد عملدرآمد ہو گا۔ شکریہ!

جناب سپیکر. بیگم سمیرا ربانی کھر صاحبہ آپ اس بارے میں کچھ فرمانا چاہیں گی؟

بیگم سمیرا ربانی کھر. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جیسا کہ فوزیہ بہرام صاحبہ نے ابھی بتایا ہے اور یہ بات سب پر عیاں ہے کہ خواتین کی شرح آبادی 52 فی صد ہے لیکن پھر بھی خواتین کو کوئی نمائندگی حاصل نہیں ہے۔اور ہماری خواتین اگر اسمبلیوں میں آنا بھی چاہیں تو ہمارا معاشرہ پوری طرح اس چیز کی انہیں اجازت نہیں دیتا۔ ابھی امجد حمید دستی نے جو کچھ فرمایا ہے اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ آئندہ مردوں کے لیے بھی یہی رولز اپنائے جائیں جو عورتوں کے لیے اپنائے جا رہے ہیں اور ان مردوں کو اسمبلی میں آنے کی اجازت ہی نہیں ہونی چاہیے جو عورتوں کی عزت کی حفاظت نہ کر سکیں اور عورتوں کے لیے اسمبلی کے اندر جس طرح کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں یہ عورتوں کے لیے کسی طرح بھی بہتر نہیں ہیں۔ اگر اسمبلی میں عورتیں بھی نمائندہ بن کر آئیں گی تو وہ ان باتوں کا کچھ نہ کچھ جواب دے سکیں گی اور ایسے لوگوں کے اس طرح منہ بھی بند رہیں گے۔ عورتوں کے لیے چونکہ ابھی جنرل الیکشن کے ذریعے اسمبلیوں میں آنا مشکل ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ممکن ہے کہ زیادہ سے زیادہ عورتیں اس طرح اسمبلی میں آسکیں لیکن فی الحال ایسا ممکن نہیں ہے۔ البتہ ان 52 فی صد عورتوں کی کچھ نہ کچھ نمائندگی اسمبلی میں ہونا بہت ضروری ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی بہت احسان مند ہوں کہ آپ نے اس معاملے میں بہت تعاون کیا اور امید کروں گی کہ اگر آپ آئندہ بھی یہی تعاون برقرار رکھیں تو یہ معاملہ انشاء اللہ حل ہو جائے گا۔ شکریہ۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! محترمہ کی یہ تجویز بڑی اچھی ہے کہ عورتوں کی آبادی 52 فی صد ہے اور 52 فی صد ہی نمائندگی ان کی اسمبلی میں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر. بیگم صاحبہ نے 52 فی صد نمائندگی کی بات نہیں کی ہے۔ انہوں نے اپنی قرارداد کی حمایت کی ہے اور وہ پانچ فی صد نمائندگی چاہتی ہیں۔ کیوں بیگم صاحبہ آپ نے یہی فرمایا ہے؟

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! ظاہر ہے کہ 52 فی صد نمائندگی کے لیے 52 فی صد عورتیں تو نہیں آ

سکتیں۔ 52 فی صد نمائندگی کے لیے جو قانون قاعدہ ہے اس کے مطابق پانچ فی صد خواتین خصوصی سیٹوں پر آتی ہیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! زیر بحث جو مسئلہ ہے یہ بہن محترم فوزیہ بہرام کی ایک قرارداد ہے جو کہ وقت کی ضرورت کے عین مطابق ہے۔ اس میں ہم نے مشترکہ طور پر کچھ ترامیم بھی کی ہیں جو آپ تک جلد پہنچ جائیں گی۔ مقصد یہی ہے کہ ہمارا ملک دنیا کے جس خطہ میں آباد ہے یا جو ہمارے معروضی حالات ہیں۔ ان کے مطابق یہ سچ ہے کہ ہماری خواتین عام الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتیں کیونکہ یہ بڑے مشکل حالات ہوتے ہیں۔ ان الیکشن میں ہماری بہن محترمہ فوزیہ بہرام کی طرح جو مجاہدہ ہوں وہی کامیاب ہوسکتی ہیں۔ چونکہ عورتوں کی آبادی 52 فی صد ہے اور آئین میں ان کی نمائندگی کے لیے 5 فی صد نشستیں رکھی ہوئی تھیں جو کہ 1973ء کے آئین کے تحت تھیں اور یہ ایک مقررہ مدت تک کے لیے تھیں۔ اب یہ سیٹیں ختم ہو چکی ہیں۔ لہذا اب آئین میں ترمیم کی ضرورت ہے کہ آئین میں ترمیم کر کے جو صورت حال 1973ء کے مطابق تھی وہی بحال کی جائے چونکہ یہ مسئلہ قومی اسمبلی کا ہے صوبائی حکومت یا صوبائی اسمبلی اس کے لیے صرف سفارش کر سکتی ہے۔ اس کے لیے صرف سفارش کرسکتی ہے۔ اس قرارداد میں ہم یہ ہی چاہتے ہیں کہ ان عورتوں کا جو حق تھا جو ایک تسلیم شدہ امر تھا وہ تسلیم کیا جائے بلکہ ان کو ہمیں مزید سیٹیں دینی چاہئیں۔ بے شک ابھی صرف 5 فی صد کے حساب سے ان کو نمائندگی دی جائے اور آہستہ آہستہ جب اس ملک کے حالات اور واقعات زیادہ ترقی یافتہ ہو جائے' عورتوں کو بھی سہولتیں ہو جائیں۔ تعلیم بھی عام ہو جائے تو پھر ان کو جنرل سیٹوں پر آنے میں آسانی ہو گی لیکن اس موجودہ دور میں جس طرح کے حالات ہیں ان حالات میں یہ عام الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتیں۔ اگر ہم عورتوں کو اسمبلیوں میں نمائندگی بھی نہیں دیں گے تو پھر اسمبلیوں کی روح ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ روح یہی ہے کہ ہر طبقہ کی اسمبلیوں میں نمائندگی ہونی چاہیے۔ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو عورتوں کی صحیح نمائندگی نہیں ہو سکے گی۔ لہذا ہمیں اس بات بھرپور سفارش کرنی چ اور اس بات کو ایک طرف رکھتے ہوئے کہ اس میں اپوزیشن کا نقطۂ نظر کیا ہے یا کسی اور کا نقطہ نظر کیا ہے۔ میرے خیال میں ہماری صوبائی اسمبلی کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ عورتوں کو 5 فی صد نشستیں جو 1973 کے آئین کے تحت دی گئی تھیں وہ ضرور ملنی چاہیے۔ اب قومی اسمبلی میں آئی جے آئی کی حکومت ہے۔ کہا

یہ جاتا ہے کہ حکومت جو کچھ کرنا چاہتی ہے اپوزیشن اس میں ضرور ٹانگ اڑاتی ہے اور جو کچھ اپوزیشن کرنا چاہتی ہو چاہے یہ کوئی اچھا کام ہو حکومت اس میں ضرور دخل دیتی ہے۔ اور حکومت اس کو پاس نہیں کرنا چاہتی۔ اس لیے ہمیں یہ چاہیے کہ ہم ایک سچی بات کریں اور وہ بات کریں جو وقت کی ضرورت ہو۔ اس بارے میں حدیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ہے کہ "آپ دیکھیں گے کہ بات کیا ہے یہ نہ دیکھیں کہ بات کرنے والا کون ہے"۔ بات دیکھی جائے کہ بات کیا ہے۔ قومی اسمبلی اپوزیشن اور جو پارٹی اقتدار میں ہوتی ہے دونوں کے ملنے سے بنتی ہے۔ قومی اسمبلی میں یہ ایک ایسا موقع ہے کہ وہاں پر محترمہ بے نظیر بھٹو جو کہ خاتون ہیں اور قائد حزب اختلاف ہیں وہ اس کو take up کریں۔ اور اس سلسلے میں وہ پورا تعاون کریں تاکہ ملک میں عورتوں کی نمائندگی آسکے۔ اور یہ اسمبلیاں ملک کی پوری آبادی کے نمائندہ ہوں۔ لہذا میں یہ استدعا کروں گا کہ اپوزیشن اور ہم سب مل کر اس قرارداد کو متفقہ طور پر پاس کریں اور پھر قومی اسمبلی میں بھی متفقہ طور پر ٹیک اپ کر کے آئین میں ترمیم کرے اور آئین میں اس وقت ترمیم ہو سکتی ہے جب 2/3 اکثریت ہو گی۔ اور یہ عورتوں کا جو حق قانون کے تحت ختم ہو چکا ہے اس حق کو ہم اسی قانون کے مطابق بحال کروائیں۔

جناب راجہ جاوید اخلاص، جناب سپیکر! یہ جو عورتوں کی نشستوں کا معاملہ ہے اس کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے تمام ہاؤس نے اس کو متفقہ طور پر take up کیا ہے اور میں بھی ذاتی طور پر پرزور سفارش کرتا ہوں کہ یہ پانچ فی صد نمائندگی جو ہے اس کو بحال کیا جانا چاہیے۔ لیکن جناب والا! دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ جو عورتیں ان پانچ فی صد نشستوں پر منتخب ہو کر آتیں ہیں وہ زیادہ تر مردوں کی نمائندہ ہوتی ہیں اس لیے کہ جو عورتوں میں پس ماندہ طبقہ ہے یا پس ماندہ علاقے ہیں' یا جو پسی ہوئی عورتیں ہیں جن کے سروں سے گھڑے ہی نہیں اترتے جو زمینداری کرتی ہیں ان عورتوں کی نمائندگی نہیں ہوتی۔ لہذا میری یہ تجویز ہے کہ کوئی قانون اس قسم کا بھی بنایا جائے کہ جو عورتیں پس ماندہ طبقہ یا علاقہ سے تعلق رکھتی ہوں ان کو بھی نمائندگی دی جائے۔ صرف یہ نہیں کہ بڑے بڑے شہروں سے بااثر لوگوں کی عورتیں ہی منتخب ہو کر اسمبلیوں میں آئیں۔ صحیح نمائندہ عورتوں' پس ماندہ طبقے کی عورتوں اور مظلوم عورتوں کو بھی اس نمائندگی کا حق ملنا چاہیے۔ اور ان کو بھی ان اسمبلیوں میں آ کر اپنے حق کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے۔

جناب ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب سپیکر! یہ جو قرارداد پیش کی گئی ہے اس بارے میں ہم نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس قرارداد کو منظور کر کے وفاقی حکومت کو بھیجی جائے۔ میں اس بارے میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ قرارداد واقعی صحیح ہے اور ان کا حق بھی بنتا ہے کیونکہ ان کی آبادی 52 فی صد ہے۔ جناب سپیکر! تو اس میں یہ بات ضرور ہے کہ خواتین کا جو رول ہے اسے یہ اپنے آپ بہتر نہیں کر سکیں۔ کیونکہ یہ خواتین ونگ میں ان کو motivate نہیں کر سکیں۔ یہاں محترمہ فوزیہ بہرام بیٹھتی ہیں اگر یہ ڈائریکٹ الیکشن لڑ کر جیت سکتی ہیں تو کیا وجہ ہے باقی جو سوشل خواتین ہیں وہ ڈائریکٹ الیکشن لڑ کر الیکشن کیوں نہیں جیت سکتیں' یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے کہ خواتین ڈائریکٹ الیکشن میں آئیں تو وہ مرد حضرات کے اور خواتین کے بھی ووٹ حاصل کرتی ہیں اب اگر یہ دیکھا جائے تو مختلف محکمہ جات' جیسے ٹیلی فون ہے پی آئی اے ہے یا دوسرے جتنے بھی محکمے ہیں وہاں خواتین مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی ہیں اور جب خواتین سیاست میں آئیں تو پیچھے رہ جاتی ہیں اگر سیاست میں دیکھیں تو محکمہ بلدیات یا جو دوسرے منتخب ادارے ہیں وہاں بھی خواتین کی نشستیں مخصوص کی گئی ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ جو خواتین وہاں منتخب ہو کر آتی ہیں وہ ذرا بھی دلچسپی نہیں لیتیں بلکہ جو بھی صاحب اختیار ہوتے ہیں وہ خواتین کو ووٹ کے لیے استعمال کرتے ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا ہم نے ضلع کونسلوں میں بھی دیکھا کہ خواتین کے لیے الگ فنڈ مخصوص کر دیے گئے ہیں لیکن انہوں نے کبھی بھی خواتین سے رابطہ کر کے یہ نہیں بتایا کہ ہم آپ کی نمائندہ ہیں اور ہم آپ کے لیے کچھ کام کر رہی ہیں اگر ہم صوبائی اسمبلی پہ بھی نظر ڈالیں تو تین محترمہ یہاں منتخب ہو کر آئی ہیں وہ بھی مردوں کی طرح بڑھ چڑھ کر دلچسپی نہیں لیتیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کو کوئی احساس ہے ان کو سب سے پہلے احساس کمتری دور کرنا چاہیے اور ان کو سوچنا چاہیے کہ وہ یہاں بطور خواتین نہیں بلکہ ممبر اسمبلی یہاں پر موجود ہیں اور اسمبلی کی جتنی بھی کارروائی ہے ہم اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں۔ جناب والا! مخصوص نشستوں والا طریقہ کار میرے خیال میں اصولی طور پر تو ٹھیک نہیں ہے کیونکہ ان کی تعداد زیادہ ہے اور ان کو نمائندگی نہیں مل رہی اس لحاظ سے ہم کہتے ہیں کہ اگر ان کو موقع دیا جائے اور یہاں خواتین کی نمائندگی بھر پور طریقے سے ہو جائے تو یقیناً ان میں جو بیداری ہے اور سوشل ورکر ہیں ان کی مقدار بڑھ جائے گی اور یہ اچھے طریقے سے اپنی لابی میں اپنی فیلڈ میں کام کر سکیں گی تو اس لیے

جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی تائید کرتے ہوئے چند ایک گزارشات خواتین کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا۔ کہ جو ان میں کمی ہے وہ اپنی کمی کو دور کریں اور کمی کو دور کر کے اپنی خواتین بہنوں کو یہ ترغیب دیں کہ وہ سوشل ورک کریں' خواتین کے ونگ میں خدمت کریں' وہاں رابطے کریں تاکہ ان کو یہ شعور پیدا ہو کہ ہم ڈائریکٹ بھی الیکشن لڑ کر آ سکتی ہیں اور جو ہم ان ڈاکٹ کا سہارا لیتی ہیں وہ بہتر نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب محمد لطیف مغل: جیسا کہ محرک نے قرارداد پیش کی ہے مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ تقریباً دو سال سے اسمبلی چل رہی ہے۔ لوگ جب ووٹ مانگنے جاتے ہیں تو اس وقت ہم خواتین سے کہتے ہیں کہ ہم آپ کے حقوق لے کر دیں گے ووٹ لینے کے بعد دو سال تک ہم نے کس وجہ سے ان کو نمائندگی نہیں دی یہ سمجھ نہیں آتی حالانکہ ایک سال پہلے ہر اسمبلی میں خواتین رہی ہیں اور ان کی پانچ فی صد نمائندگی تھی جیسا کہ ملک صاحب نے کہا ہے کہ خواتین احساس کمتری کا شکار ہیں اور انہیں محترمہ فوزیہ بہرام کی طرح ڈائریکٹ الیکشن لڑ کر آنا چاہیے یہ تو ایک آ گئی لیکن ہمارے معاشرے میں اتنی آزادی نہیں ہے اور نہ ہماری پاکستانی قوم یہ چاہتی ہے کہ عورتیں الیکشن لڑیں لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ خواتین آبادی 52 فی صد ہے ہم ان کے ووٹ بھی لیتے ہیں لیکن ابھی تک لوگوں میں یہ بات پیدا نہیں ہوئی وہ عورتوں کو ڈائریکٹ ووٹ دیں اگر اسمبلی میں خواتین کو 5 فی صد نمائندگی دی جائے تو وہ عورتوں کے حقوق کے لیے جدوجہد کریں گی اور ہم لوگوں کو یہ سوچنا چاہیے کہ سفارشی کو نمائندگی نہ دیں کہ لیڈر حضرات یا وزراء حضرات یہ دیکھیں کہ یہ ہمارے ووٹ بنیں چونکہ پچھلے دور میں بھی ایسی عورتوں کو نمائندگی دی گئی جو یہاں پر سوشل کام نہیں کر سکتی تھیں اور انہیں صرف ووٹ ہی کا اختیار تھا۔ حزب اقتدار پارٹی ہو یا حزب اختلاف ان میں مردوں کی اتنی تعداد ہے کہ اگر وہ اسمبلی میں نہ ہی بولیں یا لوگوں کے پاس جا کر جدوجہد نہ بھی کریں تو پھر بھی مردوں کی اکثریت ہے لیکن خواتین ایسی آنی چاہییں جو سوشل ہوں اور واقعی نمائندگی کی حق دار ہوں تاکہ وہ خواتین کے حقوق کا تحفظ بھی کر سکیں یہ سفارشی نہیں ہونی چاہییں باقی جیسے کہا گیا ہے کہ وہ ایسی ہونی چاہیے کہ بات کر سکیں۔ پسماندہ علاقوں کی عورتوں کو بھی نمائندگی دی جائے۔ جیسے موہل صاحب کی تجویز ہے کہ بے نظیر صاحبہ کا نام لیا جائے۔ اس میں کسی پارٹی کا نام نہیں لینا چاہیے اس میں مذہبی جماعتیں بھی ہیں۔

حالانکہ میں نہیں سمجھتا کہ بے نظیر صاحبہ مخالفت کریں گی کیونکہ بذات خود وہ عورت ہیں اور پھر دوسری مذہبی جماعتوں کا بھی نام لیا جائے گا۔ یہ قرارداد جیسے پیش کی گئی ہے اسے من و عن پاس کیا جائے

جناب راجہ جاوید اخلاص(پارلیمانی سیکرٹری)، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی رکن اس وقت ایوان میں نہیں ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا وہ "واک آؤٹ" کر گئے ہیں یا جو یہ قرارداد پیش ہوئی ہے اس پر انہیں اتفاق نہیں ہے۔

وزیر تعلیم، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وقفہ سوالات میں ایک ضمنی سوال کا جواب میں نے ایوان کی میز پر رکھنا تھا تو آپ اجازت دیں تاکہ میں جواب ایوان کی میز پر رکھ سکوں۔

جناب سپیکر، آپ جواب ایوان کی میز پر رکھنا چاہتے ہیں۔

وزیر تعلیم، جی، جناب والا!

جناب سپیکر، جی۔ آپ اسمبلی سیکرٹریٹ کو table کر دیں۔

چودھری محمد فاروق، (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب کوئی business چل رہا ہو کسی خاص موضوع یا قرارداد پر بحث جاری ہو تو پہلے موضوع کے اختتام سے پہلے یعنی جب تک پہلا business ختم نہیں ہو جاتا اس وقت تک دوسرا business take up نہیں ہو سکتا یہ تو پھر ایسا ہو گا کہ ایک business چل رہا ہے اس کے درمیان ایک آ گیا پھر تیسرا تو یہ interruption ہماری روایات کے متضاد ہے۔

جناب سپیکر، جی چودھری صاحب! میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں اور یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ایک قرارداد take up کی ہوئی ہے اور اس کے درمیان ہم کوئی اور business شروع کر دیں یہ تو عثمان ابراہیم صاحب وزیر تعلیم نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہی اور میں سمجھا کہ یہ اسی قرارداد سے متعلق بات کرنا چاہتے ہیں تو میں نے ان کو اجازت دے دی لیکن وہ ایک جواب ایوان کی میز پر رکھنا چاہتے تھے تو اس کے لیے مجھ سے پوچھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے وہ سوال کا جواب سیکرٹری اسمبلی کے پاس table کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں کوئی interruption نہیں ہوئی۔ تو شاہ صاحب آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ، جی، جناب والا!

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمائیے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ نے جو قرارداد آج اس معزز ایوان میں پیش کی ہے اس ضمن میں' میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں آئین کے آرٹیکل نمبر 51 کا حوالہ دوں گا اور اس کے سب آرٹیکل 4 میں یہ دیا گیا ہے کہ

Article 51 (4) Until the expiration of a period of ten years from the commencing day or the holding of Assembly, whichever occurs . later , twenty seats in addition to the number of seats referred to in clause (1) shall be reserved for women and allocated to the Provinces in accordance with the Constitution and law.

تو جناب سپیکر! جب اس آئین کو نافذ کیا گیا تھا تو اس میں دس سال یا تین جنرل الیکشن میں خواتین کو موجودہ یا اس وقت کے معاشرتی حالات کی بنا پر اس امر کی گنجائش رکھی گئی تھی کہ ہمارا جو social structure ہے اس میں اس قسم کی گنجائش نہیں تھی کہ اس وقت وہ ڈائریکٹ الیکشن میں جیسے محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ یا ہماری دیگر خواتین معزز اراکین صوبائی اسمبلی میں اور قومی اسمبلی میں منتخب ہو کر گئی ہیں

سید طاہر احمد شاہ: ہمارے ملک میں جو سیاسی عمل جاری ہوا تھا اگر تو وہ جاری رہتا اور ملک میں مارشل لاء نہ لگ جاتا تو ممکن ہے کہ اتنا سیاسی شعور پیدا ہو جاتا اور ہمارے معاشرتی حالات اس قسم کے ہو جاتے کہ محترمہ فوزیہ بہرام کی طرح کچھ دوسری خواتین بھی عام انتخابات میں منتخب ہو کر آ جاتیں۔ اس وقت ہمارے جو معاشرتی اور سیاسی حالات ہیں وہ اس بات کے متقاضی ہیں کہ خواتین کی مخصوص نشستیں بحال کی جائیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو جب 1988ء میں برسر اقتدار آئی تھیں وہ تیسرا جنرل الیکشن تھا جس میں خواتین کو نمائندگی دی گئی تھی انہیں چاہیے تھا کہ اپنے دور اقتدار میں اپنی ہی سیکس کے متعلق یعنی خواتین کے متعلق اپنی ہی کمیونٹی کے لیے' میں سیکس کے لفظ پر معذرت چاہتے ہوئے کمیونٹی کہوں گا' خواتین کی کمیونٹی کو نمائندگی دینے کے لیے اس میں ترمیم کرکے آگے اس میں

توسیع کر دیتیں یا پھر آئین میں ترمیم کر دی جاتی جناب سپیکر میں اب اس حوالے سے کیونکہ یہ کہا گیاہے کہ مختصراً بات کریں تو میں اس قراردا پر۔۔۔

جناب ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! سید طاہر احمد شاہ فرما رہے تھے کہ محترمہ بے نظیر اپنے دور اقتدار میں یعنی 18 مہینے کے دور میں ترمیم منظور کرواتیں جناب سپیکر! میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کروں گا کہ اس وقت تو خواتین کی مخصوص نشستیں موجود تھیں۔ اس وقت ان کو کیا پڑی تھی کہ اس میں ترمیم کرتیں۔ اس وقت آئی جے آئی کی حکومت برسر اقتدار ہے اور دو سال گزرنے والے ہیں وہ خود اس مسئلے کو حل کر سکتے ہیں۔ ہم جو یہاں قراردادیں پاس کر رہے ہیں اس کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اس وقت بھی ان کے پاس تقریباً دو تہائی اکثریت ہے۔ اگر تو محترمہ بے نظیر بھٹو نے خواتین کی نشستوں کی مخالفت کی ہو پھر تو یہ اس کا حوالہ بھی دے سکتے ہیں۔ اگر ایسی کوئی بات نہیں ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ شاہ صاحب دبی ہوئی باتوں کو اجاگر کر رہے ہیں۔ اگر یہ کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے جہاں تک محترمہ بے نظیر بھٹو کے حوالے کا تعلق ہے وہ کسی طرح سے بھی جائز نہیں ہے۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ شاہ صاحب آپ اپنی بات کو مکمل کریں۔

سید طاہر احمد شاہ، جناب والا! میں اس ضمن میں آئین کے آرٹیکل 25 کا حوالہ دوں گا اس کا سب آرٹیکل دو ہے۔

Art. 25(2) There shall be no discrimination on the basis of sex alone.

اور اسی آرٹیکل کا سب آرٹیکل 3 ہے۔

(3) Nothing in this Article shall prevent the State from making any special provision for the protection of women and children.

جناب سپیکر! آئین میں اس وقت جو گنجائش ہے اس میں یہ امر مانع نہیں ہے۔ ہم خواتین کو تحفظ دینے کے لیے مزید قانون سازی کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں اس ضمن میں یہ کہوں گا کہ یہ ہمارا ایک معاشرتی مسئلہ ہے عام طور پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہمارے ملک میں آدھی آبادی خواتین کی ہے مگر

میری سوچ اور اطلاع کے مطابق کوئی 52 فی صد آبادی خواتین کی ہے۔ موجودہ سماجی ڈھانچے کے حالات اور تقاضوں کو دیکھتے ہوئے ہمارے ملک کی آدھی آبادی کے ساتھ ناانصافی ہو گی۔ اس لیے جناب والا! موجودہ حالات کو سماجی حالات' معاشرتی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتے ہوئے یہ بھی درخواست کروں گا کہ آئین میں جو آرٹیکل نمبر 230 ہے

جناب محمد ریاض فتیانہ، جناب والا! رول 101 میں یہ واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ ریزولیشن کا محرک دس منٹ تک تقریر کر سکتا ہے۔ چونکہ رول میں ایک بات واضح ہو چکی ہے لہذا شارٹ کٹ کرتے ہوئے اب ہاؤس کی رائے لے لی جائے تاکہ آگے بڑھا جا سکے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! میں آپ کو پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ آپ وائنڈ اپ فرمائیں۔

سید طاہر احمد شاہ، جناب سپیکر! میری یہ استدعا ہے اور آپ کی وساطت سے معزز اراکین کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک قومی مسئلہ ہے۔ نہایت اہمیت کا معاملہ ہے اور خاص طور ملک کی آدھی آبادی کا ایک جائز اور اہم مسئلہ ہے اس لیے اسے متفقہ طور پر پاس کیا جائے اور میں یہاں پر آئین کے آرٹیکل نمبر 238 کا حوالہ بھی دوں گا۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ

Subject to this part, the Constitution may be amended by Act of Parliament.

اور اس کے علاوہ 239 میں لکھا ہوا ہے کہ

A Bill to amend the Constitution may originate in either House and when the Bill has been passed by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House, it shall be transmitted to the other House.

جناب والا! آئین میں اس بات کی گنجائش موجود ہے اور میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ چونکہ یہ مفاد عامہ کا مسئلہ ہے اور ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے اس لیے اسے متفقہ طور پر پاس کیا جائے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون اس پر کچھ فرمانا چاہیں گے؟

ڈاکٹر ممتاز علی چودھری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! میں بھی اس قرارداد کے لیے بھرپور سفارش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی میں محترمہ فوزیہ بہرام کے لیے سفارش کرتا ہوں / گزارش کرتا ہوں کہ انہیں عورتوں کی وزیر بنایا جائے۔ (قہقہے)

چودھری محمد فاروق: جناب والا! میں اس قرارداد کی مکمل طور پر حمایت کرتا ہوں اس وقت 52 فی صد آبادی خواتین پرمشتمل ہے اور ہم لوگ اگر اسمبلی میں پہنچتے ہیں یہاں ہمیں کوئی بات کرنے کا موقع نہ دے تو ہم کہتے ہیں کہ ہمیں عوام کی نمائندگی کا حق نہیں دیا گیا۔۔۔

جناب محمد ریاض فتیانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! محترم رکن اسمبلی نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ ملک میں خواتین کی آبادی 52 فی صد ہے۔ جہاں تک میرے اطلاع کا تعلق ہے ملک میں خواتین کی آبادی49 فی صد ہے اور 51 فی صد مردوں کی آبادی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ فرمائیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! ان کی معلومات کے مطابق اگر ملک میں خواتین کی آبادی 49 فی صد ہے تو پھر بھی یہ تعداد کوئی کم نہیں ہے اور اتنی بڑی آبادی کو ایوان کے اندر اپنے حق سے محروم کر دینا ناانصافی ہے۔ اورمسلسل اتنے عرصے سے آئینی تقاضے بھی پورے نہیں کئے گئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ذریعہ سے ان کے حقوق سلب کئے جارہے ہیں اور ہم لوگ بھی مردوں کے علاوہ خواتین کے بھی ووٹ لے کر آتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم خواتین کے حقوق کے لیے بھی بات کریں گے لیکن جناب سپیکر! ان کے حقوق کی ہم نے کیا بات کرنی ہے۔ آئین نے انہیں اسمبلی کے اندر جو چند نشستیں دی تھیں جو کہ صرف پانچ فی صد ہیں تو اتنا عرصہ آئینی تقاضے پورے نہ ہونے کی وجہ سے نشستیں بحال نہیں ہوسکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف یہ کہ ہماری اسمبلی کو اس قرارداد کی متفقہ طور پر حمایت کرنی چاہیے بلکہ اس سلسلے میں حکومت پنجاب کو چاہیے کہ وہ اپنے اثرورسوخ اور رابطوں کے ذریعے سے قومی حکومت کو بھی اس بات کے لیے قائل کرے اور قومی اسمبلی کے اندر افہام وتفہیم کی فضا پیدا کر کے وہاں پر آئینی تقاضے پورے کئے جائیں۔ اس بات پر قائل کرے کہ وہ وفاقی حکومت اور قومی اسمبلی کے اندر افہام و تفہیم کے فضا پیدا کر کے وہاں پر آئینی تقاضے پورے کئے جائیں۔ اور خواتین کی مخصوص نشستیں فوری طور پر بحال کی جائیں۔

سردار طفیل احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔ گزارش یہ ہے کہ کسی بھی معزز رکن نے اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی۔ میں نہیں سمجھتا کہ بڑی واضح بات ہے اور سب لوگ اس کی سفارش کر رہے ہیں تو اب باقی کیا رہ گیا ہے۔ جناب والا! سب لوگ حقوق کی بات کرتے ہیں' فرائض کون سنبھالے گا؟

چودھری محمد فاروق، جناب والا! خواتین کے بے پناہ مسائل ہیں اور جب ہم شریعت کی اور شرعی تقاضوں کی بات کرتے ہیں تو باپردہ ہونے کی بھی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب اس کو وائنڈ اپ کریں۔

چودھری محمد فاروق، جی میں اسے وائنڈ اپ کر رہا ہوں۔ جناب والا! جب ہم شرعی تقاضوں کی بات کرتے ہیں تو اس صورت میں بھی میں سمجھتا ہوں کہ خواتین کے مسائل حل کرنے کے لیے خواتین کی نمائندگی اور ان کے نمائندوں کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ اس لیے جب ہم اتنی کثیر تعداد میں خواتین کے ووٹ لے کر یہاں پر پہنچے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں یقیناً اتفاق سے اس قرارداد کو پاس کر کے وفاقی حکومت سے سفارش کرنی چاہیے کہ خواتین کی جو نشستیں ہیں ان کو فوری طور پر بحال کیا جائے۔ شکریہ!

جناب سپیکر، شکریہ چودھری صاحب! اب رانا ثناء اللہ خان صاحب بات کرنا چاہیں گے۔ رانا صاحب دو منٹ میں اپنی بات کو ختم کر دیں۔

رانا ثناء اللہ خان، شکریہ جناب والا! یہ قرارداد جو محترمہ فوزیہ بہرام نے پیش کی ہے اور اس میں موہل صاحب نے اور چیمہ صاحب نے ترامیم دی ہیں میں اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ میاں منظور احمد موہل صاحب نے اس میں جو ترمیم پیش کی ہے اس کے متعلق مختصر عرض کروں گا کہ ہماری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو نے ہمیشہ عورتوں کے حقوق کی بات کی ہے تو اس قرارداد میں وہ حصہ رہے یا نہ رہے پاکستان پیپلز پارٹی' پی ڈی اے اور ہماری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو کا اس سلسلے میں بھرپور تعاون ہو گا۔ اسی طرح سے حکومتی ارکان کو بھی چاہیے اور پنجاب حکومت کو بھی چاہیے کہ اس سلسلے میں وہ وفاقی حکومت کو pressurise کریں' ان سے بات کریں اور اس قرارداد کے مطابق خواتین کی سیٹیں بحال ہونی چاہئیں' یہ ایک جائز معاملہ ہے اور یہ جلد از جلد ہونا چاہیے شکریہ!

جناب سپیکر، تو لاء منسٹر صاحب بات کرنا چاہیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! میں آپ کی خدمت میں انتہائی اختصار کے ساتھ اس قرارداد کے حق میں بات کرنا چاہتا ہوں اور میں محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے انتہائی اہمیت کی حامل قرارداد اس ایوان میں پیش کی ہے۔ جناب والا! موجودہ حکومت خواتین کے حقوق کی ہمیشہ پاس دار رہی ہے اور میں محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس قرارداد کو متفقہ طور پر اس ایوان میں پیش کرنے کی حد تک نہیں رکھیں گے بلکہ ہم کوشش کریں گے کہ اس قرارداد کو پارٹی کی سطح پر بھی suppot کر کے پاس کروایا جائے۔ جناب والا! کل اس سلسلے میں قائد ایوان سے میری بات ہو رہی تھی تو انہوں نے مجھے یہ فرمایا تھا کہ جب پیپلز پارٹی برسر اقتدار تھی تو میں قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف تھا۔ اس وقت بھی میں نے اس وقت کی حکومت کو اپنی طرف سے بطور قائد حزب اختلاف قومی اسمبلی میں blank check دیا تھا کہ آپ اس قسم کی قانون سازی کریں جس میں خواتین کی سیٹوں کے لیے آئندہ کے لیے یہ روایت قائم کی جا سکے۔ اس سلسلے میں ہماری اپوزیشن کا مکمل تعاون حاصل ہو گا۔ تو اب ہم یہی توقع موجودہ اپوزیشن سے بھی کرتے ہیں کہ جب یہ معاملہ قومی اسمبلی ٹیک اپ ہو گا تو یہ متفقہ طور پر قانون کی شکل اختیار کرے گا۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں شکریہ!

جناب صفدر شاکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب صفدر شاکر، جناب والا! آج چودھری فاروق صاحب خواتین کی نمائندگی بڑے بھرپور انداز سے کر رہے ہیں۔ ایوان سے میری استدعا ہے کہ ان کے لیے بھی ایک قرارداد پاس کر دیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں ہی خواتین کو حق دے دے۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ amended form میں جو resolution میرے پاس آیا ہے کہ تمام محرکین کی طرف سے متفقہ resolution ہے۔ وہ میں اس ہاؤس میں پیش کرتا ہوں۔

اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت پنجاب مرکزی حکومت اور قومی اسمبلی سے اس امر کی سفارش کرے کہ وہ مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کی تعداد کے پانچ فی صد کے برابر بالترتیب خواتین کی مخصوص نشستیں مختص کی جائیں۔ مزید برآں اس ضمن میں تمام تر تقاضے فوری طور

پر مکمل کئے جائیں۔

تو جو صاحبان اس کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں۔ (ہاں کی آواز)

جو اس کے خلاف ہیں وہ نا کہیں۔ (کوئی آواز نہیں)

تو محترمہ فوزی بہرام صاحبہ کی یہ قرارداد باتفاق رائے منظور ہوئی۔(نعرہ ہائے تحسین)

ملک احمد علی اولک صاحب کی قرارداد ہے۔ ملک صاحب تشریف نہیں رکھتے' چودھری واجد علی خان صاحب کی قرارداد ہے۔ راجہ محمد بشارت صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر۔

راجہ محمد بشارت: ملک احمد علی اوکھ صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: ملک احمد علی اوکھ صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ چودھری واجد علی خان صاحب کی قرارداد کو ہم ٹیک اپ کر چکے ہیں۔ جی چودھری صاحب۔

لسبیلا کے مقام پر نئی بندر گاہ کی تعمیر

چودھری واجد علی خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ صوبہ بلوچستان میں لسبیلا کے مقام پر نئی بندرگاہ تعمیر کی جائے تا کہ کراچی اور پورٹ قاسم کی بندر گاہوں پر بوجھ کم ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر راجہ محمد بشارت صاحب۔

راجہ محمد بشارت: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ رول 95 کے تحت یہ قرارداد پیش نہیں کی جا سکتی تھی میں رول quote کرتا ہوں کہ

The Speaker may disallow any resolution or a part thereof, if, in his opinion, it does not comply with these rules, or its discussion isdetermental to the public interest, and the resolution or any part thereof so disallowed shall not be placed on the List of Business

سر اس کو تو list of business پہ ہی نہیں آنا چاہیے تھا۔ وہ اس لیے کہ رول 91 کے تحت یہ جو قرارداد move کی گئی ہے یہ بنتی نہیں ہے۔ میں رول 91 quote کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ

Subject to the provisions of these rules, any member may

move a resolution relating to a matter of general public interest.

جناب والا! ہم رولز 91 کے تحت general public interest کی بات کرتے ہیں تو رول 91 جو ہے وہ رولز آف پروسیجر آف دی پراونشل اسمبلی آف دی پنجاب ہے۔ پنجاب کے عوام کے جنرل interest کی ہم نے بات کرنی ہے نہ کہ کسی دوسرے صوبے کے جنرل interest کی بات کر کے اور اس کی قرارداد یہاں سے پاس کر کے بھیجیں کہ وہاں پر یہ کیا جائے۔ ہم تو پنجاب کے جنرل interest کی بات کرنی ہے اور میرے خیال میں یہ مسئلہ پنجاب کے عوام کے جنرل interest کا نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ میں باضابطہ طور پر وزیر قانون صاحب کی رائے لینا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون، جناب والا! میری رائے وہی ہے جو جناب والا! کی ہے۔ انہوں نے رولز آف پروسیجر کے مطابق آپ سے رولنگ چاہی ہے۔ ویسے تو میں واجد علی خان صاحب کی اس قرارداد کی مخالفت کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ لیکن ہم یہاں پر رولز آف پروسیجر کے مطابق ہاؤس کو چلانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، جب ہم مسئلہ کشمیر پر ریزولیشن کرتے ہیں یا دنیا کی دیگر اقوام کے بارے میں کوئی ریزولوشن کرتے ہیں یا مسلمانوں پر کئے جانے والے مظالم کے بارے میں ریزولوشن کرتے ہیں تو پھر ان کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ پرائمری کنسرن اگر صوبہ پنجاب کا ہی ہونا چاہیے تو پھر وہ ریزولوشن نہیں آ سکتے۔

وزیر قانون، جناب والا! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! راجہ صاحب نے جس رول کا حوالہ دیا ہے اس میں جنرل پبلک کا ذکر ہے۔ اس میں جنرل پبلک آف پراونس آف پنجاب کا ذکر نہیں ہے۔ جب جنرل پبلک کا ذکر کریں گے تو مفاد عامہ کا ذکر ہو گا۔ فرض کیا اگر کوئی آدمی پنجاب کا رہنے والا باہر سے بحری جہاز کے ذریعے سامان لاتا ہے اور وہ اس بندرگاہ پر لے جاتا ہے تو پھر اس پر یہ ہو گا کہ وہ پنجاب کا رہنے والا ہے۔ یہ جہاز لے کر آئے یا سامان پنجاب میں جانا ہے تو یہ نہیں اتر سکتا۔ جناب والا! اس میں صوبے کا ذکر نہیں بلکہ جنرل پبلک کا ذکر ہے تو میں آپ کی وساطت سے فاضل دوست سے گزارش کروں گا کہ قانونی موشگافیوں کے لحاظ سے وہ پورا اترتا ہے اور اس پر کوئی قانونی قدغن عائد نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: جی شکریہ چودھری محمد اعظم صاحب۔ اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ معاملہ general public importance کا ہونا چاہیے لیکن پنجاب اسمبلی کی jurisdiction ہے کہ ریزولوشن صرف پنجاب اسمبلی کی public importance کی حد تک ہونا چاہیے میرے خیال میں اس پر یہ اپلائی نہیں کرتا تو میں چودھری واجد علی خان صاحب کو اجازت دیتا ہوں۔ جی چودھری صاحب!

چودھری واجد علی خان: جناب سپیکر!

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

جناب سپیکر: انہیں ناگوار نہیں گزری بلکہ انہوں نے رولز کی بات کہی تھی۔

چودھری واجد علی خان: جناب سپیکر! میں قرارداد پڑھ چکا ہوں۔ صرف ایک منٹ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: قرارداد آپ پڑھ چکے ہیں؟

چودھری واجد علی خان: جی جناب۔

جناب سپیکر: تو میں نے اسے repeat کرنا ہے۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ صوبہ بلوچستان میں لسبیلہ کے مقام پر نئی بندرگاہ تعمیر کی جائے تاکہ کراچی اور پورٹ قاسم کی بندرگاہوں پر بوجھ کم ہو سکے۔ تو اس کی کوئی مخالفت کرتا ہے؟

آوازیں: نہیں۔

جناب سپیکر: اس پر پھر تقریر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور کی گئی)

اگلی قرارداد جناب ریاض فتیانہ صاحب کی طرف سے ہے۔

صوبائی خودمختاری کے تحت صوبوں کو اختیارات کی تفویض

جناب محمد ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ قرارداد ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ مندرجہ ذیل وفاقی محکمے ختم کر کی ان سے متعلقہ امور کی انجام دہی اور اختیارات صوبوں کو منتقل کر دیئے جائیں تا کہ آئین 1973ء میں دی گئی صوبائی خود مختاری کی روح کے مطابق تقسیم کار ہو سکے۔

بلدیات و دیہی ترقی، صحت، تعلیم، صنعت، زراعت، امداد باہمی، خوراک، محنت، امور نوجوانان، وومن ڈویژن، ٹورازم، سپورٹس، اوقاف و متروکہ وقف املاک، ہاؤسنگ ورکس، سوشل ویلفیئر و خصوصی تعلیم۔

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ مندرجہ ذیل وفاقی محکمے ختم کر کی ان سے متعلقہ امور کی انجام دہی اور اختیارات صوبوں کو منتقل کر دیئے جائیں تا کہ آئین 1973ء میں دی گئی صوبائی خود مختاری کی روح کے مطابق تقسیم کار ہو سکے۔

بلدیات و دیہی ترقی، صحت، تعلیم، صنعت، زراعت، امداد باہمی، خوراک، محنت، امور نوجوانان، وومن ڈویژن، ٹورازم، سپورٹس، اوقاف و متروکہ وقف املاک، ہاؤسنگ ورکس، سوشل ویلفیئر و خصوصی تعلیم۔

وزیر قانون، جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ تو اس پر ریاض فتیانہ صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے؟

جناب محمد ریاض فتیانہ، جی جناب سپیکر!

خواجہ محمد اصغر کوریجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں یا اس قرارداد کے سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں؟ اگر تو اس قرارداد کے سلسلے میں کچھ فرمانا چاہتے ہیں تو پہلے ریاض فتیانہ صاحب فرمائیں گے کیونکہ وہ اس قرارداد کے محرک ہیں۔ یا تو آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: فرمائیے۔ کوریجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ: جناب والا! مرکزی حکومت سے ابھی اتنے محکمے لیے جا رہے ہیں۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے پاس جو محکمے بچ گئے ہیں ان کے نام اگر فتیانہ صاحب کو آتے ہوں تو وہ بھی بتا دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ کوریجہ صاحب! جی فتیانہ صاحب فرمائیے۔

جناب محمد ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہ رہا تھا کہ آئین کی آرٹیکل 147 اور 148 میں ان معاملات کے سلسلے میں بڑی واضح تشریح کی گئی ہے جو وفاق اور صوبوں کے مابین ہیں۔ ویسے بھی 1973ء کے آئین میں صوبائی خود مختاری کی بہت اہمیت واضح کی گئی تھی۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وفاقی محکمے جو میں نے گنے ہیں یہ مالیات پر ایک ایسا بڑا بوجھ ہے جس بنا پر ہمارے وفاق میں غیر ترقیاتی اخراجات روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں اور پھر ان کا رول کوئی واضح نہیں ہے۔ اگر یہ محکمے ختم کر کی اور یہ تمام معاملات صوبائی حکومتوں کی حوالے کر دیے جائیں اور وفاق صرف فارن افئیرز' انٹیرٔ' ڈیفنس' کامرس ایسے چند شعبوں کی حد تک رہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت زیادہ یکسوئی کے ساتھ ملک کی مالی اور ملک سیاسی صورت حال کو بہتر بنا سکتی ہے اور ملک کی سالمیت زیادہ مضبوط ہو سکتی ہے۔ اس کے اثرات ملک کے وفاق پر بھی پڑیں گے اور پاکستان کا وفاق پہلے سے زیادہ مضبوط ہو کر آئے گا۔ جب چاروں صوبوں کو اس کے جائز حقوق دیے جائیں گے تو ان عوام کے بہت سارے مسائل جو کراچی' کوئٹہ' پشاور یا لاہور میں حل ہو سکتے ہیں ان کو اسلام آباد جانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اس سے فوائد حاصل ہوں گے۔ ایک تو وفاق کی سالمیت۔ دوسرا۔ عوام کے مسائل کم ہونا۔ تیسرا جو مالیات پر بہت بڑا بوجھ ہے وہ کم ہو جائے گا۔ لیکن جناب سپیکر! جہاں تک میری اصولی موقف کا تعلق ہے اس پر میں قائم ہوں کہ یہ وفاقی محکمے ختم کرنے سے پاکستان میں یقیناً حکومت کی بھی نیک نامی ہو گی اور عوام کے ذہنوں پر بھی اس کا مثبت اثر پڑے گا لیکن جہاں تک میں نے محسوس کیا ہے اور اس ایوان کی جو روایات میں نے دیکھی ہیں کہ جب وزیر قانون و پارلیمانی امور کسی قرارداد کی مخالفت کرتے ہیں تو اس کی کامیابی کے امکانات نہیں رہتے۔ اس لیے میں مجبوری کے تحت یہ قرارداد واپس لیتا ہوں۔

چودھری محمد فاروق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ریاض فتیانہ صاحب! اسے واپس نہیں لے سکتے۔ میں رول کا حوالہ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری فاروق صاحب! اس پر رولز کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو پہلے طے ہو چکا ہے کہ قرارداد جو پیش ہو جائے وہ ایوان کی پراپرٹی بن جاتی ہے اور وہ ہاؤس کی اجازت کی بغیر واپس نہیں ہو سکتی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بات تو آپ تب کریں جب قرارداد پر بات کرنے کی اجازت ہو۔ ریاض فتیانہ صاحب قرارداد کو واپس لینا چاہتے ہیں۔ فتیانہ صاحب! آپ وزیر قانون کے خوف سے قرارداد واپس لینا چاہتے ہیں یا پارٹی ڈسپلن کی وجہ سے واپس لینا چاہتے ہیں؟

جناب محمد ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! چونکہ وزیر قانون و پارلیمانی امور' قائد ایوان کے بعد یہاں پر حکومتی نمائندہ ہوتے ہیں اور انہوں نے یہ بات بڑی ذمہ داری سے فرمانے ہے۔ تو وہ ہمارے بھائی ہیں اور ان کی مخالفت تو نہیں ہو سکتی لیکن پارٹی ڈسپلن کہہ سکتے ہیں تو اس پارٹی ڈسپلن کی وجہ سے میں اپنی قرارداد واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ بات صحیح ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ بات کر چکے ہیں۔ میں آپ کی بات کو تسلیم کرتا ہوں تو اس پر اب جھگڑا کیا جا رہا!

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! جھگڑا نہیں' میں عرض کرنے لگا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے ایک بات کی اور میں نے س کو تسلیم کر لیا ہے۔ تو اب آپ تشریف رکھیں۔ اب ریاض فتیانہ صاحب کی جو قرارداد ہے یہ پراپرٹی آف دی ہاؤس ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ آپ اس پر سوال ایوان میں put کریں۔ اس پر میں بات کرنی چاہتا ہوں۔ مجھے اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس پر آپ کو بات کرنے کی کیسے اجازت دی جا سکتی ہے اس وقت قراردا زیر بحث

نہیں ہے اس لیے کہ انہوں نے قرارداد پیش کی اور وہ قرارداد کو withdraw کرتے ہیں۔ اب اس پر جو اہم ترین مسئلہ ایوان کے سامنے زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ آیا وہ قرارداد کو withdraw کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے، اس پر میں نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ جو قرارداد ہاؤس میں پیش کر دی جائے وہ ہاؤس کی پراپرٹی بن جاتی ہے۔ جس کو محرک از خود withdraw نہیں کر سکتے وہ ہاؤس کی رضامندی سے withdraw کر سکتے ہیں تو انہوں نے یہ موو کیا ہے کہ میں withdraw کرنا چاہتا ہوں۔ میں ہاؤس کی رضامندی لینا چاہتا ہوں کہ آیا ہاؤس اجازت دیتا ہے کہ یہ قرارداد withdraw کر لی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

ڈاکٹر ممتاز علی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔ ڈاکٹر ممتاز علی صاحب۔

ڈاکٹر ممتاز علی، جناب سپیکر! میں نے قرارداد نمبر 1 ایوان میں پیش کی تھی لیکن مجھے ایک ضروری ٹیلی فون آ گیا تھا جس کی وجہ سے میں ایک منٹ ہاؤس سے غیر حاضر ہوا تو رولز کو relax کر کے مجھے یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب یہ قرارداد تو اب آپ کے ذمہ پڑ گئی۔ (قہقہے)
کہ آپ نے بڑی اہم قرارداد پیش کی تھی جس پر آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ اب اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر دیکھیں۔ اس کی قسمت آزمائی کریں۔

ڈاکٹر ممتاز علی، جناب سپیکر! میں ہاؤس سے اجازت مانگتا ہوں۔ ہاؤس اس کو پیش کرنے کی اجازت دے دے تو ٹھیک ہے۔

آوازیں، آج اجازت نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر، تو احمد علی اولکھ صاحب اپنی قرارداد کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں کہ جب میں نے ان کا نام پکارا تھا تو وہ اس وقت تشریف نہیں رکھتے تھے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! میں ان کی بجائے یہ قرارداد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ تو محترمہ فوزیہ بہرام کی بجائے قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں۔ (قہقہے)

سردار امجد حمید خان دستی، وہ تو انہوں نے اجازت نہیں دی لیکن اولکھ صاحب مجھے اجازت دیں گے۔

جناب سپیکر. لیکن اس وقت آپ نے ذکر نہیں کیا۔ تو یہ دونوں قراردادیں ایک ہی ضمن میں آتی ہیں۔ ڈاکٹر ممتاز علی صاحب کا نام پکارا گیا اور میں نے متعدد مرتبہ یہ نام پکارا تو وہ تشریف نہیں رکھتے تھے اس لیے ان کی قرارداد پیش نہیں ہو سکی۔

احمد علی اولکھ صاحب جو ہیں یہ تو ایک منٹ کے اندر اندر ہاؤس میں آ گئے تھے لیکن ان کی تشریف آوری سے پہلے میں دوسرے محرک کا نام پکار چکا تھا تو ملک صاحب آپ کا بہت احترام ہے لیکن آپ کی قرارداد بھی بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ ڈاکٹر ممتاز علی چودھری صاحب کی قرارداد بھی بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ لیکن sorry میں اسے ٹیک اپ نہیں کر سکتا۔

تو اجلاس کل صبح 9-00 بجے تک کے لیے adjourn ہوتا ہے۔

(ہاؤس کی کارروائی 9 ستمبر 1992، صبح 9-00 بجے تک کے لیے ملتوی ہوئی)

صو بائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس

بدھ 9۔ ستمبر 1992ء

(چہار شنبہ' 11۔ربیع الاول 1413ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 9 بج کر 42 منٹ پر منعقد
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ
لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝
وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ
مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ
الظّٰلِمِيْنَ ۝

سورۃ الانعام آیت نمبر 52

اور جو لوگ خوف رکھتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے روبرو حاضر کیے جائیں گے (اور جانتے ہیں کہ) اس
سوا نہ تو ان کا کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا ان کو اس (قرآن) کے ذریعے سے نصیحت
تاکہ پرہیز گار بنیں اور جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہیں (اور اس کی) ذات کے ط
ہیں ان کو (اپنے پاس سے) مت نکالو۔ ان کے حساب (اعمال) کی جواب دہی تم پر کچھ نہیں اور تمہار
حساب کی جواب دہی ان پر کچھ نہیں۔ (پس ایسا نہ کرنا) اگر ان کو نکالو گے تو ظالموں میں ہو جاؤ گے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر، وقفہ سوالات ہے۔ پہلا سوال جناب رانا اکرام ربانی کا لیتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، فرید احمد پراچہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! وقفہ سوالات سے پہلے نوٹس برائے طلبی توجہ ہے۔

جناب سپیکر، پراچہ صاحب! نوٹس برائے طلبی توجہ وقفہ سوالات کے بعد ہے۔ رانا اکرام ربانی تشریف نہیں رکھتے۔ ان کے behalf پر کوئی صاحب یہ سوال پیش کرنا چاہیں گے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! رانا صاحب کے behalf پر میں عرض کرتا ہوں۔ نشان زدہ سوال نمبر 644۔

سرکاری زمین کی الاٹمنٹ کی تفصیل

*644-رانا اکرام ربانی، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 90-1989ء کے دوران ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سرکاری زمینیں کن کن سکیموں میں کن کن افراد کو الاٹ کی گئیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب درست ہے تو متذکرہ الاٹمنٹیں کس مجاز اتھارٹی کے حکم پر کی گئیں۔

(ج) جن افراد کو متذکرہ رقبہ اراضی الاٹ کیا گیا ہے آیا اس پر وہ خود قابض ہیں یا وہ رقبے فروخت کر چکے ہیں۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہو تو خرید کنندگان کے نام اور پتے کیا ہیں اور انتقال نمبر اور تاریخ انتقال کیا ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) ڈپٹی کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ سے موصولہ اطلاع کے مطابق سال 90-1989ء کے دوران کسی بھی سکیم کے تحت سرکاری رقبہ الاٹ نہ کیا گیا ہے۔

(ب) ایضاً

(ج) ایضاً

(د) ایضاً

جناب سپیکر، نشان زدہ سوال نمبر 644 کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ اس بارے میں کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں۔ اگلے سوال کے لیے ملک اقبال احمد خان لنگڑیال۔

سرکاری اراضی پر ناجائز قبضہ کی وجوہات

*733- **ملک اقبال احمد خان لنگڑیال،** کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) موضع گوھاوا تحصیل کینٹ ضلع لاہور میں کتنی سرکاری اراضی موجود ہے۔ اس کا خسرہ نمبر رقبہ مالک کا نام اور پتہ کیا ہے۔

(ب) اگر اس اراضی پر ناجائز قابضین ہیں تو ان کے خلاف حکومت نے کیا کارروائی کی اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(ج) موضع گوھاوا کی سرکاری اراضی پر ناجائز قابضین نے قبضہ کیا تو اس کے قبضہ کی تاریخ اگر دعوئی حکومت نے ناجائز قابضین کے خلاف یا ناجائز قابضین نے حکومت کے خلاف دائر کیا ہے تو دعوئی کی تاریخ عدالت کا نام و پتہ۔ آئندہ تاریخ پیشی اور کیس کس مرحلہ پر ہے تفصیلات علیحدہ علیحدہ خسرہ وار پیش کی جائیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) موضع گوہاوا تحصیل کینٹ ضلع لاہور میں اراضی ملکیتی صوبائی حکومت /نزول اراضی تعدادی 75 کنال 2 مرلہ مشتمل برخسرہ نمبران 428-429-430-484 ہے ریکارڈ محکمہ مال کے مطابق اس رقبہ مسمیان چاؤ خان۔ بشیر احمد سرفراز سوہن چنن بھولا وغیرہ مزارعین تابع مرضی قابضین ہیں جو ساکنان موضع گوہاوا تحصیل کینٹ ضلع لاہور ہیں۔

(ب) کیونکہ اراضی زیر بحث بمطابق ریکارڈ محکمہ مال مقبوضہ مزارعین تابع مرضی ہے اور موقع پر گڑھوں کی صورت میں غیر مزروعہ ہے لہذا ان کے خلاف کسی قسم کی کارروائی زیر غور نہ ہے۔

(ج) اراضی زیر بحث پر ناجائز قابضین نہ ہیں۔ ریکارڈ محکمہ مال کے مطابق مسمیان چاؤ خان۔ بشیر احمد

سرفراز۔ سوہن۔ چنن بھولا مزارعین تابع مرضی قابض ہیں۔ اراضی مذکورہ موقع پر زیر کاشت نہ ہے بلکہ گڑھوں کی صورت میں ہے۔ ان وجود کی بناء پر ان کے خلاف کوئی کارروائی زیر تجویز نہ ہے اور نہ ہی اراضی مذکورہ کے متعلق کوئی دعویٰ کسی عدالت میں دائر کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: نشان زدہ سوال نمبر 733 کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ اس بارے میں کوئی ضمنی سوال؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! جواب میں اراضی کی جو تعداد بتائی گئی ہے میرے خیال میں یہ درست نہیں ہے کیا اس بارے میں وزیر موصوف وضاحت فرمائیں گے؟

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! اگر ملک صاحب اور آپ اجازت فرمائیں تو اس سوال پر میں ضمنی سوال کر لوں۔

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمایئے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جواب جزو (الف) میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہاں پر صوبائی حکومت کی ملکیتی اراضی 75 کنال 2 مرلہ ہے جب کہ اسمبلی نے جو ایک سپیشل کمیٹی برائے رہائشی کالونی بنائی تھی' میں بھی اس کمیٹی کا ایک ممبر تھا۔ اس کمیٹی کا ایک اجلاس 17-3-1991 کو منعقد ہوا تھا اس اجلاس میں ڈپٹی کمشنر لاہور نے جو بیان دیا تھا (اس کارروائی کی نقل میرے پاس موجود ہے) کہ "موضع گوہاوا میں تین حصوں پر مشتمل نزول اراضی رقبہ 77 کنال' 247 کنال اور 80 کنال موجود ہے"۔ جناب سپیکر! اس تضاد کی کیا وجہ ہے۔ کیونکہ ڈپٹی کمشنر' لاہور نے اسمبلی کی سپیشل کمیٹی کے سامنے اس کی تعداد زیادہ بتائی تھی اور اس سوال کے جواب جزو (الف) میں اس رقبہ کی تعداد کم بتائی گئی ہے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! پیشتر اس کے کہ میں ملک صاحب اور پراچہ صاحب کو جواب دوں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج روزنامہ "جنگ" میں سوال نمبر 1656 کے بارے میں خبر چھپی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو mis-report کیا گیا ہے اگر یہ سوال دوران وقفہ آ جائے تو فبہا' اگر نہ آئے تو kindly اس سوال کو take up کیا جائے اس پر میں کوئی وضاحتی بیان دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی خان صاحب ٹھیک ہے' ویسے بھی اگر آپ کے محکمہ کے متعلقہ کوئی بات اخبار میں آتی ہے تو اس پر آپ وضاحتی بیان دے سکتے ہیں اگر یہ سوال take up نہ بھی کیا جائے تو پھر بھی

آپ وضاحتی بیان دے سکتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل، (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کوئی سوال جس کا جواب اسمبلی میں تقسیم کر دیا جائے لیکن حسب ضابطہ اس کا جواب اسمبلی میں نہ دیا گیا ہو اور نہ ہی وہ ایوان کی میز پر رکھا گیا ہو کیا اس مرحلہ سے پہلے پریس اس کو شائع کر سکتی ہے؟ جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ آج کے وقفہ سوالات میں اس کا جواب دینا تھا ان کی کاپیاں دو دن پہلے ہمیں ملی ہوئی ہیں پریس کے پاس بھی گئی ہوں گی تو کیا وہ سوال اسمبلی میں آنے سے پہلے پریس کے ذریعے شائع کیا جا سکتا ہے۔ میرے نقطہ نظر میں یہ نہیں ہو سکتا تو آپ اس پر رولنگ دیں کہ کیا کوئی proceeding اسمبلی میں آنے سے پہلے شائع کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر، بجا طور پر یہ مسئلہ آپ نے اٹھایا ہے اور جس سوال کا جواب اخبار میں شائع ہوا ہے آپ اس کے حوالے سے بات کر رہے ہیں میرے خیال کے مطابق اخلاقی لحاظ سے بھی اور رولز اور روایات کے لحاظ سے بھی جس وقت تک اسمبلی میں ایک business take up نہیں ہو جاتا جب کہ وہ business ایجنڈے پر موجود ہے تو ظاہر ہے کہ اسے take up ہونا ہے تو جب اس نے take up ہونا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے اس کی اشاعت مناسب بات نہیں ہے۔ جی وزیر مال۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی میں نے پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کی تھی کہ ضابطے کے مطابق جو ایجنڈا ہمیں circulate کر دیا جاتا ہے اس بارے میں دو دن کا پیشتر وقت دیا جاتا ہے اور ایجنڈے میں جو جوابات تحریری طور پر موجود ہوتے ہیں وہ سرکولیٹ سمجھے جاتے ہیں اور اس کے بعد اگر محکمے کی طرف سے جواب ملا ہو اگر اس کو اسی انداز سے کوئی صحافی یا رپورٹر شائع کر دے جو چھپا ہوا جواب موجود ہے تو میری دانش میں اس کے بارے میں یہ ہے کہ آپ پہلے بھی رولنگ دے چکے ہیں چونکہ ایجنڈا دو دن پہلے سے سرکولیٹ کرتے ہیں وہ من و عن جواب اگر اسی انداز سے کوئی صحافی اس کو اپنے اخبار کی زینت بنائے تو جناب والا! اس بارے میں آپ کیا فرمائیں گے کہ یہ درست رپورٹنگ ہے یا نہیں ہے۔

جناب سپیکر، رپورٹنگ درست ہے لیکن رپورٹنگ کرنی نہیں چاہیے جب کہ یہ سوالات آج take up ہونے ہیں اگر وہ سوال take up نہیں بھی ہوتا تو پھر وہ رپورٹنگ کرنے کے مجاز ہیں لیکن آج کے بعد کل کی اخبار میں آ سکتا ہے آج سے پہلے یہ نہیں ہونا چاہیے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی ، جناب سپیکر! میں نے بھی یہی عرض کی ہے کہ آپ نے نہ اس کو مؤخر کیا نہ اس پر کوئی رولنگ دی میں نے آپ سے یہ درخواست کی تھی کہ جو جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے جاتے ہیں اس کے بارے میں معزز اراکین کو کیسے پتہ چلتا ہے کہ اس جواب کے بارے میں ہم کوئی ضمنی سوال کریں گے اگر وہ دو دن پیشتر حاصل کرلیں تب تو کوئی ضمنی سوال کر سکتے ہیں اگر کوئی معزز رکن اس کی تحریری کاپی حاصل ہی نہ کرے تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ جتنے بھی سوالات ایوان کی میز پر رکھے جاتے ہیں اس کا کوئی خاطر خواہ فائدہ کسی ممبر کو اس اسمبلی کو یا عوام کو پہنچتا ہو اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ اس کے بارے میں آپ کیا فرمائیں گے کہ جن سوالات کو ایوان کی میز پر رکھا جاتا ہے اگر اس کو کوئی اس انداز سے بھی نہیں کر سکتا بلکہ ہمیں تو اخبار میں آنے کے بعد جیسے آج ہوا کہ فلاں محکمے کی طرف سے اس سوال کا جواب آیا ہے ورنہ اس ایوان میں تو ایسا کوئی طریقہ کار نہیں ہے کہ ہمیں بتایا جائے کہ آپ کے پاس یہ جواب موجود ہے۔

جناب سپیکر : آپ کی جو question-answer sheet ہے اس میں جواب موجود نہیں ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی ، جناب سپیکر! میری عرض کرنے کا مقصد یہ ہے۔۔

جناب سپیکر ، سیٹھی صاحب آپ کیا بات کر رہے ہیں مجھے تو آپ کی بات کی سمجھ نہیں آ رہی۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی ، جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا تھا کہ جو جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے جاتے ہیں اس کے بارے میں معزز اراکین کو جو سوال انہوں نے پوچھے ہیں۔۔

جناب سپیکر ، یہ مسئلہ جو انہوں نے اٹھایا ہے یہ table کیے ہوئے جوابات کے بارے میں نہیں ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی ، یہ ایجنڈا جو سرکولیٹ کر دیا گیا ہے اس کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر ، یہ اس میں موجود ہے اس کے بارے میں انہوں نے کیا ہے کہ ایجنڈا discuss ہونے سے پہلے ہاؤس میں آنے سے پہلے اس کی اشاعت نہیں ہونی چاہیے جس پر میں نے اپنی رولنگ دے دی ہے۔ اب آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی ، جناب والا! اگر وہ غلط رپورٹنگ کی گئی ہے جواب کے برعکس کی گئی ہے۔۔

جناب سپیکر ، یہ بات irrelevant ہے. I am sorry. Please have your seat.

وزیر مال : جناب سپیکر! اس پہ آپ رولنگ تو دے چکے ہیں۔

جناب سپیکر : جی۔

وزیر مال : لیکن ہم جو سر کولیٹ کرتے ہیں a day before یا two days before وہ صرف اور صرف ممبران اسمبلی کے لیے ہوتا ہے تاکہ وہ تیاری کر کے آئیں یہ اس لیے نہیں ہوتا کہ اس کے بارے میں نیشنل میڈیا کوئی رائے زنی کرے۔ میری سمجھ کے مطابق اگر میرے آج کے جواب کے بعد اس کی اشاعت ہوتی تو بڑا ہی بہتر ہوتا۔

جناب سپیکر : جی یہی بات میں نے کی ہے۔

وزیر مال : تو جناب پراچہ صاحب ذرا ضمنی سوال دہرا دیں گے۔

جناب سپیکر : پراچہ صاحب ضمنی سوال دہرا دیں۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ میں اپنا ضمنی سوال دہرا دوں' میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز الف میں یہ بتایا گیا ہے کہ موضع گوہاوا تحصیل کینٹ ضلع لاہور میں اراضی ملکیتی صوبائی حکومت تعدادی 75 کنال 2 مرلہ ہے انہوں نے بیان دیا ہے کہ یہاں کل سرکاری اراضی اتنی ہے جب کہ ڈپٹی کمشنر لاہور نے اس سپیشل کمیٹی کے سامنے جو اسمبلی کے ملازمین کی رہائشی کالونی کے سلسلے میں تشکیل دی گئی تھی اور اس کا میں ممبر تھا وہاں پر انہوں نے یہ بیان کیا کہ ہمارے پاس جو اراضی موجود ہے وہ تین حصوں میں ہے 77 کنال 247 کنال اور 80 کنال تو جو بیان ڈپٹی کمشنر دے رہے ہیں وہ اراضی زیادہ ہے جو سوال کا جواب دیا گیا ہے وہ کم اراضی کا ہے اس تضاد کی کیا وجہ ہے اور کیا محض اسمبلی ملازمین کو ان کی رہائشی کالونی سے محروم کرنے کے لیے یہ غلط جواب دیا گیا ہے۔

وزیر مال : جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ پہلے ڈپٹی کمشنر نے کمیٹی میں جو بیان دیا تھا۔ اس کو یہاں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ کیونکہ میں انچارج وزیر ہوں اور اس بات کے لیے committed ہوں کہ اس معزز ایوان میں جو بھی بیان دیا جائے گا وہ in good faith سمجھا جائے گا اور صحیح سمجھا جائے گا۔

جناب فرید احمد پراچہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس

کمیٹی میں وزیر موصوف محترم لودھی صاحب بھی موجود تھے ان کی موجودگی میں ڈپٹی کمشنر نے یہ بیان دیا تھا۔ اس لیے اس بیان کی ذمہ داری لودھی صاحب پر عائد ہوتی ہے۔

وزیر مال : جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ پراچہ صاحب کے شاید علم میں نہیں ہے کہ گورنمنٹ کی زمین کی بھی کئی اقسام ہیں۔ ایک صوبائی حکومت کی زمین ہے۔ ایک سنٹرل گورنمنٹ کی زمین ہے ایک متروکہ لینڈ ہے' متروکہ جائیداد جس کو کہتے ہیں۔ آپ کو شاید غلط فہمی پیدا ہوئی ہے کیونکہ میں نے جواب صرف گورنمنٹ لینڈ کا دیا ہے' جہاں تک متروکہ جائیداد کا تعلق ہے اس کا آپ نے سوال نہیں کیا جس کا میں یہاں پر جواب دیتا۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب والا! سوال میں پوچھا گیا تھا کہ موضع گوپاوا تحصیل کینٹ ضلع لاہور میں کتنی سرکاری اراضی موجود ہے۔ یہ نہیں پوچھا گیا کہ صوبائی حکومت کی ہے مرکزی حکومت کی ہے بلکہ یہ پوچھا گیا ہے کہ کتنی سرکاری اراضی موجود ہے۔ سرکاری اراضی کی تفصیل میں متروکہ جائیداد بھی آتی ہے' صوبائی حکومت کی بھی آتی ہے ساری آتی ہے۔

وزیر مال : جناب والا! جب آپ متروکہ جائیداد کے بارے میں پوچھیں گے تو انشاء اللہ میں ضرور آپ کو تفصیل سے جواب دوں گا۔ اس وقت جو جواب دیا گیا ہے وہ گورنمنٹ لینڈ کا ہے' اگر آپ اس کی مزید تفصیل چاہتے ہیں تو آپ مجھے وقت دیں میں اس کی وضاحت کر دوں گا۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب وزیر مال اگر وزیر مال ہیں تو ان کو اس کے بارے میں صحیح تفصیل معلوم ہونی چاہیے۔ وزیر مال متروکہ جائیداد کو سرکاری زمین قرار نہیں دیتے' اگر یہ سرکاری زمین نہیں ہے تو یہ یہاں پر فلور پر بیان دے دیں تاکہ متروکہ اوقاف کی زمین کے بارے میں عوام فیصلہ کر سکیں یعنی یہ سرکاری زمین نہیں ہے اس کے بارے میں ہم جو چاہیں وہ کریں۔ اس بارے میں یہ وضاحت فرما دیں۔

وزیر مال : جناب سپیکر! میں نے یہاں پر آپ کے سامنے متروکہ اوقاف کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ میں نے متروکہ جائیداد کہا ہے جو یہاں پر ہندو چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ ایک متروکہ جائیداد ہے' ایک متروکہ اوقاف جائیداد ہے' ایک گورنمنٹ کی زمین ہے' ایک سنٹرل گورنمنٹ کی زمین ہے جتنا آپ حکم کریں میں بیان کرتا جاتا ہوں۔ اوقاف کی بات میں نے یہاں پر نہیں کی وہ علیحدہ کیٹگری ہے۔

جناب سپیکر ، آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب فرید احمد پراچہ : جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں پر جو سرکاری زمین کی تفصیل بیان کی گئی ہے وہ غلط بیان کی گئی ہے اور ان کی موجودگی میں ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس کے یہ خود بھی ممبر تھے۔ اس میں ڈپٹی کمشنر بھی تھے اس میں تمام تر تفصیل کے ساتھ سرکاری اراضی کی تشریح کی گئی اس میں یہ رقبہ اس سے زیادہ تھا آخر اس تضاد کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال ، جناب والا میں پہلے ہی وضاحت کر چکا ہوں کہ یہ کوئی ambiguity ہو رہی ہے۔ دو مختلف کیٹگری ہیں۔ گورنمنٹ زمین کو ہم اس کے رولز اور ریگولیشن کے تحت الاٹ کر سکتے ہیں' متروکہ جائیداد جو ہندو اور سکھ چھوڑ کر گئے ہیں ان کے لیے ایک علیحدہ سکیم ہے اور اس کے قواعد و ضوابط علیحدہ ہیں جس کے تحت ہم وہ زمین الاٹ کر سکتے ہیں۔ اس میں وہ متروکہ جائیداد شامل نہیں کی گئی یہاں پر میں نے صرف اور صرف گورنمنٹ کی زمین کی تفصیل بتائی ہے۔ اس کے پیچھے بھی ایک پوری کہانی ہے۔ اگر آپ اس سلسلے میں مزید معلومات چاہتے ہیں تو میرے پاس تشریف لے آئیں۔ میں آپ کو تمام تفصیلات فراہم کر دوں گا۔

جناب سپیکر : جناب ارشاد حسین سیٹھی۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی ، جناب والا! جزو (ج) کا جو جواب دیا گیا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ مسمیان چاؤخان' بشیر احمد سرفراز' سوہن' چنن بھولا مزارعین تابع مرضی قابض ہیں۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ ان کا قبضہ 75 کنال 2 مرلہ پر مشتمل خسرہ نمبران جو جزو الف میں بتائے ہیں ان کے علاوہ رقبہ ان کے زیر قبضہ ہے؟ ان کے خسرہ نمبر کیا ہیں؟ اور وہ کس کی ملکیت ہیں؟

وزیر مال ، جناب سپیکر : تو ان قابضین کا سوال میں ذکر کیا گیا تھا' بلکہ ہم نے تو خود بتایا ہے کہ گورنمنٹ کی زمین چار خسرہ نمبران میں بٹی ہوئی ہے اور اس پر فلاں فلاں شخص قابض ہے۔ اگر کوئی مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے کئی اور طریقے ہیں یا پھر اور سوال کریں۔ انشاء اللہ اس کا بھی جواب دیں گے۔

جناب سپیکر : سید چراغ اکبر شاہ۔

سید چراغ اکبر شاہ ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ اے۔ڈی۔سی (جی)

لاہور کینٹ نے سپیشل کمیٹی کے سامنے 3-4-91 کو یہ بیان دیا تھا کہ موضع گوہاوا کی نزول اراضی کے مقدمات سول جج کی عدالت میں زیر سماعت ہیں لیکن اب جواب کے (ج) جز میں کہا گیا ہے کہ اراضی زیر بحث پر ناجائز قابضین نہ ہیں جناب والا! اس تضاد کی وجہ بیان کی جائے۔

وزیر مال : جناب والا! اگر آپ سوال کو پڑھیں تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ ان لوگوں کو اٹھانے کے لیے کوئی قانونی عمل کیا ہے؟ اس پر کوئی آرڈر جاری کیے ہیں یا کوئی دیوانی دعویٰ حکومت نے دائر کیا ہے۔ اس کے جواب میں میں نے کہا ہے کہ ان کو اٹھانے کے لیے ہم نے ابھی تک کوئی عمل نہیں کیا۔ لیکن اگر اس پراپرٹی کے بارے میں اگر پارٹیز میں کوئی مقدمہ کسی عدالت میں چل رہا ہے تو وہ چل رہا ہو گا۔ وہ بات اس سوال سے متعلقہ تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر : اگلا سوال ملک اقبال احمد خان لنگڑیال۔

سرکاری زمین کی الاٹمنٹ کی تفصیل

*734-**ملک اقبال احمد خان لنگڑیال**، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل مری میں سال 1988ء سے لے کر تا حال ملٹری ڈیری فارم سے 132 کنال اراضی واپس لے کر الاٹ کر دی گئی ہے اگر ایسا ہے تو الاٹیوں کے نام و پتے کیا ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اسی عرصہ میں پتریاٹہ (نیو مری) میں بھی سرکاری زمین الاٹ کی گئی ہے اگر ایسا ہے تو الاٹیوں کے نام و پتے کیا ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) یہ درست ہے سال 1990ء میں ملٹری ڈیری فارم سے جو رقبہ امدادی (4-342) 77-42 ایکڑ واپس لیا گیا تھا۔ اس میں سے 120 کنال رقبہ نومبر 1990ء میں زیڈ کو کمپنی کو پٹہ پر بحساب -/160 روپے سالانہ فی کنال دیا گیا ہے۔

(ب) (i) یہ درست ہے۔ سال 1990ء کے دوران پتریاٹہ (نیو مری) میں 24 کنال رقبہ کرنل محمد یامین کو پٹہ پر بحساب -/160 روپے فی کنال سالانہ دیا گیا ہے۔

(ii) 120 کنال رقبہ ریڈ کو کمپنی کو بمقام پتریاٹہ پٹہ پر دیا گیا ہے۔ جو پٹہ بحساب 160/- روپے فی کنال سالانہ ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان، جناب والا! یہ زمین کتنے عرصہ کے پٹہ پر دی گئی ہے؟

وزیر مال، جناب والا! یہ اراضی پچاس سال کے پٹہ پر دی گئی ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان ، جناب والا! جواب میں کہا گیا ہے کہ یہ زمین ریڈ کو کمپنی کو دی گئی ہے' وزیر موصوف ریڈ کو کے مالکان کے نام بتائیں گے۔

وزیر مال ، جناب والا! ہم نے تو یہ زمین ریڈ کو پاکستان لمیٹڈ کو الاٹ کی ہے ہم نے یہ الاٹمنٹ کمپنی کو کی ہے کسی شخص کو نہیں کی۔

سید چراغ اکبر شاہ ، جناب والا! کیا وزیرموصوف یہ ارشاد فرمائیں گے کہ وزیرموصوف ایوان کے فلور پر یہ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ریڈ کو کے جو حصہ دار ہیں ان کے ناموں کا علم نہ ہے۔

وزیر مال ، جناب والا! یہ تو ریکارڈ کی بات ہے یہ ایک کھلا راز ہے اس میں چھپانے کی کون سی بات ہے۔ آپ نے جو سوال کیا ہے ہم نے اس کے مطابق جواب دیا ہے کہ ہم نے ریڈکوکمپنی کو یہ زمین پٹہ پر الاٹ کی ہے اور یہ پچاس سال کے لیے for specific purpose کے لیے ہے۔ اگر یہ نام دیکھنا چاہتے ہیں تو document deed دیکھ سکتے ہیں۔ انتقال چڑھے ہیں آپ یہ سب کچھ ریکارڈ میں سے دیکھ سکتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ ، جناب والا! سوال کے جزو الف میں نام اور پتے پوچھے گئے ہیں یہاں کمپنی کا نام نہیں پوچھا گیا۔ سوال میں پوچھا گیا ہے کہ اگر ایسا ہے تو الاٹیوں کے نام اور پتے کیا ہیں۔ اس لیے وزیر موصوف اس بات کے پابند ہیں کہ وہ نام بھی بتائیں اور پتے بھی بتائیں؟ جواب میں نہ تو نام بتائے گئے ہیں اور نہ ہی پتے بتائے گئے ہیں صرف ریڈ کو کمپنی کا نام دیا گیا ہے۔

وزیر مال ، جناب والا! ریڈ کو کمپنی ایک person ہے۔ باقی تمام اس کمپنی کے تحت ایکٹ کر رہے ہیں اگر یہ میرے ساتھ قانون کی بات کریں تو پھر قانون کی بات کریں۔ اگر ویسے کوئی واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی بتا دیں گے۔ کاغذات موجود ہیں بورڈ آف ریونیو میں دیکھ سکتے ہیں۔ ڈی۔سی کی عدالت میں جا کر دیکھ لیں یہ کوئی خفیہ بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر، سید چراغ اکبر شاہ۔

سید چراغ اکبر شاہ ، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ 120 کنال رقبہ جو کہ ملٹری ڈیری فارم سے لیا گیا ہے اس کی کیا وجہ تھی کہ اسے ملٹری ڈیری فارم سے لے کر الاٹ کیا ہے؟ حکومت کی کیا پالیسی تھی؟ حکومت پنجاب کو کیا ضرورت پڑ گئی تھی کہ ملٹری ڈیری فارم سے یہ رقبہ لے لیا جائے اور ایک ریڈ کو کمپنی کو پچاس سال کے لیے دے دیا جائے؟ وزیر موصوف اس پر کوئی پالیسی سٹیٹمنٹ دیں گے؟

جناب سپیکر ، وزیر مال پلیز۔

وزیر مال : جناب والا! میں اپنے معزز بھائی کی اطلاع کے لیے گزارش کروں گا کہ یہ 120 کنال رقبہ ہم نے واپس نہیں لیا۔ بلکہ ہم نے حکومت کا 342 کنال 4 مرلے رقبہ ملٹری ڈیری فارم سے واپس لیا ہے۔ یہ رقبہ محکمہ جنگلات نے پہلے انہیں دیا ہوا تھا۔ اور لیز آؤٹ کیا تھا' چاہے صحیح کیا تھا یا غلط کیا تھا۔ لیکن ملٹری ڈیری فارم کے پاس یہ 342 کنال رقبہ تھا۔ ہم نے سارے کا سارا رقبہ واپس لیا ہے۔ اور board is competent to take it back اور پھر ہم نے یہ رقبہ ٹورزم ڈیپارٹمنٹ کو دے دیا۔ آپ اس کی بنیادی وجہ پوچھ رہے ہیں۔ جو ٹی ڈی سی پی ہے ہم نے ان کو یہ رقبہ فروخت کر دیا۔ کیونکہ ہم چاہتے تھے کہ ملک میں اتنے خوبصورت spots بنائے جائیں تاکہ آنے والے سیاحوں کو attract کیا جائے۔ for the sake or country ہم نے انہیں سیل کیا۔ اور وہ ٹی ڈی سی پی ہمیں بہت دیر تک قیمت کی ادائیگی نہ کر سکی۔ کیونکہ اس کے پیچھے جو purpose تھا وہ پورا نہیں ہو رہا تھا۔ پھر پرائیویٹ کمپنیاں آگے آئیں۔ ہم نے اس رقبے میں سے 120 کنال رقبہ ریڈ کو کو for this very purpose پٹے پر دیا ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ ، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ باقی رقبہ جو تھا اس کا کیا کیا گیا ہے کیا وہ کسی اور کمپنی کو دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر، راجہ خلیق اللہ خان ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

راجہ خلیق اللہ خان ، سر! ابھی وزیر مال نے قانون کی بات کی ہے۔ میں بھی ان سے قانون کی بات ہی پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ ریڈ کو کی جو لیز دی گئی ہے آخر ان کا کوئی representative ہو گا جس نے

یہ لیز سائن کی ہے۔ تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ ریڈ کو کی طرف سے جس نے اس لیز پر سائن کیا ہے اس کا کیا نام ہے؟

جناب سپیکر، جی وزیر مال۔ جی پوائنٹ آف آرڈر سردار طفیل احمد

سردار طفیل احمد، جناب والا! میری گزارش صرف یہ ہے کہ جناب وزیر مال سے یہ ایک سوال نہیں کیا گیا بلکہ بہت سارے سوال کر لیے گئے ہیں۔ آپ سے گزارش یہ ہے کل بھی اس کا ذکر ہوا تھا کہ ضمنی سوالات کی تعداد مقرر فرما دیں۔ یہ تو ایسےمعلوم ہوتا ہے کہ دوسرے سوال کے بعدمنسٹر صاحب فرمائیں گے کہ باقی سوالات ٹیبل کر دیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، جی شکریہ سردار صاحب! آپ کی بات میں وزن ہے۔ یہ آخری ضمنی سوال ہے۔ جی جناب وزیر مال۔

وزیر مال، جناب والا اس میں ایسا زور دینے کی کیا بات ہے۔ اگر وہ دیکھنا ہے تو میں تو کہتا ہوں کہ public documents ہیں جس نے بھی سائن کیا ہو گا وہ آپ وہاں پر دیکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، next question۔

راجہ خلیق اللہ خان، یہ پرسنل لیز ہے یہ public document نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر ملک اقبال احمد خان لنگڑیال۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ جانتے ہیں کہ ریڈ کو کمپنی والے کون ہیں؟

جناب سپیکر، ملک اقبال احمد خان next question ہو گیا۔ اب next question جناب غلام سرور خان۔

On his behalf 748 Taken as read, any supplementary.

سرکاری اراضی پر ناجائز قبضہ ختم کرانے کے لیے اقدام

*748-خان غلام سرور خان، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) موضع گوہاوا تحصیل کینٹ ضلع لاہور میں کتنی سرکاری اراضی موجود ہے اس کا خسرہ نمبر۔ رقبہ

مالک کا نام اور پتہ۔

(ب) اگر اس اراضی پر ناجائز قابضین ہیں تو ان کے خلاف حکومت نے کیا کارروائی کی اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(ج) موضع گوہاوا کی سرکاری اراضی پر ناجائز قابضین نے قبضہ کیا تو اس کے قبضہ کی تاریخ اگر دعویٰ حکومت نے ناجائز قابضین کے خلاف یا ناجائز قابضین نے حکومت کے خلاف دائر کیا ہے تو دعوی کی تاریخ عدالت کا نام و پتہ آئندہ تاریخ پیشی اور کیس کس مرحلہ میں ہے مکمل تفصیلات علیحدہ علیحدہ خسرہ وار پیش کی جائیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) موضع گوہاوا تحصیل کینٹ ضلع لاہور میں اراضی ملکیتی صوبائی حکومت / نزول اراضی تعدادی 75 کنال 2 مرلہ مشتمل برخسرہ نمبران 426-429-430-484 ہے ریکارڈ محکمہ مال کے مطابق اس رقبہ پر مسمیان چاؤ خان۔ بشیر احمد سرفراز۔ سوہن۔ چنن بھولا وغیرہ مزارعین تابع مرضی قابضین ہیں جو ساکنان موضع گوہاوا تحصیل کینٹ ضلع لاہور میں۔

(ب) کیونکہ اراضی زیر بحث بمطابق ریکارڈ محکمہ مال مقبوضہ مزارعین تابع مرضی ہے اور موقع پر گڑھوں کی صورت میں غیر مزروعہ ہے لہذا ان کے خلاف کسی قسم کی کارروائی زیر غور نہ ہے۔

(ج) اراضی زیر بحث پر ناجائز قابضین نہ ہیں۔ ریکارڈ محکمہ مال کے مطابق مسمیان چاؤ خان۔ بشیر احمد سرفراز۔ سوہن۔ چنن بھولا مزارعین تابع مرضی قابض ہیں۔ اراضی مذکورہ موقع پر زیر کاشت نہ ہے بلکہ گڑھوں کی صورت میں ہے۔ ان وجوہ کی بنا پر ان کے خلاف کوئی کارروائی زیر تجویز نہ ہے اور نہ ہی اراضی مذکورہ کے متعلق کوئی دعویٰ کسی عدالت میں دائر کیا ہوا ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، یہ سوال نمبر 748 بھی ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر، جی یہ ہو چکا ہے یہ بات درست ہے۔ رانا اکرام ربانی صاحب next question

سید چراغ اکبر شاہ، سوال نمبر 807۔ on his behalf

حزب اختلاف کے ممبران کو الاٹمنٹ کمیٹی کا چیئرمین مقرر کرنا

*807۔رانا اکرام ربانی، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال کے نوٹیفکیشن نمبری ایچ 4093(1)-205/-90 جو کہ مورخہ 13 فروری 1991ء کو جاری ہوا کے مطابق صوبائی اسمبلی کے حلقہ جات میں چیئرمین الاٹمنٹ کمیٹی بابت جناح آبادی سکیم کی نامزدگیاں کی گئی ہیں اور اس میں ماسوائے ایک آدھ استثنا کے سب اپنے اپنے حلقہ کے منتخب ایم پی اے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس فہرست میں وہ حلقہ جات شامل نہیں کیے جہاں سے آزاد امیدوار یا حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ایم پی اے منتخب ہوئے ہیں۔

(ج) کیا حکومت حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے صرف گیارہ معزز اراکین اسمبلی کو بھی باقی سب ایم پی اے حضرات کی طرح اپنے اپنے حلقہ انتخاب میں چیئرمین الاٹمنٹ کمیٹی مقرر کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب نفی میں ہے تو کیا بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح ان کی سیاست ان تعلیمات کے ساتھ اس گھٹیا مذاق کے بعد ان آبادیوں کا نام جناح آبادی کی بجائے کوئی اور نام رکھنے پر غور کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مال(جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔

(ج) جناح آبادی رولز 1986ء کے قاعدہ نمبر (i) 5(1),(11) کے تحت جناب وزیراعلیٰ صوبائی اسمبلی کے متعلقہ رکن کو یا حلقہ کے معززین /معتبر شخصیت یا عوام میں سے کسی کو بطور چیئرمین نامزد کر سکتے ہیں۔ مگر کئی حلقوں کے بارے میں انہوں نے فیصلہ نہیں کیا۔

(د) کیونکہ جز (ج) کا جواب نفی میں نہ ہے اس لیے مزید تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔

MR SPEAKER. 807 taken as read, any supplementary.

سید چراغ اکبر شاہ، جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، سید چراغ اکبر شاہ کا ضمنی سوال ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ ، جناب والا! اس سوال میں یہ دریافت کیا گیا ہے کہ صوبائی اسمبلی کے جو مختلف حلقہ جات پنجاب میں ہیں' ان میں آئی جے آئی کے ایم پی ایز کو چیئرمین الائمنٹ کمیٹی مقرر کیا گیا ہے جب کہ اپوزیشن کے ایم پی ایز اور چند آزاد ارکان کو نامزد نہیں کیا گیا۔ تو جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ جن حلقوں میں آئی جے آئی کے ممبرز منتخب ہوئے ہیں' ان میں سے کسی حلقے میں کوئی اور شخص ممبر کے علاوہ' ایم پی اے کے علاوہ بھی الائمنٹ کمیٹی کا چیئرمین نامزد کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر، جی منسٹر ریونیو پلیز۔

وزیر مال ، جناب سپیکر! چیئرمین الائمنٹ کمیٹی کے لیے ایک پرویژن جناح آبادی ایکٹ 1986ء کی موجود ہے۔ اور اس میں بڑا واضح بتایا گیا ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب اس ریونیو اسٹیٹ کا یا تو اس میں سے کسی کو نمائندہ نامزد کریں گے یا پھر وہاں کے معززین میں سے کسی کو چیئرمین بنائیں گے۔ یہ وزیراعلیٰ پنجاب کے اس رولز نے discretion دی ہے چاہے وہ نمائندوں میں سے کر دیں چاہے وہ معززین میں سے کسی کو نامزد کر دیں۔

سید چراغ اکبر شاہ ، جناب والا! مجھے اس سے اختلاف نہیں ہے۔ جزو (ج) میں درست جواب دیا گیا ہے کہ وزیراعلیٰ صوبائی اسمبلی کے متعلقہ رکن کو یا حلقے کے معززین' معتبر شخصیت یا عوام میں سے کسی کو بطور چیئرمین نامزد کر سکتے ہیں۔ جناب والا! شاید وزیر موصوف میرا سوال نہیں سمجھے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ جب وزیراعلیٰ کو یہ discretion حاصل ہے تو کیا کسی حلقے میں جہاں سے آئی جے آئی کا ایم پی اے منتخب ہوا ہے اس حلقے میں کسی اور معزز آدمی کو یا معتبر شخصیت کو یا عوام میں سے کسی اور کو بطور چیئرمین نامزد کیا گیا ہے یا نہیں؟

وزیر مال، جی ہاں ایک حلقے میں کیا ہے اور وہ پی پی 53 ہے۔ وہاں پر جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے جناب ظہور چوہان کو چیئرمین الائمنٹ کمیٹی مقرر کیا ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ، جناب والا! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ پی پی 53 سے آئی جے آئی کا ایم پی اے کون ہے کیا وزیر موصوف ان کا نام بتانا پسند فرمائیں گے؟

وزیر مال، وہاں سے عابد صاحب ہیں جو کہ ابھی منتخب ہوئے ہیں۔ جو حال ہی میں منتخب ہو کر آئے ہیں ان کے نام کا شاید آپ کو بھی پتہ ہے اور مجھے بھی پتہ ہے اور ان کا نام عابد صاحب ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا پی پی 63 جھنگ ہے 53 نہیں ہے۔ آپ نے 53 کہا تھا اس لیے میں نام معلوم کرنا چاہتا تھا ا گر آپ 63 کہتے تو مجھے علم ہوتا۔ جناب والا! اس سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس ایک حلقے میں بھی جس میں سے آئی جے آئی کا آدمی منتخب ہو کے آیا ہے۔ وہ اس وقت چوہان صاحب کو نامزد کیا گیا جب آئی جے آئی کا ایم پی اے اس سیٹ سے منتخب نہیں ہوا تھا اور وہ سیٹ جھنگ کے ہنگاموں کی وجہ سے vacant تھی۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ سوالات کے ذریعے اس ایوان کے سامنے' آپ کے سامنے اور عوام کے سامنے ایسے مسائل اٹھائے جاتے ہیں' ان مسائل کی نشان دہی کی جاتی ہے جہاں پر حکومت بد دیانتی سے کام لیتی ہے اور قواعد و ضوابط کے مطابق نہیں چلتی۔ تو جناب والا! ایک ہی حلقہ ہے پنجاب میں جس کا وزیر موصوف نے ذکر کیا ہے۔

جناب سپیکر: تو ضمنی سوال کیا ہوا۔

سید چراغ اکبر شاہ: میرا ضمنی سوال تو یہی ہے کہ اس حلقے میں بھی جس میں آئی جے آئی کا ممبر موجود نہیں تھا تو انہوں نے کیا ہے۔ آیا کسی حلقے میں جہاں پر آئی جے آئی کا elected ممبر موجود تھا اور اس کی موجودگی میں کسی اور معزز شخص کو یا معتبر شخصیت کو اس حلقے میں چیئرمین الاٹمنٹ کمیٹی نامزد کیا گیا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: اس کا جواب تو آ چکا ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! انہوں نے جواب دیا ہے کہ ایک حلقے میں کیا گیا ہے اور وہ چوہان صاحب کا نام بتایا ہے۔

جناب سپیکر: سید چراغ اکبر شاہ صاحب کوئی اور ضمنی سوال ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! جب وہ اس کا جواب بھی کھل کر دینے کے لیے تیار نہیں ہیں تو میں اور ضمنی سوال کیا کروں گا۔

جناب سپیکر: next question جناب فرید احمد پراچہ۔

نا دھندگان کی طرف بقایا جات

*1111-جناب فرید احمد پراچہ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ڈپٹی کمشنر قصور نے چٹھی نمبر سی اینڈ این۔1000/89 مورخہ 22 اگست 1989ء کو یہ تحریر کیا تھا کہ نادہندگان کی طرف بقیہ۔ /261300 روپے باقی ہیں اور ریکوری کالز تیار کی جا رہی ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈپٹی کمشنر قصور نے اپنی چٹھی نمبر سی اینڈ این /1700/90 مورخہ 3 دسمبر 1990ء میں سولہ ماہ بعد پھر یہ تحریر کیا ہے کہ -/261300 روپے باقی ہیں اور ربیع 1987ء سے بعد کا مالیہ وغیرہ زیر تشخیص ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ ناجائز رعایت دینے اور مفاد سرکار کو نظر انداز کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال(جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) یہ درست ہے بکیف بروئے مراسلہ نمبری 1027-90/1874-TH-II مورخہ 90-9-2 بورڈ آف ریونیو پنجاب نے یہ رقم بذریعہ 12-اقساط ششماہی وصول کرنے کی اجازت دی ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے بلکہ عدم وصولی کی وجوہات یہ ہیں کہ بوجہ شدید ژالہ باری ضلع قصور کو بھی آفت زدہ علاقہ قرار دیا گیا تھا۔ پٹہ داران باقی داران کی درخواست پر بورڈ آف ریونیو نے بذریعہ چٹھی مورخہ 91-1-27 لگان فصل ربیع 1987ء کی معافی دی تھی ضلعی حکام کی موجودہ رپورٹ کے مطابق مبلغ -/223830 روپے واجب الادا میں سے دو اقساط مبلغ -/43550 روپے وصول ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر، جی 1111۔

Taken as read, any supplementary question Farid Piracha Sahib

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ جو رقم ان افسران کے ذمے تھی جو اس زمین کو ناجائز طور پر اپنے قبضہ رکھے ہوئے ہیں تو ان سے 2 لاکھ 23 ہزار

8 سو 30 روپے کی رقم واجب الادا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ انٹی کرپشن نے دسمبر 1982ء میں محکمے کو مطلع کیا اور انٹی کرپشن میمو کے نتیجے میں دسمبر 1982ء میں ان پر یہ رقم عائد کی گئی دو لاکھ اکسٹھ ہزار روپے۔ آیا اتنا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود جو کہ دس سال پر محیط ہے یہ رقم کیوں وصول نہیں کی گئی؟ اور اس کوتاہی کے ذمہ دار کون ہیں اور ان کو کیا سزا دی جا رہی ہے؟

وزیر مال، جناب سپیکر! پراچہ صاحب نے افسران کا نام لیا ہے۔ لیکن ہمارے documents یہ بتاتے ہیں کہ اس کو پچھلے 1980ء اور 1983ء میں دس آدمیوں کو اوپن آکشن میں یہ رقبہ پانچ سال کے لیے پٹے پر دیا گیا۔ اس کے پس پردہ جو بات ہے ہوگی وہ تو شائد پراچہ صاحب بیان کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن جو لیز ہے وہ ان آدمیوں کے نام ہے جو نام میرے پاس موجود ہیں۔ ایک انکوائری اینٹی کرپشن نے کس کی شکایت پر شروع کی۔ انہوں نے اس کے تحت پرچہ درج کروایا۔ اور پرچہ درج ہونے کے بعد وہ پارٹی ہائی کورٹ میں چلی گئی۔ وہاں سے انہوں نے status quo لے لیا اور اس status quo کو ختم کرانے کے لیے ابھی ہم اس کی پیروی کر رہے ہیں۔ لیکن ظاہر طور پر تو ہمارے lessee ذمہ دار ہیں۔ وہی باقی دار ہیں۔ ان سے ہی ہم وصولی کریں گے۔ جہاں تک بقایا کا تعلق ہے یہ صحیح بات ہے کہ 2 لاکھ 61 ہزار 3 سو روپیہ 22-8-89 کو ان کے ذمے تھا۔ اور 3-12-90 کو انہوں نے اس رقم کے بارے میں بورڈ آف ریونیو میں apply کیا کہ اس کو اقساط میں تبدیل کر دیا جائے۔ تو اس کو ہم نے بارہ اقساط میں تبدیل کیا۔ اور ششماہی بارہ اقساط کی گئیں۔ اور انہیں کہا گیا کہ اس کی ادائیگی کریں۔ اس سلسلے میں اب ادائیگی ہو بھی رہی ہے۔ اب ان کے ذمے ایک لاکھ 58 ہزار روپیہ بقایا ہے۔ ان اقساط کے حساب سے ان کو تقریباً 38 ہزار روپے کی معافی ہوئی۔ اس کے بعد انہوں نے جمع کرایا اور ایک لاکھ 58 ہزار روپیہ بقایا ہے اور آج تک وہ 65 ہزار 3 سو پچیس روپے جمع کرا چکے ہیں۔ اگر انہوں نے کوئی اقساط کی violation کی یا بقایا کی violation کی تو ہم انشاء اللہ ان کے خلاف ضرور ایکشن لیں گے۔ جہاں تک یہ افسران کے نام ہیں lessee کے نام ہیں' یہ معاملہ وہ ہائی کورٹ میں لے گئے ہیں۔ اس کا رٹ نمبر بھی موجود ہے۔ اس کی ہم پیروی کر رہے ہیں۔ جب یہ ختم ہو گا تو انشاء اللہ ہم ان کے خلاف ضرور ایکشن لیں گے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! اس میں جس رٹ کا تذکرہ کیا گیا ہے اس رٹ کا ریکوری کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ محکمے کی ریکوری جو 1982ء سے واجب الادا تھی اس

کو عام شہریوں نے انسداد رشوت ستانی کے پاس سے جا کر اس بات کا تعین کروایا کہ یہ رقم ان کے ذمے واجب الادا ہے۔ محکمہ اپنی کوتاہی کرتا رہا اور اپنی رقم جو اس نے وصول کرنی تھی وہ وصول نہیں کی۔ اس کے بعد جب یہ اینٹی کرپشن نے 2 لاکھ 61 ہزار 3 سو روپے کا میمو تیار کر دیا تو اس کے بعد سے 1988ء سے لے کر اب تک صرف ایک قسط وصول کی گئی ہے میرا سوال یہ ہے کہ بعض بیورو کریٹ کو جو رعایات دی گئی ہے اس کا مقصد کیا ہے اور کیا ایک عام غریب شہری کو بھی یہ رعایت دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی جناب وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ بقایا ان کے ذمے ہے لیکن ہم نے 2۔ستمبر 1992ء کو اس کا فیصلہ کر دیا اور بارہ اقساط میں بقایا کو تبدیل کر دیا اور وہ اقساط جمع کروا رہے ہیں۔ جہاں تک بورڈ کی competency کا تعلق ہے اگر کوئی genuine case کے لیے اقساط کے سلسلے میں اپلائی کرے تو ہم ضرور کر دیتے ہیں۔ لیکن پراچہ صاحب! اگر آپ کا ذہن کسی background پر جا رہا ہے تو پھر آپ مجھ پر confidence کریں۔ اگر کوئی یہ بات ہے کہ خدانخواستہ بیورو کریسی، ملی بھگت ہے یا کوئی ایسی بات ہے۔

Let me investigate. Let me inquire it personally.

تو میں انشاء اللہ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پھر ایسی repetition نہیں ہو گی۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! محترم وزیر صاحب نے یہ یقین دہانی کرائی ہے۔ یہ سردار طفیل صاحب نے بھی اس سے پہلے سوال کیا تھا اور یہ اب تک چودہ سوالات دیے جا چکے ہیں۔ بہرحال محترم وزیر صاحب نے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ لوگ چاہے جتنی بھی حیثیت کے مالک ہوں گے اگر انہوں نے بے قاعدگی کی ہے تو ان کی انکوائری بھی کریں گے اور اس کے بعد غلط لوگوں سے زمین لے کر صحیح افراد کو جو اس کے حق دار ہیں انہیں دی جائے گی۔ تو جناب سپیکر! میں آپ کا بھی شکریہ ادا کروں گا کہ ایک مسئلہ حل ہو جائے۔ تو میں اپنے باقی چودہ سوالات پر اصرار نہیں کروں گا اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے۔

جناب سپیکر: پراچہ صاحب! یہ ضمنی سوال تو نہیں ہے لیکن اس بارے میں اگر وزیر مال صاحب مناسب سمجھیں تو پالیسی سٹیٹمنٹ دے سکتے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 1113۔

رقبہ اراضی رکھ بت ضلع قصور کو سرکاری ملازمین کو پٹہ پر دینا

*1113-جناب فرید احمد پراچہ: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع رکھ بت تحصیل قصور میں رقبہ تعدادی 111 ایکڑ ملکیتی صوبائی حکومت سال (83-1982) میں سرکاری ملازمین کو پانچ سال پٹہ پر دیا گیا تھا جب کہ گورنمنٹ کی جنرل شرائط کی نوٹیفکیشن نمبری سی 2664 مورخہ 22۔ستمبر 1944ء ترمیم شدہ نوٹیفکیشن سی۔ 3662 مورخہ 6۔ دسمبر 1944ء نوٹیفکیشن نمبر سی اے ایل۔56-51/8 مورخہ 21۔ستمبر 1956ء کے تحت گورنمنٹ ملازمین اراضی حاصل کرنے کے مجاز نہ ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی):

(الف) متذکرہ رقبہ سرکار واقع موضع رکھ بت حسب ضابطہ پانچ سالہ پٹہ بذریعہ نیلام عبدالستار وغیرہ کو دیا گیا۔ ضلعی دفتر کے ریکارڈ کے مطابق یہ بات عیاں نہ تھی کہ پٹہ داران سرکاری ملازم تھے۔ جہاں تک پٹہ داران کے ملازمین ہونے کا تعلق ہے اس سلسلہ میں محکمہ انسداد رشوت ستانی نے بعد تحقیقات رپورٹ کی تھی کہ ان میں اکثر ٹینڈر گرہندہ ملازمین ہیں جس کے نتیجہ میں مسمیان حبیب الرحمان لبیب الرحمان کے خلاف FIR درج کرائی تھی جس پر مذکورہ آدمیوں نے رٹ نمبری 3989/89 کے علاوہ بودا وغیرہ بے دخل شدہ ناجائز قابضین نے کبھی تمام دیگر ٹینڈر گرہندگان کے خلاف رٹ پٹیشن نمبر 3224/87 عدالت عالیہ میں دائر کی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے تا فیصلہ عدالت عالیہ ان ٹینڈر گرہندگان کے خلاف کارروائی عمل میں نہیں لائی جا سکتی۔ جونہی کوئی فیصلہ ہوگا مناسب کارروائی کی جا سکے گی۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور ہوگا۔ کوئی ضمنی سوال؟

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! یہ سوال بھی اسی مسئلہ سے متعلق ہے جو پہلے زیر بحث ہے اور اس میں ایک عدالتی فیصلے کا ذکر کیا گیا ہے۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف نے ان کی رٹ

اور اس میں اس مؤقف کو پڑھا ہے جس میں انہوں نے یہ مؤقف لیا ہے کہ ہمارا اس زمین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب ان کا تعلق نہیں ہے اور انہوں نے بورڈ آف ریونیو کو پارٹی نہیں بنایا تو ان سے زمین واپس لینے میں رٹ کہاں رکاوٹ بنتی ہے؟ رٹ ہے یا سٹے آرڈر ہے وہ اگر ان کے خلاف ہے ہی نہیں تو جو ناجائز قابض ہیں ان سے زمین واپس کیوں نہیں لی جاتی؟

وزیر مال، جناب والا! ایک معاملے کو لے کر وہ ہائی کورٹ میں گئے ہیں۔ انہوں نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ کاغذات میں جن کا اور نام ہے شاید وہ بیک گراؤنڈ پر ہوں گے۔ لیکن جو کریمنل کیس ان کے خلاف رجسٹر ہوا تھا اس کو بھی انہوں نے چیلنج کیا ہے اور اس کی پروسیڈنگ کو انہوں نے روکا ہے۔ لیکن جہاں تک ان کی بے دخلی کا تعلق ہے 1987ء میں ان کی ایک لیز ختم ہوئی ہے۔ لیکن وہ پھر کورٹ میں گئے ہیں اور کوٹ میں جا کر انہوں نے اس کا status quo لیا ہے۔ اور ہم نے ان کو نوٹس جاری کیا ہے کہ زمین ہم واپس لیں گے آپ ناجائز قابض ہیں۔ لیکن جب وہ status quo ختم ہو گا تو پھر انشاء اللہ ایکشن لیں گے۔ یہ وہی بات ہے۔ ایک ہی طرح کا سوال ہے۔ یہاں پر آپ نے ان کا نام بھی ظاہر کیا ہے۔ اگر آپ نے میرے محکمے کے افسران کی بات کرنا ہے' بیورو کریسی کی بات کرنا ہے یا کوئی ملی بھگت کی بات ہوتی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں duty bound ہوں کہ اس کو میں look into کروں اور اس کو پبلک کے مفاد میں ملک کے مفاد میں' گورنمنٹ کے مفاد میں جہاں تک ہو ایکشن لوں۔ اگر اس سے یہ بات ابھرتی ہے کہ کوئی ملی بھگت ہے تو پھر ضرور انشاء اللہ اس کی میں انکوائری کروں گا۔

جناب سپیکر، سردار طفیل احمد خان ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! وزیر موصوف نے ایک بات اپنے جواب میں بتائی' کہ مسمیان حبیب الرحمن اور لبیب الرحمن کے خلاف اینٹی کرپشن میں ایف آئی آر درج کرائی تھی۔ جب ان کا نام موجود ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے جو رٹ کا ذکر کیا ہے جس کا نمبر یہ3989/89 ہے جو حبیب الرحمن اور لبیب الرحمن نے ہائی کورٹ میں دائر کی---

جناب سپیکر، سردار صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ اس رٹ میں جو prayer کی گئی اس میں یہ کیا ہوا کہ ہمارا اس سے واسطہ نہ ہے۔

To do with that said . . . Legal proceedings were neither presented nor they have any interest therein

ایک فقرہ یہ ہے۔ جناب والا! میں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ یہ میری یونین کونسل کا کیس ہے۔ مجھے اس کی مکمل واقفیت ہے اور یہاں بہت غلط بیانی سے کام لیا جا رہا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی اور reason میں جاؤں۔ میرا صرف گزارش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ میرے پاس کاپی موجود ہے۔ یہاں پر تو یہاں تک زیادتی ہوئی ہے کہ ایک آفیسر نے اپنے اصل نام کو چھپا لیا ہے اور بجائے لیب الرحمان کے جس نے لیز حاصل کی ہے اس نے وہاں پر جو نام پیش کیا ہے اس میں اصل نام کو بدل دیا گیا ہے۔ تو میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ وزیر مال صرف یہ یقین دہانی کرا دیں کہ کیا انصاف کے تقاضے جن کا دعویٰ کیا جا رہا ہے پورے کیے جائیں گے؟

جناب سپیکر، جی منسٹر ریونیو پلیز۔

وزیرمال، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی یہ کہا ہے کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ facts are facts لیکن جب قانون ایکشن میں آتا ہے۔ جب ہم کسی کو لیز دیتے ہیں تو وہاں پر کھڑے ہو کر نیلام عام میں زید، بکر، اے، بی، سی، ڈی اگر اس کو لے لیتا ہے تو ہمارے کاغذات میں اس کا اندراج ہے۔ میں یہ تسلیم کر رہا ہوں کہ اگر واقعی بیک گراؤنڈ پر کوئی ایسی بات ہے، متعلقہ دوست بھی کہہ رہے ہیں، دوسرے بھی کہہ رہے ہیں، اگر کوئی ایسی بات ہے، ہوا یہ ہے کہ ان کی لیز ہوئی اس کے بعد وہ ختم ہوئی انہوں نے extension کے لیے apply کیا ہم نے refuse کیا وہ عدالت میں چلے گئے۔ انٹی کرپشن کا پرچہ ہوا وہ ہائی کورٹ میں چلے گئے کہ یہ جناب ہمارا تعلق کوئی نہیں۔ ایک تو وہاں سے status quo جاری ہوا ہے۔ وہ اپنی جگہ پر اور عدالت کا احترام اپنی جگہ پر لیکن جو بات یہ کہہ رہے ہیں تو میں نے یہاں یقین دہانی کرائی ہے کہ اگر ایسی بات ہے، اگر کوئی مضبوط ہاتھ پیچھے کام کر رہا ہے تو پھر اس کی انکوائری انشاء اللہ ہم کریں گے۔ پھر انشاء اللہ ہم آپ کو بتائیں گے کہ اس میں انصاف ہوا ہے یا نہیں ہوا لیکن جو کام ہو گا پھر وہ قانون اور ضابطے کے مطابق ہو گا۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! میں نہیں چاہتا کہ میں اس طرح سے بات کروں۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار طفیل احمد خان: ایک سیکنڈ جناب۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے۔۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار طفیل احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر پر میں بھی ہوں۔

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر میاں منظور احمد موہل۔ آپ ویسے ہی بات کریں میاں صاحب۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! جب کوئی منسٹر ایک public importance پر اپنی سٹیٹمنٹ دے دے جیسا کہ آپ نے یہ ان کو کہا ہے کیونکہ وہ ان کا ضمنی سوال تو بنتا نہیں تھا لیکن آپ نے اجازت دے دی۔ اس پر انہوں نے ایک سٹیٹمنٹ دے دی تو میں اس پر specific Rule No 207 کا حوالہ دوں گا۔ اس میں یہ واضح طور پر لکھا ہوا ہے۔

Rule 207.

> A Statement may be made by a Minister on matter of public importance with the consent of the Speaker, but no question shall be asked nor discussion take place thereon at the time the statement is made.

جناب والا! اب اس میں یہ ہے کہ انہوں نے ایک سٹیٹمنٹ دے دی۔ اب اس پر پھر سوال اور پھر اس پر بحث۔ یہ پھر ایسی کوئی صورت حال نہیں ہوتی۔ یہ میں نے رول نمبر 207 کا حوالہ دیا ہے۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ منسٹر ریونیو کی ایک پالیسی سٹیٹمنٹ نہیں تھی بلکہ سردار طفیل احمد خان کا ضمنی سوال تھا اور ان کے ضمنی سوال پر ریونیو منسٹر نے جواب دیا ہے اور اپنے جواب میں انہوں نے assurance دی ہے تو سردار صاحب' آپ کا کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

سردار طفیل احمد خان: میں جناب کا مشکور ہوں لیکن ایک چھوٹی سی بات عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میں نے مختصراً یہ عرض کی تھی کہ جناب ریونیو منسٹر یہ یقین دہانی کرائیں کہ جن لوگوں نے وہاں زیادتی کی ہے اور مجھے کافی حد تک یقین ہے کہ جناب ریونیو منسٹر کے علم میں مکمل واقعات ہیں۔ اس

کی مختصر دلیل اس طرح ہے۔۔۔

جناب سپیکر، سردار صاحب۔۔

سردار طفیل احمد خان: جناب والا! مجھے صرف ایک منٹ دیں۔ وہ آفیسران جنہوں نے نہ صرف یہ کہ محکمہ مال کو دھوکا دیا ہے بلکہ محکمہ جیل سے قیدی وہاں لے جا کر اس رقبہ کو آباد کیا ہے۔ نہر کا پانی وہ چوری کرتے ہیں۔ کوئی ایک ظلم بھی ہو۔ میں مختصر بتانا چاہتا ہوں۔ تفصیل بہت لمبی ہے۔ بڑی دردناک کہانی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کا یہ مناسب جواب دے دیں۔ جناب والا! اس سے زیادہ میں اتنا عرض کروں کہ یہ دو بھائی ہیں اور چیف سیکرٹری نے ایک کو تو منسٹر بھیج دیا ہے۔ یہ اتنے بدنام لوگ ہیں۔ مناسب نہیں کہ میں اپنی زبان سے عرض کروں لیکن میں پھر دوبارہ وزیر مال سے عرض کرتا ہوں کہ یہ انصاف کی مکمل یقین دہانی کرائیں۔ میں بہت مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں اس بارے میں آپ کے سوال پر منسٹر ریونیو بات کر چکے ہیں۔ اس پر مزید یقین دہانی کی ضرورت میں محسوس نہیں کرتا۔ اور کوئی ضمنی سوال ہے؟ اگلا سوال خان غلام سرور خان۔ جناب غلام سرور خان کے ایماء پر سید چراغ اکبر شاہ۔ سوال نمبر 1195 طبع شدہ دریافت کیا گیا۔

نمبرداروں کو اراضی کی الاٹمنٹ

*1195-خان غلام سرور خان، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب کے لاہور میں نمبرداروں کے کونشن سے خطاب کرتے ہوئے مورخہ 13 ستمبر 1990ء کو اعلان کیا تھا کہ صوبہ بھر کے تمام نمبرداروں کو ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی الاٹ کی جائے گی۔

(ب) کیا اس مراعات کے حاصل کرنے والے نمبر داروں میں بہاول پور/سرگودھا ڈویژن کے تمام چکوک اور مواضعات جو کہ پرانی آبادی پر مشتمل تھی کے نمبردار بھی شامل ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیرمال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) درست ہے۔ مورخہ 13 ستمبر 1990ء بمقام لاہور نمبرداروں کی ایک کونشن منعقد ہوئی تھی۔

اس عہدہ کو مزید بہتر اور کارآمد بنانے کے لیے وزیراعلیٰ پنجاب نے دیگر مراعات کے علاوہ مستقل نمبرداران جو کہ کالونی چکوک سے تعلق رکھتے ہیں اور قبل ازیں نمبرداری لاٹ حاصل نہیں کر چکے انہیں ساڑھے بارہ ایکڑ تک کی لاٹ دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

(ب) اس سکیم میں سرگودھا اور بہاول پور ڈویژن کے کالونی چکوک کے مستحق نمبرداران شامل ہیں۔

MR SPEAKER: On his behalf it will be taken as read. Any supplementary question?

سید چراغ اکبر شاہ: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: سید چراغ اکبر شاہ ضمنی سوال۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جزو (الف) میں کہا گیا ہے کہ "مورخہ 13 ستمبر 1990ء بمقام لاہور نمبرداروں کا ایک کونشن منعقد ہوا تھا۔ جس میں وزیراعلیٰ پنجاب نے دیگر مراعات کے علاوہ مستقل نمبرداران جو کہ کالونی چکوک سے تعلق رکھتے ہیں اور قبل ازیں نمبرداری لاٹ حاصل نہیں کر چکے انہیں ساڑھے بارہ ایکڑ تک کی لاٹ دینے کا فیصلہ کیا تھا" تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ نوازشات اور لالچ جو 90ء کے الیکشن سے مہینہ پہلے نمبرداروں کو دیا گیا تھا کیا آئی جے آئی کی حکومت نے وہ وعدہ پورا کر دیا ہے اور پنجاب کے سارے نمبرداروں کو 12 ایکڑ رقبہ الاٹ کر دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی منسٹر ریونیو پلیز۔

وزیر مال: ہم نے یہ کونشن کیا تھا اور یہ چیف منسٹر پنجاب کی بلکہ گورنمنٹ کی commitment ہے کہ ہم ان نمبرداروں کو جن کے پاس گورنمنٹ کی زمین نہیں ہے کالونی ایریا میں جن کو نہیں ملی تھی ان کو انشاء اللہ ہم ضرور وہ مراعات دیں گے۔ وہ کیس ripe up ہو چکا ہے اور انشاء اللہ جلد ہی ہم اس کو announce کرنے والے ہیں۔ جو ہماری commitment ہے وہ انشاء اللہ ہم ضرور پوری کریں گے۔

سید چراغ اکبر شاہ: ضمنی سوال

جناب سپیکر: سید چراغ اکبر شاہ ضمنی سوال۔

سید چراغ اکبر شاہ، جناب سپیکر! میں یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا اس پر وزیر موصوف کوئی ٹائم period مخصوص کریں گے یا میں یہ سمجھ لوں کہ آئندہ الیکشن کے نزدیک یہ الاٹمنٹ کی جائے گی؟

جناب سپیکر، جی منسٹر ریونیو پلیز۔

وزیر مال، یہ بات نہیں کہ کوئی الیکشن کی بات تھی۔ میں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ پنجاب کی صورت حال ایسی ہے جس میں نمبرداروں کا ایک بہت اہم عہدہ create کیا گیا تھا اور وہ پبلک' انتظامیہ اور گورنمنٹ کے درمیان ایک co-ordinator تھا۔ جس کا وقت کے ساتھ ساتھ کوئی تقدس نہیں رہا تھا۔ ہم نے یہ سوچا کہ ایک بڑا اہم فریضہ ادا کرتے ہیں کہ اس تقدس کو بحال کیا جائے اور اس تقدس کو بحال کرنے کے لیے ہم نے انسٹی ٹیوشن کو بنانے کے لیے یہ قدم اٹھایا ہے۔ ہم نے کسی الیکشن کے بارے میں یہ بات نہیں کی تھی۔ انسٹی ٹیوشن کو strengthen کرنے کے لیے ہم نے یہ کہا ہے کہ ہم یہ مراعات نمبرداروں کو دیں گے اور پھر ان سے درخواست کریں گے کہ جیسے وہ پہلے معاشرے کی اصلاح کے لیے' لوگوں کی بہتری کے لیے دل چسپی لے کر کام کرتے تھے ہم ان کو اپیل کریں گے کہ وہ ویسے ہی کام کریں۔ اس مقصد کے لیے ہم نے ان کو مراعات دی تھیں۔ خدا نخواستہ ہم نے الیکشن کے لیے نہیں دی تھیں تو الیکشن تو انشاء اللہ 1990ء کو ساری دنیا نے دیکھا ہے اور جس طرح campaign چلی ہے اور جس طرح آئی جے آئی اورمسلم لیگ کو کامیابی ہوئی ہے اس کا ساری دنیا کو پتہ ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ جو جواب دے رہے ہیں کیا یہ relevant ہے؟ میں نے تو الیکشن کی بات اس لیے کی ہے کہ نمبرداروں کا تقدس بیشک بحال کیا جائے انہیں مراعات دی جائیں لیکن جناب والا! اس تاریخ پر تو غور کریں کہ 13 ستمبر 1990ء۔ الیکشن 24 اور 27 اکتوبر 1990ء کو ہوئے ہیں۔ اس لیے الیکشن والی بات اور اس کا تعلق ضرور ہے۔ جیسا کہ بالکل ہی اس سے وزیر موصوف کنارہ کشی کر رہے ہیں کہ وہ بات ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جی شکریہ شاہ صاحب۔

میاں منظور احمد موہل، ضمنی سوال

جناب سپیکر، ضمنی سوال میاں منظور احمد موہل۔

میاں منظور احمد موہل، کیا وزیر موصوف اس بارے میں میرے ضمنی سوال کا جواب دیں گے کہ کالونی کے چکوک کا تو اب وہاں پر اعلان کر دیا گیا۔ کیا پرانی آبادی کے جو نمبرداران ہیں ان کے بارے میں بھی یہی رعایت دینے کے لیے جو کالونی کے چکوک کو دی گئی ہے کوئی بات زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: جی منسٹر ریونیو پلیز۔

وزیر مال، جناب سپیکر! ہماری یہ commitment کالونی ایریا کی ہے جہاں پر زمین موجود ہے۔ہمارے پنجاب میں ایک نادرن ایریا ہے جو کہ اٹک' چکوال' پنڈی اور گجرات سے شروع ہوتا ہے۔ یہاں پر گورنمنٹ کی زمین نہیں ہے۔ ایک کیٹیگری یہ ہے اور ایک کیٹیگری وہ ہے جو کالونی اضلاع میں وہ چکوک ہیں جو پنجاب میں کہتے ہیں کہ مالکی کے چکوک ہیں۔ کالونی زمین وہاں پر نہیں ہے یہ category اور وہ category ہم نے ان کو at par کرنے کے لیے یہ اعلان کیا تھا کہ ہم ان کو دو ہزار روپے سالانہ الاؤنس دیں گے اور اس میں ہم نے مالیہ کی حد پانچ سے دس فی صد کر دی تھی اور آبیانہ کی تین سے چھ فی صد کر دی تھی اس کے علاوہ ہم نے جو ان کو لائسنسز کی مراعات دی تھیں ان کو implement بھی کر دیا گیا ہے ہم یہ رقبہ ان لوگوں کو دیں گے جن کو یہ رقبہ پہلے نہیں ملا تھا اور وہ کالونی ایریا میں fall کرتے ہیں جہاں پر زمین available ہے ہم ان کو یہ کریں گے اور دوسرے نمبرداران کو بھی at par لانے کے لیے مالی مراعات بھی دیں گے یہ گورنمنٹ کی commitment ہے اور کیس ripe ہو چکا ہے انشاء اللہ یہ جلد ہی سنیں گے کہ ہم نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔

تحصیل میاں چنوں میں کاشت کاروں کی مشکلات

*1323-ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ کپاس کی فصل کو بیماری لگنے سے تحصیل میاں چنوں اور یونین کونسل جراحی کے دیہات بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کپاس کی فصل کی بیماری لگنے کی وجہ سے کاشت کاروں کو اپنی لاگت بھی وصول نہیں ہو رہی ہے جس کی وجہ سے کاشت کار مالی مشکلات سے دوچار ہیں۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس علاقے کے کاشت کاروں کا مالیہ

معاف کرنے کو تیار ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہے؟

وزیر مال(جناب محمد ارشد خان لودھی):

(الف) تحصیل میاں چنوں کے چند دیہات میں چند کاشت کاروں کے رقبہ میں فصل کپاس خاص طور پر قسم ایس اور سی آئی ایم 70 جو اگتی کاشت پر وائرس کا حملہ ہوا تھا۔ اس حملہ سے گنتی کے چند کاشت کاروں کی فصل کپاس متاثر ہوئی۔ فصل کپاس مجموعی طور پر متاثر نہیں ہوئی۔ جزوی طور پر ٹکڑوں کی صورت میں بیماری نمودار ہوئی۔ یونین کونسل جراحی کے دیہات میں بھی چند جگہ پر بیماری نمودار ہوئی ان دیہات میں بھی نقصان باقی علاقہ سے زیادہ نہیں ہوا۔ عام طور پر پیداوار تسلی بخش ہے۔

(ب) حملہ ٹکڑوں کی صورت میں تھا بہت کم زمین دار اس سے متاثر ہوئے کاشت کاروں کی اکثریت کی فصل معمول کے مطابق ہے۔

(ج) مجموعی طور پر نقصان نہیں ہوا چند چھوٹے کاشت کار جن کی فصل کپاس پر بیماری کا زیادہ حملہ ہوا متاثر ہوئے چونکہ وہ علاقہ آفت زدہ قرار نہیں دیا گیا اس لیے امداد کے مستحق نہیں ہیں۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کپاس کی یہ جو وائرس آئی تھی یہ میاں چنوں سے بڑھ کر اب کئی اور اضلاع میں پھیل چکی ہے اب کسی چیز کا انتظار ہو رہا ہے کہ اس کی compensation کا اعلان نہیں کیا جا رہا۔

جناب سپیکر: اس میں آپ نے مالیہ معاف کرنے کی بات کی ہے۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ: جی سارے پنجاب کا مالیہ معاف ہو جائے۔

وزیر مال، جناب والا! ڈاکٹر صاحب نے تحصیل میاں چنوں کی یونین کونسل جراحی کی بات کی ہے اس بارے میں جناب عرض یہ ہے کہ ہمارے پاس جو feed back آیا ہے یہ زیادہ تر تو محکمہ زراعت سے متعلقہ ہے لیکن میں اس کے لیے گزارش کروں گا کہ ہم نے سروے کروایا ہے جس سے یہ معلوم ہوا ہے کہ ٹکڑوں میں وائرس کا حملہ ہوا ہے اور کپاس کی فصل کو نقصان پہنچا ہے اور یونین کونسل جراحی میں کچھ زیادہ ہے ہم اس کے کوائف اکٹھے کر رہے ہیں جہاں تک میرے محکمے کا تعلق ہے اس بارے میں calamity affected, declare اس وقت کریں گے جب ہمارے پاس پورا

feed back آ جائے گا اور اگر یہ پچاس فی صد یا پچاس فی صد سے زیادہ ہوا تو ہم اس کو calamity affected declare کر دیں گے اور calamity affected declare کرنے کے بعد جو مراعات ان کو درکار ہیں ہم ان کو فوراً مہیا کریں گے۔ جناب والا! میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ خانیوال ہمارا cotton growing area ہے اور یہاں پر لوگوں کی پریشانی ہے پانچ روز ہوئے ہیں میں نے ہدایت دی ہے کہ وہاں سے تفصیل منگوائی جائے۔ جناب والا! اگر یہ بات صحیح ہوئی تو ہم انشاء اللہ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے ہم ان چکوک کو declare, calamity affected کریں گے اور اس کے بعد ہم وہاں پر مراعات انشاء اللہ ضرور دیں گے۔

جناب والا! جہاں تک حکومت کی علیحدہ امداد کرنے کا تعلق ہے وزیر زراعت بھی دن رات کوشش کر رہے ہیں ہم زمین دار ہونے کے ناتے اور کاشت کار ہونے کے ناتے سب مل کر وزیراعلیٰ پنجاب سے یہ کہیں گے کہ اگر واقعی ان کا نقصان ہوا ہے تو ان کو compensate کیا جائے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کا سوال بنیادی طور پر تو محکمہ زراعت سے متعلقہ ہے اس میں تو آپ نے صرف مالیہ معاف کرنے کی بات کی ہے۔ جو محکمہ مال سے متعلقہ ایک مسئلہ ہے۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ: جناب والا! میں نے یہ سوال محکمہ زراعت میں بھی بھیجا تھا۔ اور وزیر موصوف نے واقعی یہ صحیح کہا ہے کہ یہ پچھلے سال ٹکڑوں کی شکل میں چند جگہوں میں آئی۔ اور جناب والا! جب ان کے پاس رپورٹ آئے گی تو اس سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ ایک تحصیل نہیں بلکہ اس سے کئی اور اضلاع بھی متاثر ہو چکے ہیں۔ جناب والا! اگر اس وائرس کا تدارک نہ کیا گیا تو پھر پورے پنجاب میں مالیہ معاف کرنا پڑے گا اور خاص طور پر شمالی اضلاع جہاں پر کپاس زیادہ پیدا ہوتی ہے ان تمام کو آفت زدہ قرار دینا پڑے گا۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ محکمہ زراعت سے متعلقہ سوال ہے اور اگر آپ اسے پیش کریں اور وزیر زراعت اس سے اتفاق کریں تو ہم اس سوال کو specially take up کر لیں۔ آپ اسے آؤٹ آف ٹرن پیش کریں اور وزیر زراعت سے رابطہ کریں اور اگر وہ رضا مند ہوں تو اسے خاص طور پر لیا جا سکتا ہے۔

وزیر زراعت: ٹھیک ہے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ سوال بڑی اہمیت کا حامل ہے اور اس طریقے سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

ضلع خانیوال میں سیلاب زدگان کی امداد

*1377- ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 1988ء سے لے کر 1990ء تک ضلع خانیوال میں سیلاب زدگان کو کتنی رقم بطور امداد دی گئی۔ امداد حاصل کرنے والوں کے نام اور پتہ جات کیا ہیں۔ سیلاب سے ہر آدمی کو کتنا نقصان ہوا۔ تفصیلاً بتایا جائے نیز سیلاب سے متاثرین کی امداد کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) ہنگامی امداد ضلع خانیوال میں دوران سیلاب 1988ء ہنگامی امداد کی مد میں خوراک وغیرہ کے لیے 1250000 روپے مختص کیے گئے تھے۔ جن میں سے 300751 روپے خرچ ہوئے اور بقایا رقم 949249 روپے بذریعہ ڈرافٹ ریلیف ڈیپارٹمنٹ کو واپس موصول ہوئے۔

(ii) مالی امداد سال 1988ء سے لے کر 1990ء تک ضلع خانیوال کے سیلاب زدگان کو کل 55000 روپے بطور مالی امداد دی گئی۔

(ب) امداد حاصل کرنے والوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ (الف) مسماۃ غلام فاطمہ بیوہ غلام قادر موضع روملہ تحصیل میاں چنوں مبلغ -/35000 روپے بذریعہ چیک نمبر 3972592۔ (ب) مسماۃ راجن والدہ منظور احمد متوفی چک نمبر 8/3 آر تحصیل میاں چنوں مبلغ -/20,000 روپے بذریعہ چیک نمبر 3972593۔

(ج) 1988ء میں سیلاب سے ضلع خانیوال میں کل (124) مواضعات متاثر ہوئے جو رقبہ سیلاب کی زد میں آیا کل 23538 ایکڑ تھا۔ نقصانات کی تفصیل مقامی انتظامیہ کی طرف سے مہیا کردہ اعداد و شمار کے مطابق مندرجہ ذیل ہے۔

'Demolished'		'Damaged'	
(پکے گھر)	(کچے گھر)	(پکے گھر)	(کچے گھر)
(1487)	(15597)	(240)	(2377)

(جس کا تخمینہ تقریباً -/5723000 روپے ہے)

(الف) متاثرہ گھروں کی مدت کی مد میں مالی امداد کے لیے مقامی انتظامیہ کی طرف سے کوئی

درخواست نہ کی گئی۔

(ب) تباہ شدہ فصلات کے سلسلہ میں متاثرہ علاقہ کو آفت زدہ قرار دیا گیا۔

امداد کا طریق کار

قانون قدرتی آفات (انسداد امداد) مجریہ 1957ء کی دفعہ 3 کی رو سے سیلاب بارشوں ژالہ باری آگ۔ قحط۔ ٹڈی دل یا دیگر مہلک وبائی امراض یا دیگر آفات جو حکومت کی رائے میں متذکرہ قانون کے دائرہ میں آتے ہوں متاثرین کو آرام و مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

ہنگامی امداد

ہنگامی امداد کے تحت بے خانماں افراد کو مفت خوراک' چارہ' ادویات' عارضی رہائش مہیا کی جاتی ہے۔ اس ضمن میں ریلیف ڈیپارٹمنٹ علاقہ کے ڈپٹی کمشنر کی درخواست پر وزیراعلیٰ کے ریلیف فنڈ سے رقم مہیا کرتا ہے۔ جو کہ مقامی انتظامیہ مندرجہ بالا مدوں پر خرچ کرتی ہے۔

(ب) مالی امداد

سربراہ کنبہ یا دیگر افراد جن کی موت حادثاتی طور پر کسی بھی متذکرہ ناگہانی آفت میں واقعہ ہو جانے کے قانونی وارثوں کو مالی امداد دیتا ہے۔ فقط 1988ء کے سیلاب سے متاثرین کو امداد بحساب -/35000 روپے برائے سربراہ کنبہ اور -/20000 روپے برائے افراد کنبہ کی موت کی صورت میں دی گئی تھی۔

(ج) علاقہ کو آفت زدہ قرار دینا۔

اس سلسلہ میں جو علاقہ آفت زدہ قرار دیا جاتا ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل مراعات مہیا ہو جاتی ہیں۔

(1) معافی مالیہ (2) معافی آبیانہ (3) اجرا نئے تقاوی قرضہ جات (وغیرہ) (4) اجرا نئے زرعی قرضہ جات (5) التواء وصولی اقساط تقاوی قرضہ جات (برائے سال متاثرہ) (6) التواء وصولی اقساط زرعی قرضہ جات (برائے سال متاثرہ)

ڈاکٹر خاور علی شاہ : جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ 12 لاکھ' 50 ہزار روپے ضلع خانیوال کے محکمہ مال کو دیے گئے جن میں 3 لاکھ' 751 روپے یعنی لوگوں کو ملے اور بقیہ رقم ان کے پاس واپس پہنچ گئی۔ تو جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہاں پر 15 ہزار 597 کچے گھر اور 1487 پکے گھر totally demolished ہو گئے تھے اور یہ جو 9 لاکھ کی امداد واپس کی گئی ہے کیا ان میں سے کوئی مستحق نہیں پایا گیا تھا جس کو یہ امداد دی جاتی؟

وزیر مال ، جناب سپیکر! اصل میں یہ بات نہیں ہے۔ جناب والا! میں 88-1987 سے اس ایوان میں جواب دے رہا ہوں۔ ایک تو میں آپ کی رولنگ چاہونگا کہ اس قسم کے سوالات کتنی دفعہ دھرائے جا سکتے ہیں لیکن ڈاکٹر صاحب کے حکم کے مطابق میں بتاؤں گا۔ جناب والا! یہ ایک قسم کے سوالات ہیں اور کیا یہ ہمارے متعلقہ ہیں یا سیکرٹریٹ سے متعلقہ ہیں۔ میں تو 1988ء سے ان کا جواب لگاتار دے رہا ہوں۔ جناب والا! ہمارے ریلیف کے محکمے کا جو طریقہ کار ہے یہ دو، تین phases پر مشتمل ہے۔ ہم ایک سنٹر مقرر کرتے ہیں وہاں سے ہمیں انفارمیشن آتی ہے کہ سیلاب آنے والا ہے۔ ہم اسے اپنی انتظامیہ کو convey کرتے ہیں اور ان کو خشک جگہ پر لا کر کیمپوں میں رکھتے ہیں۔ ہماری پہلی ریلیف ہنگامی بنیاد پر ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! ہماری جو urgent relief ہے یہ پہلا phase ہے کہ ہم لوگوں کو نکال کر کسی جگہ پر لا کر ان کو کیمپ میں رکھیں اور یہ بات رول میں ہے کہ ہم ان کو food and fooder مہیا کریں ان کو دوائیاں مہیا کریں مویشیوں کے لیے چارہ مہیا کریں ان کے لیے ہم ایمرجنسی کے تحت اپنے ڈپٹی کمشنر صاحبان کو پیسے provide کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، خان صاحب یہ جو specific question ہے اس پر پالیسی statement دینے کی ضرورت نہیں۔

وزیر مال ، جناب والا! ڈاکٹر صاحب اسی بارے میں کہہ رہے ہیں یہ بہت بڑا سیلاب تھا اور ہم نے ان کو 12 لاکھ اور کچھ روپے بھیجے تھے لیکن ان میں سے انہوں نے ایمرجنسی کے تحت تین لاکھ اور کچھ روپے خرچ کیے اور باقی کا پیسہ واپس آ گیا۔

جہاں تک جناب والا! نقصانات کا تعلق ہے میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ 1988ء میں بہت زیادہ نقصانات ہوئے اور مکانات گر گئے فصلیں تباہ ہوگئیں سب کچھ ہوا لیکن وہ اس ریلیف سے پوری نہیں ہوئیں ہم نے اس وقت مرکزی حکومت سے درخواست کی تھی کہ ہمیں 280 کروڑ روپے دیے جائیں لیکن چونکہ الیکشن ہوا اور دوسری حکومت آ گئی لہذا ہمیں اس کے بعد ایک پیسہ بھی نہیں ملا اور ہم اس کی ادائیگی نہیں کر سکے۔

اسٹیٹ لینڈ کی الاٹمنٹ

*1491۔ڈاکٹر ممتاز علی چودھری ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو نے اپنے حکم نمبر 3037/10-1174/سی ایس -III کے تحت چک نمبر 2/20-ایل کی اسٹیٹ لینڈ ایک کنال نو مرلہ مورخہ 15 اپریل 1990ء کو 33 ہزار روپیہ فی مرلہ کے حساب سے محمد اکبر ولد محمد صدیق کو الاٹ کی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر اے 2/20-ایل کی اسٹیٹ لینڈ ایک کنال تین مرلہ حکم نمبر 7253/90-4722۔سی ایس-III کے تحت فیاض احمد ۔ ریاض احمد پسران راؤ اعجاز علی سابق ایم پی اے (پی پی پی) کو بورڈ آف ریونیو نے مبلغ پانچ ہزار روپے فی مرلہ کے حساب سے الاٹ کر دی ہے اگر جواب اثبات میں ہو تو قیمت کے فرق کی وضاحت فرمائی جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو نے اپنے حکم نمبر 1105/11-82-1082 سی ایس کے تحت اسٹیٹ لینڈ الاٹ کرنے پر پابندی عائد کی تھی جو کہ آج تک برقرار ہے اگر جواب اثبات میں ہو تو پابندی کے باوجود الاٹمنٹ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور آیا حکومت مندرجہ بالا آرڈرز کو منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی) :

(الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو نے سرکاری رقبہ تعدادی ایک کنال تین مرلہ واقع چک نمبر 20/2-L ضلع اوکاڑہ بمطابق چٹھی نمبری 7253-90-4722 سی ایس III مورخہ 13 اگست 1990 بحق میسرز ریاض اعجاز، فیاض اعجاز پسران راؤ اعجاز علی خان کو مبلغ -/5,000 روپے فی مرلہ مع 10 فیصد سر چارج اور 50 فیصد پنلٹی بوجہ ناجائز قبضہ کے حساب سے فروخت کیا۔ جہاں تک قیمت کے تعین کرنے کا تعلق ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ حکومت پنجاب محکمہ نو آبادیات نے سرکاری اراضی کی قیمت فروخت کا تعین کرنے کے لیے ضلعی سطح پر ضلعی قیمت تشخیص کمیٹیاں 1985ء میں تشکیل دی تھیں۔ جو تمام امور کو اور قبضہ کے محل وقوع اور افادیت کو مدنظر رکھے ہوئے ضابطہ کے تحت قیمت کا تعین کرتی ہیں ہر دو مذکورہ کیسوں میں بھی ضلعی تشخیص کمیٹی نے ہر قسم کے پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے قیمت تشخیص کی۔ جہاں تک سرکاری رقبہ کی فروختگی بحق محمد اکبر وغیرہ کا تعلق ہے۔ اس کی قیمت ضلع قیمت تشخیص کمیٹی اوکاڑہ نے مبلغ -/30,000 روپیہ فی مرلہ تشخیص کی کیونکہ رقبہ

مذکورہ کمرشل ایریا اور گنجان آبادی کے وسط میں واقع تھا جو بعد ازاں محکمہ خزانہ نے اس کی قیمت بڑھا کر -/33,000 روپیہ فی مرلہ تجویز کی جو کہ اسی قیمت پر رقبہ فروخت کرنے کی منظوری دی گئی جبکہ سرکاری رقبہ بنام ریاض اعجاز و فیاض اعجاز پسران راؤ اعجاز علی خان کی قیمت ضلعی تشخیص کمیٹی نے اس کے محل وقوع اور افادیت کے لحاظ سے مبلغ -/2,000 روپیہ فی مرلہ تجویز کی کیونکہ رقبہ مذکورہ کمرشل ایریا میں نہ تھا اور گنجان شہری آبادی سے 400 میٹر کی دوری پر واقع تھا بورڈ آف ریونیو نے تمام حالات و واقعات کی بنائے پر رقبہ کو مبلغ -/2,000 روپے فی مرلہ پر فروخت کرنے کی سفارش کی۔ لیکن محکمہ خزانہ نے قیمت -/2000 روپے فی مرلہ سے بڑھا کر مبلغ -/5,000 روپے فی مرلہ تجویز کی جو بعد ازاں اسی قیمت پر فی مرلہ مبلغ -/5,000 روپے فی مرلہ فروخت کیا گیا۔

(ج) یہ درست ہے کہ چٹھی ہذا کی رو سے سرکاری اراضی کی فروختگی کی درخواستوں کو وصول نہ کرنے اور ان پر کوئی کارروائی نہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے تاہم یہ حکومت کا استحقاق ہے کہ وہ ایسی کسی بھی درخواست پر اس کیس کے مخصوص حالات کے تحت فروختگی کی اجازت وزیر اعلیٰ کے احکامات حاصل کرنے کے بعد دے دے۔

مندرجہ بالا کیسوں میں بھی سرکاری رقبہ فروخت شدہ اشخاص کے پہلے ہی سے زیر قبضہ تھا اور وہ اس رقبہ کے کچھ حصوں پر پختہ تعمیر کر کے اس کو رہائشی مقاصد کے لیے استعمال کر رہے تھے جس کی بناء پر ان اشخاص سے مذکورہ اراضی کی بازاری قیمت کے ساتھ 10 فیصد سرچارج اور 50 فیصد پنلٹی بوجہ ناجائز قبضہ مذکورہ سرکاری اراضی وصول کر کے رقبہ فروخت کیا گیا ہے۔ عام حالات میں سرکاری اراضی کی فروختگی پر پابندی تاحال قائم ہے۔

ضمنی سوالات

ڈاکٹر ممتاز علی چودھری: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک ہی وارڈ میں ایک ہی حلقہ میں جو بالکل ساتھ ساتھ ہیں 15 اپریل 1990ء کو اور 13 اگست 1990ء کو وزیر اعلیٰ صاحب نے دو ہزار روپے اور 33ہزار روپے میں الاٹمنٹ کی ہے تو جناب والا! یہ بہت زیادہ فرق ہے یہ ایسا کیوں ہے جبکہ یہ ایک ہی جگہ پر اور ایک ہی وارڈ میں ایک ہی خسرہ نمبر پر دو مختلف رجسٹریاں ہوئی ہیں تو جناب والا! یہ

اتنا فرق کیوں ہے؟

وزیر مال ، جناب والا! اس میں فرق بہت ہے اس میں جو پہلی الاٹمنٹ محمد اکبر ولد محمد صدیق کو ہوئی ہے۔ جو ایک کنال 9 مرلے ہے ہماری رپورٹ کے مطابق انہوں نے کوئی 35 سال سے مکان اور دکانیں بنائی ہوئی تھیں۔ یہ ایریا شہر کے درمیان واقع ہے اور کمرشل ایریا ہے اور بڑے گنجان علاقہ میں واقع ہے۔ اس نے اس کے لیے درخواست دی اور ہماری ضلعی تشخیصی کمیٹی نے اس کو بھجوایا اور جب یہ کیس آیا تو چونکہ یہ کمرشل ایریا تھا اس لیے تیس ہزار ہم نے لگائی تھی اور 33 ہزار محکمہ خزانہ نے کر دی اور اس کے بعد کیس کی منظوری دی گئی ہے اور ہم نے 33 ہزار کے حساب سے فروخت کر دی۔ ساتھ ہی 10 فیصد سرچارج وصول کیا ہے اور 50 فیصد penalty وصول کی ہے۔

ڈاکٹر ممتاز علی چودھری ، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ غریب لوگ جو 35 سال سے وہاں آباد ہیں۔ اس وقت وہ بالکل کمرشل ایریا نہ تھا۔ جن کی سفارش نہیں تھی ان کو 33 ہزار ڈال دیے گئے اور جن کے سفارشی تھے ان کو 2 ہزار ڈال دیئے گئے۔ یہ تضاد غریب لوگوں کے ساتھ روا رکھا گیا ہے۔ ہم اسمبلیوں میں ان غریبوں کے لیے انصاف حاصل کرنے کے لیے آتے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ اگر وزیر مال یہ یقین دلا دیں کہ یا تو ان غریبوں کو بھی اسی حساب سے رقم ڈال دی جائے یا پھر دوسروں کو کینسل کر کے اس کو بھی 33 ہزار کر دی جائے تو پھر میں اپنے سوال کو واپس لے لوں گا۔

جناب سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے لیکن اگر آپ چاہیں تو اپنی سٹیٹمنٹ دے سکتے ہیں۔

وزیر مال ، میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

کورٹ فیس فروخت کرنے کے لیے اقدامات

*1570۔ ملک محمد ذاکر لوڑکا ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے تمام اضلاع میں ایک روپے سے دس روپے تک کے کورٹ فیس ٹکٹ آسانی سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع خانیوال میں اس کی فروخت نہیں ہوتی جس کی وجہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دوسرے اضلاع کی طرح ضلع خانیوال میں بھی ایک روپے سے دس روپے تک کے کورٹ فیس ٹکٹ فروخت کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی) :

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ صحیح نہیں ہے کہ ضلع خانیوال میں کورٹ فیس مالیتی ایک تا دس روپے فروخت نہ ہوتی ہے ڈسٹرکٹ اکاؤنٹ آفیسر خانیوال کی رپورٹ کے مطابق دو ماہ سے کورٹ فیس مالیتی ایک روپے اور دو روپے سٹاک میں موجود نہ ہیں۔ باقی سب اسٹامپ موجود ہیں۔ اسٹامپ اکاؤنٹ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹ آفیسر براہ راست کنٹرولر اسٹامپ کراچی کو بھجواتا ہے۔ جو تخمینہ پر مبنی ہوتا ہے بعد میں ضرورت کے مطابق مزید اسٹامپ بھی منگوائے جاتے ہیں۔ اس بارے میں بار بار کنٹرولر اسٹامپس کراچی کو تحریر کیا گیا ہے کہ فوراً کافی مقدار میں اس مالیت کی کورٹ فیس ارسال کریں۔ لیکن ابھی تک کوئی انتظام نہ ہوا ہے۔

مسٹر اقبال حسین شیخ کنٹرولر سے فون پر بھی دو مرتبہ رابطہ کیا گیا ہے تخمینہ کی نقل ریونیو بورڈ کو برائے اطلاع بھجوائی جاتی ہے۔ ایسا اسٹامپ کی کمی معلوم ہونے پر بورڈ آف ریونیو پنجاب نے بزریعہ برقی پیغام ایک اور دو روپے مالیتی کورٹ فیس کی جلد فراہمی کے لیے کنٹرولر آف سٹمپس کو یاد دہانی کرا دی ہے۔

(ج) ضلع خانیوال میں عارضی طور پر ایک اور دو روپے کی مالیتی کورٹ فیس ٹکٹ موجود نہ ہیں جس کا انتظام کیا جا رہا ہے جونہی کراچی سے اس مالیت کے ٹکٹ موصول ہونے ان کی فروخت شروع کر دی جائے گی۔ باقی مالیت کے ٹکٹ موجود ہیں۔ جن کی فروخت ہو رہی ہے۔

سرکاری زمینوں پر قبضہ کی تفصیلات

*1604۔ **ملک محمد دین**، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری زمینوں کی حفاظت حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو پھر فیصل آباد لاہور گوجرانوالہ ملتان اور راولپنڈی جیسے بڑے شہروں میں کتنے لوگوں نے سرکاری زمین پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ ان کے ضلع وار نام کیا ہیں اور وہ کتنی کتنی زمین پر قابض ہیں۔ مزید برآں سرکاری زمینوں کی واگزار کروانے کے لیے حکومت وقت نے کیا اقدامات کیے ہیں اور ان کی حفاظت ڈیوٹی پر موجود اہل کاران کی بھی ذمہ داری ہے؟

وزیر مال : (جناب محمد ارشد خان لودھی) :

(الف) درست ہے۔

(ب) ضلع وار تفصیل ناجائز قابضان سرکاری رقبہ ضلع گوجرانوالہ اس ضلع میں کوئی ناجائز قابض نہ ہے کیونکہ یہاں کوئی سرکاری رقبہ نہ ہے۔

ضلع لاہور اس ضلع کے اربن ایریا کے مواضعات میں واقع اراضی ملکیتی گورنمنٹ تعدادی 1028 کنال 7 مرلہ 142 مربع فٹ زیر استعمال ناجائز قابضان ہے۔ یہ رقبہ زیادہ تر رہائشی مقاصد کے لیے زیر استعمال ہے۔ بیشتر رقبہ کچی آبادیوں میں شامل ہو کر ایل۔ڈی۔اے کے اختیار میں چلا گیا ہے اور محکمہ نزول کا عمل دخل ختم ہو کر رہ گیا ہے یہ رقبہ گزشتہ 30/35 سال سے انتظام اراضیات نزول لاہور امپرومنٹ ٹرسٹ کی تحویل میں تھا تب سے زیر ناجائز قابضین چلا آ رہا ہے یہ رقبہ چھوٹے چھوٹے پلاٹوں کی صورت میں پانچ مرلے سے 4 کنال مختلف علاقوں مواضعات میں واقع ہے جس کی مکمل تفصیل تعداد ناجائز قابضین کی تیاری کے لیے عملہ نزول کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کیونکہ تفصیل کو ازاں پٹواریاں فرداً فرداً حاصل کرنے کے لیے خاصا وقت درکار ہے جن اہلکاران / افسر مجاز کی ڈیوٹی کے دوران فرائض منصبی میں غفلت کی بناء پر ناجائز قبضہ / تعمیر ہوئی ہے ان کو ذمہ دار ٹھہرا کر ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جانی واجب ہے۔ تاکہ ناجائز قبضہ جات کے رجحان کا انسداد ہو سکے۔

ضلع ملتان ، تحصیل جلال پور پیروالا ضلع ملتان میں 1396 ایکڑ اراضی سرکار پر قبضہ ناجائز ہے۔ کل ناجائز قابضین کی تعداد 144 ہے۔ ان کے خلاف زیر دفعہ 32/34 کالونی ایکٹ کارروائی کی جا رہی ہے اور تاوان عائد کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی ۔ ضلع راولپنڈی میں ماسوائے تحصیل مری کے سٹیٹ لینڈ پر کسی کا ناجائز قبضہ نہ ہے۔ البتہ تحصیل مری میں 118 افراد نے سرکاری زمین تعدادی 1878 کنال 8 مرلے پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ ان کے خلاف قانونی کارروائی افسران مجاز کر رہے ہیں۔ مزید برآں تحقیقات کی جا رہی ہے کہ اس ناجائز قبضہ میں کوئی سرکاری اہلکار ملوث تو نہیں۔ اگر ایسا ہوا تو حسب قانون ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

ضلع فیصل آباد ۔ کل تعداد ناجائز قابضان 536 ہے۔ کل رقبہ زیر ناجائز قابضین 942 کنال 14 مرلے 4 سرساہی ہے۔

نوعیت ناجائز قبضہ سرکاری اراضی

زیر تعمیر رقبہ	زیر کاشت رقبہ
151۔ کنال، 4 مرلے، 4 سرساہی	791 کنال، 10 مرلے

کمرشل ایریا برلب سڑک	رہائشی
9 کنال، 7 مرلے، 3 سرساہی	141 کنال، 17 مرلے، 1 سرساہی

تفصیل کارروائی برخلاف ناجائز قابضین

بحوالہ حکم امتناعی عدالت عالیہ رقبہ تعدادی 857۔ کنال، 7 مرلے، 6 سرساہی، حکم امتناعی سول کورٹ رقبہ تعدادی، 16 کنال، 17 مرلے، 4 سرساہی بقایا رقبہ تعدادی 55 کنال زیر قبضہ ناجائز قابضین کے خلاف زیر دفعہ 32/34 کے تحت کارروائی جاری ہے جس میں سے 13 کنال، 9 مرلے، 3 سرساہی خالی کرا لیا گیا ہے۔

تحصیلدار اور نائب تحصیلدار کی بھرتی

*1656۔ جناب محمد حنیف چودھری ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) یکم جنوری 1990ء سے اب تک کتنے تحصیلدار، نائب تحصیلدار بھرتی کیے گئے ان افراد کے نام

تعلیمی قابلیت، رہائشی پتہ جات اور کس کس کی سفارش پر بھرتی کیے گئے۔

(ب) کیا ان افراد کو بھرتی کرنے سے قبل باقاعدہ اخبارات میں اشتہارات دیا گیا یا نہیں۔

(ج) ایسے افراد کو بھرتی کی پابندی کے دوران کن وجوہات کی بناء پر بھرتی کیا گیا۔ اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) مندرجہ ذیل دو افراد کو یکم جنوری 1990ء سے اب تک جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے قانونی اختیارات کے تحت قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کرنے کا حکم دیا جس کے تحت محکمانہ کمیٹی کی سفارش پر انہیں تحصیلدار بھرتی کیا گیا۔

نمبر شمار	نام معہ رہائشی پتہ	تعلیمی قابلیت
1۔	غیاث الدین احمد چک نمبر 1405، بوریوالہ، ضلع وہاڑی۔	بی۔اے
2۔	افتخار احمد، 91۔اے چک نمبر 62، تحصیل حاصل پور، ضلع بہاولپور	بی۔اے

مندرجہ ذیل 120 افراد کو یکم جنوری 1990ء سے اب تک جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے قانونی اختیارات کے تحت قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کرنے کا حکم دیا جس پر مجاز اتھارٹی نے انہیں نائب تحصیلدار بھرتی کیا۔

شمار نمبر 55 تا 58 پر درج افراد کو عدالت عالیہ لاہور کے حکم مورخہ 4-11-1990 کی تعمیل میں محکمانہ کمیٹی کی سفارش پر مطابق قواعد بھرتی کیا گیا۔

نمبر شمار	نام معہ رہائشی پتہ	تعلیمی قابلیت
1۔	خواجہ ندیم حسن، مکان نمبر 17، کرشنہ بازار نمبر 37، گوالمنڈی، لاہور	بی۔ایس۔سی

2۔	محمد محسن موضع مورا تحصیل ننکانہ ضلع شیخوپورہ	ایف۔اے
3۔	شکیل احمد، 6۔بی ذیلدار پارک، اچھرہ، لاہور	بی۔اے
4۔	حلیم احمد محی الدین، 70۔اے مین بازار مزنگ، لاہور	بی۔اے
5۔	ظفر اللہ، کوارٹر نمبر 3، بلاک نمبر 578، جی۔ٹی روڈ، ریلوے کالونی، مغل پورہ، لاہور	بی۔اے
6۔	محمد یحیی خان، 224۔فیروز پور روڈ، لاہور	بی۔اے
7۔	خواجہ عاصم حسن، مکان نمبر 9، محمد نگر، گڑھی شاہو، لاہور	ایف۔اے
8۔	طارق محمود رکھے گمان، ڈاک خانہ پڑھانہ، چک نمبر 45، تحصیل چونیاں، ضلع قصور	ایف۔اے
9۔	نجم حفیظ خان، مکان نمبر 106، بلاک ڈی، فیصل ٹاؤن، لاہور	بی۔اے
10۔	شاہد منظور، 513۔این، سمن آباد، لاہور	بی۔اے
11۔	محمد حسین، عوامی کالونی، گلی نمبر 4، مکان نمبر 627، جنرل ہسپتال، فیروز پور روڈ، لاہور	بی۔اے
12۔	میاں رضوان احمد، 123 جہانزیب بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور	ایف۔اے
13۔	نیاز احمد، 399۔ن نشتر بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور	بی۔اے
14۔	محمد سرفراز، ڈیرہ ڈبلیاں، مشمولہ ساؤنکی، ڈاک خانہ بھائی، تحصیل و ضلع شیخوپورہ	ایف۔اے
15۔	محمد سلیم مشرف، 148۔ای، مین والٹن روڈ، لاہور چھاؤنی	ایف۔اے

-16	شیخ محمد نعیم، رائے ونڈ، تحصیل و ضلع لاہور	ایف۔اے
-17	ظل الہیٰ، 14 ایبک بلاک، گارڈن ٹاؤن، لاہور	بی۔اے
-18	احسان محمود، مکان نمبر 223، بلال سٹریٹ، آؤٹ فال روڈ، اسلام پورہ، لاہور	ایف۔اے
-19	اورنگ زیب، منڈی ہیرا سنگھ، تحصیل دیپالپور، ضلع اوکاڑہ	ایف۔اے
-20	گریز افضل، مکان نمبر 1، گلی نمبر 5، شاہ جہاں روڈ، شاہ محل پارک، لاہور	ایف۔اے
-21	محمد عارف الیاس، 8۔ای بلاک، شاداب کالونی ٹمپل روڈ، لاہور	بی۔اے
-22	سجاد اقبال، موضع موڑ کی ڈیریوال تحصیل و ضلع قصور	بی۔اے، ایل ایل بی
-23	رفاقت علی، 2۔الیاس کالونی، نون ایونیو روڈ، مسلم ٹاؤن، لاہور	بی۔اے
-24	عمران حفیظ، مکان نمبر 18، گلی نمبر 212، خورشید منزل، نسبت روڈ، لاہور	بی۔اے
-25	مبشر شورش، 24۔شارع قائد اعظم، لاہور	بی۔اے
-26	عمران اشرف، 7۔دستگیر سٹریٹ، چراغ دین روڈ، مزنگ، لاہور	بی۔اے
-27	انجم اشرف، 93۔میکلوڈ روڈ، لاہور	بی۔کام

<u>گوجرانوالہ ڈویژن</u>

-28	محمد جہانگیر بیگ رسول، تحصیل پھالیہ ضلع گجرات	ایف۔اے
-29	عبد الحئی بھٹی، گلی نمبر 11،	ایف۔اے

بڑی سول لائن، گوجرانوالہ

30۔	ذوالفقار علی خان، موضع نونار، تحصیل و ضلع نارووال	ایف۔اے
31۔	میاں محمد نذیر، 12/52، حمزہ ہاؤس، پسرور روڈ، سیالکوٹ	ایف۔اے
32۔	شیخ نجم حسنین، 12۔ڈی۔سی روڈ، گوجرانوالہ	ایف۔اے
33۔	شہزاد اشرف، مکان نمبر 2/381، محلہ مسلم آباد، گجرات	ایف۔اے
34۔	شرجیل پرویز فاروقی، 3۔پاپولر نرسری سٹلائیٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ	ایف۔اے
35۔	محمد زبیر بٹ، محلہ کشمیریاں، جی۔ٹی روڈ، گوجرانوالہ (رھوالی)	بی۔اے
36۔	اسد رشید، معظم کالونی، گوجرنوالہ	ایف۔اے
37۔	کاشف نور سندھو، محلہ پورن نگر، سیالکوٹ	بی۔اے
38۔	نصرت حسین، سکھیکی، تحصیل حافظ آباد	ایف۔اے
39۔	شوکت علی چوہان، کھنباں، تحصیل پھالیہ ضلع گجرات	بی۔ایس۔اے

<u>فیصل آباد ڈویژن</u>

40۔	رائے سجاد حسین، چک نمبر 282، جی۔بی تحصیل جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد	بی۔اے
41۔	غلام مرتضیٰ محمدی شریف تحصیل چنیوٹ، ضلع جھنگ	بی۔اے
42۔	ثناء اللہ چک نمبر 241، تحصیل چنیوٹ، ضلع جھنگ	بی۔اے

43۔	عتیق اکرم، 88۔سی، گبرگ کالونی، فیصل آباد	بی۔اے
44۔	سید حسن رضا شاہ، چک نمبر 759، جی۔بی خورشید آباد، تحصیل کمالیہ، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	بی۔اے
45۔	محمد اسلم، چک نمبر 139، جی۔بی تحصیل سمندری، ضلع فیصل آباد	بی۔اے
46۔	نعیم جان شیر، 32۔بی، گلی نمبر 6، جھنگ بازار، فیصل آباد	بی۔اے
47۔	سید ضمیر حیدر، چک نمبر 141، جے۔بی، تحصیل چنیوٹ، ضلع جھنگ	بی۔اے
48۔	طارق محمود گل، چک نمبر 221 جی۔بی، تحصیل سمندری، ضلع فیصل آباد	ایف۔اے
49۔	نسیم اقبال، 14۔اسلام پورہ، دوبنی گیٹ، فیصل آباد	بی۔اے
50۔	آصف عباس، کاٹھیا ہاؤس، محلہ حسن شاہ کمالیہ، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	بی۔اے
51۔	سید رومی حسن، 483۔بی، غلام محمد آباد، فیصل آباد	بی۔اے
52۔	محمود اختر حسین، دارالاحسان، فیصل آباد	ایف۔اے
53۔	قاری محمد یونس، 934۔بی، غلام محمد آباد، فیصل آباد	بی۔اے
54۔	عبدالرحمان خالد، مکان نمبر 421، پیپلز کالونی، فیصل آباد	بی۔اے
55۔	عزیز الرحمان، اسسٹنٹ، ڈی۔سی آفس، جھنگ	بی۔اے
56۔	محمود احمد بھٹہ، اسسٹنٹ کمشنر آفس، فیصل آباد	بی۔اے، ایل ایل بی
57۔	افتخار احمد گل، اسسٹنٹ کمشنر آفس، فیصل آباد	ایم۔اے
58۔	محمد اشرف بسرا، سٹینو گرافر، کمشنر آفس، فیصل آباد	بی۔اے

سرگودھا ڈویژن

59-	سہیل انور خان نیازی، موضع جھامبہ تحصیل و ضلع میانوالی	ایف-اے
60-	محمد ارشد، مکان نمبر 61، بلاک نمبر 10، سرگودھا	بی-اے
61-	سلیم اقبال ملک، موضع تھاے والی، تحصیل و ضلع میانوالی	بی-اے
62-	امان اللہ خان، جوئیہ موضع عیون تحصیل نور پور، ضلع خوشاب	بی-اے
63-	حامد محمود ٹوانہ، سکنہ ہڈالی، تحصیل و ضلع خوشاب	بی-اے
64-	فتح اللہ خان، سکنہ ذیلی نامدار، تحصیل کلور کوٹ ضلع بھکر	بی-اے
65-	سید عباس سکنہ جھنگ شاہ اجمل، ڈاک خانہ توتک، تحصیل و ضلع بھکر	بی-اے

بہاول پور ڈویژن

66-	شیخ محمد اصغر، موضع نو آباد، ڈیرہ مستی، بھاولپور	بی-اے، ایل ایل بی
67-	محمد جنید خان، 255-سی، ماڈل ٹاؤن، بھاولپور	ایف-اے
68-	عبد الحسنین شاہ، این بسیرا، بھاولپور	ایف-اے
69-	محمد جاوید ممتاز شرفریہ، تحصیل چشتیاں، ضلع بھاولنگر	بی-اے
70-	سید ہارون حسن، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول، پرانا غازی آباد، رحیم یار خان	بی-اے
71-	طارق جاوید، چک نمبر 142، 6-آر، تحصیل ہارون آباد	بی-اے
72-	صاحبزادہ عبد الصمد، مکان نمبر 35، بی بلاک ڈبیلو، نزد چشتی مسجد نیو سٹریٹ، صادق آباد	بی-ایس-سی
73-	شاہ نواز، چک نمبر 60، تحصیل حاصل پور، ضلع بہاولپور	بی-اے
74-	شہاب الدین مہر شریف، تحصیل چشتیاں، ضلع بہاولنگر	بی-اے

راولپنڈی ڈویژن

75-	قمر حسین، مکان نمبر 184، تیلی موری، تحصیل و ضلع راولپنڈی	ایف۔اے
76-	عدنان بشیر کیانی، موضع ہر کا، ڈاک خانہ خاص تحصیل و ضلع راولپنڈی	ایف۔اے
77-	محمد منیر، کوارٹر نمبر 31۔پی۔جے۔ایس۔کیو کیرج فیکٹری، راولپنڈی	بی۔اے
78-	آفتاب خالد، مکان نمبر 827، سٹیلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی	بی۔اے
79-	طارق شریف، مکان نمبر 162/1، سبزی منڈی، تحصیل گوجر خان، ضلع راولپنڈی	ایف۔اے
80-	شہزاد محسن، مکان نمبر 182۔بی، محلہ امام بارگاہ، راولپنڈی	بی۔اے
81-	طاہر حسین شاہ، موضع ہڑوری سیداں، ڈاک خانہ مثوری، تحصیل کہوٹہ، ضلع راولپنڈی	ایف۔اے
82-	اشفاق احمد، چک سادی، تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم	ایف۔اے
83-	محمد سعید نواز، موضع میل ڈاک خانہ چوترہ تحصیل و ضلع راولپنڈی	بی۔اے

<u>ڈیرہ غازی خان ڈویژن</u>

84-	محمد ظفر، موضع کوٹ دادن تحصیل و ضلع مظفر گڑھ	بی۔اے
85-	محمود مشتاق، محلہ کوٹلہ پیرا شاہ، تحصیل جام پور، ضلع راجن پور	بی۔اے
86-	خواجہ محمد مقبول، تونسہ، ضلع ڈیرہ غازی خان	ایف۔اے
87-	آفتاب کریم، محلہ شیخوپورہ، مظفر گڑھ	بی۔اے
88-	غلام مصطفیٰ کریم، موضع و ڈاکخانہ سیتانراں، تحصیل کوٹ ادو	ایف۔ایس۔سی

89۔ فضل محمود خاں، خان گڑھ، تحصیل و ضلع مظفر گڑھ — ایف۔اے

<u>ملتان ڈویژن</u>

90۔	عامر مجتبیٰ، افغان کالونی، ڈسٹرکٹ جیل روڈ، ملتان	بی۔اے
91۔	ندیم احمد، مکان نمبر 28، چمن آباد کالونی، ملتان	بی۔اے
92۔	سجاد احمد خان، لودھی ہاؤس، ہڑپہ شہر، تحصیل و ضلع ساہیوال	ایف۔اے
93۔	منظر حفیظ، چک نمبر 405، ای۔بی، تحصیل بوریوالہ	ایف۔اے
94۔	صفدر حسین، بلاک نمبر 6، جہانیاں شہر، ضلع خانیوال	ایف۔اے
95۔	مسعود اسلم مکان نمبر 50۔جی۔ تھانہ بازار عارفوالہ، ساہیوال	ایف۔اے
96۔	اختر حسین ندیم، مکان نمبر 72، بلاک نمبر 13، میاں چنوں	ایف۔اے
97۔	غلام نوید، لودھراں شہر	ایف۔اے
98۔	طارق شریف، ہڑپہ شہر، ساہیوال	ایف۔اے
99۔	سیڈرک جیمز سرویا، مکان نمبر 18، ایکس۔ایکس فرید ٹاؤن، ساہیوال	بی۔اے
100۔	احسان الحق، مکان نمبر 13۔اے، فرید ٹاؤن، ساہیوال	بی۔اے
101۔	غلام مصطفیٰ، چک نمبر 164 ای۔بی۔ وہاڑی	بی۔اے، ایف ای

ایل

102۔	اصغر علی شاہ، چک پکا حاجی مجید، تحصیل میاں چنوں	ایف۔اے
103۔	محمد افضل موضع باؤ کی مہانی، تحصیل کبیروالہ	ایف۔اے
104۔	حاجی مختار حسین، موضع میانپور، تحصیل جہانیاں	ایف۔اے
105۔	محمد مختار، چک نمبر 9/112 ایل، ساہیوال	ایف۔اے
106۔	گوہر نواز، مکان نمبر 568۔بی،	ایف۔اے

22۔المنزر نیو سول لائن' ساہیوال

107۔	محمد اسلم' چک نمبر 10/139۔آر' تحصیل جہانیاں	بی۔اے' ایل ایل بی
108۔	محمد جمال بھٹہ' موضع نورابہ' تحصیل میلسی	بی۔اے
109۔	تقی احمد' موضع فرید شاہ' تحصیل عارف والہ	ایف۔اے
110۔	محمد سہیل کھوکھر' خواجہ آباد' ملتان	بی۔اے
111۔	نوید سمی' مکان نمبر 705' وارڈ نمبر 9' نواں شہر ملتان	بی۔اے
112۔	محمد مسعود اللہ' گلستان دوست' بابر کالونی' ملتان	بی۔اے' ایل ایل بی
113۔	شاہد نواب' مکان نمبر 10/1527' چیچہ وطنی	بی۔ایس۔سی
114۔	اعجاز احمد' سوڑی گلی' ساہیوال	ایف۔اے
115۔	طاہر عباس' مکان نمبر 51۔ایف' وہاڑی شہر	ایف۔اے
116۔	مظہر عباس' وارڈ نمبر 8' قادر پور رواں' تحصیل ملتان	بی۔اے
117۔	میاں عبدالباقی چشتی' پاک پتن شہر	ایف۔اے
118۔	غلام غوث دستگیر' موضع چوگھا ہنجوانا' تحصیل میاں چنوں	بی۔اے
119۔	محمد یونس' چک نمبر 15/92' ایل' تحصیل میاں چنوں	بی۔اے
120۔	محمد اسد خان' چک نمبر 9/182' ایل' تحصیل ساہیوال	بی۔اے' ایل ایل بی

(ب) اشتہار نہ دیا گیا۔

(ج) جزو (الف) کے جواب کے پیش نظر جزو "ج" کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

سرکاری راستہ کی واگزاری

*1711۔ **ملک محمد ذاکر** : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیرہ بھکی آنہ مشمولہ موضع ورن ضلع شیخوپورہ کے خسرہ نمبر 35/4 کے جانب شمالی راستہ پر ابراہیم' عبدالرزاق اور خلیل احمد وغیرہ نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری راستہ پر ناجائز قابض ہونے اور غیر قانونی تجاوزات قائم کرنے

کی پاداش میں مذکورہ افراد کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو ایوان میں کارروائی کی نقل فراہم کی جائے۔ نیز سرکاری راستہ کو ناجائز قابضین سے کب تک خالی کروا لیا جائے گا؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)،

(الف) یہ درست ہے کہ نمبرخسرہ 35/4 میں مشمول دیگر رقبہ کے غیرممکن آبادی ڈیرہ ٹھکی آنہ ہے جس کے شمال میں ابراہیم ولد برکت علی نے ایک مرلہ رقبہ پر عبد الرزاق ولد اللہ دتہ نے 2 مرلہ پر اور خلیل احمد ولد محمد صدیق نے ایک مرلہ پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔

(ب) درست ہے غیرممکن راستہ شارع عام مذکورہ بالا کے واگزار کرانے کے لیے سرکاری اہلکاران موقعہ پر برائے کارروائی پہنچے تو ناجائز قابضان نے حکم امتناعی پیش کیا۔ جس کی بناء پر کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی جا سکی۔ عدالت دیوانی سے فیصلہ کے بعد مناسب کارروائی ضابطہ عمل میں بلائے جائے گی۔

وزیر مال ، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! میں بڑا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ پہلے تو بات ہو چکی کہ یہ اخبار میں نہیں آنا چاہیے تھا لیکن وہ آ گیا اور صبح خود میں نے پڑھا ہے۔ یہ سوال نمبر 1656 ہے۔ جس sequence میں ہمارے معزز ممبر نے سوال کیا تھا اور اس کا ہم نے محکمہ کی طرف جواب دیا ہے۔ لیکن میں 1988ء سے اسی قسم کے سوالات کے جوابات دے رہا ہوں۔ یہ کتنی دفعہ دہرائے جا سکتے ہیں اور ہم نے کتنی دفعہ ان کا جواب دینا ہے۔ قانونی طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب کو اختیار حاصل ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب صوبہ کے چیف ایگزیکٹو ہیں۔ محکمہ نے ایک بھرتی کی ہے اور کسی اختیار کے تحت کی ہے۔ کسی قانون کے تحت کی ہے لیکن سوال پوچھا گیا تھا کہ 1990ء کے دوران کتنے نائب تحصیلدار اور تحصیلدار بھرتی کیے گئے۔ آپ سوال ملاحظہ فرمائیں۔ یکم جنوری 1990ء سے لے کر کتنی بھرتی کی گئی۔ جناب والا! چیف منسٹر چیف منسٹر پنجاب ہیں۔ چیف منسٹر کا ایک عہدہ ہے۔ اس کا تقدس ہے اور اس کا ایک احترام ہے۔ اس کے جواب میں آج ہی میں نے اخبار میں پڑھا ہے۔اس میں لکھا ہے کہ 120 تحصیلدار اور 2 نائب تحصیلدار جناب غلام حیدر وائیں نے بھرتی کیے۔ کاش! کہ اس کی تصدیق کر لی جاتی اور اس کو دیکھ لیا جاتا تو اس کے بعد یہ ہوتا۔ سوالات کے جوابات میں نے آج دینے تھے لیکن وہ پہلے ہی اخبار میں آ گیا۔ جناب والا! اس میں

وضاحت یہ ہے کہ بھرتی ہوئی ہے۔ اس کا میں نے پچاس دفعہ جواب دیا ہے۔ 1990ء کے اگست کے مہینے تک ہوئی۔ اس کے بعد ایک بھرتی جناب غلام حیدر وائیں نے قواعد میں نرمی کر کے نہیں کی۔ اور میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے اخبار والے بھائی ضرور تصدیق کر لیا کریں گے۔ حقائق سے متعلق بیان لگائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اگر حکومت نے کسی قانون اور اختیار کے تحت کچھ کیا ہے تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔ جہاں تک جناب غلام حیدر وائیں کا تعلق ہے انہوں نے کوئی نرمی نہیں کی ہے۔

جناب سپیکر، جناب فرید احمد پراچہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ ، جناب سپیکر! یہ وضاحت صرف اس واسطے ہے کہ غلطی سے اخبارات میں جناب غلام حیدر وائیں کا نام آ گیا ہے۔ سوال وزیر اعلیٰ کے بارے میں ہے اور اس بارے میں یہ بڑی اہم بات ہے کہ قواعد میں نرمی کرتے ہوئے 120 نائب تحصیلداروں کو بھرتی کیا گیا ہے۔ ان میں سے چار ہیں جو قواعد کے مطابق ہیں اور 116 کے بارے میں نرمی کی گئی ہے۔ یہ نرمی کا قانون کس انداز کا ہے۔ کہ 120 میں سے 4 قواعد کے مطابق ہیں اور 116 کے لیے قواعد میں نرمی کی گئی ہے۔

نوٹس برائے طلبی توجہ

جناب سپیکر، call attention notice ٹیک اپ کرتے ہیں - جناب فرید احمد پراچہ!

پسنجر ٹرین پر لوٹ مار

جناب فرید احمد پراچہ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چھ مسلح ڈاکوؤں نے مورخہ 22 مئی 1992ء کو نارووال سے آنے والی پسنجر ٹرین کو پیجووالی ریلوے سٹیشن کے قریب ریلوے پولیس کے اہلکاروں کی موجودگی میں لوٹ لیا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ صوبے میں ڈاکوؤں کو کھلی چھٹی دی گئی ہے اور شریف شہری نہ اپنے گھر میں محفوظ ہے اور نہ اس کا سفر محفوظ رہا ہے؟ اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات

میں ہے تو حکومت اپنی ذمہ داریاں کب پوری کرے گی اور شہریوں کو چین کا سانس کب ملے گا؟

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موہل پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں نے کل بھی یہ پوائنٹ اٹھایا تھا کہ روز صرف ایک سوال کی اجازت دیتے ہیں ایک ممبر ایک سوال کر سکتا ہے۔ اب جزو "ب" میں پھر انہوں نے سارے پنجاب کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ جزو الف میں سوال ہے وہ ایک ایک مخصوص سوال ہے وہ اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن یہاں یہ کہتے ہیں کہ "کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ صوبہ میں ڈاکوؤں کو کھلی چھٹی دی گئی ہے اور شریف شہری نہ اپنے گھر میں محفوظ ہیں اور نہ ان کا سفر محفوظ رہا ہے۔ یہ ایک الگ سوال ہے اس میں سارا صوبہ involve ہوتا ہے۔ میں اس لیے یہ نکتہ اٹھاتا ہوں تاکہ ہم قواعد کے اندر رہتے ہوئے ساری کارروائی کریں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔

جناب عتیق الرحمن: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: عتیق الرحمن صاحب یہ نوٹس برائے طلبی توجہ کا وقفہ ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر کا وعدہ نہیں ہے۔ لہٰذا اس وقت نوٹس ہائے برائے طلبی توجہ take up ہونے ہیں۔

جناب عتیق الرحمن: جناب سپیکر! میں خصوصی طور پر کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ ہو سکتا ہے میری اس بات سے ایوان کا قیمتی وقت بچ جائے۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

جناب عتیق الرحمن: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ جس کا ذکر میرے دوست جناب فرید احمد پراچہ نے نوٹس برائے طلبی توجہ کے ذریعے کیا ہے۔ اس ایوان میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ اگر میری اس مختصر گزارش پر جناب فرید احمد پراچہ غور کریں اور اپنے نوٹس برائے طلبی توجہ کو واپس لے لیں تو میں مزید تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ لیکن اگر میرے دوست ایسا نہیں کرتے تو بعد میں جو شرمندگی ان کو اٹھانا پڑے گی پھر اس کا ازالہ نہیں ہو سکے گا اور جناب سپیکر! مجھے اس مسئلہ پر آپ کی رولنگ بھی چاہیے۔

جناب سپیکر، آپ نے جو بات اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر کی ہے اس کو میں سر دست entertain نہیں کرتا۔ کیونکہ فرید احمد پراچہ نے اپنا نوٹس برائے طلبی توجہ پڑھ لیا ہے اور اب اس کا جواب وزیر اعلیٰ صاحب دیں گے۔

جناب عتیق الرحمن ، جناب سپیکر! میں نے انتہائی ادب سے گزارش کی تھی۔

جناب سپیکر، جناب عتیق الرحمان میں اس وقت آپ کی بات کو entertain نہیں کر سکتا۔

I am sorry Please take your seat.

(قطع کلامیاں)

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔

چودھری واجد علی خان ، پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

MR SPEAKER: Will you please have your seat, Mr Wajid Ali Khan Malik Sahib, will you please have your seat I have given the Floor to the Chief Minister, Please have your seat.

وزیر اعلیٰ ، شکریہ جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں اس نوٹس برائے طلبی توجہ کا جواب دینے سے پہلے جو مسئلہ زیر بحث تھا اس پر کچھ عرض کر لوں۔

جناب سپیکر، جی ارشاد فرمایئے۔

وزیر اعلیٰ ، جناب سپیکر! اس ایوان کا وقت ضائع کیے بغیر صرف یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو یہ کہا گیا ہے کہ بطور وزیر اعلیٰ پنجاب (غلام حیدر وائیں) نے 120 نائب تحصیلدار rules relax کر کے بھرتی کیے ہیں۔ وزیر مال نے اس کا جواب تو دے دیا ہے لیکن اس بارے میں ایک بات میں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔

ستم کی رسمیں بہت تھیں لیکن
نہ تھیں تیری انجمن سے پہلے
سزا خطائے نظر سے پہلے
عتاب جرم سخن سے پہلے

(جرم)

(نعرہ تحسین)

جناب سپیکر: محترم فرید احمد پراچہ کے نوٹس برائے طلبی توجہ کے جواب میں یہ عرض ہے کہ در حقیقت یہ واقعہ تو ریلوے پولیس سے متعلقہ ہے اور وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں آتا ہے۔ اس لحاظ سے اسمبلی کے قاعدہ 45(جی) کے تحت یہ نوٹس برائے طلبی توجہ قابل پیش رفت نہیں ہے لیکن اس بارے میں ریلوے پولیس سے ہم نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق لاہور سے نارووال جانے والی پسنجر ٹرین پر 21 مئی کو رات کے وقت یہ واقعہ ہوا اور 4 افراد جو کہ مسلح تھے عالمگیر ٹاؤن ریلوے سٹیشن سے ٹرین میں سوار ہوئے۔ ریلوے اسٹیشن داؤد پر انھوں نے اپنے ڈبے کو تبدیل کیا اور ٹرین کی آخری بوگی میں سوار ہو گئے جب یہ ٹرین پیجووالی سٹیشن کے درمیان رواں تھی۔ ان چاروں راہزنوں نے پستول تان کر 15/16 مختلف سواریوں سے تقریباً =/2615 روپے چھین لیے اور جب پیجووالی اسٹیشن کے قریب ٹرین کی رفتار کم ہوئی تو یہ چاروں ملزمان فرار ہو گئے۔ اس وقت اس ٹرین میں چند پولیس اہلکار اپنی ڈیوٹی پر تھے۔ لیکن یہ پولیس اہلکار ٹرین کی اگلی بوگی میں سوار تھے۔ ملزمان نے یہ دیکھنے کے بعد کہ پولیس والے ٹرین کے اگلے حصے میں سوار ہیں لہذا انھوں نے ٹرین کی پچھلی بوگی میں جا کر یہ واردات کی۔ اس لیے یہ ملزمان ان پولیس اہلکاروں کی نظر میں نہ آ سکے اس کے باوجود ان پولیس اہل کاروں کے خلاف ریلوے پولیس نے کارروائی کی اور ان میں چند ایک کو معطل بھی کیا گیا۔ اس بارے میں نارووال کی پولیس جس کا براہ راست اس واقعہ کے ساتھ تعلق نہیں تھا نے ریلوے پولیس کے ساتھ مل کر اس واقعے کی تحقیقات میں بڑی سنجیدگی سے حصہ لیا اور وقوعہ کے ایک ملزم بابر عرف بابری کو گرفتار کر لیا۔ جس نے انکشاف کیا کہ اس واردات میں اس کے باقی ساتھیوں میں محمود عرف مودا، بشیر عرف کالا، محمد سلیم عرف بگا شامل تھے اور انہوں نے مزید انکشاف کیا کہ اس واردات کی پلاننگ اور اسلحہ فراہم کرنے والوں میں یاسین ولد شریف بھی شامل ہے اور اس واردات کی منصوبہ سازی کرنے میں ظفر عباس عرف سکھ بھی ان کے ساتھ تھا پولیس نے اس انکشاف کے بعد باقی ملزمان جن میں بابر عرف بابری جس سے -/500 روپے اور ایک ناجائز کاربین برآمد ہوئی۔ محمود عرف مودا جس سے ایک ناجائز پستول اور لوٹا ہوا مال مبلغ -/650 روپے برآمد ہوئے، بشیر احمد عرف کالا جس کے قبضے سے ایک غیر قانونی کاربین اور لوٹا ہوا مال مبلغ -/700 روپے برآمد ہوئے۔

یاسین ولد محمد شریف جس سے پانچ سو روپے اور ایک ناجائز کاربین برآمد ہوئی اسی طرح محمد اسلم عرف بگا سے -/400 روپے برآمد ہوئے کو گرفتار کیا اور ان کے خلاف پرچہ درج کیا۔ اس واقعے کے ایک ملزم (جس نے اس واردات کی پلاننگ کروائی تھی) نے قبل از گرفتاری اپنی ضمانت کروالی تھی لیکن 7 ستمبر کو اس کی ضمانت منسوخ ہوئی اور اسے بھی پولیس نے گرفتار کر لیا۔ چونکہ ان چھ ملزمان سے برآمدگی بھی ہو چکی ہے لہٰذا اب ان میں سے ایک ملزم نے سول جج سے اپنی ضمانت کروائی ہے یہ تو واقعے کی تفصیلات تھیں۔ اس میں ریلوے پولیس نے ایک ملزم کو گرفتار کیا اور پنجاب پولیس جس کی براہ راست یہ ذمہ داری نہ تھی نے پانچ ملزمان کو گرفتار کر کے ریلوے پولیس کے حوالے کیا۔ اب ان کے خلاف قانون کے مطابق مقدمہ عدالت میں جائے گا۔ جہاں تک سوال کے جزو (ب) اور (ج) کا تعلق ہے اس بارے میں یہ کہوں گا کہ اس واقعہ سے متعلق پنجاب پولیس کی کارروائی بجائے خود اس بات کا ثبوت ہے کہ حکومت نے outlaws کو کسی قسم کی کھلی چھٹی نہیں دی بلکہ حکومت ان کے خلاف سرگرمیوں میں مصروف رہتی ہے۔ اور اس کیس میں پولیس نے اس لحاظ سے بہتر کارکردگی دکھائی ہے کیونکہ یہ واردات قانونی طور پر پنجاب پولیس کے دائرہ کار میں نہیں آتی تھی۔ لہٰذا میں اپنے محترم بھائی کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ پولیس کا کام چادر اور چار دیواری کی حفاظت ہے اور جرائم پیشہ لوگوں کے خلاف قانون کو حرکت میں لا کر غریب لوگوں کو انصاف فراہم کرنا ہے۔ تو اس سلسلے میں اگر تمام مکاتب فکر اور عوام کا بھرپور تعاون پولیس کو شامل حال رہا تو مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ پولیس امن و امان بحال رکھنے اور outlaws کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کرنے میں بہتر سے بہتر حالات اور اصلاح کے زیادہ سے زیادہ پہلو نکلتے رہیں گے۔ شکریہ۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ان ملزمان کا مقدمہ خصوصی عدالت میں بھیجا گیا ہے؟ جبکہ ان سے اسلحہ بھی برآمد ہوا ہے تو کیا مقدمہ خصوصی عدالت میں بھیجا گیا؟

وزیر اعلیٰ : جناب سپیکر! جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ یہ مسئلہ وفاقی ریلوے پولیس کا ہے اور ملزمان ریلوے پولیس کی تحویل میں ہیں یہ فیصلہ کرنا ریلوے پولیس کا کام ہو گا کہ 36 سو روپے کی اس ڈکیتی یا واردات کے سلسلے میں جس کی تمام recovery ہو چکی ہے یہ مسئلہ اتنا سنگین ہے یا نہیں اور کیا اسے Speedy Trial Court میں جانا چاہیے یا نہیں اگر ریلوے پولیس اسے Speedy Trial

Court میں trial کرانا چاہتی ہے تو ہمیں تو اس میں کوئی اعتراض نہیں ہو گا بلکہ ہمیں تو اس میں خوشی ہو گی۔

جناب سپیکر، جی اگلا سوال جناب علی حسن رضا قاضی ۔

جناب علی حسن رضا قاضی ، کیا وزیر اعلیٰ براہ کرم بیان فرمائیں گے کہ "الف" کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ میں قرآن پاک کی بے حرمتی کی گئی اور تازیہ جلایا گیا مگر تاحال ملزمان گرفتار نہیں کیے گئے۔

وزیر قانون ، (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! مہربانی فرما کر دوسرے سوال کو کل take up کرلیں کیونکہ ایران کے صدر تشریف لائے ہوئے ہیں اس لیے وزیر اعلیٰ مصروف رہے ہیں تو اسے کل take up کرلیں تو زیادہ بہتر انداز میں جواب دیا جائے گا۔

سید چراغ اکبر شاہ ، جناب سپیکر! آپ سوال کی اجازت دے چکے ہیں۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں نے اپنی بات مکمل نہیں کی۔

جناب سپیکر، وزیر قانون کو اپنی بات مکمل کرنے دی جائے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ کل صدر اسلامی جمہوریہ ایران تشریف فرما تھے ان کے ساتھ جناب قائد ایوان مصروف رہے ہیں اور وہ اس انفارمیشن کو ذرا تفصیل سے دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ اس ایوان کو صحیح صورت حال سے آگاہ کیا جا سکے اور کسی قسم کی کوئی ایسی بات نہ ہو جو کل ہمارے لیے embarrassment create کرے تو اس لیے میں آپ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اس سوال کو کل take up کرلیں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، قاضی صاحب' اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس کو آئندہ روز take up کریں گے۔

جناب علی حسن رضا قاضی ، ٹھیک ہے جناب والا'

حاجی ملک گلاب خان ، (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر' میں آپ کی اور اس ہاؤس کی توجہ ایک اہم نوعیت کی تحریک التوائے کار پر دلانا چاہتا ہوں اور تحریک التوائے کار پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ جناب والا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب' آپ نے لکھ کر دی ہے۔

حاجی ملک گلاب خان ، جناب والا' میری تحریک التوائے کار کا نمبر 168 ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، ابھی تحاریک استحقاق کو take up کر رہے ہیں اس کے بعد تحاریک التوائے کار کی باری آئے گی۔ چودھری محمد فاروق کی تحریک استحقاق موخر ہے ابھی اس کو موخر رکھا جائے۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! ابھی اس کو موخر رکھیں کل اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر : جی درست ہے۔ رانا اکرام ربانی کی تحریک استحقاق نمبر 23 ہے ان کے تشریف نہ لانے کی وجہ سے یہ موخر ہو گئی۔ تحریک استحقاق نمبر 24 ارشاد حسین سیٹھی کی ہے تو اس پر وزیر مال کی سٹیٹمنٹ کے بعد اس کو موخر کیا گیا تھا یا اس کا فیصلہ موخر کیا گیا تھا اس پر کیا ہوا تھا؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی : جناب سپیکر ،وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ ابھی مجھے دوسری طرف سے معلومات نہیں ملیں تو اس لیے موخر کر دیا جائے تو کافی روز گزرنے کے باوجود بھی نہ تو کسی نے کوئی رابطہ کیا ہے اور نہ بات کی ہے۔

جناب سپیکر، اسے پیش کیا جا چکا ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی : جی جناب والا! اسے پیش کیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر، تو وزیر مال اس بارے میں کچھ فرمانا چاہیں گے وزیر مال توجہ فرمائیں کہ تحریک استحقاق نمبر 24 آپ کے اس ارشاد کی روشنی میں موخر ہو گئی تھی کہ ابھی آپ کو مکمل معلومات حاصل نہیں ہوئیں تھیں۔ ارشاد حسین سیٹھی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 24 تو آج آپ جواب دینا پسند فرمائیں گے۔

وزیر مال ، جناب والا! اسے کل پر رکھ لیں۔

جناب سپیکر، تو سیٹھی صاحب کیا خیال ہے اس کو کل take up کر لیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی ، ٹھیک ہے جناب والا

وزیر مال ، جناب والا! میں نے تو یہ بھی گزارش کی تھی کہ اگر یہ ارشاد فرمائیں تو میں ان کو بلا بھی سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، خان صاحب ، کل اس کو take up کریں گے اس سے پہلے آپ جیسے مناسب سمجھیں

اس کو کریں۔

وزیر مال : ٹھیک ہے جناب والا!

جناب سپیکر : اس پر معلومات حاصل کریں' ان کو طلب کریں جیسے بھی آپ چاہتے ہیں کریں۔ تحریک استحقاق نمبر 26 رانا اکرام ربانی کی مؤخر ہو گئی۔ جناب ریاض فتیانہ تحریک استحقاق نمبر 27 تحریک استحقاق نمبر 28 سردار اللہ یار خان ہراج ۔

سردار اللہ یار خان ہراج : جناب سپیکر' وزیر تعلیم نے یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ اس کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہیں لہذا ان کے فرمان کے مطابق میں اپنی تحریک استحقاق کو واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر : اس کو withdraw کرتے ہیں۔

سردار اللہ یار خان ہراج : جی ہاں' میں اس کو withdraw کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : سردار اللہ یار خان ہراج اپنی تحریک استحقاق withdraw کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 31 سردار عاشق حسین خاں گوپانگ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ (وزیر آبپاشی) : جناب سپیکر! اس بارے میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو آپ تین یا چار مرتبہ پکار چکے ہیں لیکن فاضل رکن ہاؤس میں نہیں آ رہے یا تو اسے ختم کر دیا جائے نہیں تو آپ اجازت دیں تو اس کا جواب میں آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر : اگر محرک موجود ہوں تو جواب دیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ (وزیر آبپاشی) : جناب سپیکر! وہ تو مسلسل ہاؤس میں نہیں آ رہے۔ آپ اسے تین مرتبہ مؤخر کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر : اس بارے میں انہوں نے ہمیں لکھ کر دیا ہے کہ میں کچھ روز حاضر نہیں ہو سکوں گا میری عدم موجودگی کی وجہ سے اس کو مؤخر رکھا جائے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ (وزیر آبپاشی) : جی اچھا۔

جناب سپیکر : میں نے اسی لیے ان کا نام بار بار پکارا ہے کہ وہ آئیں تو اس کو take up کر لیں ورنہ پہلے دن ہی اس کو dispose of کر دیتے۔ تحریک استحقاق نمبر 32 چودھری محمد حنیف کی طرف سے

ہے اور وزیر مال کی سٹیٹمنٹ یہ اس کو موخر کیا گیا تھا وزیر مال نمبر 32 آپ کے متعلقہ ہے۔

وزیر مال ، جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا جواب میرے پاس موصول ہو گیا ہے لیکن میرے محکمے نے اسمبلی سیکرٹریٹ اس کا جواب ابھی دینا ہے اس کے بعد اگر آپ اجازت دیں گے تو میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر، کب تک اس کا جواب آئے گا؟ تو ایک دو روز تک اس کو ٹیک اپ کریں گے۔

وزیر مال ، درست ہے۔

جناب سپیکر، میاں منظور احمد موہل کی تحریک استحقاق نمبر 33 ہے۔ میاں صاحب آپ اسے ٹیک اپ کرنا چاہتے ہیں؟

میاں منظور احمد موہل ، جناب والا! آپ نے فیصلہ کرنا ہے۔

جناب سپیکر، جی آپ کی مرضی پر ہے۔

میاں منظور احمد موہل ، جناب والا! میں تو ٹیک اپ کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

میاں منظور احمد موہل ، تحریک استحقاق نمبر 33 (طبع شدہ لف ہے)

وزراء، مشیران، پارلیمانی سیکرٹریوں کی اسمبلی امور سے عدم دل چسپی

میاں منظور احمد موہل ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 3 ستمبر 1992ء کے "دی نیوز" انگریزی اخبار کے آخری صفحہ کے کالم نمبر 2 پر یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ پنجاب اسمبلی کے وزراء، مشیران، پارلیمانی سیکرٹریز اور مختلف کمیٹیز کے چیئرمین حضرات کی عدم دلچسپی سے کئی بار کورم ٹوٹا۔ جس سے مبلغ ڈیڑھ کروڑ کا نقصان ہوا ہے۔ اخبار کی اس خبر سے ممبران پنجاب اسمبلی کا استحقاق بری طرح مجروح ہوا ہے۔ جبکہ یہ خبر حقیقت پر مبنی نہ ہے۔ اس سیشن میں اور گزشتہ سیشن میں کبھی بھی پنجاب اسمبلی کا کورم نہ ٹوٹا ہے۔

لہٰذا اس خبر سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کے جملہ اراکین کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

لہٰذا اس تحریک استحقاق کو admit فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! میں اس پر مختصر سٹیٹمنٹ دینا چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے نقطہ نظر کے مطابق پنجاب اسمبلی کورم کے مسئلے پر ملک بھر کی اسمبلیوں میں ممتاز حیثیت رکھتی ہے یعنی اچھی جا رہی ہے۔ گزشتہ سیشن سے لےکر آج تک کبھی بھی کورم نہ ٹوٹا ہے۔ جس روز میں نے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے اس وقت تک بھی کبھی اسمبلی میں کورم نہیں ٹوٹا تھا اس کے بعد پھر پوائنٹ ریز ہوا۔ ایک دو دفعہ کورم چند لمحات کے لیے ٹوٹا لیکن پھر بھی وہ کورم پورا ہو جاتا تھا سارے دن کی کارروائی کبھی بھی کورم کی کمی کی وجہ سے ملتوی نہیں ہوئی ہے۔

جناب والا! پریس کی ہم دل و جان سے قدر کرتے ہیں پریس ہمارا ایک اہم حصہ ہے ہم اس کی جتنی بھی قدر کریں وہ کم ہے میں بڑی معذرت کے ساتھ گزارش کروں گا کہ کچھ عرصہ سے پریس کا ایک طریقہ کار بنتا جا رہا ہے اور وہ ہر وقت اس تلاش میں رہتے ہیں کسی طرح عوام کے نمائندگان کی شہرت کو داغدار کیا جائے ان کے حلقہ اثر میں ان کی پوزیشن کو ڈاؤن کیا جائے۔ جب کہ جناب والا! ہم یہ دیانت داری کے ساتھ محسوس ہیں کہ ہم لوگ یہاں پر باقاعدگی کے ساتھ آتے ہیں اور عوام کے مسائل حل کرنے کے لیے آتے ہیں اور آج تک کبھی بھی کورم نہیں ٹوٹا جس طرح اخبار نے اپنی خبر میں تاثر قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ پریس کو اپنا نقطہ نظر ضرور بدلنا چاہیے میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ اس خبر سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کیونکہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اتنی بار کورم ٹوٹا اور اس سے ڈیڑھ کروڑ روپے روزانہ کا نقصان ہوتا ہے۔ اس لیے جناب والا! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس تحریک استحقاق کو منظور فرماتے ہوئے استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دیں تاکہ وہ اس کو thrash out کرے۔ اصل صورت حال کیا ہے اور ایسی بے سرو پا خبریں کیوں شائع کر دی جاتی ہیں؟

جناب سپیکر : وزیر اطلاعات تشریف نہیں رکھتے۔ وزیر قانون اس پر روشنی ڈالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! پریس کا اور اسمبلی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم دونوں ادارے ایک دوسرے کے بغیر غیر مکمل ہیں۔ بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ یہ دونوں ادارے ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں تو یہ بے جا نہ ہو گا میرے بھائی میاں منظور احمد موہل نے جن ایک دو واقعات کی نشاندہی کی ہے اس سے تھوڑا سا دل آزاری کا پہلو نکلتا ہے۔ جیسا کہ جس طبقہ

سے بہت توقعات وابستہ ہوں ان سے اگر کوئی تھوڑی سے بھی ایسی ویسی بات ہو جائے تو پھر ذہن پر بڑا بوجھ ذاتی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں اور آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور اپنے پریس کے بھائیوں سے بھی نہایت ادب کے ساتھ یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! نے بھی کئی دفعہ بلکہ کل پرسوں بھی اس موضوع پر اظہار خیال فرمایا تھا کہ اسمبلی کی کارروائی کی رپورٹنگ کرتے ہوئے جس قدر ممکن ہو سکے احتیاط برتیں اور ساتھ ہی اگر کسی بات کی مزید وضاحت طلب کرنا ہو تو اس کے لیے متعلقہ وزیر اسمبلی سیکرٹریٹ اور اسمبلی ریکارڈ موجود ہے۔ کیونکہ ایک بات جو ایک دفعہ اخبار میں آ جاتی ہے اگر خدانخواستہ وہ حقیقت پر مبنی نہ ہو تو آپ اس کی سو تردیں کرتے رہیں تردید کے باوجود جو ناقابل تلافی نقصان ہو جاتا ہے اس کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آئندہ ہمارے پریس کے بھائی مہربانی فرما کر اسلامی برادری رواداری کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اگر ہماری اسمبلی کی کارروائی میں کوئی تھوڑی بہت کمی بھی واقع ہو جاتی ہے تو اس کو بھی مہربانی فرما کر down play کریں گے بجائے اس کے کہ زیادہ اجاگر کرنے کی کوشش کریں۔ ان باتوں کے ساتھ میں نہایت ادب سے اپنے بھائی میاں منظور احمد موہل کی خدمت میں بھی یہ گزارش کروں گا کہ وہ مہربانی کریں اور اپنی اس تحریک استحقاق پر زور نہ دیں۔ میں آپ کی خدمت میں بھی عرض کرتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اس سلسلے میں ہمارے پریس کے جو بھائی ہیں وہ آئندہ خصوصی احتیاطی تدابیر اختیار کریں گے اور کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں دیں گے۔ شکریہ۔

جناب فرید احمد پراچہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ صحافت یا اخبارات کی حیثیت ایک آئینے کی ہے۔ آئینے کے اندر اگر اپنی شکل اچھی نظر نہ آئے تو پھر اپنی شکل کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے نہ کہ آئینے کو توڑ دیا جائے۔ گزارش یہ ہے کہ کورم یہاں پر ٹوٹتا ہے۔ اس کے بارے میں ہم سب کو توجہ دینی چاہیے اور اپنی کار کردگی کو بہتر بنانا چاہیے۔

جناب سپیکر: مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! فرید احمد پراچہ خواہ مخواہ پوائنٹ آف آرڈر raise کرتے ہیں۔ میں یہ بھی دیکھتا رہا ہوں یعنی اوپر پریس گیلری سے اشارے ہو رہے ہیں۔ یعنی یہ پوائنٹ آف آرڈر کا سہارا لے کر ایسے ہی بات کر دیتے ہیں میں یہ کہوں گا کہ یہ ان کی ملی بھگت ہے۔ یعنی میں ڈرنے والا

نہیں ہوں۔ یہ جماعت اسلامی اور ان کی ملی بھگت ہے۔ یعنی ہر وہ بات جو ان کی طرف سے آئے گی چاہے اس میں کچھ بھی نہ ہو تو ان کا اخبارات میں چوکھا لگا ہوتا ہے۔ اب کل بھی میں نے یہاں پر کوئی پندرہ منٹ بات کی تھی لیکن انہوں نے ان کی بات کا یہ چوکھا لگا دیا یہ بات ان کی ملی بھگت کا نتیجہ ہے جیسا کہ وزیر قانون نے یہاں پر بات کی ہے اور میں بھی ایمانداری سے کہتا ہوں کہ میری بھی پریس سے ذاتی طور پر قطعاً کوئی بات نہیں ہے کہ میں ان کی قدر نہ کرتا ہوں یا میرے دل میں کوئی بغض ہو میں ان کی دل و جان سے قدر کرتا ہوں لیکن بات یہ ہے کہ ہم سب اس ملک کے باشندے ہیں یہ جمہوری روایات ہیں بڑی مشکل سے ہم نے اس ملک میں جمہوریت کو لاگو کر رکھا ہے۔ ہماری اس طرح کی حرکتوں سے اگر خدانخواستہ ان اداروں کو نقصان پہنچ گیا تو یہ ایک ناقابل تلافی نقصان ہو گا جس کو مورخ کبھی بھی معاف نہیں کرے گا۔ لہٰذا میری پریس سے دست بستہ گزارش یہی ہے کہ آپ ذرا احتیاط کا دامن تھامیں اس طرح کے چٹکلے اپنے سامنے نہ رکھیں۔ کیونکہ آپ کا مقام ہم سے بھی بہت زیادہ ہے۔ جس طرح وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ پریس اور اسمبلی ایک لازم و ملزوم حصہ ہیں۔ ان کی ذرا سی بات تمام ملک میں پھیل جاتی ہے۔ ہم چاہے پھر ڈھنڈورا پیٹتے پھریں اس کا پھر کوئی اثر نہیں لیتا۔ کیونکہ وزیر قانون نے مجھے کہا ہے اور میرا بھی پریس سے کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے۔ اس لیے میں اپنی اس تحریک استحقاق پر زور نہیں دیتا۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موہل اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہیں کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا میں نکتہ وضاحت پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کے بارے میں تو کوئی بات نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: میاں منظور احمد موہل نے یہ فرمایا ہے کہ ہمیں اوپر سے اشارے ہوتے ہیں اور ہماری کوئی ملی بھگت ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے بارے میں کوئی بات نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ان کا اشارہ ہماری طرف ہی تھا۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں آپ کے بارے میں کوئی بات نہیں ہوئی۔

رانا ثناء اللہ خان: پھر وہ وضاحت فرما دیں کہ انہوں نے یہ کس کے بارے میں کہا ہے؟

جناب سپیکر، میں آپ کو یہ وضاحت کر دیتا ہوں کہ انہوں نے آپ کے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔

رانا ثناء اللہ خان : مجھ سے مراد ان کی بات حزب اختلاف کے بنچز سے متعلق تھی۔

جناب سپیکر، نہیں رانا صاحب انہوں نے آپ کے متعلق کوئی بات نہیں کی۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا! ان کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف قرار دیے جائیں اور میں بھی اپنے صحافی بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ میاں منظور احمد موہل کا شوق پورا کر دیں۔ اور اگر وہ پھر بھی پورا نہ کریں تو موہل صاحب ہماری طرف تشریف لے آئیں۔ ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر : تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 35 رانا اکرام ربانی خان اور سید چراغ اکبر شاہ کی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار رول 67 سے ہٹ ہوتی ہے اس کو ٹیک اپ نہیں کیا جا سکتا۔

حاجی ملک گلاب خان ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب پوائنٹ آف آرڈر ۔

حاجی ملک گلاب خان ، جناب والا! میں آپ کی اجازت سے ایک تحریک التوائے کار پیش کرنا چاہوں گا ۔ میری تحریک التوائے کار نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ مہربانی فرما کر ہاؤس کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی اجازت فرمائی جائے۔ میرے علاقہ میں نالہ سیپ جو خونی نالہ کے نام سے مشہور ہے۔ تحصیل فتح جنگ' کھیری مورت پہاڑ سے نکلتا ہے۔

جناب سپیکر، جی حاجی صاحب! میں آپ کی بات کو سمجھ گیا ہوں۔ آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی تحریک التوائے کار کو out of turn ٹیک اپ کیا جائے۔ آپ یہی چاہتے ہیں۔

حاجی ملک گلاب خان ، جی ہاں ۔

جناب سپیکر: تو اس بارے میں پھر ہاؤس کی رائے لے لیں۔

حاجی ملک گلاب خان ، رائے لے لیں سر۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب والا! میں پہلے حاجی صاحب سے بات کر لیتا ہوں پھر کل آپ کو بتا دیں گے۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب سے بات ہوئی ہے انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ میں آج حاجی گلاب خان سے بات کر لیتا ہوں اور ہم اس پر آپ کو کل بتائیں گے کہ کیا کرنا ہے۔ ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، رانا ثناء اللہ خان پوائنٹ آف آرڈر ۔ رانا صاحب کیا آپ اپنی سیٹ سے بات کر رہے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا! میری سیٹ کا مائیک خراب ہے اس لیے میں یہاں سے بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کی سیٹ کا مائیک ٹھیک نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان ، جی مائیک ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب کی سیٹ کا مائیک ٹھیک نہیں ہے۔ اس مائیک کو ٹھیک کیا جائے۔

(اور اس مرحلے پر ساؤنڈ آپریٹر نے مائیک کو چیک کر کے درست کر دیا)

رانا ثناء اللہ خان ، شکریہ جناب سپیکر ۔ یہ تحریک التوائے کار جس کی کاپی میں نے آپ کے پاس بھیجی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے out of turn لیا جائے۔ کیونکہ یہ معاملہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

جناب سپیکر، اس کا کیا نمبر ہے۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا! یہ میں نے ابھی بھیجی ہے۔

جناب سپیکر، یہ آپ نے آج ہی دی ہے۔ تو لاء منسٹر ذرا اس کو پڑھ لیں۔ وہ کاپی دیکھ لیں۔ اگر ہاؤس کو اس پر اتفاق ہوا تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ ٹھیک ہے رانا صاحب آپ تشریف رکھیں اس پر بات کر لیتے ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 36 ہے اس میں 35 بھی idenucal ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 35 چودھری اصغر علی گجر کی ہے اور تحریک التوائے کار نمبر 36 چودھری محمد فاروق کی ہے۔ کیا تحریک التوائے کار نمبر 36 کو ٹیک اپ کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد فاروق، جناب والا! میں اسے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی ارشاد فرمایئے۔

قرآن پاک کو نذر آتش کرنے کا دل خراش واقعہ

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج کے روزنامہ "جنگ" مورخہ 16 جولائی 1992ء اور روزنامہ "دی نیوز" لاہور میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ المناک حادثہ کے بعد چنیوٹ میں فوج نے کنٹرول سنبھال لیا۔ جامعہ مسجد صدیق اکبر میں قرآن پاک کے جلتے ہوئے نسخے دیکھ کر ہزاروں عورتیں اور مرد دھاڑیں مار مار کر روتے رہے۔ اس کی تفصیل میں لکھا گیا ہے کہ یہ خبر سنتے ہی چنیوٹ کے تمام بازار' مارکیٹیں اور کاروباری مراکز بند ہو گئے۔ قرآن پاک کی بے حرمتی اور نذر آتش کیے جانے کا یہ دلخراش واقعہ مسلمانوں کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ یہ اس صوبہ میں حکومت کی اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے سے چشم پوشی اور ناکامی کی دلیل ہے۔ قرآن پاک کے نذر آتش کیے جانے کے اس واقعہ سے صوبہ بھر کے عوام میں اضطراب اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اس لیے اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر بحث کے لیے منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر، اس پر کون جواب دیں گے۔ لاء منسٹر جواب دیں گے۔ جی ارشاد فرمایئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، اس میں جناب والا! ایک تو میری گزارش یہ ہے کہ یہ مسئلہ بھی رول 67 (ای) کی زد میں آئے گا۔ جناب والا! لاء اینڈ آرڈر کے لیے تاریخ مقرر فرما چکے ہیں۔ اس لحاظ سے سمجھتا ہوں کہ یہ معزز رکن جب اپنی تقریر فرمائیں گے تو وہ اس میں اس کا ذکر کر سکتے ہیں اور پھر وزیر متعلقہ بھی اس کا جواب دے سکیں گے۔

جناب سپیکر، یہ بات درست ہے۔

چودھری محمد فاروق، جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ امن عامہ کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ ایمان عامہ کا مسئلہ ہے۔ میں اس معاملے میں امن عامہ کے متعلق کوئی بات نہیں کہنا چاہتا۔ ہمارا ایمان'

ہمارا دین' ہمارے جذبات مسلمانوں کے جذبات اس واقعہ سے جس طریقے سے مجروح ہوئے ہیں اس پر میں محض تنقید کے لیے بات نہیں کرنا چاہتا۔ جناب سپیکر! یہ امن عامہ کے حوالے سے نہیں ہے۔ بلکہ ایمان عامہ کے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! اس پر maximum یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی تحریک التوائے کار admit ہو جائے۔ admit ہونے پر بھی اس پر ڈسکشن ہی ہو گی اور ڈسکشن کا آپ کو ایک گھنٹہ فراہم کیا گیا ہے۔ اس پر ایک گھنٹہ ڈسکشن ہو گی اور آپ کو پورے دو دن تک ڈسکشن کا موقع دیا گیا ہے۔ اس وقت آپ اس پر بھی بات کر لیجئے گا۔

چودھری محمد فاروق ، جناب والا! اس میں آپ ہمیں پانچ منٹ دیں گے' دس منٹ دیں گے۔

جناب سپیکر، جن صاحبان کی تحاریک التوائے کار ہیں ان کو مناسب وقت دیا جائے گا۔

چودھری محمد فاروق ، جناب والا! میں آپ کا حکم ماننے کے لیے سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ مگر اس سلسلے میں میرا موقف یہ تھا کہ یہ امن عامہ کا معاملہ نہیں ہے بلکہ ایمان عامہ کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب آپ کو بات کرنے کا موقع ملے گا۔ تحریک التوائے کار نمبر 65 چودھری اصغر علی گجر کی accordingly dispose of ہو گی۔ اس میں 38 اور 89 identical ہے اور یہ بھی رول 67 سے effect ہو گی۔

چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ آپ کی رولنگ ہے۔ لیکن میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اتنی تحاریک ساری کی ساری اس ایک روز پر رکھ لی جائیں گی تو ہم اس پر کیا بات کریں گے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! یہ رولز کی بات ہے کہ جب امن عامہ کی صورت حال پر بحث کے لیے وقت مخصوص ہو چکا ہو تو پھر امن عامہ سے متعلقہ جتنی تحاریک ہیں وہ رول 67 کی زد میں آجاتی ہیں اور وہ take up نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے کہ آپ نے اس پر بحث کر لینی ہے۔ تو یہ رولز کی بات ہے۔ نمبر 39 اور 40 بھی رول 67 کی زد میں آتی ہیں۔

چودھری محمد فاروق ، جناب والا! تحریک التوائے کار نمبر 39 صحت کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر، چودھری فاروق صاحب! یہ درست ہے کہ تحریک نمبر 39 محکمہ صحت کے بارے میں ہے

یہ Law and Order situation میں نہیں آتی۔ ملک اقبال احمد خان اسے پیش کرنا چاہیں گے؟ ملک صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! میری اس بارے میں ایک تحریک التوائے کار نمبر 27 تھی۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 27 آپ کی ہے؟

چودھری محمد فاروق : جی بالکل یہی issue ہے۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے۔ آپ سے take up کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد فاروق : جی جناب!

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیے۔

مینٹل ہسپتال' لاہور میں داخل لوگوں کو نا کردہ گناہوں کی سزا

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ آج سے روزنامہ جنگ' لاہور اور راولپنڈی میں ایک خبر شائع ہوئی ہے جس میں مینٹل ہسپتال لاہور سے رہائی پانے والی خاتون کی بار بار عصمت دری اور اس کے ناجائز بچوں کی فروخت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس خبر میں ایک شخص ممتاز علی اپنی تاحال زندہ بیوی کے قتل کے جرم میں 38 سال قید میں رہا اور اب اسے رہائی نصیب ہوئی ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے کہ یہ سرکاری ہسپتال ایک قحبہ خانے کی شکل اختیار کر گیا ہے اور سرکاری سرپرستی میں اس ہسپتال کے اندر بے بس خواتین اور غریب معذور مردوں کے ساتھ ہولناک شیطانی کھیل کھیلے جا رہے ہیں اور یوں یہ ہسپتال جرائم پیشہ اور گندی ذہنیت کے سرکاری افسروں کی جسمانی عیاشی کا اڈہ بن چکا ہے اور یہاں غریب لوگوں کو سرکار کے زیر سایہ ناکردہ گناہوں کی سزا دی جا رہی ہے جس سے صوبہ بھر کے عوام میں پریشانی کی لہر دوڑ گئی ہے اور سخت بے چینی اور افراتفری پھیلنے کا اندیشہ موجود ہے۔ اس لیے استدعا ہے کہ اس تحریک کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب سپیکر، اس کا کون جواب دیگے؟ وزیر قانون! اس کا آپ جواب دیں گے؟

وزیر قانون : جی جناب والا!

جناب سپیکر : جی فرمایے۔

وزیر قانون : جناب والا! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ یہ مسئلہ چونکہ سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے اور رولز کے مطابق ایسا معاملہ جو sub-judice ہو اس کو زیر بحث بطور تحریک التوائے کار نہیں لایا جا سکتا۔ جناب والا! ایوان کی اطلاع کے لیے میں عرض کروں گا کہ گورنمنٹ نے اس سلسلہ میں جو اس وقت کارروائی کی ہے وہ یہ ہے کہ متعلقہ ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کو ریٹائر کر دیا گیا ہے بلکہ وہ اپنی مدت ملازمت پوری کر کے ریٹائر ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنا چارج بھی چھوڑ دیا ہے اور ان کے خلاف مختلف الزامات میں حسب ضابطہ انکوائری ہو رہی ہے اور چونکہ اس معاملہ کا سپریم کورٹ آف پاکستان نے suo-moto اس کا cognizance لیا ہوا ہے اس وجہ سے یہ sub-judice ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اسے اس ایوان میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا ان حالات کے پیش نظر میں توقع کروں گا کہ میرے فاضل بھائی اسے واپس لے لیں گے۔ شکریہ۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! ایک کیس محض عدالت میں چلے جانے سے میں نہیں سمجھتا کہ اس کی اہمیت یا اس کے جو غلط قسم کے پریشان کن قسم کے اثرات جو معاشرے پر پڑ رہے ہیں ان کو آدمی نظر انداز کر دے اور اگر ایک آفیسر ریٹائر ہو گیا ہے تو اس کا مطلب یہ تھوڑا ہے کہ اسے اس کے کیے ہوئے گناہوں کی سزا مل گئی ہے۔ اس نے تو اپنی نوکری مکمل کی اور وہ تنخواہیں لیتا رہا۔ مراعات لیتا رہا اس کے بعد وہ ریٹائر ہوا ہے۔ لیکن اس نے جو جرائم کیے ہیں اگر ان کی انکوائری ہو رہی ہے اور آفیسر ریٹائر ہو گیا ہے اور اسے سزا نہیں دی گئی اسکے بعد آپ انکوائری کے ذریعے اس کے خلاف کیا کر لیں گے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اتنے بڑے واقعات جو وہاں مینٹل ہسپتال کے اندر رونما ہو رہے ہیں کہ ایک شخص کو ایک ایسے قتل کے جرم میں بھی یہاں سزائیں دی جاتی ہیں یا وہ آدمی سالہا سال تک سزا کاٹ رہا ہے جبکہ اس کی وہ بیوی زندہ ہے۔ بعینہ ایک عورت جو پہلے ہی ذہنی طور پر معذور ہے اسے مینٹل ہسپتال میں اس لیے بھیجا گیا کہ اسے وہاں پر تحفظ مل سکے گا اگر سرکاری ہسپتال میں جا کر سرکاری افسران اسے اپنی جسمانی عیاشی کا نشانہ بناتے ہیں تو جناب سپیکر! اگر محض عدالت میں کسی طریقے سے کیس چلا گیا ہے تو اس کی بھی تفصیل نہیں بتائی گئی۔ کہ آیا عدالت

میں کس کے خلاف کیس گیا ہے۔ کس کو اس کا مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔ آیا تفتیش مکمل ہو گئی ہے؟ آیا چالان میں کسی کو ملزم نامزد کر دیا گیا ہے یا ان لوگوں کو بے گناہ کر دیا گیا ہے یا ان لوگوں کو بے گناہ کر دیا گیا ہے؟ نہ ابھی بے گناہ فرد کو سامنے لایا گیا ہے۔ نہ جس کا چالان کیا گیا ہے اس کا نام سامنے آیا ہے اور محض یہ بات کہنے سے کہ یہ معاملہ عدالت میں چلا گیا ہےعدالت میں تو معاملہ اس وقت جائے گا جب آپ نے کسی کا چالان کر دیا ہے۔ اس جرم کا مجرم ٹھہرا دیا ہے یا پولیس نے اپنی نظروں میں ملزم ٹھہرا دیا ہے یا گنہگار ٹھہرا دیا ہے پھر تو یہ معاملہ عدالت کا ہے۔ آپ حکم دیں گے تو ہم کہتے ہیں کہ اس بات پر agitate نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن عدالت میں کیس ابھی گیا ہی نہیں اور میں نے ایک مخصوص واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے ۔ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ سپریم کورٹ نے خود اس کا نوٹس لیا ہے اور معاملہ اس وقت سپریم کورٹ میں ہے۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! سپریم کورٹ میں ہے لیکن یہ لوگ جو شیطانی کھیل کھیلتے رہے ہیں وہ تو اس موقف کو اس بے چاری غریب عورت جو ذہنی طور پر معذور ہے۔ جس کا کوئی والی نہیں' سہارا نہیں یہ اس کے حق میں تو رپورٹ نہیں لکھیں گے جو جرائم اسکے ساتھ ہوئے۔ جو رپورٹ عدالت میں جائے گی گورنمنٹ کی طرف سے حکومت کی طرف سے جائے گی۔ وہ تو اپنے آفسر کو defend کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محکمہ کی طرف سے بھی کوئی انکوائری وغیرہ ہو رہی ہے؟

وزیر قانون : جی ہاں -

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! اس میں محکمہ کی طرف سے بھی انکوائری ہو رہی ہے۔ جب ملزمان ثابت ہو جائیں گے تو ان کے خلاف بھی کوئی ایکشن لیا جائے گا اور عدالت عالیہ نے بھی اس کا نوٹس لے لیا ہے۔

چودھری محمد فاروق ، جناب سپیکر! یہ 8 جولائی کی خبر ہے اور اب تک محکمے نے کیا کیا ہے صرف اتنا بتا دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کا جو مقصد تھا وہ پورا ہو گیا ہے۔ یہ ہاؤس میں آ گئی ہے۔

یہ ایک نہایت ہی اہمیت والا مسئلہ تھا اس کو آپ نے پیش کیا ہے۔ اس پر آپ کی بات بھی ہو گئی ہے۔ مزید اس میں آپ کا کیا مقصد ہے؟

چودھری محمد فاروق: جناب والا! مقصد کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو اس مسئلے کی اہمیت تھی اس کے پیش نظر آپ نے اس مسئلے کو ہاؤس میں اٹھایا ہے۔ تو یہ بات تو اب ہاؤس میں آ گئی ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! اتنی بات متعلقہ محکمہ سے پوچھ کر بتا دیں کہ 8 جولائی کی یہ خبر ہے۔ 8 جولائی سے لے کر اب تک انہوں نے محکمانہ کارروائی کیا کی ہے؟ اور آیا صرف اور صرف ریٹائر شدہ افسر کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے یا باقی ملوث افراد جو ہیں وہ کتنے سامنے آئے ہیں؟ اتنی بات بتا دیں۔

وزیر قانون: اس بارے میں محکمانہ انکوائری ہو رہی ہے۔ جس وقت اس کا رزلٹ سامنے آئے گا۔ جو بھی لوگ اس میں ملوث پائے جائیں گے ان کے خلاف ایکشن ہو گا۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! بچے پیدا ہوئے پھر فروخت ہوئے۔ کوئی کہیں گیا اور کوئی کہیں گیا۔ ایک آدمی کا تو قصور نہیں ہے تو اب تک کتنے افراد سامنے آئے ہیں؟ اتنا تو بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

میاں عمران مسعود (پارلیمانی سیکرٹری صحت): جناب سپیکر! میں اس ضمن میں اپنے بھائی چودھری محمد فاروق سے گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں جو لاہور کے ڈی ایچ او ہیں انہوں نے یہ مسئلہ ٹیک اپ کیا ہوا ہے اور جو ڈی ایم ایس کرم علی شاہ ہیں ان کے بارے میں انکوائری بھی چل رہی ہے۔ جہاں تک یہ نیلوفر کا جو معاملہ تھا یہ سپریم کورٹ نے suo-moto انکوائری چلا رہے ہیں۔ ابھی تو یہ معاملہ انکوائری میں چل رہا ہے۔ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ آیا بچے پیدا ہوئے یا نہیں ہوئے۔ جب تک ہمیں یہ پتہ نہیں چلے گا۔ جب تک کوئی انکوائری رپورٹ ہمارے سامنے نہیں آئے گی اس وقت تک ہم یہ کس طرح فیصلہ کر سکتے ہیں۔ ہم کس کو اس کا ذمہ دار ٹھہرا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ اس کو press نہیں کرتے؟

چودھری محمد فاروق: آیا 9 مہینے تک انہیں پتہ چل جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی پتہ چل جائے گا۔ آپ کو جلدی پتہ چل جائے گا۔ تو آپ اس کو press نہیں کرتے؟

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! اگر وزیر قانون اور پارلیمانی سیکرٹری محکمہ صحت یہ بات کہتے ہیں کہ اس میں جو لوگ مجرم پائے گئے وہ انہیں قرار واقعی سزا دلوانے کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں گے۔ یہ یقین دہانی کرا دیں تو اس صورت میں' میں press نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، متعلقہ محکمے کے معزز پارلیمانی سیکرٹری نے یقین دہانی کرا دی ہے۔

چودھری محمد فاروق، انہوں نے کہا ہے کہ صرف کارروائی ہو رہی ہے۔ انکوائری ہو رہی ہے۔ اگر یہ انہیں قرار واقعی سزا دلوانے کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی یقین دہانی کرائیں تو پھر میں زور نہیں دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی آپ فرمایے۔

میاں عمران مسعود (پارلیمانی سیکرٹری صحت)، جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں فاروق صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے کبھی بھی اپنے جو مجرم ہوں انہیں patronize نہیں کیا۔ ہم تو یہ چاہیں گے کہ ایسے لوگ سامنے آئیں تاکہ ان کے خلاف ہم کوئی ایکشن لے سکیں۔ یہ ایک محکمانہ انکوائری ہے۔ اس پر تھوڑا ٹائم لگے گا۔ جب بھی کوئی ایسا فیصلہ سامنے آئے گا تو ہم ضرور ایکشن لیں گے لہذا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تحریک التوائے کار کو press نہ کریں اور رولز کے تحت اس کو خارج کیا جائے۔ شکریہ۔

چودھری محمد فاروق، ٹھیک ہے جی' میں press نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اس کے ساتھ نمبر 39 بھی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں نے آج ہی ایک تحریک التوائے کار دی تھی۔ وہ معاملہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس پر سپیکر صاحب نے فرمایا تھا کہ تھوڑی دیر بعد لاء منسٹر صاحب اسے پڑھ لیں۔ معاملہ یہ ہے کہ جو کالجز میں 10 % سیٹیں بڑھائی گئی ہیں تو اس میں جو فنی تعلیم کے ادارے ہیں۔

ٹیکنیکل کالجز ہیں ان کو شامل نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس کی کاپی لاء منسٹر صاحب کو پہنچا دیں۔

رانا ثناء اللہ خان، میں نے اس کی کاپی پہنچا دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں سیکرٹری صاحب سے کہوں گا کہ اس کی کاپی لاء منسٹر صاحب کو پہنچا دیں۔

وزیر قانون، اس کی کاپی آ گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب آپ کے پاس اس کی کاپی ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ اس کو آؤٹ آف ٹرن لے لیا جائے۔

وزیر قانون، جناب والا! میرے پاس کاپی آ گئی ہے۔ میں دیکھ لیتا ہوں۔ آج میں اس بارے میں کوئی حتمی بات نہیں کر سکوں گا کیونکہ یہ ایجوکیشن سے متعلقہ ہے۔ مجھے ان سے بھی بات کرنی پڑے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا۔ آپ کا مطلب ہے۔ آج اس کو ٹیک اپ نہیں کیا جا سکتا۔

وزیر قانون، جی نہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں معاملہ یہ ہے کہ جو کالجز ہیں ان میں داخلہ لینے والوں کا اتنا زور تھا کہ اس پر تمام کالجز میں 10 % سیٹوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس میں فنی تعلیم کے جو ادارے ہیں، ٹیکنیکل ایجوکیشن کے جو ادارے ہیں ان کو شامل نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! آپ کی بات درست ہے۔ آج آپ نے یہ پیش کی ہے۔ لاء منسٹر اس کو دیکھیں گے اور کوشش کی جائے گی کہ کل تک اس کو ٹیک اپ کر لیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! کل تک تو داخلے کی آخری تاریخ ہے وزیر تعلیم بھی یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ تو اس میں کوئی ایسی بات تو ہے نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آج آپ نے پیش کی ہے۔ لاء منسٹر اس پر کوئی تیاری وغیرہ کریں گے تو کل اس کو دیکھ لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، اس میں سوچنے والی یا دیکھنے والی بات تو کوئی نہیں۔ لاء منسٹر تو حسب معمول بات

کو linger on کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر وزیر تعلیم سے پوچھ لیا جائے تو معاملہ حل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ ان کو یہ کاپی پہنچا دیں۔ وزیر تعلیم صاحب نے بڑے کھلے دل والے ہیں۔ وہ کوشش کریں گے کہ آپ کا یہ مسئلہ جلد از جلد حل ہو جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: میں نے وزیر تعلیم کو بھی اس کی ایک کاپی پہنچا دی ہے تو اگر ان سے بات کی جائے تو میرا خیال ہے کہ معاملہ حل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کو کاپی پہنچا دیں تو لاء منسٹر صاحب اور ایجوکیشن منسٹر صاحب آپس میں بیٹھ کر مشورہ کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: میں نے ایجوکیشن منسٹر کو کاپی پہنچا دی ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! کاپی تو پہنچ گئی ہے لیکن یہ فیصلہ کرنا تو لاء منسٹر کا کام ہے۔ آپ ان سے ذرا بات کریں۔

مسودات قانون

مسودہ قانون کچی آبادیاں پنجاب بابت 1992ء

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ دونوں صاحبان آپس میں مشورہ کر لیں تو کل اس کو مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر دیکھ لیں گے۔ اب تحاریک التوائے کار کے لیے جو وقت مخصوص تھا وہ ختم ہوتا ہے۔ اب ہم لیجسلیشن کو لیتے ہیں۔ کلاز 5 زیر غور ہے۔ اس پر کچھ ترامیم ہیں۔

1۔ ڈاکٹر محمد افضل اعزاز
2۔ جناب فرید احمد پراچہ
3۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر
4۔ چودھری محمد حنیف
5۔ چودھری محمد اسلم
6۔ میاں محمود الرشید

7۔ جناب ارشاد حسین سیٹھی۔

تو پراچہ صاحب اس کو کون پیش کرے گا۔ آپ کریں گے؟

جناب فرید احمد پراچہ۔ جی میں پیش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی آپ پیش کریں۔

MR. FARID AHMAD PIRACHA. Sir, I beg to move:-

That for sub-clause (2) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following be substituted, namely:-

"(2) The Committee shall consist of a Chairman and such other members including all MPAs in that Development Authority or Council in which a Katchi Abadi is located."

MR. DEPUTY SPEAKER. The amendment moved is:-

That for sub-clause (2) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following be substituted, namely:-

"(2) The Committee shall consist of a Chairman and such other members including all MPAs in that Development Authority or Council in which a Katchi Abadi is located."

LAW MINISTER: I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ پراچہ صاحب۔ کیا آپ اس پر بات کریں گے؟

جناب فرید احمد پراچہ۔ جی۔ جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ فرمائیے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ترمیم نفاذ کمیٹی کے بارے میں ہے اور اس ترمیم کا تعلق عوامی نمائندگی کو بڑھانے سے متعلق ہے اور منتخب اداروں کے وقار کو بڑھانے سے متعلق ہے یہ منتخب ممبران کی ذمہ داریاں ادا کرنے سے متعلق ہے یہ دراصل اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ جو لوگ منتخب ہو کر اداروں کے اندر جاتے ہیں ان کو ہی ان نفاذ کمیٹیوں کے اندر رکھا جائے اور ایسی کمیٹیاں نہ بنیں کہ جن کمیٹیوں میں ایسے افراد ہوں کہ جو حقیقی طور پر کسی علاقے کی نمائندگی نہ کرتے ہوں یہ بات دراصل اس تحفظ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے کہ اگر قانون میں منتخب نمائندوں کے بارے میں کوئی چیز طے کر دی جاتی ہے تو وہ ہمیشہ کے لیے ایک مثال بن جائے گی اور اس کے مطابق منتخب نمائندوں کا وقار بھی بلند ہو گا اور مسائل بھی صحیح طور پر حل ہوں گے جناب سپیکر! یہ نفاذ کمیٹی ہے جس نے موقع پر کچی آبادی کے مسائل کو حل کرنا ہی وہاں کے ترقیاتی کاموں کی نگرانی کرنی ہے اس کے ذمہ وہ فرائض ہیں جن کو اس نے ادا کرنا ہے لیکن اس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ کمیٹی ایک چیئرمین اور ایسے دیگر ارکان پر مشتمل ہو گی جن کا تقرر حکومت کرے گی تو جناب والا! میں آج اپنے وزیر قانون سے عرض کرتا ہوں کہ اگر یہ حکومت بدل جاتی ہے جیسے ماضی کی حکومت سے ان کو شکایت رہی کہ پیپلز ورکس پروگرام کے لیے انہوں نے اپنے افراد پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل دیں اور ان میں منتخب نمائندوں کو نہیں لیا گیا تو ہمیشہ یہی بات ہے کہ نفاذ کمیٹی کے بارے میں اگر قانون کے اندر یہ بات صحیح ہو گی کہ علاقے کے منتخب نمائندوں کو اس کا ممبر بنایا جائے تو پھر حکومتوں کی اپنی مرضی ہو گی کہ وہ جس کو چاہیں اس کا ممبر بنا دیں چاہے وہ منتخب ممبران کو نظر انداز کر دیں ان کو اس میں شامل چاہے نہ کریں اور وہ جس کو چاہیں وہ اس کا ممبر بنا دیں چنانچہ جناب سپیکر! اس ترمیم کے ذریعے میں نے یہ بات کہی ہے کہ اس اسمبلی کے ممبران جن کا تعلق اس علاقے سے ہے اور جن کا صوبائی معاملات سے تعلق ہے اور جن کے علاقے میں وہ کچی آبادی ہے وہ اس کمیٹی کے چیئرمین اور ممبر قرار جائیں اور اس کا فائدہ منتخب ممبران کو ہے۔ ایم۔پی۔اے حضرات کو ہے اگر محض وزیر قانون کے اشارے کو دیکھتے ہوئے ہمارے ایم۔پی۔اے حضرات اپنے مفاد میں آنے والی کسی ترمیم کی بھی حمایت نہیں کرتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ یہ ترمیم حزب اختلاف کی طرف سے آ رہی ہے اس لیے محض اس کی مخالفت کرنی ہے تو جناب سپیکر! جو ادارہ اپنے مفادات یا اپنے حقوق کی حفاظت خود نہ کر سکتے تو پھر کون اس کے مفادات اور

اس کے حقوق کی حفاظت کون کرے گا؟ اس لیے جناب سپیکر! میں اس پر زور دوں گا کہ اس ترمیم کو تسلیم کیا جائے اور جو اس علاقے سے منتخب ممبران ہیں اور ایم۔پی۔اے حضرات ہیں ان کو اس میں رکھا جائے اور قانون کے اندر اس کو شامل کر دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر۔

(فاضل رکن ایوان میں موجود نہ تھے)

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری محمد حنیف۔

(فاضل رکن ایوان میں موجود نہ تھے)

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری محمد اسلم۔

(فاضل رکن ایوان میں موجود نہ تھے)

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں محمود الرشید۔

(فاضل رکن ایوان میں موجود نہ تھے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ارشاد حسین سیٹھی۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! یہاں پر تجویز دی گئی ہے کہ منتخب نمائندوں کو اس میں شامل کیا جانا چاہیے تو جناب والا! ہم یہ بات صرف اس لیے نہیں کہتے کہ ایم۔پی۔اے صاحبان کے بغیر معاملات نہیں چلتے۔ یہ ایسی بات قطعاً نہیں ہے مگر جناب والا! ہمارے سامنے جو صورت حال ہے اور جس انداز کے ساتھ یہاں حکومتیں اداروں کے ساتھ برتاؤ کرتی ہیں اور پھر تقریروں کے بعد اداروں کا حال ہوتا ہے اس کی بنیاد پر ہمیشہ ہی یہ نتیجہ نکلا ہے کہ جب اس قسم کی سیاسی رشوتوں کے طور پر یہ عہدے تقسیم کئے جاتے ہیں تو ہمیشہ ہی بناؤ کی بجائے بگاڑ ہی پیدا ہوا ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو منتخب ایم۔پی۔اے کی شمولیت کی تجویز دی گئی ہے۔ جناب والا! یہ منتخب نمائندہ بہرحال حلقے کا ایک عوامی نمائندہ ہے اور عوام کے ووٹوں سے منتخب ایک ایسا شخص ہے کہ جسے اپنی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے عوامی فیصلے کرنے ہوتے ہیں اور وہ یہ دیکھتا ہے کہ میں پورے حلقے سے منتخب ہو کر آیا ہوں اور کس طرح سے اپنے حلقے کے عوام کے مفاد عامہ کو اہمیت دی جائے۔ اور جناب والا! ہم نے یہاں تو اس کے برعکس ہی صورت حال دیکھی ہے کہ یہاں حکومتیں محض اور محض اپنے بندوں

کو oblige کرنے کے لیے سیاسی طور پر لوگوں کو انتقام کا نشانہ بنانے کے لیے اور چلتے ہوئے اداروں میں گڑبڑ پیدا کرنے کے لیے ایسے افراد کو نامزد کر دیتی ہیں جس کے نتیجے میں اداروں میں اور سیاسی جماعتوں میں رسہ کشی شروع ہو جاتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات علاقے میں فرقہ واریت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور اس کے کئی اقدام ایسے ہو چکے ہیں کہ کسی غلط آدمی کی تقرری کی وجہ سے---

میاں منظور احمد موہل: (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! جب یہ بحث شروع ہوئی میں اس وقت موجود نہ تھا لہٰذا میں یہ عرض کروں گا کہ اگر یہ کلاز نمبر 5 میں ترمیم ہے تو اس پر تو اب بحث ہو ہی نہیں سکتی اور میرا اس بارے میں جو پوائنٹ آف آرڈر تھا اور جو رول (4)172 کے تحت تھا۔

172 (4) An amendment on a question shall not be inconsistant with the previous decision on the same question at the same stage of a Bill or matter.

کیونکہ ہم اس پر فیصلہ دے چکے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ۔

> The Committee shall consist of a Chairman and such other members including all M.P As in the Development Authority or Council .

جناب کونسل کے بارے میں تو ان کی ترمیم drop ہو گئی تھی کونسل تو بنی ہی نہیں ہے تو پھر یہ کیسے ہو جائے گا۔ جناب سپیکر! نے میرے پوائنٹ آف آرڈر کو up-held کیا تھا اس وقت جناب فرید احمد پراچہ اپنی ترمیم پر بات کر رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کس رول کا حوالہ دے رہے ہیں؟

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! یہ (4)172 ہے۔

جناب والا! اس پر فیصلہ ہو گیا تھا اور اب اس بات پر کسی نے غور نہیں کیا اور جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کلاز (2)5 میں یہ کرنا چاہتے ہیں کہ

> The Committee shall consist of Chairman and such other members...

تو جناب والا! اس پر تو فیصلہ پہلے ہو چکا ہے کیونکہ بل کی وہی سٹیج جا رہی ہے اب اس کی سیکنڈ

ریڈنگ ہے۔ اس سٹیج میں کوئی فرق نہیں پڑا ہے اور same question ہے اور سوال انہوں نے یہی کیا تھا کہ اس میں یہ ترمیم کر دی جائے ایم۔پی۔اے صاحبان کو لیا جائے کونسل بنا دی جائے تو ان کی وہ ترمیم تو drop ہو گئی تھی۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موہل صاحب نے اگر پورا مسودہ قانون پڑھا ہوتا تو انہیں یہ اعتراض کرنے کا موقع نہ ملتا جو پہلی ترمیم تھی وہ صوبائی لیول پر کچی آبادیوں کی ایگزیکٹو کونسل بنانے کے بارے میں تھی اور یہ ترمیم اس بارے میں ہے کہ جو نفاذ کمیٹی کسی آبادی کے لیے اس علاقے میں بنائی جائے گی۔ تو جناب والا! یہ دونوں بالکل مختلف ہیں اور اس پر جو رولنگ دی گئی تھی اور جس کا انہوں نے حوالہ دیا یہ اس پر نہیں آتا اور میں ان سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ وہ مسودہ قانون پڑھ لیا کریں اور محض ماہر امور ضوابط بننے کی کوشش نہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، موہل صاحب! یہ جو پوائنٹ اٹھایا گیا ہے اس کے بارے میں پہلے کیا فیصلہ ہوا ہے؟

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ کوئی ایک بات جس کا فیصلہ اس سٹیج پر اسمبلی کر دے---

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ سپیکر صاحب نے اس کا کیا فیصلہ کیا تھا۔

میاں منظور احمد موہل، جناب والا! اس کا فیصلہ یہ ہوا تھا کہ انہوں نے ایک ترمیم دی تھی۔ اور یہ ترمیم ایک تو کلاز 4 کے بارے میں تھی اور انہوں نے اس میں یہ لکھا تھا۔

The Government shall constitute an Executive Council consisting o the following...

یہ انہوں نے وہاں پر لکھا تھا فلاں فلاں آدمی آنے چاہییں اسی طرح سے انہوں نے کلاز نمبر 3 میں یہ ترمیم دی تھی کہ

The Director General shall consult the three M.P As to be

nominated by the Government for the recruitment of the Officers and staff member for the efficient performance of the functions of the Director General...

اور جناب یہ ترمیم ان کی drop ہو گئی تھی لہٰذا اس کے drop ہونے کے بعد اسی قسم کی کوئی دوسری ترمیم یہ لاتے ہیں یعنی جس کو اسمبلی نے پہلے نامنظور کیا ہے تو اس بارے میں میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ انہوں نے وہی چیز دہرائی ہے کہ ایم۔پی۔اے صاحبان کو رکھ لیا جائے ایک کونسل بنا دی جائے۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ کلاز اور ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: موہل صاحب آپ دیکھیں کہ یہ جو کلاز ہے اس میں ایگزیکٹو کونسل کا ذکر ہے اور اس میں انہوں نے کہا ہے کہ اس میں کم از کم چار ایم پی اے ہوں' میئر ہوں' منسٹر ہوں' چیئرمین پی اینڈ ڈی ہوں' واپڈا کا ایک نمائندہ ہو اسی طرح سوئی گیس کا ایک نمائندہ ہو اور واسا کا ایک نمائندہ ہو ان کی ترمیم یہ تھی لیکن اس ترمیم میں یہ کہا گیا ہے کہ:

In Development Authority or council in which Katchi Abadi is located

اور اس میں انہوں نے ایم پی اے کے متعلق کہا ہے۔ یہ بات تھوڑی سی مختلف ہے۔ جو آپ فرما رہے ہیں وہ اس پہ لاگو نہیں ہوتا۔ سیٹھی صاحب' آپ فرمائیں!

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ یہ جو ہم نے ترمیم دی ہے کہ

(2) The Committee shall consist of a Chairman and such other members including all MPAs in that Development Authority or Council in which a Katchi Abadi is located.

تو میں سمجھتا ہوں کہ حالات کی بہتری کے لیے' عوامی نمائندگی کی بھرپور ترجمانی کے لیے اور مفاد عامہ کے معاملات کو اچھے انداز میں حل کرنے کے لیے ہم نے یہ ترمیم دی ہے اور ہم اس پر اصرار کریں گے کہ چونکہ ہماری یہ ترمیم مفاد عامہ میں ہے اور یہ حکومت کے اپنے مفاد میں بھی ہے کہ حکومت کے پاس جو اختیارات ہیں ان کی مرکزیت کو ختم کرتے ہوئے نچلی سطح پر عوامی نمائندوں کو

بھی اس میں شامل کرتے ہوئے اس ترمیم کو اختیار کرے تاکہ عوام کو ایک اچھی، بہتر، جلد اور بروقت سہولت فراہم ہو سکے۔ شکریہ جناب والا!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جو ترامیم میرے فاضل بھائیوں نے دی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے خدشات حقائق پہ مبنی نہیں ہیں۔ حکومت جو یہ اختیارات لے رہی ہے اس سے خدانخواستہ یہ نہیں ہے کہ ہم اپنی پسند یا ناپسند کے اراکین اس میں رکھیں گے۔ یہ جو قانون بنا ہے حکومت نے اس کو implement کرانا ہے اور اس کی implementation کے لیے حکومت نے اس کے prose and cones کو weigh کرنا ہے۔ میں جناب والا! ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ اس اتھارٹی کے جتنے ایم پی ایز ہیں ان کو اس اتھارٹی کا ex-officio ممبر مقرر کر دیا جائے۔ آپ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو لے لیں۔ اس کے چوبیس ایم پی ایز ہوں گے تو جو شاہدرہ میں کچی آبادی ہے اس کا ان سب کو ممبر بنا دیا جائے میں سمجھتا ہوں ان کا یہ غیر ضروری وقت ضائع کرنے والی بات ہو گی۔ تو حکومت نے کیا ہے کہ جو اس کچی آبادی کا ایم پی اے ہے۔۔۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب یہ درست ہے کہ وزیر قانون و پارلیمانی امور نے اس کا جواب دینا ہے لیکن یہ ذرا دیکھ تو لیں۔ ہم نے یہ تو نہیں کہا کہ لاہور کے اگر چوبیس ایم پی اے ہیں تو ان چوبیس کو ہی اس کا ممبر بنایا جائے۔ اگر متعلقہ حلقہ کے ایم پی اے کو اس کا ممبر بنا دیا جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ ان کو کیا فرق پڑے گا۔ یہ جو اپنی گفتگو کا دائرہ بڑھا رہے ہیں یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ہم نے تو یہ کہا تھا کہ متعلقہ ایم پی اے کو اس کا ممبر بنایا جائے۔ یہ نہیں ہے لاہور میں شاہدرہ کی کچی آبادی میں کینٹ کا ایم پی اے مداخلت کرے گا۔ اس لیے ان کو غور کرنا چاہیے اور بغیر پڑھے بات نہیں کرنی چاہیے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، میرے بھائی نے اپنا شوق پورا کرنا تھا وہ کر لیا ہے اگر وہ میری بات تسلی سے سن لیتے تو شاید ان کو اپنا پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کی زحمت نہ اٹھانی پڑتی۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ حکومت نے جو ایگزیکٹو آرڈر کے ذریعے اختیارات اپنے ہاتھ میں لیے ہیں اس میں حکومت باقاعدہ مقامی ایم پی اے کو شامل کرتی ہے۔ کچی آبادیوں والا بل ہم نے یکم فروری 1992ء کو پیش کیا تھا اور میں ان کو اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے پہلے ہی ڈائریکٹر جنرل کچی آبادیز کو یہ ہدایات جاری کی ہوئی ہیں۔ جب پرانی اسمبلی ختم ہوئی اور نئی اسمبلی معرض وجود میں آئی تو

اس وقت مارچ 1992ء کو ایک سرکلر تمام ڈپٹی کمشنر صاحبان کو بھیجا تھا کہ وہ ممبر صاحبان جو دوبارہ الیکشن میں منتخب نہیں ہو سکے ہیں تو ان کی subsutution کے لیے آپ یہ طریقہ اختیار کریں۔

However, in order to dispose of the pending matters of Katchi Abadis it has been decided by the Government that since the constitution of the Committee, the local MPAs of the area in which a particular Katchi Abadi is situated, may beco-opted as a Member of respective district to Local Implementation Committee when a matter pertaining to a particular Katchi Abadi is taken up

تو جب اس قسم کا اختیار حکومت لیتی ہے اس میں خدانخواستہ منتخب نمائندوں کو باہر کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ ہماری موجودہ حکومت کی یہ کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ ممبران کو کس قسم کے معاملات میں شامل کیا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ خدشہ کہ حکومت نے جو اہم اختیار اپنے ہاتھ میں لیا ہے وہ ان کو باہر نکالنے کے لیے لیا ہے۔ یہ ترمیم بالکل غیر ضروری ہے اس لیے اس کو مسترد فرمایا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is

> That for sub-clause (2) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following be substituted, namely -
>
> "(2) The Committee shall consist of a Chairman and such other members including all MPAs in that Development Authority or Council in which a Katchi Abadi is located"

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is that Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried).

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 6 is under consideration. Two amendments have been received in it from Mr. Farid Ahmad Piracha, Mian Mahmood-ur-Rashid, and Ch Muhammad Hanif. Mr Farid Ahmad Piracha may move the amendment.

MR FARID AHMAD PIRACHA: I move-

> That in sub-clause (1) of Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development. the colon full-stop and the Proviso be deleted.

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is-

> That in sub-clause (1) of Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development. the colon full-stop and the Proviso be deleted.

LAW MINISTER: I oppose it Sir.

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law opposes the amendment.

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! جیسا کہ اس مسودہ قانون پر اپنی ابتدائی گفتگو میں یہ بات عرض کی تھی کہ غریب آدمی کے لیے کچی آبادی کا تصور ختم کرنا چاہیے۔ اس کے لیے بھی پکی آبادی بنائی جانی چاہیے اور اس کے رہائشی مسئلے کو مستقل بنیادوں پر حل کیا جانا چاہیے تا کہ ناجائز قابضین کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ایسا مسودہ قانون بنا دیا جائے کہ اس کے بعد پھر یہ گنجائش نہ رہے کہ لوگ اپنے مسئلے کو قانون کو ہاتھ میں لے کر خود حل کریں اور کسی طرح سے بھی حکومت اپنی ذمہ داری

ادا نہ کرے۔ یہ بات میں نے ابتداء میں کہی تھی۔ چنانچہ آگے جا کر یہ کہا گیا ہے کہ اس پر کم از کم چالیس گھر آباد ہوں۔ یہ کچی آبادی کی تفصیل ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ حکومت کسی علاقہ کو کچی آبادی قرار دیے جانے کی غرض سے وقتاً فوقتاً بذریعہ اعلامیہ اس پر آباد گھروں کی تعداد کا از سر نو تعین کر سکتی ہے۔ اس طرح یہ چکر کھلا رہے گا۔ اگر حکومت چاہے تو چالیس گھروں کی بجائے سو گھر بھی کر سکتی ہے اور جو کچی آبادیاں بنی ہوئی ہیں ان کو کچی آبادیاں نہ رہنے دیا جائے اور کہا جائے کہ یہ تین ہیں یا پھر یہ کہ دس گھروں پر مشتمل آبادی کو بھی کچی آبادی ڈیکلیئر کر سکتی ہے۔ اور حکومت اپنی ذمہ داری کو مثبت طریقہ سے، صحیح طریقے سے ادا نہیں کرے گی کہ اس رہائشی مسئلے کو حکومت خود حل کرے بلکہ اس کو ایک قانونی تحفظ دے دیا گیا ہے کہ لوگ اپنے مسئلے کو خود حل کریں وہ چاہیں تو آبادیوں پر قبضے کر لیں اور ناجائز زمینوں پر قابض ہو جائیں۔ جبکہ جناب سپیکر! وفاقی شرعی عدالت کا یہ فیصلہ ہے اور وفاقی شرعی عدالت نے delimitation act کی دفعہ 144 میں یہ بیان کر دیا ہے، فیصلہ دے دیا ہے کہ ناجائز قبضہ ناجائز قبضہ ہے، چاہے اس پر کتنی بھی مدت گزر جائے اور delimitation act میں جو 12 سال گزرنے کی بات تھی اس کو ختم کر دیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ یہ ناجائز قبضہ ناجائز ہے۔ چاہے اس پر 100 سال کی مدت کیوں نہ گزر جائے۔

جناب سپیکر! اس کی روشنی میں میری یہ عرض ہے کہ اس ترمیم کے ذریعے سے جو ہم نے دی ہے اس دفعہ کے آخری حصہ کو ختم کیا جائے۔ یہ ضروری ہے تاکہ ایک ہی مرتبہ یہ بات ختم ہو جائے اور پھر حکومت اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر ادا کرے۔ غریب لوگوں کے لیے، مستحق لوگوں کے لیے، ملازمت پیشہ لوگوں کے لیے اور ان افراد کے لیے جن کو مکان دینا حکومت کی ذمہ داری ہے حکومت اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے ان کے لیے مکانات کی ایسی سکیمیں بنائے۔ یعنی تین مرلہ، پانچ مرلہ، سات مرلہ کی سکیمیں بنائی جائیں اور یہ عام لوگوں کو دیے جائیں۔ اس میں کسی کی سفارش کی ضرورت نہ ہو بلکہ ہر آدمی اس میں اپنے لیے مکان لے سکے۔ چنانچہ میں ایک مرتبہ پھر اس کی حمایت کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ اس دفعہ کے آخری حصے کو ختم کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں محمود الرشید تشریف نہیں رکھتے اور چودھری محمد حنیف بھی تشریف نہیں رکھتے۔ وزیر قانون صاحب آپ ارشاد فرمایئے۔

وزیر قانون: جناب والا! یہ جو clause 6 ہے یہ اس قانون کو زیادہ موثر اور convenient بنانے کے

لیے لاگو کی گئی ہے۔ مثلاً اگر کچی آبادی 40 یونٹ کی رکھی جائے اور فرض کریں کہ کوئی ایسی کچی آبادی ہے جس میں 41 گھر یا 39 گھر ہیں تو اس ایک گھر کے اوپر نیچے ہونے سے اس دفعہ قانون میں پھر ترمیم کرنے کی ضرورت پڑے گی۔ لہذا اس clause کے ذریعے سے حکومت کو یہ اختیار ملتا ہے کہ جہاں ضرورت ہو۔ اس قسم کی کوئی کمی بیشی ہو تو اس کو پورا کیا جا سکے۔ اور یہ کام حکومت بذریعہ notification کر سکتی ہے اور اس سے غیر ضروری تاخیر سے بچا جا سکتا ہے۔ لہذا فاضل رکن کی ترمیم غیر ضروری ہے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Motion moved and the question is-

> That in sub-clause (1) of Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development , the colon appearing after the words "Katchi Abadi" in line 6, be replaced by a full-stop and the Proviso be deleted

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Next amendment has been received from Dr. Muhammad Afzal, Mr Farid Ahmed Piracha, Dr Syed Waseem Akhtar, Ch Muhammad Hanif, Ch Muhammad Aslam Kaira, Mian Mahmood-ur-Rashid and Mr. Irshad Hussain Sethi. Please move your amendment.

MR FARID AHMAD PIRACHA: I beg to move-

> That sub-clause (5) of Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development,be deleted

MR DEPUTY SPEAKER: The motion is -

> That sub-clause (5) of Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural

Development,be deleted.

MINISTER FOR LAW: Opposed.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion has been opposed by the Minister for Law & Parliamentary Affairs

جناب ڈپٹی سپیکر: پراچہ صاحب آپ ارشاد فرمایئے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! اس sub-clsause(5) میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر حکومت کی رائے میں ذیلی دفعہ (3) میں محولہ علاقہ کو رضامندی یا بذریعہ معاہدہ حاصل نہ کیا جاسکتا ہو تو اس علاقہ کو قانون حصول اراضی مصدرہ1894ء کی دفعات کے تحت حاصل کیا جائے گا۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ اس بنیادی روح کے منافی ہے جس میں کسی کی اراضی کو اس کی رضامندی کے بغیر حاصل کیا جائے۔ اس بارے میں وفاقی شرعی عدالت اپنا ایک واضح رائے دے چکی ہے۔ اور اس بارے میں وفاقی شرعی عدالت اپنا ایک واضح فیصد دے چکی ہے کہ کسی کی بھی اراضی اس کی رضامندی کے بغیر حاصل نہیں کی جاسکتی۔ اور یہ بات پرائیویٹ اراضی کے بارے میں ہے کیونکہ سرکاری اراضی کے حصول میں یہ معاملہ یا یہ مشکل پیش نہیں آسکتی کہ اس کے لیے کسی رضامندی یا معاہدہ کی ضرورت ہو۔ سرکاری اراضی تو حکومت کی اپنی ہوتی ہے۔ دراصل اس کو اس لیے رکھا گیا ہے کہ private owners کی زمینیں جن پر کچی آبادیاں بنائی گئیں اور لوگوں کو ان کی اراضی سے محروم کیا گیا اور جن کی سینکڑوں کینال اراضی پر راتوں رات قبضے ہو گئے یا کروائے گئے لیکن اس کے بدلے میں ان کو کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا۔ اور اسی مقصد کے لیے آئندہ کے لیے بھی ایک دفعہ رکھ لی گئی ہے تاکہ آئندہ بھی یہی practice کی جائے اور اسی انداز میں لوگوں کی نجی اراضی کو قبضہ میں لے لیا جائے اور اس قانون حصول اراضی کے تحت لوگوں کی نجی اراضی کو حاصل کر لیا جائے۔ پھر اس کے بدلے میں نہ ان کو market value کے مطابق ادائیگی کی جائے' نہ ان کی رضامندی شامل ہو تو یہ بات انصاف کے قانون کے' عدل کے اور اسلام کی طرف سے دیئے گئے بنیادی حقوق کی روح کے منافی ہے اس لیے اس کو ختم کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر' چودھری محمد حنیف' چودھری محمد اسلم کائرہ' میاں محمود الرشید تشریف نہیں رکھتے ارشاد حسین سیٹھی صاحب۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! clause 6 سب کلاز 5 کے بارے میں جس انداز سے ترمیم دی گئی ہے اس میں کوئی ایسا ابہام نہیں ہے جو ذہنوں میں نہ آنے والا ہو۔ ایک ایسی بات جس کو کوئی بھی آدمی اپنے لیے پسند نہ کرے اور دوسروں کے لیے اس کو جائز رکھے میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرین انصاف نہیں ہے۔ عموماً یہ بات جب کسی فرد کی ذات پر لاگو ہو تو وہ تلملا اٹھتا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ مجھے کس بات کی سزا دی جا رہی ہے کہ جس چیز کا مالک ہوں وہ چیز زبردستی مجھ سے حاصل کی جا رہی ہے۔ میرے خیال میں اسلامی نقطہ نظر سے اور حصول انصاف کے نقطہ نظر سے بھی یہ حق کسی کو نہیں پہنچتا کہ وہ کسی کی اراضی کو زبردستی چھین لے۔ اور یہ بات بڑی واضح ہےہمیں ایک بڑی مثال اس بارے میں اپنے سامنے رکھنی چاہیے وہ یہ کہ مسجد نبوی کی توسیع کے لیے بھی سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے باوجود اس کے کہ بہت سے صحابہ کرام کا اجماع تھا کہ مسجد کے ساتھ کسی کی جگہ لے لی جائے کیونکہ ہمیں اس کی ضرورت ہے اور اس اراضی کو ساتھ ملا کر مسجد کی توسیع کی جانی چاہیے۔ لیکن سرکار دو جہاں (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس بات کو پیش نظر رکھا کہ جب تک ان افراد کی مرضی اس میں شامل نہیں ہوتی ہم اس وقت تک ایسا عمل نہیں کریں گے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کسی کو انصاف فراہم کرنے کے لیے اسی انداز سے ان اصولوں کو مد نظر رکھنا جزو ایمان ہے۔ اسی لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ حکومت جب کسی بندے سے کوئی معاملہ طے کرے تو اسے ان اصولوں کو جو کہ ازل تا ابد تک رہنے والے اصولوں کو ہی مدنظر رکھنا چاہیے یہ نہیں کہ اپنے بنائے ہوئے قوانین سے کسی فرد سے اس کے بنیادی حقوق سلب کیے جائیں لہٰذا میں یہ کہوں گا کہ یہ بنیادی انسانی حقوق میں مداخلت کا ایک بہت بڑا جواز ہے۔ اس لیے اس ترمیم کو اس انداز میں نہیں ہونا چاہیے جس انداز سے اس کو پیش کیا گیا ہے اور اس amendment پر ہم نے جو ترمیم دی ہے اس کو زیر غور لایا جانا چاہیے۔ ہماری یہ ترمیم عوام کے لیے اور ان تمام اشخاص کے لیے جن کو اس قسم کی صورت حال کا سامنا ہوتا ہے مفاد کا باعث ہے اس لیے اس کو منظور کیا جانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اگر یہ ترمیم منظور کر لی جائے تو جو مسودہ قانون ہم نے پیش کیا ہے اس کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے فرض کریں کہیں پہ کچی آبادی قائم ہے درمیان میں تھوڑا سا رقبہ کسی مالک کا ہے اور وہ صرف اسی وجہ سے دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا کہ وہ سمجھتا ہے کہ میں اس طریقے

سے ان کو تنگ کر سکتا ہوں بلیک میل کر سکتا ہوں۔ اگر گورنمنٹ کے پاس کوئی قانون موجود نہ ہو تو پھر کس طریقے سے یہ مسئلہ ہو تو اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے اب تو قانون کے مطابق مارکیٹ ریٹ گورنمنٹ نے دینا ہے۔ یہ نہیں ہے زمین مفت لینی ہے یا اس کا نرخ اپنی مرضی سے مقرر کرنا ہے بلکہ قانون کے مطابق مارکیٹ ریٹ دینا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم غیر ضروری ہے اگر یہ ترمیم منظور کی گئی تو بل کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا اس کو مسترد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس وقت ہاؤس میں صرف 38 ارکان بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس وقت ہاؤس میں صرف 38 ارکان تشریف فرما ہیں تو جو حضرات لابی میں بیٹھے ہیں وزیر قانون انہیں اندر لے آئیں ورنہ پھر پانچ منٹ کے بعد ہم کورم کی نشان دہی کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے کورم کا پوائنٹ آؤٹ تو نہیں کیا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! ٹائم دیا ہے کہ پانچ منٹ میں کورم پورا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جی۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is-

> That sub-clause (5) of Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development,be deleted.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The question is that Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is that Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is that Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is that Clause 9 of the Bill do part of the Bill.

(The motion was carried)

(Clause 10)

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is that Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

یہاں کہنے والے تھوڑے سے ٹھنڈے پڑ گئے ہیں موبل صاحب کیابات ہے آپ کے بنچوں سے آواز نہیں اٹھتی۔

RANA SANA ULLAH KHAN: Mr. Speaker, Noes have it.

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اپنی سیٹ پر کھڑے ہو کر یہ بات کریں۔

LAW MINISTER: No Mr. Speaker, Ayes have it.

جناب ڈپٹی سپیکر، تو جو "ہاں" کہنے والے ہیں وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔ تشریف رکھیں جی پلیز۔ اب "نہ" کہنے والے والے کھڑے ہو جائیں۔ تو فیصلہ ہاں کہنے والوں کے حق میں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 11 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is that Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 12 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is that Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

معزز ممبران سے درخواست ہے کہ وہ وزیر قانون کا بازو دیکھ کر آواز بلند کیا کریں کہ کئی دفعہ آواز اکٹھی نہیں آتی۔

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 13 of the Bill is under consideration Two amendments have been received in it. The first amendment is from Dr. Muhammad Afzal Ezaz, Mr Farid Ahmad Piracha, Dr Syed Waseem Akhtar, Ch Muhammad Hanif, Ch Muhammad Aslam Kaira, Mian Mahmood-ur-Rashid and Irshad Hussain Sethi.

Mr Farid Ahmad Piracha will like to move the amendment

MR FARID AHMAD PIRACHA: I move.

That in sub-clause 2 of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the words "shall be transmitted to the Director General" occurring in line 3, the words "shall be transmitted to the Implementation Committee for scrutiny two months before the close of the financial year" be substituted.

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is-

That in sub-clause 2 of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the words "shall be transmitted to the Director General" occurring in line 3, the words "shall be transmitted to the Implementation Committee for scrutiny two months before the close of the financial year" be substituted

LAW MINISTER: I oppose it Sir.

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law opposes the amendment

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! جیسے کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ یہ جو قانون سازی ہوتی ہے اور جس طریقے سے آ رہی ہے اس میں ان افسران کی مرضی ان کی منشاء اور ان کے مفادات اور ان کی خواہشات اس میں داخل ہوتی ہیں اور وہ اپنے تحفظ کے لیے وہ تمام کلاز رکھتے ہیں جن سے وہ محسوس کرتے ہیں کہ اگر ہماری طرف سے کوئی گڑبڑ ہو کوئی گھپلا ہو تو اس کو پورے طور پر تحفظ ملے اور ہمارے وزیر قانون اس مسودہ قانون کو بغیر پڑھے اس کی حمایت کرتے ہیں اور اس کو ایوان میں لے آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! اس میں ہماری طرف سے اگر کوئی ترمیم ہوتی ہے کہ جس میں

کسی معاملے کا احتساب کیا جا سکے نگرانی کی جا سکے اور اس کو درست رکھا جا سکے تو اس کی بھی صرف اس لیے مخالفت ہوتی ہے کہ یہ ترمیم حزب اختلاف کی طرف سے آئی ہے چنانچہ اس سارے عمل کے نتیجے میں ان لوگوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے وہ corrupt لوگ وہ افسران کہ جو اپنے مفادات اور اپنی مرضی کرتے ہیں ان کو تحفظ مل جاتا ہے اور یہ سمجھتے ہیں چونکہ ہم نے ایک مسودہ قانون بنا کر دیا ہے اور اپنے اختیارات کی مرکزیت رکھی ہے اور وزیر قانون نے بھی پڑھے بغیر اس کو پیش کرنا ہے اور ترمیم کی مخالفت کرنی ہے اس لیے ان کی بھی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ چنانچہ اس میں جو حسابات کے بارے میں ہے کہ ہر مالی سال کے اختتام پر ترقیاتی ادارہ یا مجلس حسابات کا سالانہ گوشوارہ تیار کرے گی اور مقررہ تاریخ پر ڈائریکٹر جنرل کو ارسال کر دی جائے گی۔ اب ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ جو مالی حساب ہے اس کو ڈائریکٹر جنرل کی بجائے اس کو نفاذ کمیٹی کے پاس دیا جائے۔ نفاذ کمیٹی جس کے علاقے میں کام کروانا ہے جو کام کی نگرانی کر رہی ہے اس نفاذ کمیٹی کو جس کو آپ نے خود مسودہ قانون میں شامل کیا ہے اور اس نفاذ کمیٹی کے پاس مالی حسابات آئیں۔ وہ اس کو دیکھے۔ وہ اس کو چیک کرے۔ کم از کم اسے یہ اختیار تو حاصل ہو آپ اسے قانون میں تو رکھیں وہ نفاذ کمیٹی اتنی بے اختیار بھی نہ ہو کہ وہ صرف کسی اجلاس کے لیے T.A./D.A حاصل کرے بلکہ اس کا کوئی فنکشن بھی ہو اور اس کا فنکشن ہم نے اس ترمیم کے ذریعے سے متعین کیا ہے "کہ مالی حساب ان کو دیا جائے" اس طرح نہ ہو کہ وہ حسابات ترقیاتی اداروں سے ڈائریکٹر جنرل کے پاس چلا جائے اور اس کے بعد اس کو کوئی پوچھنے والا یا اس کی کوئی نگرانی کرنے والا نہ ہو۔ یہ بات جناب سپیکر! ہم نے اس لیے بھی رکھی ہے۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے معاملات ہمارے سامنے ہیں۔ جو نفاذ کمیٹی بنی ہوئی ہے یا اس کے لیے جو کمیٹی تشکیل دی گئی ہے اس کا سرے سے کوئی اجلاس ہی نہیں ہوتا۔ اس کے پاس کوئی اکاؤنٹ نہیں پیش کیا جاتا۔ اس کے کوئی اختیارات ہی نہیں ہیں چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کے معاملات ایک طویل عرصہ تک ڈائریکٹر جنرل اور ان اختیارات کو استعمال کرنے والے لوگوں کے پاس رہتے ہیں۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ مالی حسابات کو پہلے نفاذ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے وہ اس کو چیک کرے اس کے بعد اسے لوگوں کے لیے مشتہر کیا جائے اور اس طرح معاملات کو اندر ہی اندر گول کرنے کی بات نہ رکھی جائے۔ لہذا یہ بات بہت ضروری ہے اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر (تشریف نہیں رکھتے)

چودھری محمد حنیف صاحب، چودھری محمد اسلم صاحب، (تشریف نہیں رکھتے) میاں محمود الرشید صاحب، (تشریف نہیں رکھتے) جناب ارشاد حسین سیٹھی صاحب۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! جس طرح سے پراچہ صاحب نے اپنی گفتگو میں یہ بات کی ہے کہ یہاں جو مسودات قانون اسمبلی کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اس میں افسران کا عمل دخل سو فی صد شامل ہوتا ہے اور عوامی نمائندگی کا کوئی پہلو اس میں نظر نہیں آتا۔ اس لیے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ ایک نفاذ کمیٹی جس کو ایک ذمہ دار قرار دیا جا رہا ہے جس کو اپنے معاملات کا نگران مقرر کیا جا رہا ہے جس پر اعتماد کیا جا رہا ہے۔ اگر اس کے ذریعے سے یہ کام ہو، ہم نے اس پر یہ بھی ترمیم دی ہے کہ"

"Two months before the close of financial year"

اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ کوئی کام کرنے کے بعد دو مہینے پیشتر اپنی رپورٹ کرنے کی پابند ہو گی تو وہ بنظر غائر تمام معاملات کا جائزہ لے گی اور اس کو بطریق احسن حل کرنے کی کوشش کرے گی۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس ترمیم کے منظور ہونے سے کون سا ایسا واقعہ نمودار ہو سکتا ہے۔ وزیر قانون تو کہیں گے کہ اس سے بل کی روح متاثر ہو جائے گی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کون سی شق ایسی ہے جس سے قانون کی روح متاثر ہوتی ہے سٹینڈ نگ کمیٹی کے معاملات کی جس طرح سے یہ ترجمانی کرتے ہیں۔ سٹینڈ نگ کمیٹیوں میں معزز اراکین بھی شامل ہوتے ہیں۔ جن سٹینڈ نگ کمیٹیوں کی کارروائیاں کم از کم میں نے شامل ہو کر دیکھی ہیں تو اس کے مطابق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ترامیم حکومت وقت کی طرف سے نہیں آ رہیں بلکہ ان بیوروکریٹس کی طرف سے آ رہی ہیں جو اس حکومت پر حکومت کر رہے ہیں۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ نفاذ کمیٹی ایک check ہے اور نفاذ کمیٹی اپنی کار کردگی کی بنیاد پر اس کو دیکھے گی۔ اور جب فنانشل ائیر ختم ہونے سے دو ماہ پیشتر اسے رپورٹ پیش کرنے کا پابند کیا جائے گا اس سے اس کی کار کردگی سامنے آئے گی اس لیے جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ترمیم کو منظور کیا جانا چاہیے۔ یہ ترمیم عوام کے مفاد میں ہے، حکومت کے مفاد میں ہے۔ علاوہ ازیں اس سے کار کردگی بڑھانا مقصود ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اسے عضو معطل بنا کر رکھ دیں جس طرح سے پراچہ صاحب نے بھی کہا ہے کہ کسی کمیٹی کی کوئی میٹنگ ہی نہیں ہوتی اسی طرح اس کا بھی

یہی حال ہو گا۔ وزیر قانون خود بھی فرماتے ہیں کہ اس ایوان کا سب سے اہم کام قانون سازی ہے۔ میاں منظور احمد موہل بھی اس کی طرف اکثر توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس قانون سازی کے عمل میں بھی میاں منظور احمد موہل کی شرکت ہونی چاہیے اور ایسی تجاویز مرتب کرنی چاہئیں جس سے پتہ چلے کہ یہ تجاویز عوامی نمائندگان کی طرف سے آئی ہیں۔ میاں صاحب کی جیسے دوسرے معاملات میں contribution ہوتی ہے قانون سازی میں بھی ہونی چاہیے۔ کیونکہ ہمارا یہ وقت انتہائی قیمتی وقت ہے حکومتیں تو بنتی اور بگڑتی رہتی ہیں اس کا کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ کسی وقت کیا صورت حال ہو؛ اس ترمیم کو لانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس سے کمیٹی بھی فعال ہو گی اور عوامی نمائندے بھی فعال ہوں گے جس سے ہر کوئی اپنی ذمہ داری کو پورا کرے گا۔ اس لیے جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! موجودہ کلاز کے مطابق ڈائریکٹر جنرل کچی آبادی کے پاس ایک کچی آبادی فنڈ کے نام سے ایک علیحدہ فنڈ ہو گا' جس کو کچی آبادیوں کے استعمال میں لایا جائے گا۔ اور اس فنڈ کا حساب ہر ترقیاتی ادارہ ہر مالی سال کے اختتام پر اس تاریخ تک جو کہ رولز کے ذریعہ مقرر کی جائے گی ڈائریکٹر جنرل کو بھجوائے گا۔ جناب والا! implementation کمیٹی کا کام execution کا ہے۔ فنڈز اگر ڈائریکٹر جنرل آگے دے گا تو اس کی accountability وہ بھی ڈائریکٹر جنرل کونسل اور اتھارٹی سے کر سکتے ہیں۔ اس طریقے سے اگر نفاذ کمیٹی کو فنڈز دے دیے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ احتساب کے عمل میں کافی پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی۔ اور پھر یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ دو ماہ پہلے ہی یہ اپنے اکاؤنٹس مکمل کر کے بھیج دیں گے۔ جناب والا! مالی سال تو 30 جون کو ختم ہوتا ہے۔ جب تک 30 جون نہیں آئے گا اس وقت تک ان کو پتہ ہی نہیں ہوگا کہ سال میں ہم نے کتنا خرچ کیا ہے؟ اور ہماری پوزیشن کیا ہے۔ اس لیے وہ دو ماہ پہلے کس قسم کی رپورٹ بھیجیں گے؟ مالی سال ختم ہونے سے دو ماہ پہلے تو رپورٹ نامکمل ہو گی۔ اور آخری دو مہینوں میں تو خرچے سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ناقابل عمل ترمیم ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ضرورت نہیں ہے اس لیے اس ترمیم کو مسترد فرمایا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is-

That in sub-clause (2) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the words "shall be transmitted to the Director General" occurring in line 3, the words "shall be transmitted to the Implementation Committee for scrutiny two months before the close of the financial year" be substituted

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Next amendment has been received in it from Rana Ikram Rabbani. He is not present.

(Not moved).

MR DEPUTY SPEAKER: The question is-

That sub-clause (2) of Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried).

CLAUSE 14

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 14 of the Bill is under consideration Two amendments have been received in it First amendment is from Rana Ikram Rabbani

Rana Ikram Rabbani is not present and the amendment is not moved

(Amendment not moved)

MR DEPUTY SPEAKER: Next amendment has been received from Dr. Muhammad Afzal Ezaz, Mr Farid Ahmad Piracha, Dr Syed Waseem Akhtar. Ch Muhammad Hanif, Ch Muhammad Aslam Kaira, Mian Mahmood-ur-Rashid

and Mr Irshad Hussain Sethi.

Mr Farid Ahmad Piracha will like to move the amendment

MR FARID AHMAD PIRACHA: I move-

> That in Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the words "audited by such Audit Agency as may be prescribed" occurring in lines 1-2, the words "audited by the Auditor General of Pakistan" be substituted.

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is-

> That in Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the words "audited by such Audit Agency as may be prescribed" occurring in lines 1-2, the words "audited by the Auditor General of Pakistan" be substituted.

LAW MINISTER: I oppose it Sir.

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law opposes the amendment Mr Piracha you would like to say something

جناب ڈپٹی سپیکر: جی پراچہ صاحب۔

جناب فرید احمد پراچہ: میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت پاکستان نے آڈیٹر جنرل کا باقاعدہ ایک ادارہ قائم کیا ہے اور اس کا پورا ایک نظام ہے۔ اور ایسے ادارے جو ترقیاتی فنڈز یا مخصوص قسم کے فنڈز استعمال کرتے ہیں، ان فنڈز کے استعمال پر کوئی ایسی آڈٹ ایجنسی جن کو وہ خود ہی مقرر کر لیتے ہیں صحیح طور پر آڈٹ نہیں کر سکتی۔ پھر اس کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو بھی گھپلے ہوتے ہیں جو بھی غلط بات ہوتی ہے جو خورد برد ہوتی ہے اور جو غبن ہوتا ہے وہ پھر اس طرح کے آڈٹ کے کاموں سے جو اپنی ہی من مانی اپنی ہی من پسند قسم کی ایجنسیوں کے ذریعے سے کروائے جاتے ہیں اس

کی دراصل کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ اور دوسری بات جناب والا! یہ ہے کہ آڈٹ دراصل پرفامنس آڈٹ ہونا چاہیے۔ ایسا آڈٹ جو صرف کاغذات کا یا صرف اخراجات کا آڈٹ ہو تو اس آڈٹ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اصل تو وہ پرفارمنس آڈٹ ہے کہ جس میں کسی بھی مد کے خرچ کو موقع پر زمین پر اس کو چیک کیا جائے اور دیکھا جائے۔ اس لحاظ سے جناب والا! اگر آڈیٹر جنرل آف پاکستان اس کو آڈٹ کرتے ہیں تو وہ صحیح طریقہ ہو گا اور اسے بہتر طریقے سے حل کیا جا سکے گا اور بہتر طریقے سے چیک کیا جا سکے گا۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! وفاقی قانون کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے پاس پہلے ہی پاور موجود ہے۔ اور اس کی رپورٹ اسمبلی میں آتی ہے۔ اور اس کے پاس بھی یہ رپورٹ جاتی ہے۔ ہم نے یہ جو پروویژن رکھی ہے یہ انٹرنل آڈٹ کے لیے رکھی ہے اور یہ اختیار ہم نے اتھارٹی کو دیا ہے۔ اس طرح سے آڈیٹر جنرل آف پاکستان آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس آرڈر نمبر 1973 آرٹیکل 114 کے تحت ان کو لازمی آڈٹ کرانا ہوتا ہے۔ ان کے پاس پہلے ہی اختیار موجود ہے۔ یہ تو ہم انٹرنل آڈٹ کے لیے دے رہے ہیں۔ اس صورت میں یہ ترمیم غیر ضروری ہے اس کو مسترد کیا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is -

> That in Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the words "audited by such Audit Agency as may be prescribed" occurring in lines 1-2, the words "audited by the Auditor General of Pakistan" be substituted.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The question is that Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 15 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is that Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried).

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 16 of the Bill is under consideration. One amendment has been received in it from Dr. Muhammad Afzal Ezaz, Mr Farid Ahmad Piracha, Dr. Syed Waseem Akhtar, Ch Muhammad Hanif, Ch Muhammad Aslam Kaira, Mian Mahmood-ur-Rashid and Mr Irshad Hussain Sethi.

Mr Farid Ahmad Piracha will like to move the amendment

MR FARID AHMAD PIRACHA: I move -

> That in Proviso to sub-clause (2) of Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the words "more than half of the amount" occurring in line 1, the words "ten percent of the amount" be substituted

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is -

> That in Proviso to sub-clause (2) of Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the words "more than half of the amount" occurring in line 1, the words "ten percent of the amount" be substituted

LAW MINISTER: I oppose it, Sir.

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law opposes the amendment Mr Piracha you would like to say something

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اگر اس مسودہ قانون کو پہلے رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کیا جاتا تو وہ افراد جو اس سے متاثر ہو رہے ہیں وہ بھی اپنے رائے دیتے۔ اب جناب والا! اسی کلاز کو آپ دیکھئے کہ اس کلاز میں یہ بات کہی گئی ہے کہ اگر حکومت کی یہ رائے ہے کہ کسی منصوبہ کے عمل درآمد کے نتیجے میں ایسے منصوبہ میں شامل جائیداد کی مالیت میں اضافہ ہو گیا ہے یا ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ جی فرمایئے۔

جناب فرید احمد پراچہ: تو جناب سپیکر! اس میں یہ بات کہی گئی ہے کہ حکومت ایسی جائیداد پر بہبود فیس لاگو کر سکتی ہے اور یہ فیس اس کے مالک، قابض یا ایسے شخص سے جس کا اس میں کوئی مفاد ہو سے وصول کی جائے گی یا وصول کرنے کا اہتمام کیا جائے گا۔ بہبود فیس حکومت کی تعین کردہ شرح سے لاگو کی جائے گی۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ فیس جائیداد کے منصوبہ کی تکمیل سے پہلے کی مالیت اور منصوبہ کی تکمیل کے بعد کی مالیت کے فرق کے نصف سے زائد نہیں ہو گی۔ جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہے کہ اب جن لوگوں کو مالکانہ حقوق دیں گے۔ ان لوگوں پر پھر ایک طرف تو غریب آدمی کو اس بات کا موقع دیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے رہائشی مسئلے کو کچی آبادیوں میں حل کر سکیں۔ اور ان کو تھوڑی سی شرح کے ساتھ وہ زمینیں مالکانہ حقوق پر دی گئی ہیں۔ لیکن اس میں ایک بہبود فیس رکھ کر، ایک نام رکھ کر اس کے ذریعے سے اس میں بھاری شرح سے اضافہ کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اب اس کی مارکیٹ ویلیو لگائی جائے گی۔ 1970ء سے بھی پہلے جن زمینوں پر لوگ قابض تھے یا 1954ء میں یا 1947ء میں ان زمینوں پر قابض تھے۔ اب ان کے بارے میں اس دفعہ کے تحت یہ فیصلہ ہو گا کہ اگر اس کا ویلیو 1947ء میں دس روپے مرلہ تھی اور اب اس کی قیمت ایک لاکھ روپیہ مرلہ ہو گئی ہے تو وہ آدمی جو اس کے اوپر قابض تھا اور جس کو کچی آبادی کہہ کر اس کے رہائشی مسئلے کو حل کیا گیا ہے۔ اب بہبود فیس کے نام پر اس پر اس ویلیو کا فرق جو 1947ء اور آج کے درمیان ہے اور جو ایک لاکھ روپیہ مرلہ کے حساب سے اگر بنے گا تو اس کے پچاس فی صد کے حساب سے اس سے بہبودفیس لے لی

جائے گی۔ چنانچہ جناب سپیکر! یہ سارے ہی اس روح کے منافی ہیں جس کے تحت کہا گیا ہے کہ ہم غریبوں کا مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں یہ اس روح کے منافی ہے۔ ایک بہبودفیس کے ذریعے سے اس طرح کا اختیار دیا جا رہا ہے کہ جس کو چاہے جس زمین کی جو ویلیو چاہے مقرر کر دیں۔ اور اس کے بعد اس کو لے لیا جائے اور اس پر غریبوں سے ایک بھاری فیس وصول کی جائے۔ ہماری ترمیم یہ ہے کہ اس کو دس فی صد سے یعنی جو وہ فرق کہتے ہیں۔ اول تو اسے ہونا ہی نہیں چاہیے لیکن اگر ہو تو اس فرق کے دس فی صد کے برابر ہو اس سے زائد نہ ہو۔ تاکہ وہ چیزیں جو طویل ماضی سے چلی آ رہی ہیں اور لوگوں نے اس پر بھاری خرچ کر کے ان زمینوں کو آباد کیا ہے۔ ان کی حیثیت کو بدلا ہے۔ ان کی مارکیٹ ویلیو ان کی وجہ سے بنی ہے اور وہ ایک طویل عرصہ سے ان پرگندے ماحول میں رہ کر ان زمینوں کی حفاظت کرتے رہے ہیں۔ آج حکومت بہبودفیس کے نام پر ان پر ایک بھاری مارکیٹ ویلیو لگا کر غریب لوگوں سے عملی طور پر آمدنی حاصل کرنے کا ایک منصوبہ بنا رہی ہے۔ اور تمام کچی آبادیوں کے اس مسودہ قانون کے برعکس ایک دفعہ اس کے اندر رکھ دی گئی ہے۔ میں اس کی مخالفت کروں گا اور یہ کہوں گا کہ اسے اگر رکھنا ہی ضروری ہے تو پھر اس فرق کے دس فی صد کے برابر ہو۔ اس کو نصف کے برابر نہ رکھا جائے اور اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر شاہ اور کوئی صاحب اس پر بات نہیں کرنا چاہتے ہیں؟ جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ betterment allowance کے بارے میں فاضل رکن نے اس طریقے سے اظہار خیال فرمایا ہے کہ جیسے حکومت نے پچاس فی صد ہی رکھا ہے۔ یہ زیادہ سے زیادہ پچاس فی صد ہے۔ یہ تو case to case basis پر گورنمنٹ دیکھے گی اس کے مطابق اس میں دس فی صدی بھی ہو سکتا ہے۔ بیس فیصدی بھی ہو سکتا ہے۔ پچاس فی صد سے زیادہ نہیں لگے گا۔ اس وضاحت کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم غیر ضروری ہے۔ اس کو مسترد فرمایا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the amendment moved and the question is:-

That in Proviso to sub-clause (2) of Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the words "more than

half of the amount" occurring in line 1, the words "ten percent of the amount" be substituted.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it -

The question is:-

That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 16 do stand part of the Bill.

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is:-

That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Clause 17 do stand part of the Bill.

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is:-

That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 18 do stand part of the Bill.

CLAUSE 19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is -

The Clause 19 of the Bill do stand Part of the Bill

(The mation was carried)

Clause 19 do stand part of the Bill

CLAUSE 20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration, there is an amendment in it by Rana Ikram Rabbani Not present. It will be considered as not moved.

The question is -

That Clause 20 of the Bill do stand part of teh Bill

(The motion was carried)

Clause 20 do stand part of the Bill

CLAUSE 21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is -

That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

Clause 21 do stand part of the Bill.

CLAUSE 22

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration,

since there is no amendment in it -

The question is:-

That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 22 do stand part of the Bill.

CLAUSE 23

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is -

That clause 23 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: The question is:-

That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it -

The question is:-

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration There is an amendment by Rana Ikram Rabbani Since he is not present in the

House it will be considered as not moved.

MR DEPUTY SPEAKER: The question is.-

That Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now. Long Title of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill. Minister for Law and parliamentary Affairs

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Mr Speaker Sir, I move:-

"That the Punjab Katchi Abadis Bill, 1992" be passed.

(The motion was carried)

The Bill is passed

The House is adjourned till 9.00 a.m. tomorrow

(The House was adjourned)

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب! اس کافی لمبی قانون سازی پر کافی contribution ہوئی ہے۔ اب آپ کا کیا ارادہ ہے ہاؤس کو چلانا ہے یا ملتوی کرنا ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! بے شک ملتوی فرما دیں۔ باقی کل take up کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اجلاس کی کارروائی کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر ہاؤس کی کارروائی 10 ستمبر صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی ہو گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس

جمعرات، 10 ستمبر 1992ء

(پنج شنبہ، 14 ربیع الاول 1413ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بج کر 45 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ۝ وَّ
سَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۝ ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ
لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ۝
تَحِیَّتُھُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَہٗ سَلٰمٌ وَّاَعَدَّ لَھُمْ اَجْرًا کَرِیْمًا ۝ یٰٓاَیُّھَا
النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ وَّدَاعِیًا اِلَی
اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ
اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا ۝

سورۃ الاحزاب آیت 41 تا 47

ترجمہ: اے اہل ایمان خدا کا بہت ذکر کیا کرو اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔ وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور خدا مومنوں پر مہربان ہے۔ جس روز وہ ان سے ملیں گے ان کا تحفہ (خدا کی طرف سے) سلام ہو گا اور اس نے ان کے لیے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن۔اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لیے خدا کی طرف سے بڑا فضل ہے۔

وما علینا الاالبلاغ

پوائنٹ آف آرڈر

رخصت کے روز اجلاس کا انعقاد

میاں منظور احمد موہل ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل ، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کل ہاؤس آج صبح 9 بجے تک کے لیے adjourn ہوا تھا لیکن رات کو حکومت کی طرف سے سارے ملک میں آج کی چھٹی کا اعلان ہو گیا۔ میرے نقطہ نظر سے چھٹیاں دو طرح کی ہوتی ہیں ایک negotiable instrument کے تحت جو کہ پہلے سے ہی متعین کردہ ایام ہوتے ہیں اور دوسری اس طرح کی ہوتی ہے جیسے آج صورت حال ہے کہ حکومت نے چھٹی کا اعلان کر دیا۔ جناب والا! رول 20 کے تحت سپیکر کو اختیار ہے کہ Unless the Speaker otherwise directs یعنی اگر چھٹی بھی ہو تو آپ otherwise direct کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے رول 20 کو quote کرتا ہوں۔

"Unless the Speaker otherwise directs:-

(a) The Assembly shall meet, while in session......

> Provided that if any of these days happens to be a holiday under the Negotiable Instruments Act, 1881, or has been declared as a holiday by the Government, there shall be no meeting on that day;"

Now, this applies to my contention--

> ".......has been declared as a holiday by the Government".

اب جناب والا! رات کو چھٹی declare ہو گئی اور پہلے جو ہاؤس آج 9 بجے تک کے لیے adjourn کیا گیا تھا میرے نقطہ نظر سے یہ orders vitiate ہو گئے ۔ کیونکہ unless the Speaker otherwise directs یعنی اس چھٹی کے اعلان کے بعد آج آپ کو 9 بجے کے بعد 10 بجے یا گیارہ

سے پھر direct کرنا چاہیے تاکہ یہ کارروائی قانون کے تابع بن جائے۔ ویسے جناب والا! میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ میں اس حق میں ہوں کہ گورنمنٹ کو اور خاص طور پر اسمبلی کو چھٹی والے دن بھی کام کرنا چاہیے۔ اس سے ہماری عزت اور شان ہو گی۔ چونکہ یہ ایک قانونی نقطہ تھا اس لیے میں نے یہ پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہے۔ کیونکہ سپیکر کو یہ اختیار ہے کہ unless the Speaker otherwise directs یعنی جب چھٹی کا اعلان ہو جائے تو آپ دوبارہ direct کریں گے پھر اسمبلی meet کرے گی۔ کیونکہ چھٹی اگر ہوتی ہے تو وہ سارے ملک میں لاگو ہوتی ہے اور اس دن اسمبلی میٹنگ بھی نہیں ہو گی۔ لیکن سپیکر otherwise direct کر سکتے ہیں۔ لہذا میرے نقطہ نظر سے جناب سپیکر آپ کو call upon کرنا چاہیے پھر یہ میٹنگ حسب ضابطہ ہو گی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: موہل صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہے اس بارے میں صورت حال کچھ یوں ہے کہ کل جس وقت وزیر اعظم نے آج کے لیے چھٹی کا اعلان کیا تو میں نے اس سلسلے میں سپیکر قومی اسمبلی سے رابطہ کیا۔ ان کا ہاؤس بھی ہماری طرح آج کے لیے adjourn ہو گیا تھا۔ ہماری طرح قومی اسمبلی کی بھی یہی پوزیشن ہے کہ ان کے ایام کار ابھی کافی باقی ہیں جن کو 5 نومبر سے پہلے پہلے مکمل کرنا ہو گا۔ لہذا انہوں نے فیصلہ یہ کیا ہے کہ آج ان کا اجلاس ہونا چاہیے۔ اسمبلی کو meet کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس کی روشنی میں میرا بھی رابطہ جناب وزیر اعلیٰ اور دیگر کئی حضرات سے ہوا اور ہم نے یہی فیصلہ کیا کہ آج اجلاس ہو گا۔

I have otherwise directed Mohal Sahib, and that is why we are meeting today.

میری direction اس میں ہو چکی ہے اور اسی لیے آج ہم meet کر رہے ہیں۔

رکن اسمبلی ملک سکندر حیات بوسن کے والد کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب عرفان احمد ڈاہا: جناب سپیکر! ہمارے ایک معزز رکن حاجی سکندر بوسن کے والد انتقال کر گئے ہیں ان کے لیے ہمیں فاتحہ خوانی کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر: حاجی عرفان احمد ڈاہا نے یہ تحریک فرمائی ہے کہ ہمارے محترم دوست ملک سکندر حیات

بوسن کے والد محترم قضائے الہیٰ سے فوت ہو گئے ہیں۔ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

نوٹس برائے طلبی توجہ

جناب علی حسن رضا قاضی کی طرف سے نوٹس برائے طلبی توجہ ہے۔

قرآن کریم کی بے حرمتی کے ملزموں کی گرفتاری

جناب علی حسن رضا قاضی ، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ میں قرآن کریم کی بے حرمتی کی گئی اور تعزیہ جلایا گیا مگر تاحال ملزمان گرفتار نہیں کیے گئے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ناکامی کو چھپانے کے لیے انتظامیہ نے بے گناہ افراد کی گرفتاریوں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بے گناہ افراد کی بجائے اس سانحہ کے اصل ملزموں کو گرفتار کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: وزیر اعلیٰ صاحب آپ ارشاد فرمائیے۔

وزیر اعلیٰ : جناب سپیکر! محترم فاضل رکن نے آج جس مسئلہ کی طرف نوٹس برائے طلبی توجہ کے ذریعے اس ہاؤس کی توجہ مبذول کرائی ہے یہ واقعہ فی الحقیقت بڑا کربناک اور بڑا ہی دل خراش ہے اور میں بڑے بوجھل دل اور تکلیف دہ ذہن سے اس معاملہ کے جو حقائق ہیں ان سے ایوان کو آگاہ کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ مسئلہ واقعی بڑا کربناک ہے اور یہ معاملہ درست ہے کہ جامعہ مسجد صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جسے کڑھا مسجد چنیوٹ بھی کہتے ہیں اس مسجد میں گزشتہ دنوں قرآن پاک کی بے حرمتی کے کئی ایک واقعات بد قسمتی سے رونما ہوئے ہیں۔ 14 جولائی کو مسمی بندو جو کہ اس مسجد صدیق اکبر کا خادم ہے نے اطلاع دی کہ نماز ظہر سے کچھ دیر پہلے مسجد میں رکھی ہوئی صفوں کو آگ لگانے کی کوشش کی گئی جس سے صفوں کا معمولی نقصان ہوا۔ اس معاملہ کی تھانہ میں رپورٹ 14 جولائی کو درج ہوئی۔ مورخہ 15 جولائی کو تقریباً دو بجے دن جب اس مسجد میں نماز ظہر باجماعت ادا ہو رہی تھی

نماز کے بعد مسجد سے ملحقہ کمرے سے دھواں اٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ نمازی اس کمرے کے طرف گئے انھوں نے دیکھا کہ کسی بدبخت نے قران پاک کے نسخوں کو آگ لگائی ہے اور قرآن پاک کی ایسی بے حرمتی بھی کی ہے جو الفاظ میری زبان پر نہیں آ سکتے۔ اس تکلیف دہ واقعہ کا مقدمہ بھی تھانے چنیوٹ میں 15 جولائی کو درج ہوا۔ دوران تفتیش مسجد کے مدعی فریق نے ایک دوسرے مسلک کے آٹھ مسمیان ذکی حیدر، شمیم شاہ، موتی، گوہر عباس، حسنین شاہ عرف عفو شاہ، اسد شاہ اور بلو شاہ پر شبہ ظاہر کیا۔ ان میں سے کچھ افراد کو پولیس نے شامل تفتیش بھی کیا۔ پولیس نے دوسرے مسلک کے چند مشکوک افراد کو بھی شامل تفتیش کیا۔ لیکن تحقیات کے دوران کوئی درست معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔ لہذا ان افراد کو فارغ کر دیا گیا۔ اس تحقیق کے دوران پولیس کے ذہن میں بھی کچھ شبہات آئے اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ جس جگہ قرآن پاک کے یہ نسخے رکھے ہوئے تھے پولیس کا یہ خیال تھا کہ قرآن پاک کے تقدس کے پیش نظر وہاں قران پاک رکھنے کی جگہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ ہی مسجد کا طہارت خانہ تھا اور قرآن پاک کے بوسیدہ اور پرانے نسخے اور اوراق فرش پر رکھے ہونے تھے احترام کے طور پر ہمارا یہ طرز عمل عام طور پر نہیں ہے۔ ان کی حفاظت کے لیے نہ تو کوئی وہاں الماری تھی اور نہ ہی سٹینڈ تھا قرآن پاک کے یہ نسخے اور اوراق وہاں پر کسی کپڑے میں بھی محفوظ نہیں پائے گئے یہ ایک ایسا پہلو تھا کہ پولیس کو اپنے طور پر شبہات پیدا ہونے کہ یہ محل وقوع یہ طرز عمل خواہ قرآن پاک کے پرانے نسخے ہی ہوں ان کے تقدس کے پیش نظر عام طور پر مسلمانوں کا نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس پہلو پر بھی پولیس نے خاموشی کے ساتھ اپنی تحقیق کو شروع کیا۔ اسی اثناء میں اسی مسجد میں 27 جولائی کو نماز ظہر کے بعد قرآن پاک پڑھنے والے بچوں نے آ کر بتایا کہ مسجد کے پچھلے حصے میں قرآن پاک کے سپاروں اور اس کے کچھ قاعدوں کو پھر آگ لگی ہوئی ہے۔ اس معاملہ کا پھر چنیوٹ میں مقدمہ درج کیا گیا۔ مورخہ 5 اگست کو مسمی بندو جو اسی مسجد صدیق اکبر کا خادم ہے اس نے اطلاع دی کہ مسجد حجرہ میں کسی نامعلوم شخص نے آگ لگائی ہے جس سے ایک گدے کے تکیہ کا کچھ حصہ اور سپاہ صحابہ کا جھنڈا جلا ہے اس کی رپورٹ بھی 5 اگست کو چنیوٹ تھانہ میں درج کی گئی مورخہ 29 اگست کو ایک شخص قاری منظور احمد نے اطلاع دی کہ اسی روز سہ پہر کے قریب جب وہ مسجد کے صحن میں بچوں کو قران پڑھا رہے تھے اس نے ایک بچے کو جس کا نام محمد

بلال ولد بابا بندو ہے (یعنی بندو جو اسی مسجد کا خادم ہے) دودھ کے لیے باہر بھیجا جب وہ دودھ لے کر آیا اور دودھ قاری منظور کے حوالے کر کے مسجد کے اندر چلا گیا چند منٹ بعد واپس آ کر وہ بچہ قرآن مجید پڑھنے لگا اسی دوران محمد امجد مسجد میں آیا اور الماری سے قرآن پاک لینے جب اندر گیا جب اس نے الماری کھولی تو اس میں آگ لگی ہوئی تھی قاری منظور احمد نے بچوں کے ساتھ مل کر پھر اس آگ کو بجھایا محمد بلال جو خادم مسجد بندو کا صاحبزادہ ہے اس نے ایک شخص فرخ لطیف ولد عبد اللطیف پر آگ لگانے کا شبہ ظاہر کیا پولیس نے فرخ لطیف کو گرفتار کر کے اس کی تفتیش شروع کی اور اس بارے میں 29 اگست کو پولیس نے اپنی کارروائی بھی کی مگر فرخ لطیف کے علاوہ محمد بلال کو بھی شامل تفتیش کیا گیا۔ محمد بلال جو مسجد کے خادم بندو کا لڑکا ہے اس نے لطیف کے بارے میں نشاندھی کی ہے لطیف کو شامل تفتیش کیا گیا اور اس کے ساتھ پولیس نے اپنی کچھ معلومات اور اس مسجد میں بار بار ان حرکات جن کا پس منظر میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے انہوں نے اس طالب علم بلال کو بھی شامل تفتیش کیا۔ دوران تفتیش فرخ لطیف بے گناہ پایا گیا۔ چنانچہ پولیس نے اسے بے گناہ خیال کرتے ہوئے تفتیش سے فارغ کر دیا وہ واپڈا میں بطور اسسٹنٹ لائن مین ملازم ہے اور ربوہ میں تعینات ہے اور اس کا تعلق بھی سنی مسلک سے ہے بلال جو اس مسجد کے خادم بندو کا لڑکا ہے جس کو پولیس نے ساتھ ہی شامل تفتیش کیا تھا۔ جب بلال سے پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے ان واقعات کو خود تسلیم کر لیا اور اس نے دوران تفتیش تسلیم کیا کہ چنیوٹ میں حالات کو خراب کرنے اور جھنگ جیسے حالات پیدا کرنے اور پھر اس میں لیڈر شپ کو چمکانے کے لیے یہ بات مجھ سے کروائی گئی ہے اور اس نے اس معاملے میں مزید اشخاص کا بھی ذکر کیا۔ جن میں مسجد صدیق اکبر چنیوٹ میں قرآن پاک کو آگ لگانے کی واردات تسلیم کی اور جن مزید اشخاص کا اس نے نام لیا کہ ان کی ملی بھگت سے مجھ سے یہ کام کروایا گیا ہے اس میں اسی صدیق اکبر مسجد کے امام مسجد مولوی محمد اکرم اور بندو جو اس لڑکے بلال کا والد ہے وہ اسی مسجد کا خادم ہے جو خود بھی ان وارداتوں کے دوران کئی دفعہ مدعی بنا رہا۔ غلام محمد متولی مسجد مذکورہ، جو منظور احمد مدعی مقدمہ کا حقیقی بھائی ہے وہ بھی اس میں شامل تھا مولوی محمد شفیع اور مولوی عبد العزیز یہ برادران حقیقی ہیں اور ساکنان چنیوٹ ہیں اور ان میں ایک ٹیچر بھی ہے ماسٹر جلیل یہ سپاہ صحابہ چنیوٹ کا مقامی صدر ہے اس

تحقیقات کی روشنی میں پولیس نے 5 ستمبر کو باقاعدہ طور پر محمد بلال کو گرفتار کیا اس بچے کی عمر تقریباً 15, 14 سال ہے اور یہ آٹھویں جماعت کا طالب علم ہے لیکن grown up ہے اور اس کا تعلق دیو بندی مسلک سے ہے بلال کے علاوہ متذکرہ پانچوں افراد کو بھی شامل تفتیش کر کے interrogation کی گئی اور بلال نے جو واقعات بتائے یہ دفعہ 154 کے مطابق مجسٹریٹ کی عدالت میں بیان کروایا گیا جس میں اس نے ساری تفصیلات بتائیں جو بیان میں موجود ہیں باقی جن افراد کو interrogation کے لیے شامل تفتیش کیا گیا اس میں مولوی محمد اکرم اور غلام محمد نے بھی اس بدقسمت واقعہ کو اور ان حرکات کو تسلیم کیا اور وہ محمد بلال کو اس مسجد میں قرآن مجید کو آگ لگانے کے لیے اکساتے رہے ہیں تاکہ چنیوٹ میں جھنگ جیسے حالات پیدا ہوں اور پھر چنیوٹ میں بھی ایک نے نئی لیڈر شپ ان تنظیموں کے پس منظر میں ابھرے مولوی محمد اکرم اور غلام محمد دونوں کو پولیس نے 5 ستمبر کو ان مقدمات میں تحقیقات کے بعد باقاعدہ گرفتار کر لیا اور اس کی مزید تحقیق ابھی جاری ہے مورخہ 16 اگست کی صبح تک اس مسجد کی حفاظت کے لیے پولیس نے اپنی گارڈ متعین کیے رکھی اور اس عرصے میں وہاں پر کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا تھا تو یہ تو اس نوٹس برائے توجہ طلبی کے پہلے حصے کی روداد ہے جو بڑی ہی تکلیف دہ ہے جہاں تک تعزیہ جلانے کے بارے میں سوال کا تعلق ہے چنیوٹ میں سال رواں میں کسی تعزیہ کی اس طرح بے حرمتی نہیں ہوئی اور نہیں جلایا گیا۔ تاہم 4 جولائی کو ملک محمد وارث نے تھانہ چنیوٹ میں رپورٹ کی کہ تین چار جولائی کی درمیانی شب ان کا تعزیہ برائے مرمت برائے امام باڑہ چوک رنگریزاں میں رکھا ہوا تھا کہ تعزیہ کا کچھ حصہ حاجی اللہ بخش کے ڈیرے پر رکھا ہوا تھا اس رات چند شرپسندوں نے چوک رنگریزاں میں رکھے ہوئے تعزیے کے حصے کو آگ لگانے کی کوشش کی چونکہ وہاں پر مستغیث کا بیٹا غلام اکبر نگرانی کے لیے سویا ہوا تھا اس لیے وہ اس نازیبا حرکت میں کامیاب نہ ہو سکے۔ البتہ تعزیے کا وہ حصہ جو حاجی اللہ بخش کے ڈیرے پر موجود تھا وہ بغور دیکھنے سے ایسےمعلوم ہوتا ہے جیسےکیس شرارتی آدمی نے ماچس سے وہاں پر آگ لگانے کی کوشش کی لیکن اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکا اس کی رپٹ بھی 4 جولائی کو تھانہ چنیوٹ میں درج کی گئی۔ اسسٹنٹ کمشنر اور ڈی ایس پی خود موقع پر گئے۔ انکوائری میں یہ بات غلط اور بے بنیاد ثابت ہوئی۔ موقع پر کوئی ایسے نشان نہ پائے گئے جس سے یہ بات کسی نتیجے پر پہنچتی۔ تاہم مورخہ 14 جولائی کو ملک محمد

وارث جو تعزیہ نمبر 7 کے لائسنس دار ہیں انہوں نے تحریری درخواست دی کہ 10 محرم کی شب چند شرارتی عناصر نے تعزیے والے کمرے میں آگ لگانے کی کوشش کی ہے۔ دروازہ کو معمولی آگ لگی جس پر قابو پا لیا گیا۔ اس پر بھی رپٹ 14 جولائی کو درج کی گئی اور اسسٹنٹ کمشنر اور ڈی ایس پی موقع پر پہنچے۔ دریافت پر اطلاع درست نے پائی گئی۔ تاہم تعزیہ جلانے کا ایک واقعہ اس سے پیشتر 1989ء میں پیش آیا تھا جس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فاضل رکن نے (ب) جزو میں جو سوال اٹھایا ہے کہ اس ناکامی کو چھپانے کے لیے انتظامیہ نے بے گناہ افراد کی گرفتاری کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ جیسا کہ میں نے اس کی تفصیلات آپ کے سامنے پیش کی ہیں اس کے مطابق یہ بات درست نہیں ہے۔ انتظامیہ نے جن کو تفتیش کے دوران بلایا تحقیق کے بعد جب وہ بے گناہ ثابت ہوئے ان کو چھوڑ دیا گیا۔ جو گناہ گار ثابت ہوئے ان کو گرفتار کیا ہے۔ سوال کے (ج) جزو میں یہ پوچھا گیا ہے حکومت بے گناہ افراد کی بجائے اس سانحہ کے اصل ملزموں کو گرفتار کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

میں نے عرض کر دیا ہے کہ جو اس کے ملزم ہیں وہ گرفتار ہو چکے ہیں تحقیق اب بھی جاری ہے اور ان تحقیقات کی روشنی میں اگر اس میں محمد بلال، مولوی اکرم اور غلام محمد کے علاوہ کچھ لوگ ملوث پائے گئے تو ان کے خلاف بھی قانون ضرور حرکت میں آئے گا۔ میں نے کل یا پرسوں بھی مولانا منظور احمد چنیوٹی سے رابطہ قائم کیا تھا وہ ایک فرقے کے بزرگ راہنما ہیں اور ہمارے رفیق بھی رہے ہیں ان سے بھی رابطہ قائم کر کے اس بارے میں معلومات حاصل کی جائیں۔ پرسوں میں نے ڈی۔آئی۔جی کو یہ ہدایت کی تھی اور انہوں نے کل مجھے بتایا تھا کہ انہوں نے مولانا منظور احمد چنیوٹی سے اس سلسلے میں گفتگو کی ہے اور ان سارے واقعات کا انہیں پہلے سے علم ہے۔ اسی واقعہ کے بارے میں مولانا منظور احمد چنیوٹی مجھے پہلے بھی جب میں جھنگ گیا تھا تو ملے تھے میں نے مولانا صاحب سے گزارش کی تھی کہ مولانا صاحب آپ اس معاملے میں ہماری معاونت کریں اور جو بھی ملزمان ثابت ہوں گے انکے ساتھ کسی قسم کی رعایت کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ڈی۔آئی۔جی فیصل آباد کی مولانا منظور احمد چنیوٹی کی ملاقات میں بھی مولانا صاحب کی طرف سے اس واقعہ کے بارے میں کوئی متبادل یا نئی بات سامنے نہیں آئی اور آج بھی مین نے صبح مولانا صاحب کے بارے میں پتہ کیا ہے اور مولانا

صاحب غالباً کل ملک سے باہر دوبئی تشریف لے گئے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اتنی بدنصیب صورت حال ہے کہ ہم منفی مقصد کے لیے کس حد تک چلے جاتے ہیں اور یہ اتنا دردناک واقعہ ہے میں خاص طور سے انہی احباب سے گزارش کروں گا جن کے کارکن گرفتار ہوئے ہیں ان سے دردمندانہ اپیل کروں گا کہ وہ بے شک اس واقعہ کی جو تحقیقات سامنے آئی ہے اس کی وہ خود بھی تحقیقات کریں اور اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ واقعہ درست نہیں ہے تو میں حاضر ہوں اور وہ مجھے اس سلسلے میں تسلی کروائیں کیونکہ یہ اتنا خوفناک واقعہ ہے کہ اس معاملے میں جو ملزمان پکڑے گئے ہیں جو ملزمان مزید اس واقعہ میں ملوث پائے جائیں گے انکو میں قانون کے شکنجوں میں لانے میں آخری حد تک جاؤں گا اور میں اس سلسلے میں کسی قسم کی رو رعایت نہیں دوں گا۔ شکریہ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب علی حسن رضا قاضی ، جناب والا! وزیر اعلیٰ نے جو پانچ نام بتائے ہیں جن کو گرفتار کیا گیا۔ ان کو پہلے بھی گرفتار کیا گیا اور چنیوٹ تھانہ سٹی کے ایس ایچ او عبد الحمید جو کہ نہایت ایماندار ایس ایچ او تھے انہوں نے اپنی ذاتی محنت اور کوشش سے ان کو گرفتار کیا۔ بجائے اس کے کہ انہیں شاباش دی جاتی ان کا تبادلہ کر دیا گیا اور ان ملزموں کو رہا کر دیا گیا اور فرخ لطیف جو بعد میں پکڑا گیا اس کے بیان پر جیسا کہ وزیر اعلیٰ نے بتایا ہے کہ بے گناہ ہے بعد میں جب شہریوں کی طرف سے پریشر پڑا دوبارہ گرفتار کیا۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا محرکات تھے جب ان لوگوں کو پہلے گرفتار کیا گیا تو بجائے اس کے کہ ان ملزمان کا چالان کیا جاتا۔ ایس ایچ او کا تبادلہ کر دیا گیا اور ان کو رہا کر دیا گیا۔

جناب سپیکر، جناب وزیر اعلیٰ۔

وزیر اعلیٰ ، جناب والا! میرے فاضل بھائی نے جس ایس ایچ او کی ٹرانسفر کا ذکر کیا ہے۔ میرے ساتھ یہی بات 7 تاریخ کو اسلام آباد میں سید امیر حسین شاہ ممبر قومی اسمبلی نے بھی کی تھی۔ میں نے آ کر اس بات کی تحقیقات کیں تھیں اگر یہ وہی ایس ایچ او ہیں جنہوں نے یہ تحقیق کی ہے اور جنہوں نے اسے اس نتیجے پر پہنچایا ہے تو اس کا تبادلہ وہاں سے کیوں ہوا ہے؟ مجھے پولیس نے اطلاع دی ہے کہ اس تحقیقات کے ساتھ اس ایس ایچ او کا کوئی براہ راست تعلق نہیں ہے۔ اس کو routine

میں ٹرانسفر کیا گیا ہے اور اس کی تحقیقات پولیس کے دیگر افسران کر رہے ہیں۔ تاہم قاضی صاحب کے پاس اس سلسلے میں اگر کوئی مزید معلومات ہوں تو مہربانی کر کے وہ مجھے علیحدہ مل لیں اور مجھے تفصیل بتائیں اگر اسی تحقیق میں اس ایس ایچ او کی کوئی کار کردگی باعمل دخل ہے اور واقعی ہی اس نے سنجیدگی سے تحقیات کی ہیں تو پھر میرے خیال میں اس ایچ او کا وہاں سے تبدیل ہونا درست نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس سلسلے میں مجھے اس کی تفصیلات علیحدہ بتائیں اور جو مجھے پولیس نے بتایا ہے میں وہ بھی آپ سے تفصیلاً عرض کر دوں گا۔

جناب علی حسن رضا قاضی ، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ یہ جو لوگ گناہ گار پائے گئے ہیں انکا چالان کب تک مکمل ہو گا اور کیا ان کا چالان حکومت فوری سماعت کی عدالت میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر، جناب وزیر اعلیٰ۔

وزیر اعلیٰ ، جناب والا! میں نے پہلے ہی گزارش کی ہے کہ یہ جو ملزمان پکڑے گئے ہیں میں نے ڈی۔ آئی۔جی فیصل آباد سے خود کہا ہے اور ایس پی جھنگ سے بھی کہا ہے کہ اس کی مزید تحقیقات کو جلد از جلد مکمل کیا جائے اور اس کے تمام جو اصرار ہیں ان کو دیکھا جائے اور جو حقائق مزید سامنے آئیں انہیں بھی دیکھا جائے اسے ادھورا نہ چھوڑا جائے ۔ لہذا اس کی تحقیقات جلد از جلد ہو گی لیکن میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ اس تحقیقات کو جلد مکمل کرنے سے اگر اس کا کوئی جزو رہ جائے تو وہ بات بھی اتنی قرین انصاف نہ ہو گی۔ انشاء اللہ ان تمام واقعات کی تحقیات کے بعد اس کا چالان جلد مکمل کیا جائے گا اور اس کے لیے قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے جو بھی ممکن ہوا انشاء اللہ وہی کارروائی ہو گی۔ کیونکہ اس سے زیادہ تو کوئی چیز ہمارے لیے ہے ہی نہیں کہ جس کی حفاظت کے لیے ہم ممکن اقدامات نہ کریں اور قاضی صاحب بھی اگر اس سلسلے میں مجھے کوئی مزید معلومات دے سکیں تو میں ان کا شکر گزار ہوں گا۔

جناب سپیکر، سید چراغ اکبر شاہ۔

سید چراغ اکبر شاہ ، ازراہ کرم کیا وزیر اعلیٰ پنجاب بیان فرمائیں گے اور کیا وہ اس بات کے لیے تیار ہیں کہ اس ایوان میں کوئی ایسی تحریک یا قرار داد پاس کی جائے۔ جس میں مرکزی حکومت کو یہ

سفارش کی جائے کہ ایسی دہشت گرد تنظیمیں جو اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے ایسے خوف ناک ہتھکنڈے استعمال کرنے کے لیے تیار ہو جاتی ہیں۔ ان پر پابندی عائد کی جائے۔

جناب سپیکر، جناب چیف منسٹر ۔

وزیر اعلیٰ ، جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ مسئلہ پہلے ہی وفاقی سطح پر حکومت کے زیر غور ہے اور صوبائی حکومت بھی اس بارے میں کچھ احساسات رکھتی ہے۔ لیکن آپ اس بات سے اتفاق فرمائیں گے کہ اس معاملے میں شائد اس حمام میں بہت سے ننگے ہیں اور ان کی معلومات حاصل کرنے کے بعد میرے خیال میں قرار داد کی صورت میں اس پر ایک سیاسی پہلو آجائے گا اور پھر یہ حق میں اور مخالفت میں ایک نیا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ ہم صوبائی سطح پر اس کے تمام پہلوؤں پر غور کر رہے ہیں۔ غور کرنے کے بعد انتظامی نقطہ نگاہ سے اور اس کا اسلام کی عزمتوں کے نام پر ہی فیصلہ کریں تو زیادہ مناسب ہو گا۔ اس لیے میری یہ رائے ہو گی کہ اگر اسے قرار داد کی صورت میں نہ لائیں تو شائد اس مقصد کو مثبت انداز کی طرف لے جانے میں زیادہ مفید بات ہو گی۔ میری یہ رائے ہے اگر اس کے علاوہ میرے بھائی اسے بہتر سمجھتے ہیں تو یہ سمجھ لیں کیونکہ ہر کوئی اس بات کو تفصیل میں لائے بغیر اسے سمجھتا ہے کہ یہ تلخیاں اور نفرتیں کس کس جگہ پر موجود ہیں اور اس میں کوئی ایک فرقہ شامل نہیں۔ اس میں مزید احباب اور حلقے موجود ہیں۔ اس پر پوری سنجیدگی اور غور و فکر کے بعد فیصلہ ہونا چاہیے اور جو فیصلہ زیادہ غور و فکر کے بعد ہو گا میرے خیال میں وہ زیادہ مناسب رہے گا۔

جناب غلام سرور خان ، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر، جی غلام سرور خان پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب غلام سرور خان ، جناب والا! میرا بھی نوٹس برائے توجہ طلبی آج کی فہرست میں موجود ہے۔

جناب سپیکر، جی خان صاحب آپ کا call attention notice ہے آپ تشریف رکھیں۔

جناب غلام سرور خان ، کیا مجھے پیش کرنے کیا اجازت ہے؟

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں ہم نے آج کا سیشن اس لیے کیا ہے کہ کل ہم نے اس کو آج کے لیے ملتوی کیا تھا اور اس پر چونکہ آج کی چھٹی کے بارے میں کل علم نہیں تھا اس لیے ہم نے اسے آج کے لیے ملتوی کیا اور آج کا سیشن کرنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن ان حالات میں کہ

پرائم منسٹر صاحب آج کے لیے پبلک holiday قرار دے چکے ہیں اور اس کا اعلان کر چکے ہیں۔ ہمارا اس انداز میں آج پنجاب اسمبلی کا کام کرنا پورے دن کے لیے مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ وزیر اعظم پاکستان اس کے لیے فیصلہ دے چکے ہیں۔ اس لیے میں آج اس ہاؤس کو اتوار 4-00 بجے تک کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔

(ہاؤس اتوار 4-00 بجے تک کے لیے ملتوی کر دیا گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس)

اتوار' 13- ستمبر 1992ء

(یک شنبہ' 17- ربیع الاوّل 1413ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 9 بج کر 43 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت سید صداقت علی نے حاصل کی۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ
يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ
نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ
وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٢﴾
وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ
فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٥٣﴾

سورۃ الانعام آیات 152-153

اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے طریق سے کہ بہت ہی پسندیدہ ہو یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے مطابق اور جب (کسی کی نسبت) کوئی بات کہو تو انصاف سے کہو گو وہ (تمہارا) رشتہ دار ہی ہو اور خدا کے عہد کو پورا کرو۔ ان باتوں کا خدا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو اور یہ کہ میرا سیدھا رستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلنا اور اور رستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) خدا کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے۔ ان باتوں کا خدا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیز گار بنو۔ وما علینا الا البلاغ ٥

جناب فرید احمد پراچہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں منظور احمد موہل ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب فرید احمد پراچہ ، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارے صوبے میں اس وقت بدترین سیلاب کا سامنا ہے اس سلسلے میں میں نے ایک تحریک التوا بھی دی ہے جو اس وقفے میں آئے گی۔ لیکن اس وقت گزارش یہ ہے کہ اس میں ہمارے بھائی بہنیں ہزاروں کی تعداد میں ڈوب کر ہلاک ہو گئے ہیں اور یہ ایوان جو صوبے کا ایک معزز ایوان ہے اس کا آغاز آج فاتحہ خوانی سے کیا جائے۔

جناب چیئرمین ، وزیر قانون نے بھی اس سلسلے میں ایک قرار داد دی ہے۔

میاں منظور احمد موہل ، جناب والا! میں آپ کی سپیکر شپ کو تسلیم نہیں کرتا۔ بات یہ ہے کہ (2) 14 کی یہ صورت حال ہے کہ جب سپیکر ، ڈپٹی سپیکر اور پینل کے چاروں چیئرمین نہ ہوں تو پھر کیا کارروائی ہو گی۔ رول 14 (2) میں یہ ہے کہ۔

> 14(2) "اگر کسی وقت اسمبلی کی نشست کے دوران سپیکر اور ڈپٹی سپیکر اور صدر نشینوں کے پینل کا کوئی شخص حاضر نہ ہو تو سیکرٹری اس حقیقت سے اسمبلی کو مطلع کرے گا اور اسمبلی بذریعہ تحریک اس وقت حاضر ارکان میں سے کسی ایک رکن کو نشست کی صدارت کے لیے منتخب کرے گی۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ ، یہ پینل کے چیئرمین ہیں۔

میاں منظور احمد موہل ، یہ پینل کے چیئرمین ہیں؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ ، جی ہاں ۔ راجہ خلیق اللہ خان پینل کے چیئرمین ہیں۔

میاں منظور احمد موہل ، جناب والا! میں اپنا پوائنٹ آف آرڈر واپس لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین ، شرمندگی سے واپس لیتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل ، جناب والا! میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں) میں sorry کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اور کیا بات کروں۔

جناب چیئرمین ، اسی قسم کی ایک قرار داد قائد حزب اختلاف کی طرف سے بھی آئی ہے۔

جناب شوکت محمود ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب چیئرمین ، شوکت محمود صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب شوکت محمود ، جناب والا! میں پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوا تھا۔ میرا مقصد بھی یہی ہے جو جناب فرید احمد پراچہ نے فرمایا ہے کہ جو اس سیلاب میں ہلاک شدگان ہیں ان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کے توسط سے معزز ممبران سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ چونکہ اس سیلاب نے پنجاب میں ایک آفت کی صورت اختیار کی ہے اور بحیثیت پنجاب کی نمائندگی کرتے ہوئے اس ایوان کو چاہیے چونکہ ہمارے علاقوں میں تباہی ہوئی ہے اس لیے اس اجلاس کو ملتوی کرنا چاہیے۔

دوسرا اس اجلاس کے دوران جو ہماری تنخواہیں اور الاؤنسز ہیں۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ وہ سیلاب زدگان کے فنڈ میں دیے جائیں تاکہ پنجاب کے عوام کو یہ احساس ہو سکے کہ ہمارے نمائندے ہمارے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

جناب چیئرمین ، شکریہ جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون ، جناب والا! اس سلسلہ میں' میں نے ایک ریزولیوشن کی خدمت میں دیا ہوا ہے۔ جناب قائد حزب اختلاف کا بھی ایک ریزولیوشن ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ میں اپنا ریزولیوشن ان کو دکھا لوں۔ پھر میں اور وہ ایک مشترکہ ریزولیوشن لے آئیں گے۔ اس دوران میں اگر وقفہ سوالات شروع ہو جائے تو پھر بعد میں ریزولیوشن کے ساتھ ہی فاتحہ خوانی بھی ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین ، بہتر یہی ہو گا کہ آپ مشترکہ ریزولیوشن لے آئیں۔ اس کے ساتھ ہی میری ایک اور درخواست ہے کہ وزیر آباد میں جو حادثہ ہوا ہے اس میں 14 جانیں ضائع ہوئی ہیں اور 50 کے قریب بری طرح لوگ زخمی ہوئے ہیں۔ تو اگر ان کو بھی ساتھ شامل کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

وزیر قانون ، ٹھیک ہے۔

جناب عرفان احمد ڈاھا ، جناب سپیکر! اس میں فرنٹیئر کے علاوہ سارے پاکستان کو شامل کیا جائے۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! یہ 50 جانیں کب ضائع ہوئی ہیں؟ ہمیں تو 10 کی

اطلاع تھی۔

جناب چیئرمین ، 50 زخمی ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ ، جی ان کے لیے تو فاتحہ خوانی نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین ، میں نے کہا ہے کہ تقریباً 13 یا 14 جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ ان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ ، جناب سپیکر! میں جناب شوکت داؤد کے پوائنٹ آف آرڈر کی تائید کرتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب چیئرمین ، تو وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ رانا اکرام ربانی کے ایماء پر۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ ، 290۔

وزیر قانون ، 390 ہے 290 نہیں۔

جناب چیئرمین ، 390۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ ، 390۔

ڈرگ انسپکٹروں کی تعداد

*390۔**رانا اکرام ربانی ،** وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں ڈرگ انسپکٹروں کی ضلع وار تعداد کیا ہے ۔ ان کی تاریخ تقرری اور تعلیمی قابلیت کیا ہے اور ان کو کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے بھرتی کیا گیا ۔ تاریخ تقرری سے لے کر اب تک وہ کہاں کہاں تعینات رہے اور موجودہ تعیناتی کہاں ہے۔

(ب) متذکرہ انسپکٹروں نے سال 78-1977ء تاحال کتنے میڈیکل سٹوروں پر جعلی ادویات پکڑیں ایسی جعلی ادویات تیار کرنے والی کمپنیوں کے نام کیا ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی۔ نیز ڈرگ انسپکٹروں نے کتنے غیر قانونی طور پر چلنے والے میڈیکل سٹوروں کے خلاف کارروائی کی۔ ایسے میڈیکل سٹوروں اور ان کے مالکان کے نام کیا ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ):

(الف) صوبہ میں ڈرگ انسپکٹروں کی ضلع وار تعداد' ڈرگ انسپکٹروں کے نام' تعلیمی قابلیت ہر ایک کی تاریخ تقرری' مجاز اتھارٹی اور تاریخ تقرری سے لے کر اب تک جہاں جہاں تعینات رہے اور موجودہ تعیناتی کی رپورٹ لف ہے۔

(ب) سال 78-1977ء سے تاحال تمام اضلاع میں تعینات ڈرگ انسپکٹروں نے 13,366 میڈیکل سٹوروں اور دوا ساز کمپنیوں کے خلاف ڈرگ ایکٹ 1976ء کے تحت مختلف ضابطوں کی خلاف ورزیاں صوبائی کوالٹی کنٹرول بورڈ پنجاب کو ارسال کیں۔ صوبائی کوالٹی کنٹرول بورڈ پنجاب نے ان خلاف ورزیوں میں سے 4284 خلاف ورزیوں کو ڈرگ کورٹ لاہور میں ارسال کرنے کا فیصلہ کیا جس پر ڈرگ کورٹ لاہور نے مذکورہ بالا عرصہ مقدمات میں تقریباً 69,78,395/- لاکھ جرمانہ عائد کیا اور مختلف مقدمات میں ڈرگ کورٹ لاہور نے مجموعی طور پر 74 ماہ کی قید سنائی۔ ابھی سینکڑوں مقدمات ڈرگ کورٹ لاہور میں زیر سماعت ہیں۔

تصحیح و اضافہ

<u>صفحہ نمبر 4 ۔ سوال نمبر (390):</u>

جز (ب) کو اب ایسے پڑھا جائے۔

"ڈرگ انسپکٹروں نے سال 78-1977ء تا حال اگست 1992ء تک 60 میڈیکل سٹوروں سے جعلی ادویات پکڑیں اور مندرجہ ذیل کمپنیوں کو تفتیشی افسران / ڈرگ انسپکٹروں نے جعلی ادویات بنانے کا ذمہ دار ٹھہرایا۔"

نمبر 1۔ میسرز نبی قاسم پرائیویٹ لمیٹڈ کراچی

نمبر 2۔ میسرز انکو انٹرنیشنل لمیٹڈ لاہور

نمبر 3۔ میسرز گابا فارماسیوٹیکل لمیٹڈ' کراچی

نمبر 4۔ میسرز انیلوپاک لمیٹڈ' کراچی

نمبر 5۔ میسرز آغا برادرز لمیٹڈ کراچی

جعلی ادویات بنانے اور بیچنے والوں کے مقدمات ڈرگ کورٹ پنجاب کو بھیجے جاتے ہیں۔ چند ایک مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ یہ مقدمات جلد ہی عدالت کو بھیج دیے جائیں گے۔ نیز ڈرگ انسپکٹروں نے

3515 غیر قانونی میڈیکل سٹوروں کے چالان کوالٹی کنٹرول بورڈ پنجاب کو ارسال کیے۔ ایسے میڈیکل سٹوروں اور ان کے مالکان کے نام محکمہ صحت کے رجسٹروں میں درج ہیں۔ جو اسمبلی سیکرٹریٹ میں رکھوا دیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ: ہاں جی۔

وزیر قانون: آپ نے یہ غلط نمبر پکار دیا ہے۔ اب آپ اگلا سوال کریں۔ رانا اکرام ربانی کے ایماء پر۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ: سوال نمبر 430 طبع شدہ دریافت کیا گیا۔

میڈیکل آفیسروں کو تبدیل کرنا

*430۔ رانا اکرام ربانی: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ سنٹرل جیل ساہیوال میں متعین موجودہ میڈیکل آفیسر اول اور دوئم گزشتہ قریباً چھ سال سے کام کر رہے ہیں۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن حکومت پنجاب کے قواعد و ضوابط کی رو سے کوئی سرکاری آفیسر ایک اسٹیشن پر تین سال سے زائد عرصہ تک نہیں رہ سکتا۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ بالا میڈیکل آفیسروں کو تبدیل نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ):

(الف) درست ہے۔

(ب) تبادلہ کے لیے نارمل عرصہ تین سال ہے۔

(ج) جیل کے حکام دونوں ڈاکٹروں کے کام سے مطمئن ہیں اور ان کے خلاف کوئی شکایت نہ ہے۔

<u>صفحہ نمبر 6 سوال نمبر 430:</u>

جزو "ج" کو اس طرح پڑھا جائے۔

"دونوں ڈاکٹر صاحبان تبدیل کر دیے گئے ہیں"۔

جناب چیئرمین: یہ پڑھا گیا تصور ہو گا۔ اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟

سوال نمبر 430 کی بابت ضمنی سوالات

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال ، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ یہ جو چھ سال کی مدت ہے اس کی کیا وجہ ہے کیونکہ تین سال کے بعد تو قانونی طور پر ہر آفیسر کا تبادلہ کر دیا جاتا ہے لیکن ان کو چھ چھ سال رکھنے کا کیا مقصد تھا؟

جناب چیئرمین ، وزیر صحت۔

وزیر صحت ، جناب والا! میں یہ ایک چیز آپ کی وساطت سے ایوان میں کہنا چاہوں گا کہ اسکے ساتھ ہم نے ایک لسٹ لگائی ہے جو آج کے جوابات کے علاوہ تھی کیونکہ یہ پہلے سوالات پچھلے سال سے یہاں اسمبلی سیکرٹریٹ آئے ہوئے تھے اور اس کا up to date جواب درست نہ تھا تو اس لیے اس کا ہم نے جواب علیحدہ دیا ہے۔ تو اس سوال کے جواب جزو (ج) میں ہم نے جو latest جواب دیا ہے اس میں کہا ہے کہ دونوں ڈاکٹر صاحبان تبدیل کر دیے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین ، کوئی ضمنی سوال؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال ، جناب سپیکر! یہ ابھی انہوں نے کہا ہے کہ وہ دونوں ڈاکٹر صاحبان تبدیل کر دیے گئے ہیں تو یہ کب تبدیل کر دیے گئے ہیں۔ کیا یہ بتائیں گے؟

جناب چیئرمین ، وزیر صحت۔

وزیر صحت ، جناب والا! حال ہی میں ہم نے یہ پالیسی بنائی ہے چونکہ پالیسی تو پہلے ہی existing تھی لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا تھا۔ محکمہ صحت چونکہ ایک بہت بڑا محکمہ ہے اور اس کا اپنا ایک بہت بڑا structure ہے تو ابتدائی طور پر ہم نے ڈاکٹرز کو ٹرانسفر کیا ہے۔ پہلے ہم نے ایڈمنسٹریٹو سائیڈ پر ڈاکٹرز کو ٹرانسفر کیا ہے۔ اس میں ہمارے ڈائریکٹرز آتے ہیں۔ اس میں ہمارے ایم ایس آتے ہیں۔ ڈی ایچ اوز آتے ہیں۔ تو اب ہم نے میڈیکل آفیسرز اور ڈرگ انسپکٹرز کو تبدیل کیا ہے اور عنقریب صوبہ پنجاب میں باقی بھی جہاں تین سال سے جو زائد عرصہ والے ہوں گے ان کو بھی ہم تبدیل کر دیں گے۔

جناب چیئرمین ، شکریہ ۔ کوئی ضمنی سوال؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال ، جناب سپیکر! یہاں وزیر موصوف نے جزو (ج) میں بتایا ہے کہ "جیل

کے حکام دونوں ڈاکٹرز کے کام سے مطمئن ہیں اور ان کے خلاف کوئی شکایت نہ ہے اس لیے چھ سال کے لیے رکھا گیا ہے۔"

جناب والا! پھر قانون کی کیا بات ہوئی؟ اب اس کا مقصد کیا ہوا کہ وہ چھ سال رہے۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہی تھا کہ وہ چھ سال وہاں کیسے رہے اور کیوں رہے؟

جناب چیئرمین : وزیر صحت۔

وزیر صحت : جناب والا! میں نے عرض کیا تھا کہ یہ جواب پرانا تھا۔ پچھلے سال کا دیا ہوا تھا۔ اس کو اب ہم نے up to date کیا ہے اور باقاعدہ ہم نے پالیسی کے تابع ٹرانسفر کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ ' اگلا سوال میاں محمود احمد کے ایماء پر۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ : سوال نمبر 590 طبع شدہ دریافت کیا گیا۔

مینٹل ہسپتال کے متعلق سفارشات پر عملدرآمد

*590۔ **میاں محمود احمد** : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنر انسپکشن ٹیم کی سفارشات پر مینٹل ہسپتال لاہور کے متعلق کچھ فیصلے کیے گئے تھے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو وہ کیا فیصلے تھے مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے اور ان میں سے کس کس پر عمل درآمد ہوا ہے۔ اگر نہیں ہوا تو وجوہات بیان کی جائیں۔

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ) :

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) گورنر انسپکشن ٹیم نے 1982ء میں گورنمنٹ مینٹل ہسپتال کا تفصیلی معائنہ کیا تھا اور ان کی رپورٹ 16 صفحات پر مشتمل تھی۔ معائنہ ٹیم کی سفارشات اور محکمانہ کارروائی مندرجہ ذیل ہے۔

<u>محکمانہ کارروائی / عمل درآمد</u>

(1) حکومت پنجاب نے مینٹل ہسپتال کو مجوزہ فنڈز فراہم کر دیے تھے اور ہسپتال ہذا کو موجودہ جگہ پر ہی رکھنے کا فیصلہ کیا۔

(2) اس پر عمل در آمد ہو چکا ہے۔ رہائش گاہیں تعمیر ہو چکی ہیں اور ڈاکٹرز وہاں رہائش پذیر ہیں۔

(3) اس پر عمل در آمد ہو چکا ہے۔

(4) اس پر بھی عمل در آمد ہو چکا ہے۔

(5) ہسپتال کو موجودہ جگہ پر ہی رکھنے کا فیصلہ ہو چکا ہے اور اس کی بناء پر نئی تعمیرات کی گئی ہیں۔

(6) اس وقت ہسپتال کے اندر نرسوں کے لیے پوسٹ گریجوایٹ کالج کام کر رہا ہے جس میں نرسیں سائیکاٹری میں تربیت کے لیے ہر سال بھیجی جاتی ہیں۔ اسی طرح ہسپتال کے اندر 2 ٹیچنگ یونٹ کام کر رہے ہیں جن میں ڈاکٹرز سائیکاٹری میں پوسٹ گریجوایشن کے لیے کلاسز پڑھتے ہیں۔ البتہ اٹنڈنٹ سٹاف کے لیے تربیت کا انتظام ابھی ابتدائی مرحلہ میں ہے۔

(7) اس سلسلے میں حکومت نے بجٹ 1/2 5 فی مریض فی یوم سے بڑھا کر 40 روپے فی مریض فی یوم کر دیا ہے۔

(8) اس سفارش پر عمل در آمد ہو چکا ہے۔

(9) اس پر عمل در آمد ہو چکا ہے۔

(10) اس پر عمل در آمد ہو چکا ہے۔

(11) اس پر عمل در آمد ہو چکا ہے۔

(12) اس پر عمل در آمد ہو رہا ہے۔

(13) اس پر عمل در آمد ہو رہا ہے۔

(14) اس پر بھی عمل در آمد ہو رہا ہے۔

(15) ایسے مریضوں کے لیے ایکس۔رے کی سہولیات میسر کر دی گئی ہیں اور مریضوں کا ڈاکٹر باقاعدہ معائنہ کر کے تپ دق کی ادویات دیتے ہیں۔

(16) ایسے انتظامات کر دیے گئے ہیں کہ مرگی کے مریض دورہ پڑنے پر کسی چیز سے ٹکرا کر زخمی نہ ہو سکیں۔

(17) اس سلسلے میں حکومت نے ایک گریڈ سولہ کی اسامی مہیا کر دی ہے اور اب Occupational Therapy Unit میں باقاعدہ کام ہو رہا ہے۔

(18) ایک بڑا مردانہ بحالی مرکز اس وقت ہسپتال میں بنا دیا گیا ہے اور اس کے لیے ایک مرد سوشل ورکر کی خصوصی ڈیوٹی لگا دی گئی ہے۔ اسی طرح ایک زنانہ بحالی مرکز زنانہ حصے میں قائم کیا گیا ہے اور اس کے لیے ایک زنانہ سوشل ور کر کام کر رہی ہے۔

(20) آؤٹ ڈور میں مریضوں کو ادویات کی فراہمی اب باقاعدہ رنگدار کارڈوں پر کی جاتی ہے اور پرچیوں کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے آؤٹ ڈور مریضوں کے لیے بجلی کے جھٹکے کا کام ابھی بوجہ عدم فراہمی سہولیات مکمل نہیں ہو سکا مگر اس کے لیے کام ہو رہا ہے۔

(21) مالی مشکلات کی بناء پر ایسا کرنا فی الحال محکمہ صحت کے لیے ممکن نہیں ہے۔

(22) محکمہ صحت مزید مرحلہ وار پروگرام کے تحت مختلف ہسپتال میں دماغی مریضوں کے لیے علیحیدہ وارڈ تعمیر کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ جس کی منظوری کے بعد اس پر عمل درآمد شروع کیا جائے گا۔

(23) یہ معاملہ اکاؤنٹ جنرل پنجاب کے زیر غور ہے۔

جناب چیئرمین ، یہ پڑھا گیا تصور ہو گا۔ کوئی ضمنی سوال؟

جناب فرید احمد پراچہ ، ضمنی سوال ۔ جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ مینٹل ہسپتال کے بارے میں اخبارات میں بہت زیادہ باتیں آ چکی ہیں اور وزیر موصوف کو میں نے خود مل کر مینٹل ہسپتال جو میرے حلقے میں ہے اس کی صورت حال سے آگاہ کیا تھا اور ان سے گزارش کی تھی کہ ایک ڈی ایم ایس وہاں پر بہت ساری خرابیوں کا ذمہ دار ہے اور اب اس کو ایڈیشنل ایم ایس لگایا گیا ہے اس کی وجہ سے بہت کرپشن' بدعنوانی اور ایسے غیر اخلاقی کام ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین ، پراچہ صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب فرید احمد پراچہ ، سوال کا پس منظر بھی کچھ ہے۔

جناب چیئرمین ، نہیں' آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب فرید احمد پراچہ ، اب میں سوال کرنے لگا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ آخر ایک بدعنوان آدمی جس کے خلاف محکمے نے بھی سفارش کی' سیکرٹری ہیلتھ نے بھی سفارش کی اس کو برقرار رکھنے کی کیا وجہ تھی؟ اور اس کو ملازمت میں کیوں توسیع دی گئی؟ اور اس کے خلاف کیوں نہیں ایکشن لیا گیا؟

جناب چیئرمین ، ایک ضمنی سوال کریں۔ آپ نے تین کیے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ ، یہ باری باری جواب دے دیں۔

جناب چیئرمین ، ایک وقت میں ایک ضمنی سوال ہو گا۔

وزیر صحت ، جناب والا! پہلے تو یہ فاضل رکن اسمبلی اگر اس ڈاکٹر کا نام بتائیں تو میں شاید اس پوزیشن میں ہوں کہ کچھ بتا سکوں لیکن یہ ضمنی سوال relevant نہیں بنتا بہرحال آپ بتائیں۔

جناب فرید احمد پراچہ ، ڈاکٹر کرم الہیٰ۔

وزیر صحت ، جناب والا! وہ ڈاکٹر جن کا ذکر یہاں کیا جا رہا ہے وہ اپنی مدت ملازمت مکمل کر کے ریٹائر ہو چکے ہیں اور اس وقت وہ یہاں ملازمت میں نہیں ہیں۔ ویسے بھی چونکہ یہ بڑا لمبا چوڑا سوال تھا اس کا جواب دے دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین ، اگلا سوال میاں محمود احمد صاحب ۔ میں محمود احمد کی ایماء پر۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ ، سوال نمبر 591 طبع شدہ دریافت کیا گیا۔

جناب چیئرمین ، یہ پڑھا گیا تصور ہو گا۔ کوئی ضمنی سوال پلیز۔

(سوال نمبر 591 پر ضمنی سوالات نہیں پوچھے گئے)

نرسنگ ہوم کی چار دیواری کی تعمیر

*591۔ میاں محمود احمد ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مینٹل ہسپتال میں منظوری کے باوجود ابھی تک نرسنگ ہوم کی چار دیواری نہیں بنائی گئی اور نہ ہی کوئی سپروائزری سٹاف ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ) ،

(الف) یہ درست نہ ہے درحقیقت مینٹل ہسپتال کی کچھ اراضی جو کہ ہسپتال کے احاطہ سے باہر واقع کارڈیالوجی انسٹی ٹیوٹ کو دے دی گئی ہے اور نرسنگ ہوسٹل کی عمارت بھی اسی قطعہ اراضی میں آ گئی ہے جہاں اب کارڈیالوجی انسٹی ٹیوٹ نے چار دیواری تعمیر کر دی ہے لہذا نرسنگ ہوسٹل کی علیحدہ چار دیواری بنانے کی ضرورت نہ ہے البتہ سپروائزری سٹاف یعنی ہاؤس کیپر

وارڈن اسسٹنٹ وارڈن اور چوکیدار تعینات کر دیے گئے ہیں۔

(ب) اس کا جواب اوپر دے دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین ، اگلا سوال جناب مظہر احمد قریشی کے ایماء پر۔

ڈاکٹر خاور علی شاہ ، سوال نمبر 988 طبع شدہ دریافت کیا گیا۔

پرائیویٹ ہسپتالوں کے اخراجات پر کنٹرول کرنے کے لیے اقدامات

*988۔ **جناب مظہر احمد قریشی** ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرائیویٹ ہسپتالوں میں رجسٹریشن یا فیس وغیرہ پر کوئی کنٹرول نہیں اور متذکرہ ہسپتالوں کے اخراجات اس قدر زیادہ ہیں کہ وہ عام آدمی برداشت نہیں کر سکتا۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کو جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پرائیویٹ ہسپتالوں میں رجسٹریشن فیس وغیرہ پر کنٹرول کرنے پر غور کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ) ،

(الف) یہ درست ہے کہ پرائیویٹ ہسپتالوں میں رجسٹریشن یا فیس وغیرہ پر حکومت پنجاب کا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔

(ب) پرائیویٹ ہسپتالوں کی رجسٹریشن وغیرہ کے متعلق قانون بنانے اور اس سلسلہ میں باضابطہ پالیسی تشکیل دینے کے لیے مناسب کارروائی زیر غور ہے۔

جناب چیئرمین ، یہ پڑھا گیا تصور ہو گا۔ کوئی ضمنی سوال؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال ، جناب سپیکر! یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ "یہ درست ہے کہ پرائیویٹ ہسپتالوں میں رجسٹریشن یا فیس وغیرہ پر کوئی کنٹرول نہیں"۔ تو کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ ان کو کنٹرول کرنے کی لیے کوئی قانون بنا رہے ہیں یا بنانا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین ، جناب وزیر صحت۔

وزیر صحت ، جناب والا! اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ میں نے سوال کے مطابق جواب دیا ہے کہ " اس وقت پرائیویٹ ہسپتالوں میں رجسٹریشن یا فیس وغیرہ پر حکومت پنجاب کا کوئی کنٹرول نہیں ہے

اور اس کے متعلق قانون بنانے اور اس سلسلہ میں باضابطہ پالیسی تشکیل دینے کے لیے مناسب کارروائی زیرغور ہے"۔ تو اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام سینئر ڈاکٹرز جن میں پروفیسرز، سپیشلسٹ اور ساتوں میڈیکل کالجز کے پرنسپلز کو ہم بلائیں اور ایک کانفرنس کی شکل میں ہم یہاں لاہور میں اجتماع کریں اس میں جو موجودہ پرائیویٹ ہسپتالوں کا اور پریکٹس کا سلسلہ جا رہا ہے اس بارے میں ہم غور کریں اور اس کے بعد ہم اس کو باقاعدہ ایک قانون کی شکل میں اس معزز ایوان میں لے کر آئیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ہم یہاں سے پاس کروا کر اس پر عمل درآمد شروع کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین، شکریہ، کوئی ضمنی سوال پلیز؟

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ یہ کب تک ہو گا؟

جناب چیئرمین، پراچہ صاحب۔ یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

سینئر ڈاکٹروں کی آؤٹ ڈور میں ڈیوٹی لگانا

*989۔ **جناب مظہر احمد قریشی،** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں پروفیسر یا سینئر ڈاکٹر آؤٹ ڈور میں مریضوں کو اول تو دیکھتے نہیں اور دیکھتے ہیں تو بہت کم وقت دیتے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے تمام سینئر ڈاکٹروں کو کم از کم تین گھنٹے آؤٹ ڈور اور ایمرجنسی وارڈ کا راؤنڈ کرنے کے لیے پابند کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال شاہ گیلانی)،

(الف) یہ درست نہ ہے حکومت کی واضح ہدایات کے مطابق پروفیسر اور سینئر ڈاکٹر آؤٹ ڈور مریضوں کو باقاعدگی سے دیکھتے ہیں تاہم اگر فاضل ممبر کے علم میں کسی پروفیسر کے بارے میں کوئی شکایت ہو تو محکمہ صحت کے نوٹس میں لائی جائے تاکہ اس پر کارروائی کی جا سکے۔

(ب) اس کا جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال ، جناب سپیکر! جواب کے جزو (الف) میں یہ بتایا گیا ہے کہ "یہ درست نہ ہے کہ حکومت کی واضح ہدایات کے مطابق پروفیسر اور سینئر ڈاکٹر آؤٹ ڈور مریضوں کو باقاعدگی سے دیکھتے ہیں تاہم اگر فاضل ممبر کے علم میں کسی پروفیسر کے بارے میں کوئی شکایت ہو تو محکمہ صحت کے نوٹس میں لائیں تاکہ اس پر کارروائی کی جا سکے"۔ تو کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے انہوں نے آؤٹ ڈور مریضوں کو دیکھنے کے لیے کتنے دن رکھے ہوتے ہیں؟

وزیر صحت : جناب والا! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ اس سوال کا تعلق بھی پہلے سوال سے ہے اور میں فاضل رکن اسمبلی کے یہ گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ میں نے اپنے دور میں بطور وزیر صحت ٹیچنگ اسپتالوں میں صوبے کے دور دراز کے اسپتالوں میں چاہے وہ ڈسٹرکٹ اسپتال تھے یا بی ایچ یوز تھے ان میں باقاعدہ surprise visit کی ہیں اور جیسا کہ میں نے پچھلے سوال کا جواب دیا تھا کہ ہم کانفرنس میں ڈسکس کریں گے لہذا میں عرض کرتا ہوں کہ اس پر بھی ہم اس کانفرنس میں ڈسکس کریں گے اور ہم ان کو یہ واضح طور پر بتائیں گے کہ حکومت اس بارے میں سنجیدہ ہے اور یہ فاضل رکن کے علم میں یہ بات ہوگی کہ میں نے اس بارے میں پریس کانفرنس بھی کی ہے اور اس بارے میں نے گاہے بگاہے اپنے بیانات بھی دیے ہیں تو جناب والا! مجھے یقین ہے کہ وہ کالی بھیڑیں جو ابھی تک اس پر عمل نہیں کر رہیں وہ یقیناً اس کانفرنس کے بعد انشاء اللہ اس پر ضرور عمل کریں گے۔

ملک امان اللہ ، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! میرا ضلع بھکر میں "نوائے وقت" کا ایک خصوصی رپورٹر ہے جس کا نام راؤ غلام شبیر ہے اس کا جوان بیٹا عبدالمنان فوت ہو چکا ہے اس کو ایم ایس نے بھی attend نہیں کیا اور کوئی کمیٹی بھی آج تک تشکیل نہیں دی گئی اور نہ ہی ڈاکٹروں کو آج تک اس کی بیماری کا کوئی پتہ چلا ہے کہ کونسی بیماری اس کو تھی وزیر اعظم صاحب نے بھی اس کی تعزیت کی ہے اور وزیر اعلیٰ نے بھی تعزیت کی ہے تو کیا وزیر صحت یہ بتائیں گے کہ کیا اس کے لیے کوئی کمیٹی تشکیل دیں گے؟

جناب چیئرمین ، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ اس کا بھی ایک طریقہ ہے۔ اس بارے میں تحریک التوائے کار آ سکتی ہے یا اس کو آپ کسی اور طریقے سے لا سکتے ہیں۔

نان میڈیکل اساتذہ کے لیے سروس سٹر کچر کی تشکیل

*1008- جناب فرید احمد پراچہ: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ کے مختلف میڈیکل کالجز میں اس وقت تقریباً پندرہ نان میڈیکل ڈیمانسٹریٹر / لیکچرار بائیو کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ میں کام کر رہے ہیں جن کی تعلیمی قابلیت ایم ایس سی ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ان میں سے اکثر حضرات کی مدت ملازمت پندرہ سال سے زائد ہے اور ان میں سے اکثر کے پاس ایم فل کی ڈگری موجود ہے اور ان میں سے بعض سینئر نان میڈیکل اساتذہ اسسٹنٹ پروفیسر ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پروفیسر کی اسامیوں پر کام کر رہے ہیں۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ مندرجہ بالا معلومات کے مثبت ہونے کے باوجود ان نان میڈیکل اساتذہ کے لیے کسی قسم کا سروس سٹرکچر موجود نہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ ممکن نہیں کہ ان اساتذہ کے لیے محکمہ تعلیم کا چار درجاتی فارمولا اپنایا جائے نیز ان کے لیے سروس سٹرکچر کب تک تشکیل دیا جائے گا۔

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ان نان میڈیکل ڈیمانسٹریٹر میں سے دو ڈاکٹروں کو اسسٹنٹ پروفیسر بائیو کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ میں ترقی دی گئی تھی۔ اس کے علاوہ اور کوئی نان میڈیکل ڈیمانسٹریٹر / لیکچرار بائیو کیمسٹری کسی سینئر پوسٹ پر کام نہ کر رہے ہیں۔

(ج) نان میڈیکل اساتذہ کو پے سکیل نمبر 17 میں تعینات کیا جاتا ہے ان میں سے 40% کوٹہ کے حساب سے نان میڈیکل ڈیمانسٹریٹر کو پے سکیل نمبر 18 میں ترقی دی جاتی ہے فی الحال اس کیڈر کا علیحدہ سروس سٹر کچر نہیں ہے۔

(د) اس کیڈر کی اسامیوں کی کل تعداد بہت کم ہے اس لیے محکمہ تعلیم کا چار درجاتی فارمولا قابل عمل نہ ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ سیکرٹری صحت نے اس سلسلے میں ایک سمری تیار کی تھی کہ

Demonstrator کو رولز relax کر کے promote کیا جائے۔ اگر یہ سمری ہوئی تھی تو اس پر عمل در آمد کیوں نہیں ہوا؟

وزیر صحت ، جناب والا! کوئی پونے دو سال یا ڈیڑھ سال سے اس طرح کی کوئی بھی سمری میری نظر سے نہیں گزری۔

جناب فرید احمد پراچہ ، جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ کیا ان کی ترقیوں پر باقاعدہ کوئی پابندی عائد کی گئی ہے یا محض محکمانہ تغافل کی وجہ سے ان کی ترقیاں نہیں ہو رہیں۔

وزیر صحت ، جناب والا! اس بارے میں میری گزارش ہے کہ جن سینئر میڈیکل اساتذہ کا ذکر کیا گیا ہے ان کی تعداد بڑی محدود ہے اور یہ ہمارے صوبوں میں کوئی پندرہ کے قریب ہیں اور ہم نے اس پر ابھی غور شروع کیا ہے۔ جناب والا! میرے فاضل رکن جناب فرید احمد پراچہ نے جیسا کہ ذکر کیا ہے کہ محکمہ تعلیم کی طرح یہ چار درجاتی فارمولا کے تحت یہ کیوں نہیں کیا جا سکتا تو جناب والا! اس بارے میں گزارش کروں گا کہ ایک تو ان کی تعداد بڑی محدود ہے اور یہ فارمولا تو محکمہ تعلیم میں اس لیے اپنایا گیا تھا کہ ملازمین خاصی تعداد میں تھے۔ تو جناب والا! اس سلسلے میں یقیناً غور کیا جائے گا اور ان کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے اس پر ابھی تک کوئی غور نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین ، دوسرے یہ پالیسی میٹر ہے۔

وزیر صحت ، جی ہاں یہ پالیسی میٹر ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ ، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ تعداد کم ہونا تو ترقی کے لیے زیادہ دلیل ہے واللہ اکثر دلیل یہی دی جاتی ہے کہ تعداد زیادہ ہے اور اس میں زیادہ مالی وسائل حائل ہیں اس لیے ترقی نہیں ہو سکتی۔ تو جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ وعدہ فرمائیں گے کہ ان Demonstrator حضرات کو بھی ترقی کے لیے انصاف کے تقاضوں کے مطابق consider کیا جائے تاکہ ان کا کوئی deal out نہ آ جائے۔ جبکہ ان کے ساتھ کوئی دوسرے صاحبان دوسری ترقی حاصل کریں اور ان کے لیے کوئی deal end نہ بنا دیا جائے۔

وزیر صحت ، جناب والا! اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ان کا service structure ابھی تک نہیں بنا اور محکمے نے ابھی ایک گریڈ سے پندرہ گریڈ تک کا service structure بنایا ہے اور اس بارے میں

اپنی سفارشات مکمل کر کے محکمہ خزانہ کو بھیجی ہیں۔ لہذا میں عرض کرتا ہوں کہ جہاں جہاں ابھی کمی رہ گئی ہے اس کو انشاء اللہ پورا کیا جائے گا اور اس پر یقیناً غور کریں گے۔

(سوال نمبر 1151 ۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا گیا)

تحصیل ہیڈ کوارٹرز اور پرائمری ہیلتھ سینٹروں کے ملازمین کو ایمبولینس کی سہولت

*1151۔ چودھری نور محمد تارڑ ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ایا یہ امر واقع ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال یا پرائمری ہیلتھ سنٹر کے عملہ کو بیماری کی حالت میں وہاں پر موجود ایمبولینس استعمال کرنے پر پابندی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت اپنے ملازمین کو یہ سہولت دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ) :

(الف) کوئی پابندی نہ ہے۔ شدید بیماری کی حالت میں انچارج تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال لاہور سینئر میڈیکل آفیسر انچارج پرائمری ہیلتھ سنٹر کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ مریض کی مالی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے بہتر علاج کے لیے ایمبولینس استعمال کرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔

(ب) اس کا جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

چودھری نور محمد تارڑ : جناب والا! اس سوال کے جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ملازمین کو یہ سہولت میسر ہے۔ تو جناب والا! جہاں تک میں نے تحصیل ہیڈ کوارٹرز حافظ آباد اور دوسرے سنٹر کا معائنہ کر کے یہ بات محسوس کی ہے کہ ملازمین کو اس قسم کی کوئی سہولت نہیں دی جاتی تو اس بارے میں محترم وزیر صحت ارشاد فرمائیں کہ کیا حقیقتاً ایسی کوئی سہولت موجود ہے؟

جناب چیئرمین : تارڑ صاحب ۔ یہ تو جواب میں آ گیا۔

چودھری نور محمد تارڑ : جناب والا! یہ جواب درست نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : اس کا انچارج تو ایم ایس ہوتا ہے اور اسی نے اس کی اجازت دینی ہوتی ہے اس کا وزیر صحت سے کیا تعلق ہے۔ انہوں نے تو اس کا جواب دے دیا۔

چودھری نور محمد تارڑ ، جناب والا! میری آپ سے عرض ہے کہ یہ جو جواب دیا گیا ہے یہ درست نہیں ہے۔

وزیر صحت ، جناب والا! اگر مجھے موقع دیں تو میں اس بارے میں کچھ عرض کیے دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین ، جی ۔

وزیر صحت ، جناب چیئرمین ۔ اس بارے میں تو جواب بڑا واضح ہے لیکن میں اپنے فاضل رکن کی تسلی کے لیے عرض کروں گا کہ اگر کسی جگہ پر ابھی تک فقدان ہے یا ہماری ہدایات ابھی تک وہاں تک نہیں پہنچیں تو ہم ان ہدایات کو revise کر دیتے ہیں تاکہ یہ ہدایات وہاں تک پہنچ جائیں لیکن ہم نے جو جواب دیا ہے وہ درست ہے اور اس طرح کا میرے پاس کوئی کیس نہیں آیا جس میں اس قسم کی کوئی دشواری ہوئی ہو۔

میو ہسپتال لاہور میں گردے اور مثانے کی پتھری توڑنے کی مشین کی تنصیب

*1339 ۔ **ملک احمد علی اولکھ ،** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ میو ہسپتال لاہور میں گردے اور مثانے کی پتھری تورنے کی مشین نصب ہو چکی ہے اگر ایسا ہے تو یہ مشین کب سے کام کر رہی ہے اور اسے مذکورہ ہسپتال کے کس شعبہ میں نصب کیا گیا ہے۔

(ب) اس مشین سے اب تک کتنے مریضوں کی پتھریاں توڑی جا چکی ہیں اور یہ مریض کس کس کی سفارش سے داخل کیے گئے؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ) ،

(الف) پتھری توڑنے کی مشین میو ہسپتال کے گردہ وارڈ میں نصب کی گئی ہے جس کا افتتاح 4۔ اپریل 1991ء کو کیا گیا تھا۔

(ب) اس مشین سے اب تک 450 مریضوں کا علاج کیا جا چکا ہے تمام مریضوں کی پتھریوں کا علاج گردہ وارڈ میں داخلے کے بعد کیا گیا۔ داخلہ آؤٹ ڈور سے بلا تفریق کیا جاتا ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی ، کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ میو ہسپتال میں گردے اور مثانے کی شعبے کے جو انچارج ہیں انہوں نے یہ مشین ذاتی طور پر اور پرائیویٹ

طور پر بھی نصب کر رکھی ہے اور وہ ہسپتال میں مریضوں کا اپریشن کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

وزیر صحت ، جناب والا! جہاں تک ان کی ذاتی مشین کا تعلق ہے یہ چیز میرے علم میں نہیں ہے لیکن یہ ضرور ہے اور جیسا کہ ہم نے جواب میں بھی بتایا ہے کہ جونہی یہ حکومت بنی اور یہ میرے علم میں لایا گیا تو میں نے فوراً اس کو میو ہسپتال میں لگوایا ہے اور جیسا کہ ہم نے جواب دیا ہے تقریباً ایک ہزار کے قریب مریض اس سے مستفید ہو چکے ہیں۔

چودھری محمد حنیف ، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس سے پہلے بھی ایک مشین گردے کی پتھری توڑنے کے علاج کے لیے منگوائی گئی تھی تو یہ مشین کس کے گھر میں اور کہاں نصب ہے؟

وزیر صحت، جناب والا! ہمارے ریکارڈ کے مطابق صرف ایک مشین منگوائی گئی اور ہم نے اس کو وہاں لگوایا ہے یہ بات ضرور ہے کہ اس کا ایگریمنٹ کرنے کے بعد اس میں کچھ تاخیر ہو گئی تھی تو ہم نے تاخیر کو دور کیا ہے اس کے علاوہ کوئی مشین ہم نے نہیں منگوائی۔

چودھری محمد حنیف ، جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس سے پہلے میں نے خود ایک سوال کیا تھا کہ میو ہسپتال کے ڈاکٹروں کی سپیشل ایک ٹیم اس مشین کو خریدنے کے لیے باہر گئی تھی اور اس مشین کو خریدنے کے لیے فنڈز بھی خرچ ہوئے تھے لیکن جب وہ مشین میو ہسپتال میں آئی اس کے بعد اس مشین کو condemn قرار دے دیا گیا اور condemn قرار دینے کے بعد اس کو کچھ لوگوں نے اس مشین کو اپنے گھروں میں نصب کیا جس سے کروڑوں روپے کمائے اور جناب والا وزیر موصوف نے اس کا غلط جواب دیا ہے اس سے پہلے نہیں آئی۔

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے کہ آپ اس بارے میں سوال کا تازہ نوٹس دے سکتے ہیں۔ کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال ، جناب سپیکر! یہ مشین کب منگوائی گئی تھی جو یہاں نصب کی گئی ہے۔ یہ کس سال، کس مہینے یا کس تاریخ کو منگوائی گئی تھی؟

وزیر صحت ، جناب چیئرمین! میں نے اس سے پہلے عرض کیا تھا کہ غالباً یہ مشین 1990ء میں آئی تھی لیکن اگر یہ تازہ نوٹس دیں تو میں اس کی تفصیلات بتا سکوں گا۔ لیکن جونہی میرے علم میں آئی

تو میں نے وہاں نصب کرا دی تھی۔

(اس کے بعد جناب چیئرمین نے ملک احمد علی اوکھ سوال نمبر 1421، راجہ ناصر علی خان صاحب سوال نمبر 1461، چودھری خادم حسین سوال نمبر 1477، چودھری واجد علی خان سوال نمبر 1529 کے نام پکارے لیکن وہ ایوان میں حاضر نہیں تھے)

میڈیکل کالجز میں پرنسپل کی تعیناتی کی تفصیلات

*1550۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

"پنجاب میں میڈیکل کالجز کے پرنسپل صاحبان کس کس کالج میں کب سے ایڈ ہاک / ایکٹنگ چارج پر ہیں اور ان کو اب تک مستقل نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟"

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)۔

(الف) صوبہ پنجاب میں صرف قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور کے پرنسپل پروفیسر ڈاکٹر اقبال احمد خان مورخہ 3-2-82 سے ایکٹنگ چارج کی بنیاد پر پرنسپل کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔ ان کی مستقل تعیناتی کا معاملہ زیر کارروائی ہے۔

(ب) اس پنجاب کے کسی میڈیکل کالج کا پرنسپل ایڈ ہاک / ایکٹنگ چارج پر نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : یہ سوال پڑھا گیا متصور ہو گا۔ کیا اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب فرید احمد پراچہ، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ 1982ء بطور ایکٹنگ پرنسپل کام کر رہے ہیں اور اب 1992ء ہے کیا وزیر صاحب کے علم میں ہے کہ اب 1992ء ہے دس سال تک ایکٹنگ چارج دینے کی وجہ کیا ہے اور مستقل طور پر وہاں پرنسپل کیوں تعینات کیا گیا۔

جناب چیئرمین ، میرا خیال ہے کہ انہوں نے جواب دیا ہے۔ جواب کے جزو "ب" میں انہوں نے دیا ہے کہ پنجاب کے کسی میڈیکل کالج میں ایکٹنگ چارج پر پرنسپل کام نہیں کر رہے۔

جناب فرید احمد پراچہ ، جناب والا! آپ نے درست فرمایا جو میں نے latest جواب دیا ہے اس میں بڑا واضح ہے کہ اس وقت پنجاب کے کسی میڈیکل کالج کا پرنسپل ایڈہاک یا ایکٹنگ چارج پر کام نہیں کر رہا۔

جناب فرید احمد پراچہ ، جناب چیئرمین! اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ میں نے سوال کیا ہے کہ دس

سال تک کی اس کوتاہی کی وجہ کیا ہے۔ اس کا ذمہ دار کون ہے اور ابھی تک معاملہ زیر غور کیوں ہے۔ اسے حل کیوں نہیں کیا گیا۔

وزیر صحت ، جناب والا! یہ ایک سسٹم ہے اور اس کے تحت پرنسپل کی تعیناتی ہوتی ہے اور وہ سسٹم یہ ہے کہ سب سے senior most پروفیسر سے پوچھا جاتا ہے کہ آیا وہ یہ خواہش رکھتے ہیں کہ وہ پرنسپل کے فرائض انجام دیں اگر وہ اپنی رضا مندی ظاہر نہ کریں تو پھر اگلے کو تعینات کیا جاتا ہے۔ جیسے انہوں نے کہا کہ بڑا عرصہ گزر گیا لیکن میری گزارش یہ ہے کہ جونہی میرے علم میں یہ بات آئی ہم نے اس کی سمری تیار کی۔ یہی نہیں بلکہ اور بھی دو تین میڈیکل کالجوں میں پرنسپل اسی طرح ایکٹنگ چارج پر لگے ہوئے تھے۔ ان سب کو ہم نے ریگولر کر دیا۔ اب کوئی بھی ایسا پرنسپل نہیں ہے جو ایکٹنگ چارج پر کام کر رہا ہو۔

جناب چیئرمین ، ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب!

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز ، سوال نمبر 1559۔

میڈیکل سٹور میں عدم توجہی کی وجوہات

*1559۔ ڈاکٹر محمد افضل اعزاز ، کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) میڈیکل سٹور ڈپو لاہور میں کتنی مالیت کی ادویات زائد المیعاد ہو چکی ہیں۔ ان ادویات کو کس مقصد کے لیے اور کب خریدا گیا تھا۔ انہیں بروقت استعمال نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ میڈیکل سٹور ڈپو میں Electro Medical Equipment جن میں ایکسرے سے پلانٹس ای سی جی اور دوسری مشینری شامل ہیں پڑے پڑے بے کار ہو چکے ہیں اگر ایسا ہے تو اس مشینری کی کل مالیت کیا ہے اور اس سے جو قومی نقصان ہوا ہے اس کا ازالہ کس طرح کیا گیا ہے؟ 16 (1559) جواب "الف" میں سطر نمبر 3 کو اور اس کے بعد یوں پڑھا جائے۔

"مالی سال 86-1985ء سے 90-1989ء کے دوران خریدا گیا تھا۔ اسی مدت میں خرید کی گئی دوائیوں کی کل مالیت کو مدنظر رکھتے ہوئے زائد المیاد ہونے والی ادوایات کی مالیت تقریباً 1.5 فیصد ہے جو کہ زیادہ نہ ہے۔

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ) ،

(الف) گورنمنٹ میڈیکل سٹور ڈپو میں 1,77,14 '437,48 روپے کی ادویات زائد المیعاد ہو چکی ہیں۔ ان ادویات کو سرکاری ہسپتالوں میں سپلائی کے لیے مالی سال 86-1985ء کے دوران خریدا گیا تھا۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ میڈیکل سٹور میں 70 ایکسرے پلانٹ اپریل 1991ء میں وصول ہوئے تھے جو کہ مختلف اضلاع میں واقع دیہی مراکز صحت کے لیے خریدے گئے تھے یہ تمام ایکسرے پلانٹ متعلقہ مراکز صحت کو جا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ آٹھ عدد ای سی جی مشینیں (موبائل تھری چینل) خریدی گئی تھیں یہ سب مشینیں ہسپتالوں کو بھیجی جا چکی ہیں۔ MSD میں اس وقت موجود مشینری کے سٹاک کی کل مالیت تقریباً 15 کروڑ ہے جو صوبہ پنجاب کے ہسپتالوں کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے زیادہ نہیں ہے۔ 92-1991ء میں MSD نے 16 کروڑ 34 لاکھ روپے کی مشینری صوبہ پنجاب کے ہسپتالوں کو سپلائی کی تھی۔

جناب چیئرمین ، سوال کا جواب پڑھا ہوا متصور ہو گا۔ اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز ، جناب چیئرمین! جواب کے جزو "الف" میں میرا جواب مکمل نہیں ہے۔اس میں میں نے یہ بھی پوچھا ہے کہ انہیں بروقت استعمال نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں اس کا جواب نہیں آیا!

وزیر صحت ، جناب والا! یہ ایک تفصیلی سوال کیا گیا ہے جس میں میڈیکل سٹور ڈپو لاہور کی خریداری کے بارے میں سوال کیا گیا ہے کہ زائد المیعاد ادویات کتنی ہیں تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ مالی سال 86-1985ء سے لے کر 90-1989ء کے دوران خریدی گئی یہ پانچ چھ سال کی ادویات ہیں۔ یہ زائد المیعاد ہونے والی ادویات کا 1.5 فیصد بنتا ہے۔ کیونکہ جو ساری ادویات جو ان پانچ چھ سالوں میں خریدی گئی ہیں ان کی مالیت 1,77,14,437 48 روپے بنتی ہے۔ اس کی جو فیصد نکالی گئی ہے وہ 1.5 ہے۔ یہ شرح قابل قبول ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کروں گا کہ یہ ادویات ضائع نہیں ہوں گی۔ تمام ادویات ہم کمپنی کے ساتھ کیے گئے معاہدے کے مطابق replace کر رہے ہیں اور اب نئے پروگرام کے تحت ہم نے ان کو replace نہیں کرنا بلکہ ان کو موقع پر جلانا ہے اور اس کے بدلے میں ہم نے ادویات لینی ہیں۔

جناب چیئرمین ، کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز ، جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پونے دو کروڑ روپے کی ادویات ضائع ہو چکی ہیں اور وزیر موصوف فرماتے ہیں کہ اس سے کوئی نقصان نہیں ہوا صرف ایک فیصد نقصان ہوا ہے اور حال یہ ہے کہ ہسپتالوں میں لوگوں کو ادویات میسر نہیں ہیں ۔ معمولی دوائی بھی نہیں ملتی اور یہاں پڑے پڑے پونے دو کروڑ روپے کی ادویات ضائع ہو چکی ہیں اس کی وجوہات کیا ہیں اور اس شخص کو جس کی وجہ سے ادویات ضائع ہوئی ہیں اس کو کوئی سزا دی گئی ہے یا اس کو آپ نے مجرم قرار دیا ہے۔

جناب چیئرمین ، وزیر صحت فرما رہے ہیں کہ وہ replace ہو جائیں گی۔ ہم کمپنی سے replacement لے لیں گے۔

وزیر صحت ، جناب سپیکر! میں نے یہ بتایا ہے کہ جتنی ادویات ضائع ہوئی ہیں ان کی ہم replacement لیں گے اور ان ادویات کو ضائع کریں گے تاکہ یہ بازار میں دوبارہ فروخت کے لیے نہ آ جائیں اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ shelf life کا تعین نہیں تھا اور اب ہم نے نئی پالیسی کے تحت اس کی shelf life مقرر کی ہے۔ ہم نے مقامی طور پر خریدی گئی ادویات کے لیے 90 مہینے میعاد رکھی ہے اور درآمد شدہ ادویات کے لیے 80 مہینے رکھی ہے اور ان کو موقع پر ہی ہم جلا دیتے ہیں۔ اب جبکہ ہم نے shelf life تعین کر دیا ہے اس سے یقینی طور پر کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اسی طرح یہ نقصان نہیں ہوا گو یہ قابل استعمال نہیں رہیں۔ ان کو واپس کرنے کا عمل شروع ہو چکا ہے ان ادویات کو ہم ضائع کر دیں گے اور تازہ ادویات جو آئیں گی وہ ہم آگے سپلائی کریں گے۔

جناب فرید احمد پراچہ ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر اس میں کوئی بے قاعدگی نہیں تھی اور یہ قواعد و ضوابط کے مطابق ضائع کر کے replace ہو گئی ہیں تو پھر اس پر آڈٹ اعتراض کیوں ہوا اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے اس کا نوٹس کیوں لیا ہے؟

وزیر صحت ، جناب والا! ان کو ہم نے ضائع کرنا ہے اور یہ پانچ چھ سال کی جتنی بھی میں نے پرچیز بتائی ہے وہ ایک ارب چودہ کروڑ روپے کی ہے۔ اس کا 1.5 ہے جو خراب ہوا ہے۔ میرے ذاتی علم میں ہے کہ محکمہ خوراک میں بھی جہاں بہت ساری گندم خریدی جاتی ہے تو اس میں بھی کسی حد تک گندم ایسی ہے جو lapse ہو جاتی ہے ادویات کے حوالے سے یہ خرابی بہت کم ہے۔ اب جو ہم نے پالیسی بنائی ہے۔ آئندہ اس قسم کی کوتاہی نہیں ہو سکے گی۔

جناب چیئرمین ، ان کا سوال یہ ہے کہ یہ جو اتنے کروڑ نقصان ہوا ہے اور اس پر آڈٹ کا اعتراض ہوا تو کیا یہ واقعی اتنا نقصان ہوا اور کیا آپ اس کی ریکوری کر رہے ہیں یا ادویات کی replacement کر رہے ہیں۔

وزیر صحت ، جناب والا! نقصان اس طرح سے نہیں ہوا کہ یہ تمام ادویات replace ہو رہی ہیں۔ اتنی مالیت کی ادویات وہی کمپنی ہمیں دے گی۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز ، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی تک یہ ادویات ضائع نہیں ہوئیں اور خوامخواہ ایک سٹور میں رکھی ہوئی ہیں۔ اب سٹور میں رکھنے کے بعد یہ replace ہو چکی ہیں یا ابھی ہونی ہیں۔ یہ بات ابھی تک واضح نہیں ہے۔ اگر یہ replace ہو چکی ہیں تو ان کو وہاں کیوں رکھا گیا ہے۔ replace کرنے والوں نے انہیں کیوں نہیں اٹھا لیا۔ اس سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ نہ وہ replace ہوئی ہیں اور نہ اٹھائی گئی ہیں۔

وزیر صحت ، جناب والا! ڈاکٹر صاحب بخوبی جانتے ہیں کہ محکمہ صحت نے بڑے انقلابی فیصلے کیے ہیں۔ ایم ایس ڈی یعنی میڈیکل سٹور ڈپو میں کروڑوں روپے کی purchases ہوتی ہیں اس میں equipments بھی ہوتے ہیں اور medicines بھی ہوتی ہیں۔ جناب والا! ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے آئندہ کے لیے جو پالیسی بنائی ہے اس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ میڈیکل سٹور ڈپو کو ہم کمپیوٹرائز کر رہے ہیں اور آئندہ کے لیے اس قسم کی کوئی غفلت برداشت نہیں کی جائے گی اور جو بھی خریداری ہو گی وہ عین پالیسی کے مطابق ہو گی اور میں اس چیز کی بھی یقین دہانی کراتا ہوں کہ یہ جو ایک کروڑ 77 لاکھ کی ادویات ہیں یہ بالکل ضائع نہیں ہوں گی یہ replace ہوں گی اور سرکاری خزانہ پر کسی قسم کا کوئی بوجھ نہیں پڑے گا۔

چودھری محمد حنیف ، جناب چیئرمین! میں اپنے ضمنی سوال میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وہ ادویات جو out dated ہو چکی ہیں ان کو ہسپتالوں میں بھیجا گیا ہے اور ان ہسپتالوں کے پروفیسر صاحبان نے ان ادویات کو استعمال کرنے سے انکار کر دیا ہے اور پھر باقاعدہ طور پر ان پر ایم ایس کے ذریعے pressure ڈال کر ان زائد المیعاد ادویات کو استعمال کرنے پر مجبور کیا گیا ہے۔

وزیر صحت ، جناب والا! بالکل ایسا نہیں ہوا۔ فاضل رکن کو کسی نے یہ غلط اطلاع دی ہے۔ ہم نے

اپنے سٹور کی جو جانچ پڑتال کی ہے اس کو دیکھا ہے اس کے ریکارڈ کی چیکنگ کی ہے اس چیکنگ کے بعد یہ چیز سامنے آئی ہے۔ اس بارے میں ہمیں کسی ایم ایس کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ملی اور نہ ہی کسی ایم ایس نے ایسی کوئی رپورٹ کی ہے۔

جناب چیئرمین : اگلے سوال کے لیے جو غلام دستگیر لک صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! ان کے ایماء پر ۔ نشان زدہ سوال نمبر 1565 ۔

ہسپتالوں میں مریضوں کو ادویات کی فراہمی

*1565۔ **مہر غلام دستگیر لک** : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ادویات کی پی وی' ایم ایس لسٹ بنائی ہوئی ہے۔ اگر ہاں تو یہ کب سے لاگو کی گئی ہے۔

(ب) آیا یہ درست ہے کہ جب کوئی پروفیسر یا ڈاکٹر مریض کے لیے کوئی ایسی دوا تجویز کرتا ہے جو پی وی' ایم سی لسٹ میں شامل نہیں ہوتی تو وہ دوائی ہسپتال سے مہیا نہیں کی جاتی۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ وزراء اور بیورو کریٹس متذکرہ لسٹ سے مستثنیٰ ہیں اور انہیں ہر قسم کی دوائیاں فراہم کی جاتی ہیں مگر ایم پی اے حضرات اور دیگر عام ملازمین کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ اگر جواب ہاں میں ہو تو حکومت کی اس دو عملی پالیسی کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ) :

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے ادویات کی نئی پی وی' ایم ایس لسٹ تیار کی اور جون 1990ء میں اس لسٹ کو نافذ کیا گیا۔

(ب) ہسپتالوں سے مریضوں کو وہ ادویات مہیا کی جاتی ہیں جو پی وی ۔ ایم ایس لسٹ میں شامل ہیں۔

(ج) حکومت نے ایسی کوئی ہدایت جاری نہ کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! اس سوال کے جزو (ج) کا جواب واضح طور پر نہیں دیا گیا۔ جناب والا! جزو (ج) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ آیا یہ درست ہے کہ وزراء اور بیورو کریٹس متذکرہ لسٹ سے مستثنیٰ ہیں

اور انہیں ہر قسم کی دوائیاں فراہم کی جاتی ہیں مگر ایم پی اے حضرات اور دیگر عام ملازمین کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ جبکہ اس کے جواب میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ حکومت نے ایسی کوئی ہدایات جاری نہ کی ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ اس بارے میں کوئی definite بات بتائیں کہ آیا یہ بات درست ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین : وزیر صحت صاحب! آپ ارشاد فرمائیے۔

وزیر صحت : جناب والا! یہ ایک پالیسی ہے اور اس پالیسی کے تحت پی وی ایم ایس لسٹ کے مطابق ہی سپلائی ہو سکتی ہے اور محکمہ کی طرف سے کوئی کسی قسم کی standing instructions نہیں ہیں کہ ایم پی اے حضرات' وزراء صاحبان یا بیورو کریٹس اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔ قطعی طور پر ہماری کوئی ایسی standing instructions نہیں ہیں۔ تمام کی تمام ادویات ہمیں پی وی ایم ایس لسٹ کے مطابق سپلائی کرنا ہوتی ہیں۔ یعنی جو ادویات پی وی ایم ایس لسٹ کے اندر ہیں وہی ہمیں سپلائی کرنا ہوتی ہیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب سپیکر! یہ لسٹ بنانے کی کیا ضرورت پیش آئی ہے؟ یہ جو پی وی۔ ایم ایس لسٹ بنائی گئی ہے یہ کیوں بنائی گئی ہے؟ جو ادویات ڈاکٹر لکھ کر دیتے ہیں وہ ادویات تو سٹور یا گورنمنٹ کے ادارے سے ملنی چاہئیں۔ لہذا اس لسٹ کے بنانے کا کیا مقصد ہے۔

وزیر صحت : جناب والا! یہ لسٹ اس لیے بنائی گئی ہے کہ چونکہ unlimited medicines کی purchases ہوا کرتی تھی اور یہ جو پی وی ایم ایس کی منظور شدہ لسٹ ہے اس کے مطابق ہی ہم اپنے ایم ایس ڈی (میڈیکل سٹور ڈپو) میں purchase کرتے ہیں اور اگر اس کو ہم unlimited کر دیں تو پھر اس کی purchase صحیح طریقے سے نہیں ہو سکے گی۔ اس کو ہم look after صحیح طور پر نہیں کر سکیں گے۔ اس کی چوری اور اس کے غلط استعمال کی دیکھ بھال صحیح معنوں میں نہیں ہو سکے گی اور یہ پی۔وی' ایم ایس لسٹ ہم نے چودہ سپیشلسٹ پروفیسر صاحبان کی آراء لینے کے بعد فائنل کی ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحبان جو نسخہ لکھ کر دیتے ہیں' ان ادویات کا جو اس نسخہ میں لکھی ہوتی ہیں پی وی ایم ایس لسٹ میں ذکر تک نہیں ہوتا۔ اور اگر واقعی یہ پی وی ایم ایس لسٹ سپیشلسٹ پروفیسر صاحبان نے بنا کر دی ہے تو ڈاکٹر صاحبان

ایسی ادویات کیوں لکھ کر دیتے ہیں جو اس لسٹ میں شامل نہیں ہوتیں۔ کیا یہ مریضوں کو پریشان کرنے کے لیے ایسی ادویات لکھ کر دیتے ہیں۔

وزیر صحت، جناب والا! بعض ادویات کے نام مختلف ہوتے ہیں' ان کی کمپنیز مختلف ہوتی ہیں۔ زیادہ تر ڈاکٹر اس لسٹ کے مطابق ہی ادویات لکھ کر دیتے ہیں اور اگر کوئی اس لسٹ سے ہٹ کر لکھتا ہے تو ہمیں اپنی پالیسی کے مطابق ہی سپلائی کرنا ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین، اگلے سوال کے لیے جناب ممتاز علی چودھری۔

جناب ممتاز علی چودھری، نشان زدہ سوال نمبر 1577

شیخ زید ہسپتال میں علاج معالجہ کی سہولیات کی وضاحت

*1577-**جناب ممتاز علی چودھری،** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

آیا شیخ زید بن سلطان ہسپتال کا حکومت کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو سرکاری ملازمین اور عوامی نمائندگان کو وہاں علاج معالجہ کی سہولتیں فراہم نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں۔ اگر جواب نفی میں ہو تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)،

(الف) شیخ زید بن سلطان ہسپتال کا حکومت پنجاب سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ ہسپتال وفاقی حکومت کے زیر نگرانی ایک خود مختار ادارہ کے طور پر کام کر رہا ہے۔ جب کہ صوبہ پنجاب کے ملازمین اور عوامی نمائندگان (صوبہ پنجاب) کو صوبائی حکومت کے زیر انتظام قائم شدہ ہسپتالوں سے سرکاری طور پر علاج کی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔

جناب چیئرمین، سوال نمبر 1577 کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔اس بارے میں کوئی ضمنی سوال؟

جناب ممتاز علی چودھری، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ شیخ زید بن سلطان ہسپتال وفاقی حکومت کے زیر انتظام ہے' اس میں پنجاب کے کسی سرکاری ملازم یا عوامی نمائندہ کو علاج کا حق کیوں حاصل نہیں ہے۔ یعنی پنجاب کے سرکاری ملازمین یا عوامی نمائندے اس ہسپتال سے علاج معالجہ کی سہولیات کیوں حاصل نہیں کر سکتے۔

وزیر صحت، جناب والا! اس سوال کا صحیح جواب تو مرکزی حکومت کے وزیر صحت ہی دے سکتے ہیں

لیکن چونکہ ہمارے پاس اپنے صوبے میں ایسی سہولیات موجود ہیں اس لیے ہم اس پر پریس نہیں کرتے۔ اور اگر معزز رکن اس سوال کا صحیح جواب چاہتے ہیں تو مرکزی حکومت کے وزیرصحت سے رابطہ کریں کیونکہ وہی اس کا صحیح جواب دے سکیں گے۔ اس ہسپتال سے صوبائی محکمہ صحت پنجاب کا کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب ممتاز علی چودھری، جناب سپیکر! کیا وفاقی حکومت کے ملازمین کو بھی اس ہسپتال سے علاج معالجہ کی سہولیات حاصل نہیں ہیں؟

جناب چیئرمین، چودھری صاحب! چونکہ یہ ہسپتال مرکزی حکومت کے زیر انتظام ہے لہذا جو وفاقی حکومت کے ملازمین ہیں وہ اس ہسپتال کی سہولیات سے مستفید ہو سکیں گے۔ اگلے سوال کے لیے ڈاکٹر سید وسیم اختر۔

جناب فرید احمد پراچہ، ان کے ایما پر۔ سوال نمبر 1591

ادویات میں خورد برد کی تحقیقات

*1591-ڈاکٹر سید وسیم اختر، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تقریباً چھ ماہ قبل وزیراعلیٰ پنجاب نے میڈیکل سٹور ڈپو لاہور میں چھاپہ مارا اور ادویات میں خوردبرد اور غیر معیاری ادویات کا ایک سکینڈل پکڑا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس چھاپے کے نتیجہ میں کچھ افسران معطل بھی کیے گئے۔ اگر ایسا ہے تو کن کن افسروں اور اہل کاروں کو معطل کیا گیا ہے اور اب تک انکوائری کے بعد کن کن افسران اور اہل کاران کو سزا دی گئی ہے؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)،

(الف) درست یہ ہے درحقیقت وزیراعلیٰ پنجاب نے محکمہ صحت کے دفتر کا دورہ کیا تھا۔ اور ادویات کی خرید کے متعلقہ ریکارڈ کا معائنہ کیا تھا۔

(ب) درست نہ ہے۔ دفتر کے ریکارڈ کے معائنہ کے بعد وزیراعلیٰ پنجاب نے انکوائری کا حکم دیا تھا اور ابتدائی انکوائری کے بعد کچھ افسران /اہل کاران کو جبری رخصت پر بھیج دیا گیا تھا۔ آتھورائزڈ آفیسر نے انکوائری مکمل کر کے پانچ افسران/اہل کاران کا کیس وزیراعلیٰ پنجاب

کو برائے ضروری حکم بھیج دیا ہے جب کہ بقایا چار افسران کو (ای اینڈ ڈی) رولز کے تحت سزائیں دے دی گئی ہیں۔

-1 افسران جن کا کیس حتمی فیصلہ کے لیے وزیراعلیٰ کے پاس ہے۔

(1) ڈاکٹر مظاہر علی ہاشمی۔
سابقہ ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ سروس' پنجاب۔

(2) چودھری ریاض احمد' سابقہ ایڈیشنل سیکرٹری (جنرل)
محکمہ صحت پنجاب' لاہور۔

(3) اعجاز بھٹی سابقہ ڈپٹی سیکرٹری (پرچیز) محکمہ صحت' پنجاب۔

(4) حق نواز ملک' سابقہ ڈویژنل ڈرگ انسپکٹر۔

(5) عبدالرشید صدیقی' سابقہ سپریٹنڈنٹ' ڈی۔جی۔ایچ۔ایس آفس۔

-2 وہ افسران جنہیں سزا دی گئی۔

(1) ڈاکٹر مشتاق احمد' سابقہ ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز۔

(2) ڈاکٹر وجیہہ الحسن' سابقہ آفیسر انچارج' میڈیکل سٹور ڈپو۔

(3) ڈاکٹر کلیم الدین' سابقہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر' شیخوپورہ۔

(4) شوکت نبی ملک' سابقہ سیکشن آفیسر (پرچیز سیل)۔

جناب چیئرمین: سوال نمبر 1591 کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ اس بارے میں کوئی ضمنی سوال؟ اس پر کوئی صاحب ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتے۔ اگلے سوال کے لیے چودھری محمد اسلم کائرہ صاحب۔ چودھری محمد اسلم کائرہ صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ اگلے سوال کے لیے ممتاز علی چودھری صاحب۔

حلقہ پی پی۔ 109 کے مراکز صحت کی تفصیلات

*1606-چودھری سکندر حیات ملہی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ نمبر پی پی -109 میں کتنے دیہی اور بنیادی مراکز صحت قائم کیے گئے اور ان میں سے کتنے کام کر رہے ہیں۔

(ب) کتنے مراکز اور ہسپتالوں کو بجلی کے کنکشن دیے گئے ہیں جن کو نہیں دیے گئے اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) ہسپتالوں میں کتنے ڈاکٹر، دائیاں اور ڈسپنسر کام کر رہے ہیں۔ ادویات کی صورت حال کیا ہے۔ نیز اگر ڈاکٹر، دائیوں اور ڈسپنسروں کی اسامیاں خالی ہیں تو اس کی وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)؛

(الف) حلقہ نمبر پی پی 109 میں دس بنیادی مراکز صحت کام کر رہے ہیں۔

(ب) دس بنیادی مراکز صحت میں سے تین مراکز صحت میں بجلی موجود ہے تین مراکز صحت کی رقم واپڈا کو ادا کر دی گئی ہے تاحال بجلی کی فراہمی نہیں ہوئی جب کہ بقایا چار مراکز صحت کو اسی سال بجلی فراہم کرنے کا منصوبہ ہے۔

(ج) حلقہ پی پی 109 کے تمام ہسپتالوں (بنیادی مراکز صحت) میں ڈاکٹر تعینات ہیں۔ اور انہیں مراکز میں مڈ وائف /دائیاں بھی کام کر رہی ہیں۔ بنیادی مراکز صحت قلعہ کاروالہ کے علاوہ تمام مراکز میں ڈسپنسر بھی تعینات ہیں۔ ڈسپنسر کی خالی اسامی پر تعیناتی کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ حلقہ پی پی 109 کے تمام ہسپتالوں و بنیادی مراکز صحت میں ادویات کی صورت حال تسلی بخش ہے۔

بدر منیر عالم کی بحالی

*1639-چودھری محمد اسلم کائرہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم میرے نشان زدہ سوال نمبر 1153 جس کا جواب ایوان میں 27 مئی 1992ء کو دیا گیا تھا کے حوالہ سے بیان فرمائیں گے کہ۔

جب کہ محکمہ قانون اور محکمہ سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن کی یہ حتمی رائے موصول ہو چکی ہے کہ سینئر سول جج کا فیصلہ حتمی ہے تو پھر بدر منیر عالم کی بحالی میں کیا چیز رکاوٹ ہے اور حکومت کب تک اس کو بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)؛

بدر منیر کو محکمہ صحت میں ملازمت پر بحیثیت ہیلتھ ایجوکیٹر بحال کر دیا گیا ہے۔

جناب ممتاز علی چودھری، سوال نمبر 1640 ۔

دوسرے صوبہ کے ڈومیسائل رکھنے والوں کی تعیناتی

*1640-جناب ممتاز علی چودھری، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سندھ کا ڈومی سائل رکھنے والے ڈاکٹر یا پروفیسر جو پنجاب پبلک سروس کا سلیکٹی بھی نہ ہو پنجاب کے کسی

(ب) کیا صوبہ سندھ کا ڈومی سائل رکھنے والا ڈاکٹر بھی پنجاب میں کنٹریکٹ پر ملازمت کر سکتا ہے؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)،

(الف) جی نہیں۔ پنجاب سول سرونٹ ایکٹ 1972ء کے رول 2(B-I) کے تحت صرف صوبہ پنجاب سے تعلق رکھنے والا شخص ہی صوبہ پنجاب میں سرکاری ملازمت حاصل کر سکتا ہے۔

(ب) جی ہاں۔

جناب چیئرمین: سوال نمبر 1640 کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ اس بارے میں کوئی ضمنی سوال؟

جناب ممتاز علی چودھری، جناب سپیکر! سوال کا جو جواب دیا گیا ہے اس جواب کے جزو (الف) اور (ب) میں تضاد ہے جز (الف) میں لکھا ہے کہ "جی نہیں۔ پنجاب سول سرونٹ ایکٹ 1972ء کے رول 2 (بی۔ 1) کے تحت صرف صوبہ پنجاب سے تعلق رکھنے والا شخص ہی صوبہ پنجاب میں سرکاری ملازمت حاصل کر سکتا ہے" جب کہ جزو (ب) میں کہا ہے کہ کنٹریکٹ پر بھی رکھا جا سکتا ہے جناب والا! یہ تضاد کیوں ہے۔

جناب چیئرمین، چودھری صاحب اپنے ضمنی سوال کو دہرا دیجئے۔

جناب ممتاز علی چودھری، جناب سپیکر! میں نے سوال یہ کیا تھا کہ سندھ کا ڈومی سائل رکھنے والا ڈاکٹر یا پروفیسر جو پنجاب پبلک سروس کا سلیکٹی بھی نہ ہو پنجاب کے کسی انسٹی ٹیوٹ یا کسی سرکاری محکمہ میں ملازمت کر سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جی نہیں' پنجاب سول سرونٹ ایکٹ 1972ء کے رول 2(B-1) کے تحت صرف صوبہ پنجاب سے تعلق رکھنے والا شخص ہی صوبہ پنجاب میں سرکاری ملازمت حاصل کر سکتا ہے اور میں نے اپنے سوال جزو (ب) میں یہ پوچھا تھا کہ کیا صوبہ سندھ کا ڈومی سائل رکھنے والا ڈاکٹر بھی پنجاب میں کنٹریکٹ پر ملازمت کر سکتا ہے؟ اس کا جواب دیا گیا کہ "جی ہاں" جناب سپیکر، پھر یہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کا جو ادارہ ہے جو کہ حکومت پنجاب کا

ایک بہت بڑا ادارہ ہے اور اس پر بہت زیادہ اخراجات حکومت کے اٹھ رہے ہیں اس کی کیا ضرورت ہے؟

وزیر صحت، جناب والا! یہ ایک بڑا خوبصورت سوال ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی بات نہیں ہو رہی بلکہ پنجاب سول سرونٹس ایکٹ کی بات ہو رہی ہے اور ملازمین اس ایکٹ کے مطابق بھرتی کیے جاتے ہیں۔ کنٹریکٹ اور ایکٹ میں فرق ہے۔ کنٹریکٹ جو ہے وہ کسی کو بھی دیا جا سکتا ہے۔ چاہے کوئی پنجاب کا ڈومی سائل رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو لیکن جو ملازمت ہے وہ صرف اس ایکٹ کے مطابق ہی ملے گی اور اس ایکٹ کے مطابق ملازمت کے لیے پنجاب کا ڈومی سائل ہونا ضروری ہے۔

جناب چیئرمین، کوئی اور ضمنی سوال؟ ۔۔ کوئی نہیں۔

جناب چیئرمین، جی اگلے سوال کے لیے چودھری محمد حنیف۔

چودھری محمد حنیف، سوال نمبر 1643

ائیر کنڈیشنگ پلانٹ کی تنصیب کے لیے اقدامات

*1643-**چودھری محمد حنیف،** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال راولپنڈی میں ایک عرصہ سے ائر کنڈیشنر پلانٹ موجود ہیں لیکن اب تک مشینری کی تنصیب نہیں کی گئی۔

(ب) کیا ائر کنڈیشنر کی تنصیب کے لیے کوئی رقم 93-1992ء میں مختص کی گئی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب نفی میں ہے تو کب تک حکومت یہ رقم فراہم کر کے ائر کنڈیشنر کی مشینری نصب کرانے کو تیار ہے؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔ حبیب بنک لمٹیڈ نے دو استعمال شدہ پرانے ائیر کنڈیشنگ پلانٹ مورخہ 12 جون 1990ء کو بطور عطیہ دیے۔ ان کی تنصیب کے لیے محکمہ تعمیرات عامہ سے رجوع کیا گیا۔ انہوں نے ان کی تنصیب کے لیے چھ لاکھ 60 ہزار روپے کا تخمینہ پیش کیا اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ان کا چلانا بہت مہنگا ہو گا۔ انہوں نے تجویز کیا کہ

پرانے ایئر کنڈیشنگ پلانٹ کی تنصیب کی بجائے یہ بہتر ہو گا کہ انہیں فروخت کر دیا جائے اور اس سے ملنے والی رقم سے نئے ایئر کنڈیشنرز خرید لیے جائیں۔ محکمہ صحت نے اس تجویز سے اتفاق کیا ہے اور اس ضمن میں ضروری کارروائی کی جا رہی ہے۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) اس کا جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

جناب چیئرمین: پڑھا گیا تصور ہو گا۔ کوئی ضمنی سوال ہے۔

سوال نمبر 1643 پہ ضمنی سوالات

چودھری محمد حنیف: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اڑھائی تین سال کا عرصہ گزر گیا ہے کہ ایک بنک ہسپتال میں ائرکنڈیشن لگانے کے لیے donate کرتا ہے اور اس کی انتہائی ضرورت ہے لیکن اس پر کوئی کارروائی نہ کرنے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ وہ ایک ضرورت کے تحت خدمت کے طور پر ہسپتال کو دیتے ہیں اور اب جو جواب دیا گیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ وہ ممکن نہیں تو اس پر ابھی تک کیوں کوئی عمل نہ کیا گیا اور اگر اسے فروخت ہی کرنا تھا تو کوئی نیا ائر کنڈیشن لگا دیا جاتا۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! معزز رکن ضمنی سوال دہرا دیں۔

جناب چیئرمین: ایک دفعہ پھر سوال دہرا دیں۔ آپ کا سوال کیا ہے؟

چودھری محمد حنیف: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اڑھائی تین سال کا عرصہ بیت گیا' خاصی مہنگی مشینری کا جو پلانٹ بنک ہسپتال کے لیے donate کر رہا ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اڑھائی تین سالوں میں اس پر کوئی کارروائی کیوں نہیں کی گئی۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب کہہ رہے ہیں کہ حبیب بنک air condition donate کرنا چاہتا ہے اور گورنمنٹ انکار کر رہی ہے۔

چودھری محمد حنیف: لیٹ کر دی ہے اور وہ وہاں پڑے خراب ہو رہے ہیں۔

وزیر صحت: جناب والا! اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ یہ دو پلانٹ ائر کنڈیشن کے پندرہ پندرہ ٹن کے ہیں' اور یہ جون 1990ء میں ملے ہیں تین سال نہیں ہوئے ابھی دو سال اور کچھ ماہ اوپر ہونے

ہیں لیکن ہم نے اس کو قاعدے کے مطابق لگانا ہے محکمہ صحت کے افسروں نے یا ہم نے نہیں لگا دینا اس کے لیے دوسرا محکمہ ہے اور باقاعدہ ہم نے ان سے ایک رپورٹ منگوائی انہوں نے اس رپورٹ میں بتایا کہ اس پر 6 لاکھ 60 ہزار روپے خرچ آئے گا اور اس کے بعد انہوں نے بتایا کہ لگنے کے بعد یہ صحیح feasible نہیں ہو گا بہتر یہی کہ جو یہ donation دی گئی ہے ہم اس کو dispose of کر دیں اس کو sale کر دیں اور نیا پلانٹ لگائیں۔

چودھری محمد حنیف: جناب سپیکر! کیا یہ درست نہیں ہے کہ ہسپتال کے ایم ایس نے کئی بار ڈیمانڈ کی ہے کہ ہمیں پیسے دیے جائیں تاکہ ہم یہ ائر کنڈیشن لگائیں لیکن محکمے کی طرف سے فنڈز نہ دینے کی وجہ سے وہ ابھی تک block پڑے ہیں اور رپورٹ یہ دی گئی کہ ان کو بیچ دیا جائے۔

وزیر صحت: جناب والا! اس کا تفصیلاً جواب دے دیا گیا ہے لیکن محکمے نے جہاں یہ دیکھنا ہے کہ اس چیز کی ضرورت ہے وہاں ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ محکمے کا کوئی پیسہ ضائع نہ ہو تو اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پرانوں کی بجائے نئے لگا دیں اور جو میں نے معلومات حاصل کی ہیں وہ یہ ہیں کہ پرانوں پر صرف بجلی کا خرچہ 6 لاکھ 60 ہزار ہے تو ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ کون سی چیز feasible ہے۔

چودھری محمد حنیف: جناب سپیکر! میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا انہوں نے بنک سے رابطہ کیا ہے کہ جنہوں نے خاصی مہنگی مشینری donate کی ہے ان سے رابطہ کرتے اور ان کو بیچنے کے بعد نیا ائر کنڈیشن کب تک لگوا دیں گے؟ جناب والا! یہ ائر کنڈیشن اپریشن تھیٹر میں لگنے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس کا مکمل جواب آیا ہوا ہے۔

چودھری محمد حنیف: جناب سپیکر! یہ جواب درست نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: محکمہ صحت نے اس تجویز سے اتفاق کیا ہے اور اس ضمن میں ضروری کارروائی کی جا رہی ہے۔

چودھری محمد حنیف: جناب سپیکر! یہ کارروائی اڑھائی سال سے ہو رہی ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اور کتنے سال لگیں گے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر صحت کتنا وقت اور لگے گا؟

وزیر صحت، جناب والا! سال نہیں لگیں گا مہینے لگے گے ویسے فاضل رکن نے جو ایم ایس کے بارے میں فرمایا ہے ہم نے جو basic معلومات لینی ہوتی ہیں یہ انہی افسران سے لینی ہوتی ہیں جس ادارے سے بات کی جاتی ہے ان سے تو پہلی رابطہ ہوا انہوں نے ہمیں یہ رپورٹ دی اور محکمے نے بھی اس کو examine کیا کہ واقعی یہ بات درست ہے۔ ہم نے باقاعدہ اپنے ایم ایس سے رابطہ کیا۔

جناب چیئرمین، اگلے سوال کے لیے چودھری محمد حنیف صاحب۔

چودھری محمد حنیف، سوال نمبر 1645

انسانی لاش کی بے حرمتی

*1645-**چودھری محمد حنیف،** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سول ہیڈ کوارٹر ہسپتال راولپنڈی میں ایک لاوارث لاش مارچ / اپریل 1992ء میں کئی دنوں تک پڑی رہی۔ جس کی بدبو ناقابل برداشت حد تک پھیل گئی مگر اسے متعلقہ افسران کے سپرد نہ کیا گیا۔

(ب) اگر جزو (الف) کو جواب اثبات میں ہے تو اس واقع کا ذمہ دار کون تھا۔ کیا انسانی لاش کی اس طرح بے حرمتی جائز ہے۔ اس سلسلے میں حکومت متعلقہ افراد کے خلاف کوئی انکوائری کر رہی ہے؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)،

(الف) مارچ/اپریل عید کی چھٹیوں کے دوران ایک لاوارث مریض نیوروسرجی وارڈ میں شدید ضربات کی وجہ سے داخل ہوا تھا۔ جس کو بچانے کی سخت کوشش کی گئی لیکن وہ جانبر نہ ہو سکا۔ اس کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے ائر کنڈیشن مردہ خانہ میں رکھوا دیا اور ساتھ ہی متعلقہ پولیس کو اطلاع کی گئی۔ جنہوں نے پوسٹ مارٹم کے بعد لاش کو متعلقہ افراد کے حوالے کر دیا۔

(ب) جہاں تک لاش کی بے حرمتی کا سوال ہے یہ الزام بے بنیاد ہے پوسٹ مارٹم پولیس کارروائی کے بغیر نہیں کیا جا سکتا جس کی وجہ سے تاخیر ہوئی اس کے باوجود تمام میڈیکل آفیسروں کو سخت تنبیہ کی گئی ہے کہ آئندہ ایسا واقعہ رونما نہ ہونے پائے۔

جناب چیئرمین: پڑھا ہوا تصور ہو گا' کوئی ضمنی سوال ہے۔ سوال نمبر 1645 پہ ضمنی سوالات

چودھری محمد حنیف: اس سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ ہسپتال میں اس لاش کو فوری طور پر پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔ یہ جواب بالکل غلط ہے اور اس پر میں تحریک استحقاق پیش کرنے کا بھی حق رکھتا ہوں راولپنڈی کے شہریوں نے باقاعدہ جلوس نکالا اور جب اس لاش کی بدبو پورے ہسپتال میں پھیلنا شروع ہو گئی تو اس کے بعد احتجاج کرنے پر پولیس وہ لاش لے کر گئی اور اس پر کسی نے کوئی کان نہیں دھرا۔ وہاں پر ائر کنڈیشن قطعاً کام نہیں کر رہا اور نہ ہی وہ لاش ریفریجیٹر میں رکھی گئی بلکہ کئی دنوں تک وہ لاش open پڑی رہی اور کسی نے توجہ نہیں دی یہ جواب بالکل غلط ہے۔

جناب چیئرمین: آپ نے سوال کرنے سے پہلے ہی فیصلہ کر لیا ہے اب وزیر صحت کیا جواب دیں گے پہلے آپ سوال کریں آپ کا سوال کیا ہے؟

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! سوال اس میں یہ ہے کہ جزو الف میں کہا گیا ہے کہ اس میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا اور متعلقہ پولیس کو اطلاع دی گئی' پوسٹ مارٹم کے بعد لاش کو متعلقہ افراد کے حوالے کیا گیا (جزوب) میں کہا گیا ہے کہ تمام میڈیکل آفیسروں کو سخت تنبیہہ کی گئی کہ آئندہ ایسا واقعہ رونما نہ ہونے پائے۔ یہ کیا تضاد ہے؟ اگر کوئی واقعہ قواعد و ضوابط کے خلاف نہیں ہوا تو کس بات پر تنبیہہ کی گئی ہے اور کون سا واقعہ آئندہ نہ ہونے کے لیے کہا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں انہوں نے یہ تو نہیں کہا کہ کوئی واقعہ نہیں ہوا اس کا جواب تو بڑا واضح ہے انہوں نے یہ نہیں کہا کہ کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

جناب فرید احمد پراچہ: نہیں جی' یہ کہا گیا ہے کہ یہ بے حرمتی کا سوال ہے یہ الزام بے بنیاد ہے اس کی تردید کی گئی ہے جب کہ دوسری طرف یہ کہا گیا ہے کہ میڈیکل افسروں کو سخت تنبیہہ کی گئی ہے کہ آئندہ ایسا واقعہ رونما نہ ہو تو یہ کس بات پر سخت تنبیہہ کی گئی ہے کہ کون سا واقعہ دوبارہ رونما نہ ہو۔

وزیر صحت: جناب والا! یہ میڈیکل افسران کو یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ اس طرح کا کوئی واقعہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ انسانی معاملہ ہے تو اس پہ ہم نے اپنے ایک standing orders کو دوبارہ repeat کیا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ پوسٹ مارٹم میں کتنے دن کی تاخیر ہوئی۔

وزیر صحت، اس کے لیے fresh question ہو گا۔

جناب فرید احمد پراچہ، یہ relevant ہے کوئی fresh question نہیں بنتا سوال میں بھی موجود ہے جواب میں بھی یہ بات موجود ہے اور ان کو یہ بتانے کے لیے تیار ہونا چاہیے کہ پوسٹ مارٹم میں کتنے دنوں کی تاخیر ہوئی ہے۔

چودھری واجد علی خان، جناب سپیکر! میں محترمہ فوزیہ بہرام کو ٹیکنیکل سوال پوچھنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔

محترمہ فوزیہ بہرام، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے دوسرا ضمنی سوال پوچھ سکتی ہوں۔

جناب چیئرمین، جی ہاں۔

چودھری شوکت داؤد، (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! وقفہ سوالات ہی ہمارے پاس ایک ایسا راستہ ہوتا ہے کہ کوئی چیز منظر عام پر لائیں جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ یہ واقعہ راولپنڈی کے اخبارات میں بھی آیا تھا اور اس جواب سے یہ چیز واضح ہو رہی ہے کہ اس ایوان کو غلط جواب دیا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس جواب سے نہ صرف ممبر کا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ اس ایوان کا استحقاق بھی مجروح کیا جا رہا ہے میری یہ گزارش ہے کہ اس واقعہ کے سلسلے میں تحقیقات ہونی چاہیے اور اگر محکمہ نے غلط جواب دیا ہے تو اس کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ وزیر صحت اس کا جواب دیں گے۔

وزیر صحت، جناب والا! اس سلسلے میں یہ عرض ہے کہ ہم سے جو سوال کیا جائے گا ہم نے اس کا جواب دینا ہے تو جو سوال کیے گئے ہیں اس کے مطابق ہم جواب دیں گے اور میرا خیال ہے کہ اگر کوئی fresh question کرنا ہو تو وہ کیا جا سکتا ہے اس میں کوئی رکاوٹ نہیں لیکن جو سوال کیے گئے ہیں ان کے مطابق ہم جواب دیں گے۔

محترمہ فوزیہ بہرام، جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میں یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گی کہ جس طرح آپ نے فرمایا کہ دنوں کی تاخیر معلوم کرنے کے لیے fresh question دینا چاہیے۔ ٹھیک ہے، میں

ان سے دوسرا سوال یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ وزیر موصوف اور ان کے محکمے کے علم میں ہے کہ مسلمانوں کو لاش جلد از جلد دفنانے کا حکم ہے اور جو ان کے متعلقہ آدمی ہیں جنہوں نے اس پوسٹ مارٹم میں تاخیر کی ہے وہ نہ صرف اخلاقی بلکہ مذہبی جرم کے مرتکب ہوئے ہیں کیا یہ ان کے علم میں ہے؟ میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گی۔

وزیر صحت، جناب والا! میں نے جزو (ب) میں بڑا واضح جواب دیا ہے کہ ہم نے پوسٹ مارٹم باقاعدہ پولیس کی رپورٹ کے بعد کرایا تو ہماری طرف سے قطعاً کوئی تاخیر نہیں ہوئی لیکن جو قانون بنا ہوا ہے ہم نے اس کے مطابق آگے چلنا ہے اس میں بڑا واضح ہے کہ پولیس رپورٹ کے بعد ہم اس کا پوسٹ مارٹم کریں۔

جناب چیئرمین، سوال یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس کے باوجود میڈیکل افسروں کو سخت تنبیہہ کی گئی تو وہ پوچھ رہے ہیں کہ پھر کس قسم کی تنبیہہ کی گئی۔

وزیر صحت: جناب والا! میں نے تو پہلے اس کا جواب دے دیا تھا آپ پھر اس کو revise کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں نے یہ کہا تھا کہ ہم نے جو ان کو تنبیہہ کی ہے وہ ہم نے اپنے standing orders کو repeat کیا ہے کہ جونہی پولیس رپورٹ آئے فوری طور پر پوسٹ مارٹم ہو جانا چاہیے اس میں کسی قسم کی تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ اس کے بارے میں میں نے عرض کیا تھا۔

محترمہ فوزیہ بہرام، (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! میں نے وزیر موصوف سے دو سوال پوچھے ہیں اور یہ دونوں سوال انتہائی اہمیت کے تھے مجھے دونوں سوالوں کا جواب نہیں ملا "سوال گندم جواب چنا" بہرحال میں خاموش ہو جاتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ ایسے واقعہ پر وزیر موصوف یہ یقین دہانی کرائیں کہ آئندہ ایسے واقعات کا یہ سختی سے نوٹس لیں گے اور کم از کم ان کے محکمے کے ہسپتال جو پوسٹ مارٹم سے متعلقہ ہیں ان کو ہدایت کریں کہ اس قسم کا کوئی واقعہ آئندہ رونما نہ ہونے پائے۔

جناب چیئرمین، اگلا سوال جناب محمد بشارت راجہ۔

جناب محمد بشارت راجہ، سوال نمبر 1672 (طبع شدہ جواب پیش کیا گیا)

راولپنڈی میں مراکز صحت کی تعداد

*1672-**جناب محمد بشارت راجہ،** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع راولپنڈی کی تحصیل گوجر خان میں کل کتنے صحت کے مر کز قائم کیے گئے ہیں۔ اور ان میں بچوں کو ابتدائی طبی سہولیات میسر کی گئی ہیں۔

(ب) متذکرہ مراکز کے افراد دیہاتوں میں جا کر بچوں کو حفاظتی ٹیکے لگانے کے لیے کتنے عرصہ کے بعد جاتے ہیں۔ نیز ان مر کزوں کے نام اور کام کرنے والے افراد کے نام اور پتہ جات کیا ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)،

(الف) ضلع راولپنڈی کی تحصیل گوجر خان میں دیہی مراکز صحت کی تعداد تین ہے۔ جب کہ بنیادی مراکز صحت کی تعداد 28 ہے ان میں دو مراکز زیرتعمیر ہیں۔ ان تمام مراکز صحت میں بچوں کے لیے طبی سہولتیں موجود ہیں۔

(ب) متذ کرہ گاؤں میں کام کرنے والے افراد ہر ماہ ہر گاؤں میں جا کر ایک دن بچوں اور حاملہ عورتوں کو حفاظتی ٹیکے لگائے جاتے ہیں ان مرکزوں کے نام اور کام کرنے والے افراد اور پتہ جات کی فہرست منسلک ہے۔

نمبر شمار	نام	یونین کونسل	پتہ
-1	امجد محمود	مندرہ	رورل ہیلتھ سنٹر مندرہ تحصیل گوجر خان
-2	خورشید احمد	گفیگسریلہ	رورل ہیلتھ سنٹر مندرہ تحصیل گوجر خان
-3	عبدالرحمن	سانگ	پبلک ہیلتھ یونٹ سانگ تحصیل گوجر خان
-4	عزیز الرحمن	سکھو	پبلک ہیلتھ یونٹ سکھو تحصیل گوجر خان
-5	صغیر احمد	مو نگل	تحصیل گوجر خان
-6	وحید انجم	منگھوٹ	بجہ تحصیل گوجر خان
-7	شاہد محمود	جاتلی	جاتلی تحصیل گوجر خان
-8	الفت حسین دیوی	راماے	" "
-9	طارق محمود	بیگرال	راماے " "
-10	محمد اسحاق	سید میراں	راماے " "
-11	محمد اشرف	راماں	ڈھونگ " "
-12	بابر حنیف	نڑالی	رورل ہیلتھ سنٹر موتالہ تحصیل گوجر خان

-13	نثار احمد خان	دولتالہ	پبلک ہیلتھ یونٹ سسرال تحصیل گوجر خان
-14	محمد یوسف	کینٹ خلیل	" " کومسر تحصیل گوجر خان
-15	ظہور احمد	کوتریلہ	
-16	شمس الحق	جرموٹ	کلاں پبلک ہیلتھ یونٹ جرموٹ کلاں تحصیل گوجر خان
-17	طارق محمود	کھانہ	" " کھانہ تحصیل گوجر خان
-18	اشتیاق احمد	کرینٹ الیاس	پبلک ہیلتھ یونٹ سکھیو تحصیل گوجر خان
-19	عبدالوحید	ماجکیالہ	اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر گوجر خان
-20	لیاقت جاوید	جنڈ ھو	کراف ADHO گوجر خان تحصیل گوجر خان
-21	خالد محمود	بھنڈالہ	پبلک ہیلتھ یونٹ بھنڈالہ تحصیل گوجر خان
-22	محمد ریاض	قافیاں	رورل ہیلتھ سنٹر قافیاں تحصیل گوجر خان
-23	محمد ستار	مناتھی	کبراف ADHO آفس گوجر خان
-24	اسد بشیر	بھول	SHC بھول تحصیل گوجر خان
-25	انصار احمد	سوہمیاں	ADHO آفس ویکسین سٹور گوجر خان
-26	ساجد محمود	چنگا بنگیاں	" " " "
-27	سید تنویر شاہ	کوری دادل	رورل ہیلتھ سنٹر مندرہ تحصیل گوجر خان
-28	خالد محمود	گوجر خان شہر	ADHO آفس ویکسین سٹور گوجر خان
-29	نثار احمد	"	" " " "

سابقہ محکمہ ملیریا کنٹرول کے افسران گریڈ اٹھارہ کی عطائیگی

1674-جناب شاہد نذیر، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ محکمہ صحت میں مدغم شدہ سابقہ محکمہ ملیریا کنٹرول کے افسران گزشتہ 30 سال سے گریڈ نمبر 16 میں کام کر رہے ہیں جب کہ اس وقت کے ڈرگ انسپکٹر جو گریڈ نمبر 11 میں بھرتی کیے گئے تھے گریڈ نمبر 17 میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں کیا حکومت متذکرہ افسران کی داد رسی کرتے ہوئے انہیں قواعد کے مطابق گریڈ نمبر 18 دینے کو تیار ہے اگر

ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ صحت میں مدغم شدہ کالعدم ملیریا کنٹرول کے وہ افسران جو ابتدا میں گریڈ نمبر 16 میں بھرتی کیے گئے تھے اب بھی اسی گریڈ میں کام کر رہے ہیں۔ تاہم ان میں سے ایک تہائی افسران move over سے گریڈ نمبر 17 میں جا چکے ہیں۔ جہاں تک ڈرگ انسپکٹر کا تعلق ہے تو وہ 1977ء میں گریڈ نمبر 16 میں تھے بعد ازاں یہ پوسٹ FSC کے بعد 4 سالہ بی فارمیسی ڈگری کورس کی بنیاد پر 27 مئی 1979ء میں BPS 19 اپ گریڈ کر دی گئی ہے۔

(ب) کالعدم ملیریا کنٹرول پروگرام کے محکمہ صحت میں مدغم شدہ افسران کی درج ذیل تین پوسٹیں جو پہلے گریڈ نمبر 17 میں تھیں اب گریڈ 18 میں (up grade) کی جا چکی ہیں۔

(i) Provincial staff officer

(ii) Personnel officer

(ii) Liason officer

جب کہ باقی ماندہ پوسٹوں کی up gradeation کے لیے سفارشات مرتب کر کے محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کو بھجوا دی گئی ہیں۔ محکمہ خزانہ سے منظوری کے بعد متذکرہ پوسٹوں پر تعینات ملازمین کو حسب قواعد گریڈ نمبر 17 دے دیا جائے گا۔

MR SHAHID NAZIR: Sir, first I would like to point out that the question I gave notice of was signed as Shahid Nazir and not with Mian. I don't like 'Mian' to be read in front of my name. I am only a Muslim and I don't go for Zaat Paat

جناب سپیکر، میں سیکرٹری اسمبلی سے یہ کہوں گا کہ وہ یہ بات نوٹ کر لیں۔

MR SHAHID NAZIR: Thank you, Sir. With your permission, Mr. Speaker, mayI ask the scale of Drug Inspectors....

جناب چیئرمین، آپ پہلے سوال کا نمبر پڑھ لیں۔ Question No. 1674.

MR SHAHID NAZIR: I would like to ask a supplementary question. My

supplementary question is that in which scale the Drug Inspectors mentioned here were working in 1962?

جناب چیئرمین، اس سے پہلے کہ آپ انگریزی میں بات کریں۔ پہلے سپیکر سے انگریزی میں بات کرنے کی اجازت طلب کریں۔ اس کے بعد آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

MR SHAHID NAZEER: May I speak in English, Sir?

MR. CHAIRMAN: Yes please.

چودھری شوکت داؤد، جناب والا میں خان زادہ تاج محمد کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ ان کا انگریزی بولنے والا ایک شاگرد اس ہاؤس میں آگیا ہے۔ یعنی جانشین آگیا ہے۔ (قہقہے)

MR SHAHID NAZIR: Thank you Sir My first supplementary question is that in which scale were the Drug Inspectors working in 1962?

MR. CHAIRMAN: Please repeat your question.

MR. SHAHID NAZIR: My supplementary question is quite simple. In which scale Drug Inspectors mentioned here were working in 1962?

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ گھر میں بھی انگریزی بولتے ہیں؟ کیونکہ یہاں پر وہ انگریزی بڑی اچھی طرح سے بول رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

MR CHAIRMAN: Please repeat your supplemtary question

MR SHAHID NAZIR: I will ask my supplementary question again. The Drug Inspectors, mentioned here, were in which scale working in 1962? Because this issue is based on the officers who were working in the year 1962

جناب محمد اصغر کورسیجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا فاضل رکن انگریزی میں تقریر کر رہے ہیں جب کہ انہوں نے آپ سے انگریزی میں بات کرنے کی اجازت طلب نہیں کی۔

جناب چیئرمین، انہوں نے مجھ سے اجازت لے لی ہے۔

MR SHAHID NAZIR: What your permission Sir, so. what I want to say is that the Minister's information is not correct. They were not working in Grade 16

MR CHAIRMAN: Please give the names of those employees

MR SHAHID NAZIR: O K. The first name is Mian Ghulam Nabi and he is working in Grade 19. The other name is Nazar Hussain Shah working in Grade 20. So it is very unfair that the senior officers who were working in 1962 in Grade. .

MR CHAIRMAN: Let him reply your quesion first.

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں نے اپنے جواب میں بڑا واضح بتایا ہے' اور اس سوال کا جواب بھی پہلے ہی بڑا تفصیل سے دیا ہوا ہے۔ میرے خیال میں اس میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہیے اور اگر ان کے پاس کوئی انفرمیشن ہے اور جیسا کہ معزز رکن اس ہاؤس میں ذکر کر رہے ہیں' اور میں نے اسے نوٹ بھی کر لیا ہے' اگر وہ ذاتی طور پر میرے پاس لے آئیں تو میں ان کا مشکور ہوں گا اور دیکھ لوں گا کہکس طرح سے یہ جواب غلط دیا گیا ہے اور اگر یہ جواب غلط ہوا تو اس کا ایکشن لیا جائے گا۔

جناب چیئرمین، کیا آپ وزیر موصوف کے جواب سے مطمئن ہیں؟

MR SHAHID NAZIR. I would like the answer to come in the House in the near future but my other supplementary question is .

جناب چیئرمین، آپ کے اس سوال کو موخر کر دیں؟

MR SHAHID NAZIR: I have to ask further supplementary relating to this question.

جناب چیئرمین، سوال موخر ہو گیا ہے جب یہ دوبارہ ایوان میں آئے گا آپ اس پر جتنے ضمنی سوال چاہیں کر لیں۔ اگلا سوال۔ جناب غلام سرور خان۔

جناب غلام سرور خان، سوال نمبر 1774 (طبع شدہ جواب پڑھا گیا)

میڈیکل آفیسر ٹیکسلا کے خلاف تحقیقات کی رپورٹ

*1774-خان غلام سرور خان، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈاکٹر اکرام اللہ نیازی میڈیکل آفیسر ٹیکسلا کو مختلف الزامات کے تحت کی گئی انکوائریوں کے نتیجہ میں 21 جون 1992ء کو سبکدوش کر دیا گیا تھا اگر ہاں تو مذکورہ آفیسر کے خلاف کن الزامات کی بناء پر انکوائریاں کی گئیں انکوائری آفیسر کا نام کیا تھا۔ ہر انکوائری کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اپنی سبکدوش کا حکم مذکورہ آفیسر نے یکم جولائی 1992ء کو موصول کیا تھا۔ جس کا باقاعدہ اندراج موجود ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ میڈیکل آفیسر نے ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد آج تک کئی مریضوں کو میڈیکو لیگل سرٹیفکیٹ بطور میڈیکل آفیسر جاری کیے ہیں حالانکہ ایسا کرنا خلاف قانون اور قابل تعزیر ہے۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس ڈاکٹر کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز جو میڈیکو لیگل سرٹیفکیٹ مذکورہ ڈاکٹر نے یکم جولائی 1992ء کے بعد جاری کیے ہیں ان کی قانونی حیثیت کیا ہے نیز ہسپتال کے ملازمین کا رجسٹر حاضری اور میڈیکو لیگل رجسٹر بھی ایوان میں پیش کیا جائے؛

وزیر صحت(سید افضال علی شاہ)؛

(الف) یہ درست ہے کہ ڈاکٹر اکرام اللہ نیازی کے خلاف دائر کی گئی۔ فہرست الزامات اور انکوائری رپورٹ اسمبلی سیکرٹریٹ کو مہیا کر دی گئی ہے۔ انکوائری آفیسر کا نام فاروق احمد خان (میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال اٹک) تھا۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے ڈاکٹر مذکور نے 2-7-1992 کو تین کو لیگل سرٹیفکیٹ جاری کیے یہ خلاف قانون ہے۔

(د) ڈاکٹر مذکور کے خلاف جز (ج) میں دیے گئے الزامات کی بناء پر قانونی کارروائی کی جا رہی ہے ملازمت کی برطرفی کے بعد ڈاکٹر اکرام اللہ نیازی کے جاری کردہ سرٹیفکیٹ کی کوئی قانونی حیثیت نہ ہے۔ تصدیق شدہ نقل رجسٹر حاضر ملازمین رجسٹر میڈیکولیگل اسمبلی سیکرٹریٹ

کو مہیا کر دی گئیں ہیں جو کہ ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

جناب محمد اصغر گوریجہ: جناب والا! نہ تو ان کی سمجھ آ رہی ہے اور نہ ہی جناب وضاحت سے سمجھا رہے ہیں۔ میرے خیال کے مطابق اس طرح ہاؤس کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: وہ پوچھ رہے ہیں کہ۔۔۔

وزیر صحت: جناب والا! مجھے پتہ ہے میں سمجھتا ہوں آپ مجھے اجازت دیں گے تو میں بات کروں گا۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں اس سلسلے میں جناب کی رولنگ چاہوں گا کہ جب کوئی رکن اسمبلی کسی وزیر سے انگریزی میں بات کرتا ہے تو کیا وزیر موصوف پر بھی یہ لازم ہے کہ اس کا جواب بھی انگریزی میں دے۔

جناب چیئرمین: نہیں یہ لازمی نہیں ہے۔ وزیر صحت۔

وزیر صحت: جناب والا! آپ فرما دیں کہ میں اس کا جواب انگریزی میں دوں یا اردو میں؟

جناب چیئرمین: اگر آپ انگریزی میں جواب دینا چاہتے ہیں تو پہلے اجازت لیں ورنہ اردو میں جواب دے دیں۔ اجازت ہے۔

MINISTER FOR HEALTH: The honourable member asked me about the grade of the Drug Inspectors in which they were working in 1962 In 1962, they were working in Grade 16.

MR SHAHID NAZIR: As far as my information is concerned, these people were working in Grade 11 and at present two persons out of them are working in Grade 19 and 20. If you want their names, I have got them here, but I don't want to point out the names.

MR. CHAIRMAN: Then how can the Minister give a reply to the question?

جناب غلام سرور خان: جناب والا! میرے سوال کا جو جواب دیا گیا ہے اس کے جزو (د) میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ مذکورہ ڈاکٹر نے 2-7-92 کو تین میڈیکو لیگل سرٹیفیکیٹ جاری کیے ہیں جو کہ خلاف قانون ہیں اور ساتھ یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ ان میڈیکو لیگل کیسوں کی کوئی قانونی حیثیت بھی

نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ محکمہ صحت ڈاکٹر مذکور کے خلاف کس offense کے تحت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟ اور اگر ارادہ رکھتا ہے تو یہ offense اس پر کب تک لاگو ہوگا۔

وزیر صحت: جناب والا! جہاں تک اس واقعے کا ذکر ہے میں نے اس کا بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا ہے اور ڈاکٹر مذکور نے ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد ایک نیا offence کیا ہے یقیناً محکمہ اس پر کارروائی کرے گا۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا! محکمہ کب تک کارروائی کرے گا اور کیا کارروائی کرے گا۔

جناب چیئرمین: معزز رکن پوچھ رہے ہیں کہ کب تک کارروائی ہوگی اور اس کی نوعیت کیا ہوگی؟

وزیر صحت: جناب والا! اس کی قانونی پوزیشن کو مدنظر رکھا جائے گا کہ ایک ملازم جو پہلے ہی ملازمت سے سبکدوش ہو چکا ہے اس کے بارے میں کیا کارروائی کی جا سکتی ہے اور ہماری یہ بھی کوشش ہوگی کہ اس پر جلد از جلد کارروائی کی جائے۔

جناب چیئرمین: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

نشان زدہ سوال اور اس کا جواب (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

فرائض منصبی کی تفصیلات

*1790-**ڈاکٹر محمد افضل اعزاز**: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ex officio Drug Inspectors کے فرائض کیا ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی ڈرگ انسپکٹرز کی طرح کسی فارماسوٹیکل فرم یا کیمسٹ شاپ کی غیر قانونی یا غیر معیاری مصنوعات یا ادویات کو سیل کر سکتے ہیں اگر جواب نفی میں ہے تو ان کے اختیارات میں فرق رکھنے کی کیا وجوہات ہے؟

وزیر صحت (سید افضال علی شاہ):

(الف) ex-officio Drug Inspectors کے فرائض ذیل میں درج ہیں۔

(i) ہر وہ جگہ چیک کر سکتا ہے جہاں پر دوائی بنتی ہو۔ فروخت ہوتی ہو۔ ذخیرہ کی جاتی ہو یا فروخت اور تقسیم کرنے کے لیے پیش کی جاتی ہو۔

(ii) دوائیوں کو ذخیرہ کرنے کے انتظامات متعلقہ ریکارڈ اور رجسٹر کو چیک کر سکتا ہے

(iii) ہر اس دوائی کا samples (نمونہ) لے سکتا ہے۔ جو تیار کی جا رہی ہو فروخت کی جا رہی ہو ذخیرہ کی گئی ہو یا فروخت اور تقسیم کے لیے پیش کی گئی۔

وزیر صحت: جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! بہتر تھا کہ پورے سوالات کے جوابات دیے جاتے اب بھی اگر ایک سوال کی آپ اجازت دے دیں تو یہ ریکارڈ بن جائے گا کہ وقفہ سوالات میں پورے سوالات کے جوابات دیے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس کے لیے میں معذرت چاہتا ہوں اب تو وقت ختم ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج یہ کیسے ممکن ہوا کہ تقریباً تمام سوالات ختم ہو گئے۔ آج آپ نے speed بہت اچھی رکھی ہے۔

جناب چیئرمین: درخواست ہائے رخصت۔

سیکرٹری اسمبلی: سید خاور علی شاہ۔ لکھتے ہیں کہ---

جناب چیئرمین: سیکرٹری صاحب آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔

وزیر صحت: جناب والا! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہ عرض کروں کہ حقیقت میں یہ بات اس طرح سے تھی کہ آج ہماری طرف سے تیاری بڑے ٹھیک ٹھاک طریقے سے تھی لیکن اس طرف سے تیاری صحیح طریقے سے نہیں تھی۔ اس لیے تمام سوالات کے جوابات آ گئے۔

جناب چیئرمین: نہیں آپ یہ نہیں کہہ سکتے انہوں نے بڑے اچھے ضمنی سوالات کیے ہیں۔

جناب پیٹر گل (پارلیمانی سیکرٹری): جناب والا جنرل ایڈمنسٹریشن کے سوال نمبر 153 کے سلسلے میں ایک ضمنی سوال ہوا تھا۔ آپ نے کہا تھا کہ اس تفصیل ایوان میں پیش کی جائے کہ کن کن مجسٹریٹ صاحبان کی ترقی ہوئی ہے۔ میں سوال نمبر 153 کے بارے میں تفصیلات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی گئیں۔

جناب واجد علی خان: جناب والا پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، ہاں جناب واجد علی خان صاحب۔

جناب واجد علی خان، جناب والا میں آپ کی وساطت سے پورے ایوان کی اور پوری رقم کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے بپھرے ہوئے دریاؤں کی طغیانیوں نے پنجاب میں جو تباہی مچائی ہے۔

جناب چیئرمین، وہ ایک متفقہ قرارداد آرہی ہے۔

جناب واجد علی خان، میں جناب والا کچھ اور بات کرنا چاہتا ہوں۔ خون خوار لہروں نے کئی چاند سے چہروں کو نگل لیا ہے۔ اس المناک صورت حال کا تقاضا یہ ہے کہ تمام آپوزیشن اور حکومتی ارکان مل کر اس ابتلا کے دور میں اپنے اپنے حلقوں میں جا کر مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کریں۔ جناب والا اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وزیراعظم پاکستان میاں محمود نواز شریف کو جونہی پتہ چلا کہ جہلم میں ایک قیامت گزر گئی ہے وہ فوری طور پر وہاں پہنچے اور انسدادی کارروائیوں کا حکم دیا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس موقع پر بھی قاضی حسین احمد صاحب نے ان کے عمرہ پر جانے کو ہدف تنقید بنایا۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر پالیسی میٹر ہے۔

جناب واجد علی خان، جناب والا میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اسمبلی کا اجلاس ملتوی کر دیا جائے تاکہ اراکین اپنے اپنے حلقوں میں جائیں اور غریبوں کے غم میں شامل ہو جائیں۔

جناب چیئرمین، میں نے آپ سے کہا کہ،

I am not competent to adjourn the Assembly. This is a policy matter. Leave applications.

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب چیئرمین، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب سید خاور علی شاہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب سید خاور علی شاہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

عزیزم سیکریٹری پنجاب اسمبلی۔ السلام علیکم۔ مظفر علی خان ایم پی اے حلقہ 69
نے ٹیلی فون پر اطلاع دی ہے کہ وہ سیلاب کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہیں ہو
سکتے ہیں اجلاس کے اختتام تک چھٹی عنایت کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب دریوس پستونجی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب دریوس پستونجی رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I wish to inform you that due to high fever I was confined to bed by my Doctor hence was not able to attend the Assembly session from 2nd September to the 10th of September. I would therefore be very grateful it leave is granted to me for the above dates

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ارشاد حسین سیٹھی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ارشاد حسین سیٹھی رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے۔ کہ بندہ مورخہ 07-09-92 کو موجودہ شدید بارش' خرابی راہ اجلاس
میں شرکت نہیں کر سکا۔ براہ کرم ایک یوم کی رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ایس۔اے حمید

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ایس۔اے حمید رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

جناب عالی گزارش ہے کہ ایک ضروری کام کی وجہ سے میں مورخہ 9 اور 10 ستمبر کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکوں گا لہذا دو یوم کی رخصت دی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم راج حمید گل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست بیگم راج حمید گل رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میرے والد صاحب مورخہ 28 اگست کو فوت ہوگئے تھے جس کی وجہ سے میں اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکی۔ آپ سے درخواست ہے کہ 30 اگست تا 6 ستمبر کی رخصت عطا فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب راجہ خلیق اللہ خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب راجہ خلیق اللہ خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I could not attend Punjab Assembly on 7 9 92 and as each the day leave be granted to me

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈاکٹر سید وسیم اختر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ڈاکٹر سید وسیم اختر رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Due to flood in the Sutluj River. I could not attend session of Assembly on 07-09-92, 09-09-92 Leave may be granted.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب شوکت داؤد

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب شوکت داؤد رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں ملک سے باہر گیا ہوا تھا اس لیے 2 تا 6 ستمبر 1992ء تک میری چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب دوست محمد للی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب دوست محمد للی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ بندہ چند اہم وجوہ کی بناء پر 07-09-92 تا 08-09-92 اسمبلی اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ مہربانی فرما کر چھٹی تصور کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈاکٹر محمد افضل اعزاز

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ڈاکٹر محمد افضل اعزاز رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف

سے موصول ہوئی ہے۔

I shall be grateful if you be good enough to extend my leave foranotherday (thursday, September 10, 92) owing to my wife's admission in the hospital at Rawalpindi.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب اعجاز احمد شیخ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب اعجاز احمد شیخ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Due to unavoidable circumstances I could not attend the current session of the Provincial Assembly form 27.8.92 to 08-09-92, so, therefore I request you to please sanction the whose mentioned leave and oblige.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد ریاض

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد ریاض رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I intend to go to United States of America for the purpose of heart surgeory I may be granted leave from 27-8-1992 till the end of the Session. I shall be grateful.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب رانا اکرام ربانی خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب رانا اکرام ربانی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

It is submitted that I have to go to Karachi to attend the Seminar of the Opposition Leaders of SAARC which is taking place on 8.9.1992. It is therefore requested that I may please be granted leave for 8.9.1992.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست محترمہ فوزیہ بہرام رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں ضروری کام کی وجہ سے مورخہ 7 ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکی۔ رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

قرارداد

حالیہ سیلاب سے متاثرین کے لیے امداد و عطیات اور مرحومین کے لیے دعائے مغفرت

جناب چیئرمین، یہ ایک متفقہ درخواست ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! یہ میری اور قائد حزب اختلاف کی طرف سے حالیہ سیلاب کے متاثرین کے بارے میں یہ قرارداد ہے۔ یہ ایوان حالیہ بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے صوبہ سرحد، پنجاب، سندھ اور آزاد کشمیر میں ہونے والی تباہی اور قیمتی جانی و مالی نقصان پر گہرے رنج و غم کا

اظہار کرتا ہے۔ اور سیلاب زدگان سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ سیلاب کی نذر ہونے والوں کے پسماندگان کے لیے دعا کرتا ہے کہ اللہ انہیں صبر جمیل عطا کرے۔ یہ ایوان پاکستان کے تمام شہریوں بالخصوص مخیر حضرات سے درد مندانہ اپیل کرتا ہے کہ سیلاب زدگان کی امداد اور بحالی کے لیے دل کھول کر عطیات دیں۔ جناب والا! اس قرارداد کے منظور ہونے کے بعد میری یہ گزارش ہو گی کہ جو قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں ان کے لیے یہ ایوان دعائے مغفرت کرے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ محترم وزیر قانون نے اس کار خیر میں کیا حصہ ڈالا ہے۔

جناب چیئرمین: Leader of the Opposition! Would you like to speak something.

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب والا قرارداد پڑھنے سے پہلے میری ایک تجویز ہے۔ یہ قرارداد ہماری طرفسے اور پورے ہاؤس کی طرف سے آپ متفقہ طور پر پیش کیجئے نہ وزیر قانون اور حزب اختلاف کی طرف سے۔

جناب چیئرمین: یہ ایک قرارداد ہے جو ہاؤس میں متفقہ طور پر پیش کی گئی ہے:۔

> یہ ایوان حالیہ بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے صوبہ سرحد' پنجاب' سندھ اور آزاد کشمیر میں ہونے والی تباہی اور قیمتی جانی و مالی نقصان پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اور سیلاب زدگان سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ سیلاب کی نذر ہونے والوں کے پسماندگان کے لیے دعا کرتا ہے کہ اللہ انہیں صبر جمیل عطا کرے۔ یہ ایوان پاکستان کے تمام شہریوں بالخصوص مخیر حضرات سے درد مندانہ اپیل کرتا ہے کہ سیلاب زدگان کی امداد اور بحالی کے لیے دل کھول کر عطیات دیں۔

جناب شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: پوائنٹ آف آرڈر شوکت داؤد۔

جناب شوکت داؤد، جناب والا! میں نے اس سے پہلے ایک تجویز پیش کی تھی۔ جب ہم یہ تحریک منظور فرمائیں گے۔ ہمیں سب سے پہلے تو اپنی طرف سے مثال کرنی چاہیے۔ میری تجویز یہ تھی کہ ہمیں اپنی تنخواہیں اور اس اجلاس کے دوران جو بھی الاؤنسز ملتے ہیں وہ وزیراعظم کے ریلیف فنڈ میں دینے چاہئیں۔ اس کے بعد ہم لوگوں سے اپیل کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر محمد افضل اعزاز فرمائیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، بقول جناب چیف منسٹر اس صوبے کی تاریخ میں سب سے زیادہ ہولناک اور خطرناک سیلاب تھا۔ اور اس طغیانی کی وجہ سے جو تباہی و بربادی مچی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارا کچھ گورنمنٹ کی اپنی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے ہوا ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس مسئلے پر ہمیں ان اسباب اور ان تمام باتوں کی نشان دہی کرنے کی اجازت دی جائے جس کی وجہ سے گورنمنٹ نے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں کوتاہی کی ہے۔ اور اس وجہ سے اس قدر نقصان ہوا ہے کہ ہماری آئندہ معیشت، بجٹ، اور اکانومی پوری کی پوری تباہ ہو کر رہ جائے گی۔ اور اس کے جو after effects ہیں اس میں قحط ہو گا اور اس کے بعد بیماریاں پھیلیں گی۔ اس لیے یہ اس قدر اہم قرارداد ہے جس کے لیے آپ ہمیں اجازت دیں تاکہ ہم نشان دہی کریں کہ حکومت نے بروقت اس قسم کے اقدامات کیوں نہیں کیے جن کی وجہ سے ہم سیلاب سے بچ سکتے تھے اور اس قدر زیادہ نقصان سے ہم محفوظ رہ سکتے تھے۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر صاحب! یہ متفقہ قرارداد ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز، جناب والا! قرارداد کے بارے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن میں صرف یہ تجویز پیش کر رہا ہوں کہ اس سیلاب میں بیس اضلاع متاثر ہوئے ہیں۔ اس میں آپ کی کھڑی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ کیش کراپ اور فوڈ کراپ کو نقصان پہنچا ہے۔ اس لیے میری آج سے گزارش یہ ہے کہ اس میں ہزاروں لاکھوں آدمی بے گھر ہو چکے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا سبب کیا ہے؟ اس کے اسباب ہمیں ڈھونڈنے پڑیں گے، اور اس کے بعد دیکھنا پڑے گا کہ گورنمنٹ نے بروقت اپنے حفاظتی اقدامات کیے ہیں یا نہیں کیے۔ اور اگر نہیں کیے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ہمیں اجازت دیجیے تاکہ ہم نشان دہی کر سکیں کہ اس قدر بربادی کیوں آئی ہے۔

جناب چیئرمین، میری آپ بات سن لیں۔ اس کے لیے ایک اور فورم ہے۔ آپ رولز پڑھ لیں۔ آپ اس کے مطابق ایک قرارداد خود بھی لا سکتے ہیں۔ گورنمنٹ پر تحریک التوا بھی آ سکتی ہے۔ اور بھی بہت سے طریقے ہیں۔ یہ متفقہ قرارداد ہے اسے متفقہ ہی رہنے دیں۔

جناب رانا اکرام ربانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی قائد حزب اختلاف۔

جناب رانا اکرام ربانی، جناب والا! یہ ایک پہلی خبر اخبارات کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے کہ سیلاب سے اس قسم کے نقصانات ہوئے ہیں۔ میں نے اسی دن یہ قرارداد جناب سیکرٹری کے پاس آپ کی اطلاع کے لیے اور وزیر قانون کی اطلاع کے لیے دی تھی اور اسی میں فاتحہ خوانی کی تجویز بھی کی تھی۔ ابھی مجھے محترم وزیر قانون نے فرمایا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ قرارداد سارے ایوان کی طرف سے آئے چونکہ مقصد اس ایوان کی طرف سے سیلاب زدگان اور متاثرین کے لیے اظہار ہمدردی اور جو جاں بحق ہوئے ہیں ان کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کا ہے۔ اور جو ڈاکٹر محمد افضل اعزاز نے فرمایا ہے' یہ قرارداد چونکہ basically میری طرف سے initiate کی گئی تھی۔۔۔

(اس مرحلہ پر راجہ محمد بشارت صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین (راجہ محمد بشارت)، جی رانا اکرام ربانی!

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اس سیلاب میں متاثر ہونے والوں کے لیے اظہار ہمدردی اور جاں بحق ہونے والوں کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی میں نے قرارداد پیش کی تھی۔ چونکہ مقصد اس ایوان کی جانب سے ان کے ساتھ اظہار ہمدردی اور ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی تھا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے جو بات کی ہے اس پر میں وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں تک حکومت کی اس معاملے میں نااہلی یا اپنے فرائض سے چشم پوشی کا تعلق ہے اس کے لیے ہم علیحدہ تحریک پیش کریں گے جو کہ اس ایوان کا مروجہ طریقہ کار ہے۔ اس قرارداد کے ذریعے ہم ان کو ان کی ذمہ داریوں سے بری الذمہ ہرگز قرار نہیں دے رہے۔ اس کے لیے ہم تحریک پیش کریں گے اور اس ایوان میں اس تحریک کے ذریعے نقصانات کے حقائق پر زور دیں گے کہ اگر اس سلسلے میں advance warning دی جاتی تو ان نقصانات سے بچا جا سکتا تھا۔ اس کے لیے ایک

علیحدہ طریق کار ہے۔ یہ قرارداد صرف متاثرین کی ہمدردی کے لیے اور ان کو ایصال ثواب پہنچانے کے لیے پیش کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین، رانا اکرام ربانی! یہ درست ہے کہ اس سے پہلے جس طرح راجہ خلیق اللہ خان نے فرمایا کہ اور فورم بھی موجود ہیں یعنی اس وقت پنجاب کو جو سانحہ درپیش ہے اس پر اگر ایوان بات کرنا چاہتا ہے تو اور فورم موجود ہیں۔ تحریک بھی لائی جا سکتی ہے لیکن فی الحال جو تحریک وزیر قانون نے پیش کی ہے وہ متفقہ طور پر سامنے آئی ہے۔ اور میرے خیال میں اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے یہ بالکل درست ہے۔ تو کیا یہ تحریک منظور ہے؟

آوازیں، منظور ہے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، اب میں تعزیت کے لیے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

وزیر آباد میں بس اور ٹرک حادثے میں ہلاک ہونے والوں کے لیے دعائے مغفرت

راجہ خلیق اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین(راجہ محمد بشارت)، راجہ خلیق اللہ خان پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

راجہ خلیق اللہ خان، جناب والا! آپ کے آنے سے پہلے میں نے وزیر قانون سے درخواست کی تھی کہ وزیرآباد میں بس اور ٹرک کا جو حادثہ ہوا ہے اس کی مثال شاید کم ملتی ہے۔ اس میں تیرہ قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں اور چالیس کے قریب سواریاں زخمی ہوئی ہیں۔ تو میں آپ سے بھی ہاؤس سے بھی درخواست کروں گا کہ جو وہاں حادثے میں لوگ ہلاک ہوئے ہیں ان کے لیے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ اور جناب وزیر قانون کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے جناب!

جناب چیئرمین، تو اب فاتحہ خوانی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! موجودہ سیلاب پاکستان کی تاریخ کا بدترین سیلاب ہے جس کی وجہ سے لاکھوں ایکڑ اراضی تباہ ہوئی ہے۔ کھڑی فصلیں ضائع ہوئی ہیں۔ اور بہت سی انسانی جانوں کی تلفی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طور پر آج اس معزز ایوان میں یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اس میں اگر ہمارے ارکان اسمبلی عملی طور پر حصہ لینا چاہیں تو میری یہ درخواست ہو گی کہ تمام ممبران کی طرف سے ایک ایک ماہ کی تنخواہ سیلاب زدگان کی امداد کے لیے وزیراعلیٰ فنڈ میں دے دی جائے۔

جناب چیئرمین، یہ بات پہلے ہو چکی ہے۔ اور جناب واجد علی خان نے بات کی ہے۔ آپ کی بات ایوان تک پہنچ چکی ہے۔ جو ممبران اس میں شامل ہونا چاہیں گے وہ شامل ہو جائیں گے کیونکہ اس میں کوئی قدغن نہیں ہے۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کریں گے۔

بیگم راج حمید گل کے والد کی وفات پر اظہار تعزیت اور جناب منظور گل کی والدہ کی وفات پر دعائے مغفرت

چودھری واجد علی خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جناب واجد علی خان!

چودھری واجد علی خان، جناب سپیکر! محترمہ بیگم راج حمید گل کے والد صاحب تقریباً دو ہفتے ہوگئے فوت ہو چکے ہیں۔ ان کی اظہار تعزیت کے لیے دو منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے اور ہمارے معزز رکن جناب شاہد منظور گل صاحب کی والدہ صاحبہ وفات پا گئی ہیں ان کے لیے بھی فاتحہ خوانی نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین، واجد صاحب! جس وقت ہم فاتحہ خوانی کر رہے تھے اس وقت آپ نے point out نہیں کیا۔

چودھری واجد علی خان، جناب والا! میرا خیال تھا کہ یہ سب سے پہلے ہونا چاہیے تھا یعنی جس وقت اجلاس شروع ہوا تھا اسی وقت ہونا چاہیے تھا۔ اور محترمہ راج حمید گل کے والد صاحب کو فوت ہوئے دو ہفتے ہوگئے ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ نے اس وقت point out کرنا تھا۔ بہرحال اب آپ نے point out کیا ہے۔

اور ہماری معزز رکن اس وقت موجود ہیں اس لیے میں ہاؤس میں اجازت چاہوں گا۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ ہاؤس ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، تو اس کے لیے دو منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دو منٹ کے لیے خاموشی اختیار کی گئی)

(دو منٹ کی خاموشی کے بعد کی کارروائی)

جناب چیئرمین، جی چودھری واجد علی۔

چودھری واجد علی خان، جناب سپیکر! ہمارے معزز رکن جناب شاہد منظور گل صاحب کی والدہ وفات پا گئی ہیں ان کے لیے فاتحہ خوانی کرا دی جائے۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، ذرا آپ تشریف رکھیں۔ آپ سے پہلے چودھری واجد علی کی جو تجویز تھی اس میں انہوں نے فاتحہ خوانی کے لیے بھی کہا تھا۔ میں ہاؤس سے درخواست کروں گا کہ فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

میاں منظور احمد موہل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی آپ سے پہلے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! ابھی ہمارے ایک معزز رکن چودھری واجد علی خان نے یہاں ہاؤس میں اس بات کو پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ موجودہ سیلاب کی بنیاد پر پاکستان کے تمام صوبے نہ صرف متاثر ہوئے ہیں بلکہ بہت سی قیمتی جانوں کا نقصان بھی ہوا ہے اور اسمبلی کا جو موجودہ اجلاس ہے یہ ان کا تقریباً 40 دن کا پروگرام تھا۔ وزیر قانون بھی تشریف فرما ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ اتنی بڑی مصیبت اس ملک پر آن پڑی ہو، لاکھوں ایکڑ اراضی تباہ ہو چکی ہو، سینکڑوں انسان مر چکے ہوں اور دن رات سیلاب کی تباہ کاریوں کی بنیاد پر پورے کے پورے علاقے صفحہ ہستی سے مٹ رہے ہوں تو کیوں نہ اس اسمبلی کے اجلاس کو ملتوی کرنے کے بعد تمام حلقوں کے ایم پی اے صاحبان اپنے اپنے علاقوں میں جا کر امدادی سرگرمیوں میں بھرپور طور پر کام کریں۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ ابھی پہلے اس بات کو پوائنٹ آؤٹ کیا گیا۔ تو جناب سپیکر نے یہ کہا کہ اس کے لیے پالیسی کی

بات ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایمرجنسی حالات میں کس پالیسی کی ضرورت ہوتی ہے۔ وزیر قانون تشریف فرما ہیں۔ میری یہ درخواست ہوگی کہ اس بات کو سنجیدگی سے لیا جائے اور گورنر صاحب سے یہ استدعا کی جائے کہ اس اسمبلی کے اجلاس کو ملتوی کرنے کے بعد دوبارہ بلایا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: حمید صاحب میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ آپ کی بات پہلے ہی گورنمنٹ کے نوٹس میں ہے۔ منسٹر لاء تشریف رکھتے ہیں وہ جناب سپیکر اور وزیراعلیٰ صاحب کے مشورے کے بعد کوئی مناسب فیصلہ کریں گے۔ میرے خیال میں اس کو ہمیں ابھی یہاں پر discuss نہیں کرنا چاہیے۔

چودھری عبدالوکیل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی چودھری وکیل صاحب۔

چودھری عبدالوکیل خان: جناب سپیکر! ایس اے حمید صاحب دی گل بالکل درست اے۔ سیلاب نے بہت زیادہ تباہی کری آ۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ بات بالکل حکومت کے علم میں ہے اور میں نے جس طرح گزارش کی ہے کہ لاء منسٹر صاحب وزیراعلیٰ صاحب اور جناب سپیکر کے باہمی مشورے سے یہ بات طے ہوئی ہے۔ یہ ان کے نوٹس میں ہے۔ آپ نے بھی پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ وہ تشریف رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس کا نوٹس لے لیا ہے۔ اس لیے آپ تشریف رکھیں۔

مسئلہ استحقاق

چودھری عبدالوکیل خان: شکریہ۔

جناب چیئرمین: اب تحاریک استحقاق کو لیا جائے گا۔ تحریک استحقاق نمبر 23 رانا اکرام ربانی کی طرف سے ہے۔ رانا صاحب۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! کیا میری بات پر وزیر قانون نے کوئی نوٹس لیا ہے؟

جناب چیئرمین: ایس اے حمید صاحب! یہ بات طے ہو چکی ہے۔

جناب ایس اے حمید: کیا بات طے ہوئی ہے؟

جناب چیئرمین: کہ وہ بات ان کے علم میں ہے اور وہ اس سلسلے میں جو مناسب سمجھیں گے آپس میں باہمی مشورے کے ساتھ فیصلہ کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی جناب رانا اکرام ربانی۔

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! میں نے جو تحریک استحقاق نمبر 23 پیش کی تھی میں اس کو پڑھنے سے پہلے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ تحریک استحقاق اس خیال سے پیش کی تھی کہ ہمارا ہاؤس کے اندر اور ہاؤس کے باہر جو conduct ہے وہ اس قسم کا ہونا چاہیے کہ جس سے اس ہاؤس کے' اس ایوان کے decorum کو کوئی زد نہ پہنچے۔ ایک تحریک استحقاق اس سے ملتی جلتی جو میں نے پیش کی تھی' جو اس موضوع پر تھی کہ قائد ایوان اس ہدایت کی باوجود کہ اس چبوترے پر جوتے کے ساتھ چڑھنا منع تھا جہاں پر قرآن پاک کی آیات مبارکہ رکھی ہوئی تھیں وہ اس پر چڑھ گئے تھے۔ وہ تحریک استحقاق آؤٹ آف آرڈر قرار دے دی گئی تھی۔ اس رولنگ کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کا استحقاق نہیں ہے کہ وہ اپنے اراکین سے ایک محترم اور معزز رویے کی توقع رکھے۔ میں اپنی اس تحریک استحقاق کو پیش نہیں کرنا چاہتا۔

جناب چیئرمین، تو یہ dispose of تصور ہو گی۔ اب تحریک استحقاق نمبر 24 جناب ارشاد حسین سیٹھی کی طرف سے ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! میں نے یہ تحریک استحقاق پیش کر دی ہوئی ہے۔ میں آپسے یہ گزارش کروں گا کہ اس کو باقاعدہ منظور کیا جائے اور مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے اس معاملے کے بارے میں جو صحیح صورت حال ہے وہ سامنے آسکے۔

جناب چیئرمین: جناب ارشد لودھی۔

وزیر مال، سیٹھی صاحب نے اس کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

جناب چیئرمین، انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ انہوں نے تحریک پیش کر دی تھی اور جناب کے کہنے پراس کو پینڈنگ کیا گیا تھا وہ اب اس پر اصرار کر رہے ہیں۔

وزیر مال، جناب سپیکر! یہ اس لیے پینڈنگ کی گئی تھی کہ اس دن میں نے آپ کے توسط سے سیٹھی صاحب سے گزارش کی تھی کہ اگر وہ چاہیں تو ایس پی سٹی اورمتعلقہ ایس ایچ او کو بلوا کر اس کی تحقیق کرا لیتے ہیں۔ اگر کوئی غلط فہمی کا شکار ہے تو پھر وہ اس پر زور نہ دیں اور اگر کوئی ضروری بات ہوئی تو پھر I will come back to the Assembly. تو اس میں تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ پھر میرا خیال ہے کہ اس دن چھٹی ہو گئی تھی تو وہ میٹنگ نہیں ہو سکی۔ میری سیٹھی صاحب

سے گزارش ہے کہ اس معاملے میں زیادہ جلدی نہیں کرنی چاہیے اگر وہ چانس دے دیں تو میں ان کے ساتھ بیٹھ کر پتہ کر لوں کہ what happened? تو اس کے بعد جو ان کے حقوق ہیں' جو ان کا استحقاق ہے میں ان کے ساتھ ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو پھر میں ایسا کر لوں۔

جناب چیئرمین، جی درست ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! بات یہ نہیں ہے۔ اس کو پینڈنگ کرنے کا واضح مقصد یہی تھا کہ وزیر موصوف شاید اس معاملے کی تہہ تک پہنچیں گے اور اس بارے میں صحیح صورت حال سامنے لے آئیں گے۔

جناب چیئرمین، تو سیٹھی صاحب! منسٹر صاحب اب بھی یہ فرما رہے ہیں کہ چونکہ اس دن چھٹی ہو گئی تھی۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میرا استحقاق اس بارے میں مزید مجروح ہو چکا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس انداز سے انہوں نے اس عرصہ میں باتیں بنائی ہیں اس سے انہوں نے واضح طور پر یہ باتیں پہنچائی ہیں کہ جناب ایک اپوزیشن کے ممبر کے بارے میں یہ تحریک استحقاق تھی جو یہاں لائی گئی ہے۔ حکومتی بنچز اسے نظر انداز کریں گے۔ میرا اس معاملے میں ایم پی اے کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ اس لیے میں اس پر زور دوں گا اور میں یہ کہوں گا کہ جناب سپیکر! اس کو باقاعدہ طور پر منظور کیا جائے اور منظور کرنے کے بعد جس طرح لودھی صاحب فرما رہے ہیں' یہ ساری چیزیں مجلس استحقاقات خود کرے گی کہ آیا یہ واقعہ کس حد تک درست ہے اور میری طرف سے یہ جو تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے اس میں کس کو مورد الزام ٹھہرایا جا سکتا ہے؟ اس لیے مجھے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، سیٹھی صاحب! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ابھی واضح طور پر منسٹر صاحب نے آپ کے سامنے یہ فرمایا ہے کہ وہ اس مسئلہ کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ آپ انہیں موقع دیں۔ آپ کی تحریک پینڈنگ ہے اور ہم فی الحال اس کو پینڈنگ رکھتے ہیں۔ اگر آپ کا مسئلہ حل نہ ہوا تو پھر اس کو ٹیک اپ کر لیں گے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ اتنی دیر سے جو پینڈنگ چلی آ

رہی ہے۔ اس کو اگر باقاعدہ منظور کر لیا جائے تو یہ معاملہ اس وقت بھی ان کو بلا کر طے ہو جائے گا۔
جناب چیئرمین: آپ ایسے کیجیے کہ منسٹر صاحب سے آج ہی مل کر اس کی کوئی تاریخ طے کر لیں اور اگر بات نہیں بنتی تو پھر اس کو دوبارہ take up کر لیں گے۔ ابھی فی الحال اس کو پینڈنگ کر لیتے ہیں۔
میاں محمود الرشید: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ یہ گزشتہ دس روز سے تقریباً پینڈنگ چلی آ رہی ہے اور اس میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔ یہ ایک ممبر کے استحقاق کا مسئلہ ہے۔
جناب چیئرمین: میاں صاحب! اس کو فی الحال پینڈنگ کر لیتے ہیں اور میرے خیال میں جس طرح منسٹر صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے اگر اس کے مطابق اس مسئلہ کا حل نہ ہوا تو پھر اسے دوبارہ ٹیک اپ کر لیں گے۔
میاں محمود الرشید: کب تک اسے پینڈنگ کیا جائے گا۔
جناب چیئرمین: سیٹھی صاحب! منسٹر صاحب سے مل کر کوئی تاریخ طے کر لیں اور جو بھی وقت طے کریں گے اور اس پر یہ بات ہو جائے گی۔
جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! اس پر چونکہ دو مرتبہ وزیر موصوف سے بات ہو چکی ہے اور انہوں نے اپنی مصروفیت کی بناء پر کہا تھا کہ میں کل بلا لوں گا اور پھر نہیں بلا سکے۔
جناب چیئرمین: سیٹھی صاحب! آج آپ اس اجلاس کے دوران ہی منسٹر صاحب سے ٹائم طے کر لیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔
جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! پھر یہ ہے کہ اگر منسٹر صاحب ان کو بلا لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔
جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آپ اجلاس کے دوران ہی منسٹر صاحب سے ٹائم طے کر لیں۔
جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں نے آپ کو اپنی طرف سے بتا دیا ہے۔
جناب چیئرمین: لودھی صاحب! کیا یہ ممکن ہے کہ کل کا کوئی ٹائم رکھ لیا جائے اور آپ آپس میں میٹنگ کر لیں؟
وزیر مال: آپ جب حکم کریں میں ٹائم رکھ لیتا ہوں۔ اس میں صرف بات یہ ہے۔ میں آپ کی

وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ میں نے کوئی technically یا facts پر بات نہیں کی چونکہ سیٹھی صاحب کو میں نے یہ کہا تھا کہ اگر یہ موقع دے دیں تو let us see what happened ! گر کل کا' پرسوں کا' کوئی ٹائم یہ میرے ساتھ طے کر لیں تو میں ان کو بلا لیتا ہوں۔ بات ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین، جی درست ہے۔ آپ سیٹھی صاحب کے ساتھ مل کر کل کا کوئی ٹائم طے کر لیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 26 ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! میری ایک تحریک استحقاق نمبر 2 ہے اور جب سے اجلاس شروع ہوا تھا اس وقت سے مؤخر چلی آ رہی ہے یہ اسمبلی کے ملازمین کی رہائشی کالونی کے بارے میں ہے سپیکر صاحب نے اسے مؤخر فرمایا تھا جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ہو سکتا ہے آج اجلاس ملتوی ہو جائے یہ پورے سیشن کے دوران یہ انتہائی اہم معاملہ زیر بحث نہیں آ سکے گا۔ اس لیے گزارش ہے کہ اسے آج ہی زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین، گزارش ہے کہ یہ معاملہ پہلے ہی زیر غور ہے آپ ذرا انتظار کیجیے اسے اسی اجلاس کے دوران دیکھا جائے گا۔ اب تحریک استحقاق نمبر 26 رانا اکرام ربانی کی طرف سے ہے جی رانا صاحب۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک استحقاق دی ہوئی ہے اور اس کا نمبر 34 ہے میرا خیال ہے کہ باقی تو ساری کی ساری ہو گئی تھیں اور یہی باقی رہ گئی تھی۔

جناب چیئرمین، ملک صاحب! ابھی تو میں نے تحریک استحقاق نمبر 26 کے بارے میں کہا ہے۔ جب ہم 34 پر آئیں گے تو اس پر بات کر لیں گے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب سپیکر! آپ ان تحاریک کو دوبارہ دیکھ رہے ہیں۔

ہارس ٹریڈنگ کے لیے خزانہ کا بے دریغ استعمال

رانا اکرام ربانی، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب حکومت کا خزانہ عوام کی امانت ہے اور اس اختیار کے تحت استعمال کیا جانا چاہیے جو عوام اپنے منتخب نمائندوں کے ذریعہ دیتے ہیں۔ یہی اخراجات بجٹ کی شکل میں اس معزز ایوان کی منظوری

کے لیے پیش کیے جاتے ہیں۔ حکومت اور اس کے محکمے پابند ہوتے ہیں کہ اخراجات انہی ترجیحات دائرہ کار میں رہ کر کیے جائیں، جن کی منظوری اسی معزز ایوان نے دی ہو یا بعد میں ضمنی میزانیہ کی صورت میں لی جائے۔ لیکن حال ہی میں منظر عام پر آنے والی تفصیلات کے مطابق حکومت پنجاب کے سابق وزیراعلیٰ میاں محمد نواز شریف کی قیادت اور راہ نمائی میں اپریشن مڈ نائٹ جیکالز (operation midnight Jackals) ترتیب دیا۔ سرکاری اہل کار اور پنجاب کے عوام کی امانت خزانہ اس وقت کی مرکزی حکومت کے خلاف تحریک عدم اعتماد کو کامیاب بنانے کے لیے ہارس ٹریڈنگ کے لیے بے دریغ استعمال کیا۔

اس معزز ایوان کے دیے ہوئے دائرہ کار سے تجاوز کر کے جو کہ اس ایوان کا مذاق اڑانے کے برابر ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے معزز اراکین کو اس اہم اور مخصوص نوعیت کے مسئلہ پر اظہار خیال کی اجازت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے اس تحریک استحقاق میں بھی لکھا ہے کہ حکومت کا خزانہ کسی کی ذاتی جاگیر نہیں ہوتا نہ وہ کسی فیکٹری کی آمدنی ہوتی ہے نہ وہ باہر سے آیا ہوا ایسا سرمایہ ہوتا ہے جس کو اپنی مرضی سے استعمال کیا جائے اسی معزز ایوان نے اس کی منظوری دینی ہوتی ہے اور اگر کچھ اخراجات حکومت کی پہنچ سے باہر ہو جائیں تو اس کی منظوری ضمنی انتخابات کے ذریعے دی جاتی ہے لیکن اس ایوان سے منظوری لے کر دوسرے صوبوں کے ایم۔این۔اے حضرات کو یہاں پر وہ پلاٹ دیے گئے جو ہاؤسنگ سکیم کے نام پر اس صوبے کے ان لوگوں کی امانت ہے جن کے پاس سر چھپانے کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ وہ خزانہ جس کے ذریعے سے اس صوبے کے عوام کے لیے ہسپتال، سڑکیں، سکول اور دوسری سہولیات مہیا کی جاتی تھیں ان کو بجائے اس طرف استعمال کرنے کے انہیں ان مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا ہے جن سے پیپلز پارٹی کی آئینی اور قانونی حکومت ختم ہو۔ جناب سپیکر! یہ میری تحریک استحقاق کا موضوع بنتا ہے اور جناب والا! میں اس تحریک استحقاق کی وساطت سے یہ مطالبہ بھی کرتا ہوں کہ اس ڈرامے کے مرکزی کرداروں کے خلاف آئین کی دفعہ 6 کی خلاف ورزی میں مقدمات درج ہونے چاہیے جس میں آج کا وزیراعظم بھی شامل ہے جسمیں آج کا ڈائریکٹر انٹیلی جنس بیورو بھی شامل ہے جناب والا! اس وقت کے وزیراعلیٰ اور اس

کے ٹولے کی بدنیتی اس چیز سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ لوگ جنہیں آرمی سے ڈسسپلنری ایکشن کے ذریعے نکالا گیا جنہیں ملازمت سے سبکدوش کیا گیا ان کو اس وقت سپیشل برانچ میں کون سے ایکٹ کے تحت سروس دی گئی جناب سپیکر! انہوں نے خود اپنے الزامات کی تائید کی اور اپنے خلاف الزامات کی گواہی خود دی۔ جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان سے گزارش کروں گا اور میری آپ سے بھی استدعا ہوگی یہ ٹھیک ہے کہ کسی ایس۔ایچ۔او نے ٹیلی فون نہیں سنا اور یہ ہمارا استحقاق بن گیا لیکن جناب والا! سب سے بڑا استحقاق اس ایوان کا یہ ہے جو قانون کو بنائے اور جو میزانیہ کو منظور کرے اور جو کسی مقاصد کے لیے کسی سکیم کی منظوری دے وہ اسی مقاصد کے لیے استعمال کی جانی چاہیے نہ کہ یہ بریگیڈئر امتیاز اور میجر عامر کو اجازت دے دی جائے کہ تم جا کر۔ جناب والا! اخبارات میں تفصیل آئی ہے زاہد سرفراز اگر میاں نواز شریف کو راستے میں روک کر اطلاع نہ دیتے تو آج اخبارات میں جو تفصیلات آئی ہیں۔ تو ان میں آج کے وزیراعظم کا نام بھی ہوتا جناب والا۔ ہمارے ان ساتھیوں کے ذریعے سے جمہوریت کے پروسیس کے منہ پر جو کالک مل دی گئی ہے میں نے اس تحریک استحقاق کے ذریعے سے اس ایوان کو اور اس ایوان میں بیٹھنے والے سب حضرات کو یہ موقع فراہم کیا ہے کہ پنجاب اسمبلی اس داغ دھونے کے لیے اس سارے مسئلے کی چھان بین کرے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ وہ تمام شواہد اس کمیٹی کے پاس پیش ہوں اور یہ کمیٹی اس کا فیصلہ کرے۔ جناب والا! یہ سارا کچھ بالی پاس کر کے کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! اس ایوان میں جو کچھ کہا جانا ہے اور جو کچھ پاس ہونا ہے اگر اس کو اس ایوان کی منظوری کے بغیر اور اس کی مرضی کے بغیر غیر آئینی کاموں میں استعمال ہونا ہے اور ایسے کاموں میں استعمال ہونا ہے جو بغاوت کی حد تک چلے جاتے ہیں تو پھر ہمیں یہاں پر بٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور الاؤنسز کے ذریعے سے کروڑوں روپیہ خرچ کرنے کیا ضرورت ہے؟ اگر یہ ایوان خود اپنے ہاتھوں سے وہ استحقاق چھوڑنا چاہتا ہے کہ ہم جو چیز پاس کریں بعد میں اس کا چاہے جو مرضی حشر ہو ہمیں اس سے کیا تعلق؟ تو جناب سپیکر! ہمارا کیا استحقاق رہ جاتا ہے۔ میری اس ایوان میں موجود تمام حضرات سے چاہے وہ کسی بھی حیثیت سے اس ایوان میں موجود ہیں ان سے میری استدعا ہوگی کہ اس معاملے کی چھان بین کرنے کے لیے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہیے۔

جناب عرفان احمد ڈاہا (پارلیمانی سیکرٹری)، جناب والا! ہمارے محترم رانا صاحب' قائد حزب اختلاف

نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے وہ قانونی طور پر نہیں بنتی اس لیے کہ انہوں نے 90-89 کا حوالہ دیا ہے اور اس وقت کی جو اسمبلی تھی وہ ختم ہو چکی ہے اب یہ نئی اسمبلی آ گئی ہے اگر جناب والا! ایسی کوئی بات صحیح بھی ہوتی تو رانا صاحب اس وقت کی اسمبلی میں بھی موجود تھے اور انہوں نے جو بھی حوالہ دیا ہے یہ اخباری خبر کا دیا ہے اور اخباری خبر سے کوئی ایسی تحریک نہیں بن سکتی۔ اور رانا صاحب نے یہ جو کہا ہے کہ اس وقت کے بجٹ کو استعمال کیا گیا ہے بجٹ اسمبلی میں پاس ہوا تھااور اس کا ضمنی بجٹ بھی اسی اسمبلی میں پاس ہوا تھا یہ جناب والا! پیپلز ورکس پروگرام نہیں ہے کہ بغیر حساب کتاب کے جس کو چاہا پیسے دے دیے یہ تو باقاعدہ آڈٹ میں آتا ہے اور آڈیٹر جنرل اسے پاس کرتا ہے اس لیے اس تحریک سے کوئی حقیقت نہیں بنتی اس لیے اسے ختم کیا جائے۔ شکریہ۔

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! انہوں نے جو یہ مثال دی ہے۔۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب! آپ نے بڑی تفصیلی بات کر لی تھی۔۔

رانا اکرام ربانی، جناب والا! انہوں نے جو یہ بات کی ہے میں یہ ثابت کروں گا کہ انہوں نے جو یہ بات کی ہے یہ۔۔۔

جناب چیئرمین، میں جو عرض کرنے لگا تھا آپ میری بھی گزارش سن لیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر (پارلیمانی سیکرٹری)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے تحریک پیش کر دی اس کے بعد پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس کا جواب بھی دے دیا ہے اس کے بعد جب تک یہ فیصلہ نہ ہو کہ اس پر ڈسکشن ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین، اگر آپ مجھے اجازت دیں میں رانا صاحب سے ایک سوال کرنا چاہتا تھا۔ رانا صاحب! جس طرح پارلیمانی سیکرٹری نے فرمایا ہے کہ اس مسئلے کا تعلق 90-89ء سے ہے۔۔۔

رانا اکرام ربانی، جناب والا! میں بھی آپ سے گزارش کرنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے کہ آپ کی رولنگ آئے اور میرے لیے بھی کچھ مجبوریاں بن جائیں۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ کچھ privileges- based on precedents. ہوتے ہیں۔

The privileges specified under the Constitution. The privileges

specified under the Statute. The privileges specified in the Rules of the Procedure. The privileges based on precedents.

آپ کی چیئر سے منظور موہل صاحب نے ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی اور یہ اس اسمبلی کے ٹیلی فون کے بارے میں تھی جس اسمبلی کی میں نے آج بات کی ہے۔ اس اسمبلی کے ختم ہونے کے بعد۔۔۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کہ،

The question should relate to a specific matter of recent occurrence . . .

جناب چیئرمین، آپ نے استحقاق کی بات کی ہے تو وہ اسمبلی ہی اس وقت موجود نہیں۔

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! میں آپ سے پھر استدعا کروں گا کہ متضاد رولنگز دے کر اس ایوان کے لیے مشکلات پیدا نہ کی جائیں۔ اسی ایوان میں جناب سپیکر! نے ایک عام سی تحریک استحقاق پر کہ ہمیں جو ٹیلی فون کے نوٹس دیے ہیں' اس پہ رولنگ دی تھی کہ آپ کو یہ استحقاق مل گیا تھا اس کے بعد ہمیں یہ نوٹس دیا گیا کہ آپ پیسے دے کر دوبارہ تجدید کروائیں۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب! میری گزارش یہ ہے کہ اگر 1988ء کی اسمبلی میں آپ استحقاق کی تحریک دیتے تو وہ آپ کا استحقاق تھا لیکن آج آپ کا استحقاق کیسے بنتا ہے۔

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! اگر آپ مجھے تھوڑا سا موقع دیں تو میں یہ عرض کروں۔ جس اسمبلی کی میں نے بات کی ہے وہ اسمبلی تو ختم ہو گئی۔ اس کے بعد اس اسمبلی کے اراکین کو محکمہ ٹیلی فون کی طرف سے نوٹس گئے کہ آپ کو جو ٹیلی فون دیے گئے تھے اور اس کی ادائیگی اسمبلی سیکریٹریٹ نے کر بھی دی تھی وہ ختم ہوگئے ہیں لہذا اگر آپ اس کو رکھنا چاہتے ہیں تو پیسے جمع کروائیں۔ یہ تحریک استحقاق اس اسمبلی کے حوالے سے یہاں پہ منظور ہوئی اور استحقاق کمیٹی کے پاس وہ تحریک بھیجی گئی۔ ایک روایت اسی ہاؤس میں بن چکی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ تحریک استحقاق اسی روایت پر مبنی ہے۔

جناب چیئرمین، رانا صاحب! آپ اپنی بات ختم کر چکے ہیں؟

رانا اکرام ربانی، جی ہاں!

جناب چیئرمین، میرے خیال میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا تھا اور اس پہ میں نے بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ اس اسمبلی کا وقت گزر چکا ہے۔ اس وقت بھی آپ ممبر تھے اگر آپ اس وقت یہ تحریک استحقاق لاتے تو اس کو ٹیک اپ کیا جا سکتا تھا اس لیے میں اس کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔۔۔ تحریک استحقاق نمبر 27 جناب ریاض فتیانہ کی طرف سے ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے اور وقفہ نماز کے لیے اجلاس کی کارروائی ساڑھے چھ بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس کی کارروائی نماز مغرب کے لیے ساڑھے چھ بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(جناب سپیکر 6 بج کر 46 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب ہم تحریک التوائے کار کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔

چودھری نور محمد تارڑ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری ایک تحریک کافی عرصہ سے مؤخر چلی آ رہی ہے۔ جناب والا! آپ نے فرمایا تھا کہ وزیر قانون، قائد حزب اختلاف اور ڈاکٹر محمد افضل اعزاز مل بیٹھ کر یہ فیصلہ کر لیں کہ کون سی تحاریک زیادہ اہم نوعیت کی ہیں ان کو پھر ترجیحی بنیادوں پر ٹیک اپ کر لیا جائے گا۔ اب قائد حزب اختلاف، ڈاکٹر محمد افضل اعزاز اور وزیر قانون نے مجھے اپنی تحریک پیش کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

جناب سپیکر، انہوں نے آپ سے اتفاق کر لیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! ابھی تو اس سلسلہ میں میٹنگ ہی نہیں ہوئی کیونکہ پہلے انہوں نے تمام تحاریک کی priority بنانی تھی اس کے بعد میرے ساتھ میٹنگ کرنی تھی لیکن ابھی تک میٹنگ نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، وزیر قانون کا یہ خیال ہے کہ ابھی وہ میٹنگ کر رہے ہیں۔ (قہقہے) پھر کیا طے ہوا؟

چودھری نور محمد تارڑ، جناب والا! میں تو پھر اپنی تحریک پڑھ دوں ناں؟

جناب سپیکر، چودھری صاحب تحریک آپ پڑھیں لیکن پہلے یہ بات طے ہو جائے کہ ہاؤس کی

consent کیا ہے؟

چودھری نور محمد تارڑ: جناب والا! آپ کے سامنے یہ بات طے ہوئی تھی۔ وزیر قانون نے یہ فرمایا تھا کہ اگر یہ دونوں حضرات متفق ہو جائیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اس وقت دونوں حضرات بیٹھے ہیں آپ ان سے پوچھ سکتے ہیں۔ ویسے بھی میری یہ تحریک انتہائی اہمیت کی حامل ہے اگر اس تحریک کو بروقت ٹیک اپ نہ کیا گیا تو اس کا مقصد ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر صاحب کیا ارشاد ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہی طے ہوا تھا کہ لاء اینڈ آرڈر اور ایجوکیشن کی تحاریک التوائے کار کے علاوہ جو دوسری تحریک التوائے کار ہوں گی۔ ان کے بارے میں ڈاکٹر محمد افضل اعزاز اور قائد حزب اختلاف بیٹھ کر پہلے آپس میں طے کریں گے اس کے بعد میرے ساتھ بات کریں گے۔ پھر جو فیصلہ ہوگا وہ ہم سب آپ کی خدمت میں عرض کریں گے۔ اب میرے دوست حاجی گلاب خان بھی اپنی تحریک التوائے کار کو out of turn لینا چاہتے تھے۔ اس لیے اس طریقے سے ذرا مشکل ہو جائے گی۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ جو اس کی ترتیب ہے اسی لحاظ سے ان کو ٹیک اپ کیا جائے تو زیادہ مناسب رہے گا۔

چودھری نور محمد تارڑ: گزارش ہے کہ پچھلی شدید بارشوں کی وجہ سے تقریباً بیس پچیس دیہات بری طرح تباہ ہوئے ہیں۔ خاص طور پر ایک مسئلہ کیو بی لنک کا ہے۔ اس کیو بی لنک کی وجہ سے جو نشیبی علاقہ ہے اس میں پانی بھر جاتا ہے۔ پانی کے نکاس کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ ہزاروں ایکڑ زمین تباہ ہو گئی ہے، فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ تقریباً تین چار سو کے لگ بھگ مکانات منہدم ہو گئے ہیں۔ اس سلسلے میں وہاں کے مکین بارشوں کی وجہ سے اتنے پریشان ہیں کہ انہیں کچھ سمجھ نہیں آتی کہ وہ کہاں جائیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب یہ معاملہ تو آپ ٹیک اپ کر سکتے ہیں اگر ہاؤس اس بارے میں اس کی اجازت دے دے۔ کیونکہ یہ آپ out of turn ٹیک اپ کرنا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں میں نے لاء منسٹر صاحب سے کہا ہے وہ اور ڈاکٹر صاحب آپس میں بات کر رہے ہیں آپ بھی ان سے رابطہ کر لیجئے گا۔ ابھی ہم دوسری تحریک التوائے کار کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔ in the mean time آپ بات کرلیں۔ اگر ہاؤس کی اس میں اتفاق رائے ہے تو مجھے آپ کی تحریک التوائے کار ٹیک اپ کر کے

خوشی محسوس ہو گی۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اجلاس کے بارے میں بھی کوئی معلوم نہیں ہے کہ یہ جاری رہتا ہے یا نہیں۔ جناب والا! پورا صوبہ بلکہ پورا ملک اس حالت سے گزر رہا ہے۔ سیلاب کی صورت حال کے بارے میں میں نے ایک تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 171ہے۔ میری گزارش ہے کہ یہ معاملہ فوری نوعیت کا ہے اور اس پر فوری طور پر گفتگو کرنی انتہائی ضروری ہے۔ اور تمام ممبران جو مختلف علاقوں سے تشریف لائے ہیں ان کے اپنے اپنے اضلاع میں یہ مسئلہ ہے اس لیے اس پر پورے ہاؤس کا اتفاق ہو گا۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ اس کو out of turn لیا جائے۔ اور یہ آج کا ہی معاملہ ہے اس لیے اس کو ضروری زیر بحث لایا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ٹیکنیکل کالجوں میں جو داخلے کا معاملہ ہے' اور یہ جو حالیہ اضافہ کیا گیا ہے جنرل ایجوکیشن کے دوسرے کالجوں میں۔ اس میں ان کالجوں کو شامل نہیں کیا گیا۔ اس کے متعلق میں نے ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی جس کا نمبر 170 ہے۔ اس روز یہ بات ہوئی تھی کہ لاء منسٹر اور ایجوکیشن منسٹر صاحب اس پر بات کر لیں تو پھر اس کو ٹیک اپ کیا جائے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ ابھی داخلہ سے متعلق ایک دو روز باقی ہیں اس کے بعد پھر یہ وقت گزر جائے گا اور بہت سے طالب علم اس بات سے محروم رہ جائیں گے۔

جناب سپیکر، تو رانا صاحب آپ کیا تجویز کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، میں چاہتا ہوں کہ جو اضافہ باقی کالجوں میں کیا گیا ہے اس میں ان کالجوں کو بھی شامل کیا جائے۔ فنی تعلیم تو بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! ذرا اونچی آواز میں بات کیجئے کا مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔

رانا ثناء اللہ خان، میری گزارش یہی ہے کہ داخلے کے معاملہ میں سیٹوں سے متعلق جو اضافہ دیگر کالجوں میں کیا گیا ہے۔ اس میں ٹیکنیکل کالجوں کو بھی شامل کیا جائے۔ کیونکہ فنی تعلیم بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر، اس بارے میں آپ کی کوئی تحریک التوائے کار ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب' یہ تحریک التوائے کار نمبر 170 ہے اور میں نے یہ اس روز پیش کی تھی۔ تولاء منسٹر اور ایجوکیشن منسٹر نے کہا تھا کہ ہمیں اس کی کاپی مہیا کر دی جائے ہم اس دیکھ لیں پھر اس کے بعد اس کو ٹیک اپ کر لیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے لاء منسٹر صاحب کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ فرید احمد پراچہ اپنی تحریک التوائے کار کے ذریعے سیلاب کی صورت حال کو ڈسکس کرنا چاہتے ہیں۔ اور رانا ثناء اللہ چاہتے ہیں کہ ان کی تحریک التوائے کار کو out of turn ٹیک اپ کیا جائے۔ اور وہ اسے ایجوکیشن کے معاملات کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا کی خدمت میں میں نے یہ گزارش کی ہے کہ تحریک التوائے کار کے بارے میں میرا' قائد حزب اختلاف کا اور ڈاکٹر محمد افضل اعزاز کا ایک متفقہ فیصلہ ہوا تھا۔ اگر یہ اس قسم کی بات کرنا ہی چاہتے تھے تو آج ہی ڈسکشن کے دوران بات ہو سکتی تھی۔ سیشن سے پہلے بات ہو سکتی تھی۔ اب ہم نے جو تیاری کی ہوئی ہے وہ اسی کے مطابق کی ہوئی ہے اسی priority کے مطابق کی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کوئی معنی خیز بحث نہیں ہو سکے گی۔ اس کو priority کے مطابق جس طریقے سے چل رہا ہے اسی طرح سے چلائیں۔ جہاں تک رانا صاحب کا فرمان ہے' رانا صاحب نے اس دن بات کی تھی اور یہ چاہتے تھے کہ داخلے کے لیے کچھ سیٹیں بڑھائی گئی ہیں۔ یہ چاہتے تھے کہ دس فی صد سیٹیں داخلے کے لیے ٹیکنیکل کالجوں میں بھی بڑھائی جائیں۔ اس سلسلے میں میں نے ایجوکیشن منسٹر سے گزارش کی تھی کہ وہ اپنے متعلقہ محکمہ سے اس سلسلے میں معلومات حاصل کر لیں۔ اس کے بعد ہم اس پوزیشن میں ہوں گے کہ اس کو ٹیک اپ کیا جائے۔ کیوں کہ یہی ٹیک اپ ہو جائے اور ہم اس کا جواب دینے کی پوزیشن میں نہ ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ساری تحاریک التوائے کار انتہائی اہمیت کی حامل ہیں اور ان کو روٹین کے مطابق ٹیک اپ کیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ ہماری جو بات ان کے ساتھ طے ہوئی تھی اس کے مطابق یہ میرے ساتھ بیٹھ کر سارا طے کر لیں تو پھر مجھے بھی پتہ ہو گا کہ آج یہ کون سی تحریک التوائے کار ٹیک اپ کروانا چاہتے ہیں اور اس کے بارے میں متعلقہ منسٹر صاحب کو بھی پتہ ہو گا۔ پھر اس پر زیادہ meaningful بحث ہو سکتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس تحریک کو پیش کرنے سے میرا مقصد صرف یہ نہیں تھا کہ ہم کوئی بحث ہی کرنا چاہتے ہیں۔ میرا مقصد تو یہ تھا کہ یہ اگر معاملہ سو آرہ گیا ہے کہ یہ کالج اس اضافے میں شامل نہیں کیے جا سکے تو یہ حکومت کے نوٹس میں آ جائے اور اس سلسلے میں ایجوکیشن منسٹر کی اس میں جو بھی پالیسی اسٹیٹمنٹ ہے وہ آ جائے اور یہ معاملہ حل ہو جائے۔ اس پر بحث کرنا میرا مقصد نہیں تھا۔

جناب سپیکر، یہ درست بات ہے اس کو ہاؤس کی consenses کے بغیر out of turn ٹیک اپ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اگر ایجوکیشن منسٹر اس مسئلے پر کوئی پالیسی بیان دینا چاہیں تو یہ مناسب بات ہو گی۔ تو تحریک التوائے کار نمبر 70 رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! اگر اس بارے میں ان کا موقف آ جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر، جی میں اس سلسلے میں کہا ہے کہ اگر وہ مناسب خیال فرمائیں تو وہ اس بارے میں پالیسی بیان دیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! یہ تحریک التوائے کار میری عدم موجودگی میں زیر بحث تھی۔ رہا پالیسی بیان تو میں یہ عرض کروں گا۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر ملک اقبال احمد خان۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب والا! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ کیا لاء منسٹر ہاؤس میں بیٹھ کر انگلی سے ایسے اشارے کر سکتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! میں نے تو یہ کہا ہے کہ یہ زیر بحث نہیں ہے۔ میں نے تو یہ وضاحت کی ہے کیونکہ اس وقت فاضل وزیر تعلیم تشریف نہیں رکھتے تھے۔ اس لیے انہوں نے یہ سمجھا ہے کہ شاید یہ تحریک التوائے کار زیر بحث ہے۔ اور میں نے ان سے یہ عرض کیا ہے کہ یہ زیر بحث نہیں ہے۔ بلکہ جناب سپیکر! نے یہ فرمایا ہے کہ اگر وہ تیار ہوں یا ان کے پاس معلومات ہوں اور وہ اس پر پالیسی بیان دینا مناسب سمجھیں تو دیں ویسے یہ زیر بحث نہیں ہے۔ میں نے تو یہ گزارش کی ہے۔

جناب سپیکر: جی یہ بات درست ہے کہ یہ تحریک التوائے کار اس وقت زیر بحث نہیں ہے۔ اور میں نے یہ بات کی ہے کہ ایجوکیشن منسٹر اگر مناسب سمجھیں تو اس پر پالیسی بیان دیں۔ آپ پالیسی بیان دینا چاہتے ہیں لیکن میرے خیال میں تحریک التوائے کار کے بعد آپ یہ بیان دیں۔ ہم پہلے ان تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ کرلیں۔ جی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ پوائنٹ آف آرڈر یہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر آب پاشی: جناب سپیکر! 30 اگست کے اجلاس میں وقفہ سوالات کے دوران آپ کے حکم کے تحت سوال نمبر 268 اور 496 کے بارے میں اضافی معلومات مہیا کرنی تھیں۔ فاضل رکن جن کی طرف سے سوال ہوا تھا اور اراکین اسمبلی کے لیے وہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں مہیا کر دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ سردار صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اسے پڑھ دوں۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔ رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب آپ کی تحریک التواء کے بارے میں بات ہو چکی ہے اور وزیر تعلیم آپ کی تحریک التواء کے بارے میں پالیسی سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی فرید احمد پراچہ۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے تحریک التواء کے بارے میں جو آپ سے گزارش کی ہے کہ اسے out of turn لیا جائے یہ صوبے میں حالیہ سیلاب کے بارے میں ہے اور اس کے بارے میں جناب وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ ہماری تیاری نہیں ہے۔ ہماری تحریک التواء اسی بارے میں ہے کہ جس حکومت کی تحریک التواء کا جواب دینے کی تیاری نہیں ہے اس کی خود سیلاب سے نبرد آزما ہونے کی کیا تیاری ہوگی۔ جو اس بارے میں کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔ اٹھائے ہوئے اعتراضات کا جواب نہیں دے سکتے تو یہی تحریک التواء ہے کہ پھر صوبے میں جو سیلاب آ جاتا ہے اس کی تیاری ان کی کیا تھی؟ اس کے بارے میں یہ بتایا جائے۔ جناب سپیکر! یہ اہم معاملہ ہے۔ فوری نوعیت کا ہے۔ محض ایک قرارداد اور اظہار ہم دردی ان لوگوں کے مسائل کا حل نہیں ہے جو پانی میں گھرے ہوئے ہیں۔ اور اس طرح کے چند الفاظ سے ہم ان کا مسئلہ حل نہیں کر سکتے۔ اسے جناب سپیکر! out of turn لیا جائے۔ اور اسے زیر بحث لایا جائے۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! شاید میری عدم موجودگی میں یہ کوئی بات ہوئی ہے۔ تو میں اپنے بھائی کی اطلاع کے لیے عرض کروں گا کہ سیلاب کے بارے میں گورنمنٹ غافل نہیں ہے۔ گورنمنٹ vigilantly اسے دیکھ رہی ہے۔

جناب سپیکر، خان صاحب! آپ پہلے بات سمجھ لیں۔ بات یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کی تحریک التواء جو سیلاب کی صورت حال کے بارے میں ہے اسے take up کیا جائے۔ اس پر وزیر قانون نے یہ کہا ہے کہ اسے out of turn take up نہ کیا جائے۔ تو اس پر انہوں نے بات کی ہے کہ اس کو out of turn take up کرنا چاہیے اور اس کی اہمیت کے لحاظ سے وہ بات کر رہے ہیں کہ اس کو take up ہونا چاہیے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، تو یہ تحاریک التوائے کار کا ٹائم پوائنٹ آف آرڈر پر صرف کر دینا چاہیے؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب سپیکر! میری تحریک التواء نمبر 30 pending چلی آ رہی ہے کیونکہ میں اس کے جواب سے مطمئن نہیں تھا۔

جناب سپیکر، اس پر decision pending ہے؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جی ہاں۔

جناب سپیکر، تو پھر decision آ جائے گا ملک صاحب!

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری نے جو جواب دیا تھا اس سے میں مطمئن نہیں تھا اور یہ تحریک pending ہو گئی تھی۔

جناب سپیکر، کون سی تحریک التواء ہے؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب والا! اس کا نمبر 30 ہے۔

جناب سپیکر، تحریک التواء نمبر 30 کو میں دیکھ لیتا ہوں۔ اگلی تحریک التواء رانا اکرام ربانی خان کی اور قاضی علی حسن رضا کی جو انہوں نے jointly move کی ہے۔ تو قاضی صاحب! آپ اسے پیش کرنا چاہیں گے!

قاضی علی حسن رضا، جی میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی قاضی صاحب فرمائیے۔

محکمہ انسداد رشوت ستانی کی تنظیم نو

قاضی علی حسن رضا: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کئی سال گزرنے کے باوجود محکمہ انسداد رشوت ستانی کی تنظیم نو کے مقاصد سامنے نہیں آ سکے۔ البتہ تنظیم نو کے بعد مختلف سرکاری محکموں میں کرپشن میں اس حد تک اضافہ ہو گیا ہے کہ اب سدباب کے لیے مسلسل مختلف اقدامات کا اعلان کر رہے ہیں۔ جب کہ دوسری جانب کرپشن میں ریکارڈ توڑ اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ سرکاری ترجمان کے مطابق محکمہ انسداد رشوت ستانی کی تنظیم نو پنجاب کے ایک سابق گورنر کے حکم پر چند سال قبل کی گئی تھی تنظیم نو کے بعد سرکاری افسروں کی بڑی تعداد کروڑ پتی بن گئی ہے۔ایسا لگتا ہی کہ تنظیم نو کرپشن میں اضافہ کرنے کے لیے کی گئی تھی۔ موجودہ حکمرانوں کا منشور صرف اور صرف "ٹک ٹکا" کے ذریعہ اپنے اقتدار کو طول دینا ہے۔ جس کی جھلک اس رپورٹ میں بھی نظر آتی ہے۔ وہ ادارہ جو حکومت کے دیگر اداروں پر نظر رکھنے کا ذمہ دار حکومتی نگرانی میں اس کی دگرگوں حالت سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی' اضطراب اورغم و غصہ پایا جاتا ہے۔ مذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب عادل شریف گل (پارلیمانی سیکرٹری)، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، آپ اس پر بات کرنا چاہیں گے؟

جناب عادل شریف گل، جی!

جناب سپیکر، ارشاد فرمایئے۔

جناب عادل شریف گل، جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں تحریک التوائے کار کا جواب دوں' آپ کی وساطت سے صحافی بھائیوں سے استدعا کروں گا کہ اس سے پہلے بھی تین دفعہ یاد دہانی کے باوجود اخبارات میں میرا نام غلط لکھا جاتا ہے۔ میرا نام عادل شریف گل ہے اور میری جگہ پیٹر گل صاحب کا نام لکھا جاتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ میرا نام درست لکھا ہے۔

جناب والا! تحریک التوائے کار نمبر 40 میرے معزز دوست قاضی صاحب نے پیش کی اور یہ محکمہ اینٹی کرپشن کے بارے میں ہے۔ جناب سپیکر! میں جاننا چاہوں گا کہ یہ تحریک واضح نہیں ہے۔ اس میں recent occurrence نہیں ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ کوئی specific matter بیان نہیں کیا گیا ہے۔ قاضی صاحب کی یہ تحریک ایک مفروضے پر مبنی ہے۔ جناب سپیکر! اب میں یہ بتانا چاہوں گا کہ محکمہ اینٹی کرپشن کی تنظیم نو ہوئی ہے اور تنظیم نو ہونے کے بعد اس کی کار کردگی میں فرق پڑا ہے اور محکمہ کی کارکردگی بہتر ہوئی ہے۔ اور مزید اس کو بہتر بنانے کے لیے کارروائی جاری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب والا! میں یہ بتانا چاہوں گا کہ محکمہ مختلف قواعد و ضوابط کے تحت کام کرتا ہے۔ محکمہ کی مختلف عدالتیں ہیں جو کہ بااختیار ہیں۔ اور جو بھی کیس محکمہ کی طرف سے عدالت میں جاتا ہے اس پر باقاعدہ کارروائی ہوتی ہے۔ یہ معاملہ جناب والا عمومی نوعیت کا ہے۔ اس میں کوئی خاص واقعہ کی طرف اشارہ نہ کیا گیا ہے اور نہ کوئی ذکر کیا گیا ہے۔ نہ کوئی اعداد و شمار بیان کیے گئے ہیں۔ نہ کوئی recent occurrence ہے لہذا میں استدعا کروں گا کہ قواعد و ضوابط کے مطابق یہ تحریک التواء زیر بحث لانے کے لیے موزوں نہیں ہے لہذا میری قاضی صاحب سے استدعا ہو گی کہ وہ اس کو پریس نہ فرمائیں۔

قاضی علی حسن رضا، جناب سپیکر! جہاں تک recent occurrence کا تعلق ہے تو رشوت کی لعنت ایک ایسی وبا کی شکل میں پھیل چکی ہے جو ایک مسلسل عمل ہے اور آج کل کوئی جائز کام بھی رشوت کے بغیر نہیں ہوتا۔ تو recent occurrence تو اس کی جناب والا! ہر وقت بنتی ہے۔ اور specific matter بھی۔ پارلیمانی سیکرٹری نے پتا نہیں رشوت کو کیسے recent occurrence سے نکال دیا کہ اس کی recent occurrence نہیں بنتی۔ جناب سپیکر! میں اس پر زور دوں گا اور میں چاہوں گا کہ اس کو بحث کے لیے منظور کیا جائے۔ یہ اتنا اہم معاملہ ہے کہ آج کل کوئی بھی کام رشوت کے بغیر نہیں ہوتا۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس کو بحث کے لیے منظور کیا جائے۔

MR SPEAKER: The motion does not relate to a single specific matter of recent occurrence The problem pointed out in the motion relates to a routine administrative action of the Government. It is not a fit case for adjournment motion.

اگلی تحریک التواء نمبر 41 ہے۔ نمبر 41 اور 59 ایک جیسی ہیں۔ تحریک التواء نمبر 41 رانا اکرام ربانی خان اور جناب غلام سرور خان کی طرف سے ہے۔ اور نمبر 59 ملک محمد دین کی طرف سے ہے۔ تو اسے غلام سرور خان پیش کرنا چاہیں گے۔ جی ارشاد فرمائیں۔

ایل ڈی اے اور واسا میں کروڑوں روپے کی بے ضابطگیاں

جناب غلام سرور خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے مطابق ایل ڈی اے اور واسا میں کروڑوں روپے کی بے ضابطگیاں غبن' ٹینڈرز میں رد و بدل' چوری اور اقربا پروری جیسے معاملات کی نشان دہی کی گئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق ایل ڈی اے نے اپنے من پسند ٹھیکے داروں کو لاکھوں روپے کا مالی فائدہ پہنچانے کے لیے حکومت کے مقررہ کردہ قواعد و ضوابط کو پس پشت ڈال دیا۔ حکومت پنجاب کی کروڑوں روپے کی ملکیتی مشینری ٹھیکے داروں کو مفت فراہم کر کے سرکاری خزانہ کو لاکھوں روپے کا نقصان پہنچایا۔ پاکستان برما شیل کو ناجائز فائدہ پہنچانے کے لیے ایل ڈی اے نے ضابطہ کے خلاف 61 لاکھ روپے بطور ایڈوانس ادا کر دیے واسا میں اس سال سیورفیس جمع نہ کرانے اور افسران کا اسی رقم کو ذاتی استعمال میں لانے سے 50 لاکھ روپے سے زائد کا نقصان اور غیر قانونی پانی کا کنکشن دینے سے لاکھوں روپے مزید نقصان برداشت کرنا پڑا۔ تنخواہوں کی زائد ادائیگی ٹھیکے داروں کو معاہدے کے برعکس زائد ریٹ دینے بے جا ایڈوانس کی ادائیگی اور سٹور کی کمی کے معاملات کی بھی نشان دہی کی گئی ہے۔ اس حسن کار کردگی کے بعد حال ہی میں ان اداروں کو کروڑوں روپے دیے گئے ہیں۔ پنجاب کے عوام یہ یقین کرنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ بھی "کھوہ کھاتے" میں چلے جائیں گے جس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی' اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب! اس پر آپ بات کریں گے؟

راجہ جاوید اخلاص (پارلیمانی سیکرٹری)، جی میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر، جی ارشاد فرمائیے۔

راجہ جاوید اخلاص: جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آڈیٹر جنرل آف پاکستان اپنی سالانہ رپورٹ میں مختلف محکموں میں ہونے والی مالی بے ضابطگیوں کی نشان دہی کرتے ہیں اور اس کے بعد یہ رپورٹ پبلک اکاونٹس کمیٹی کے سپرد ہوتی ہے۔ پھر پبلک اکاونٹس کمیٹی اپنے اجلاسوں میں دونوں فریقین کا موقف سننے کے بعد فیصلہ کرتی ہے کہ اگر اس میں کوئی اہل کار یا کوئی محکمے کا آدمی ملوث ہو تو پھر ضابطہ کے مطابق اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ اس تحریک التواء میں جو الزامات عائد کیے گئے ہیں ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب والا! جہاں تک ٹینڈرز میں ردوبدل کا تعلق ہے تو اس میں ٹینڈرز کے ردوبدل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ اس لیے کہ ٹینڈرز باقاعدہ ایک ضابطے اور قانون کے تحت طلب کیے جاتے ہیں۔ اس سے پہلے ان کی ایک مناسب طریقے سے تشہیر کی جاتی ہے اور تشہیر کرنے کے بعد جو لوگ ٹینڈرز fill کر کے دیتے ہیں ان کی موجودگی میں وہ ٹینڈرز کھولے جاتے ہیں۔ پھر جس کا سب سے کم ریٹ ہوتا ہے اس کو وہ ٹینڈر الاٹ کیا جاتا ہے لہذا یہ بات بالکل ہی بے بنیاد ہے کہ ٹینڈرز میں کوئی ردوبدل ہوا ہے یا اس کے کوئی امکانات ہیں۔

جناب والا! جہاں تک سرکاری مشینری کا تعلق ہے کہ یہ ٹھیکے داروں کو مفت میں استعمال میں دی گئی ہے اور اس سے محکمہ کا لاکھوں روپے کا نقصان ہوا ہے تو یہ بات بھی درست نہیں ہے۔ جتنی بھی سرکاری مشینری ہے وہ ٹھیکے داروں کو مہیا کی جاتی ہے اور پھر اس کے جو طے شدہ rates ہیں اس کے مطابق ٹھیکے داروں سے اس کا معاوضہ وصول کیا جاتا ہے۔ جو باقاعدہ محکمے کے اکاونٹ میں جاتا ہے اور اس کا باقاعدہ حساب کتاب اور ریکارڈ موجود ہے۔

جناب والا! تیسرا برما شیل کی ادائیگی کے لیے جو 61 لاکھ روپیہ ایڈوانس دیا گیا ہے اس پر انہوں نے اعتراض کیا ہے تو یہ معاملہ باقاعدہ پبلک اکاونٹس کمیٹی کی میٹنگز میں ڈسکس ہوا ہے اور پبلک اکاونٹس کمیٹی نے اس کو باضابطہ قرار دیا ہے اس میں کسی قسم کی بے ضابطگی واقع نہیں ہوئی ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ ان کا چوتھا جو الزام ہے کہ واسا کے سیوریج فنڈز جمع نہیں ہوئے تو اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ 41-لاکھ 50 ہزار روپیہ محکمہ ریلوے کے ذمے ہمارے محکمے کا واجب الادا ہے۔ اس سلسلہ میں باقاعدہ کوشش کی جا رہی ہے۔ محکمے کا ان کے ساتھ رابطہ ہے اور

انشاء اللہ وہ فنڈز ضرور حاصل کیے جائیں گے جو محکمہ کے اکاونٹ میں جمع ہوں گے۔

جناب والا! اس کے علاوہ جہاں تک غیر قانونی کنکشنز کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں بھی محکمہ نے کافی تگ و دو کی ہے' چھان بین کی ہے۔ اس سلسلے میں ایک لاکھ 63 ہزار روپیہ مختلف لوگوں کے ذمہ واجب الادا ہے جس کو حاصل کرنے کے لیے کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ ٹھیکے داران اور افسران کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ یہ فنڈز ان کے ذاتی استعمال میں رہے ہیں تو اس بات کی کوئی دلیل یا اس کا کوئی ثبوت ان کے پاس موجود نہیں ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ ایک اور معاملے کی طرف انہوں نے نشان دہی کی ہے کہ واسا کے سٹور میں گھپلا ہوا ہے تو جب وہ محکمہ کے نوٹس میں آیا ہے تو محکمہ نے باقاعدہ اس کا ایکشن لیا ہے اور جو آدمی اس میں ملوث تھا اس کے خلاف کیس رجسٹر کیا ہے اور باقاعدہ عدالت سے وہ آدمی سزا پا چکا ہے۔

تو اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ان کا کوئی بھی الزام درست نہیں ہے۔ محکمہ باقاعدہ طور پر اپنا حساب کتاب رکھتا ہے۔ ان کے تمام الزامات بے بنیاد ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ان کی جو تحریک التوائے کار ہے وہ کسی ایک مخصوص معاملے کی نشان دہی نہیں کرتی بلکہ اس میں چار پانچ معاملوں کی نشان دہی کی گئی ہے جس کا میں نے جواب دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس جواب کی روشنی میں ان کی یہ تحریک التواء بنتی بھی نہیں اور یہ جو الزامات ہیں یہ بھی ٹھیک نہیں ہیں لہذا یہ رول آوٹ کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے بڑے خوبصورت انداز سے واسا اور ایل ڈی اے کو defend کیا ہے لیکن یہ تو ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ واسا اور ایل ڈی اے ایک سفید ہاتھی کی حیثیت رکھتے ہیں اور جتنی بے ضابطگیاں' جتنی بدعنوانیاں ایل ڈی اے اور واسا میں ہو رہی ہیں۔ میرے خیال کے مطابق پنجاب میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ بے ضابطگیاں پنجاب پبلک اکاونٹس کمیٹی نے پوائنٹ آوٹ کی ہیں۔ اس طرح یہ بے ضابطگیاں آڈیٹر جنرل آف پاکستان نے پوائنٹ آوٹ کی ہیں۔ اگر گورنمنٹ اس بات کی یقین دہانی اس فورم پر کروائے کہ جو بھی بے ضابطگیاں پنجاب پبلک اکاونٹس کمیٹی اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی طرف سے پوائنٹ آوٹ کی

گئی ہیں حکومت پنجاب ان بے ضابطگیوں پر واسا اور ایل ڈی اے کے جو متعلقہ افسران ہیں ان کے خلاف کوئی بھی ایکشن لینے کا اگر ارادہ رکھتی ہے تو میں اپنی موشن کو پریس نہیں کرتا۔ جہاں تک میرے فاضل دوست نے recent occurrence کی بات کی ہے تو گزشتہ بجٹ اجلاس کے بعد یہ تحریک پیش کی گئی ہے اس لحاظ سے یہ recent occurrence بھی بنتی ہے اور اس لحاظ سے یہ مخصوص معاملہ بھی ہے کہ کسی محکمے کی بے ضابطگی اور بے ضابطگیوں میں ہر قسم کی بے ضابطگیاں آ سکتی ہیں اور میرے خیال میں یہ بے ضابطگی بھی اسی بنیاد پر بنتی ہے۔ میری یہ تحریک التواء ہر لحاظ سے قانونی تقاضے پورے کرتی ہے لہذا میں یہی گزارش کروں گا کہ میری تحریک التواء کو admit کیا جائے اور اس پر بحث کی اجازت دی جائے یا حکومت اس بات کی یقین دہانی کرائے کہ واسا میں یا ایل ڈی اے میں جو بھی بے ضابطگیاں ہیں جن کی نشان دہی کی گئی ہے ان بے ضابطگیوں پر ان افسران کے خلاف کارروائی کی جائے گی تو میں اپنی موشن پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، غلام سرور خان کو میں نے دوبارہ فلور دیا تھا کہ وہ ہمارے پارلیمنٹری سیکرٹری راجہ جاوید اخلاص کی جس خوبصورت انداز میں انہوں نے اس تحریک التواء کو ڈیفنڈ کیا ہے اور اس کے سارے پہلوؤں کی چھان بین کی ہے حوصلہ افزائی کریں گے اور وہ اس کو پریس نہیں کریں گے۔

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! میں نے مشروط طور پر کہا ہے کہ میں پریس نہیں کروں گا اگر اس بات کی یقین دہانی کرا دی جائے۔ تو میں نے ان کو خوبصورت انداز میں سراہا ہے۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب

راجہ جاوید اخلاص، جناب سپیکر! فاضل ممبر نے کوئی نئی بات تو نہیں کی۔ جن باتوں کو انہوں نے دہرایا ہے ان تو جواب میں پہلے ہی دے چکا ہوں لیکن اس کے باوجود میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ پہلے بھی جو معاملہ ہمارے نوٹس میں آیا ہے یہاں ہمارے منسٹر بھی تشریف فرما ہیں اور میں بھی موجود ہوں محکمے نے بھرپور انداز میں اس چیز کا ایکشن لیا ہے اور آئندہ بھی وہ اگر کوئی معاملہ ہمارے نوٹس میں لائیں گے تو انشاء اللہ قانون اور ضابطے کے مطابق فوری طور پر اس پر ایکشن لیا جائے گا اور اس بات کا ازالہ کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب غلام سرور خان، جناب سپیکر! اس معاملے میں کیا ایکشن لیتے ہیں' گورنمنٹ اس معاملے پر کیا ایکشن لیتی ہے؛ آئندہ تو کئی اس طرح کے معاملات آئیں گے اور پوائنٹ آؤٹ کیے جائیں گے۔

اس معاملے پر گورنمنٹ کیا ایکشن لیتی ہے؟ یہ بتا دیا جائے۔

جناب سپیکر: تو غلام سرور خان' اب اس کو مزید پریس نہیں کرتے۔ اب تحاریک التوائے کار کا ٹائم ختم ہوتا ہے۔

حاجی ملک گلاب خان: جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک دی تھی اس پر بھی غور فرمایا جائے۔

جناب سپیکر: جی حاجی صاحب' میں عرض کرتا ہوں کہ آج flood situation پر چیف منسٹر صاحب ہاؤس کو اعتماد میں لینا چاہتے ہیں۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آج قانون سازی کے بعد چیف منسٹر صاحب flood situation پر ہاؤس کو اعتماد میں لینا چاہتے ہیں۔ حزب اختلاف کے کچھ معزز راہ نماؤں نے اس خیال کا اظہار کیا ہے اور ان کی تحاریک التوائے کار بھی سیلاب کی صورت حال کے بارے میں آئی ہیں کہ وہ سیلاب کی صورت حال پر اپنا اظہار خیال کریں تو میری یہ رائے ہو گی کہ ایک صاحب جماعت اسلامی میں سے چاہے وہ ڈاکٹر محمد افضل اعزاز کو پسند کرتے ہیں اور قائد حزب اختلاف دس' دس منٹ کے لیے اپنا اپنا اظہار خیال فرمالیں تاکہ وہ اپنا نقطہ نظر ایوان میں پیش کر سکیں اس کے بعد اس بارے میں وزیراعلیٰ ایوان کو سیلاب کی صورت حال کے بارے میں ایوان کو اعتماد میں لینا چاہیں گے لہذا میں نے اپنی رائے کے بارے میں آپ کو آگاہ کر دیا ہے اور آپ اس وقت تک بات کرنے کے لیے اپنے آپ کو تیار کر سکتے ہیں۔

حاجی ملک گلاب خان: جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک التوائے کار دی تھی اور وزیر قانون نے اس کے بارے میں فرمایا تھا کہ اسے مؤخر کر دیا جائے لہذا یہ مؤخر ہو گئی تھی اب میری استدعا ہے کہ اب ایوان کی کارروائی روک کر اسے زیر بحث لایا جائے کیونکہ یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! کیا آپ کی تحریک التوائے کار ہے۔

حاجی ملک گلاب خان: جی جناب والا۔

جناب سپیکر: تو وزیر قانون حاجی صاحب کی تحریک التوائے کار کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ حاجی صاحب کی تحریک التوائے کار کے بارے میں وزیر قانون نے یہ کہا تھا کہ میں حاجی صاحب سے بات کروں گا اور ہم مل جل کر بات کریں گے۔۔ جی وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب والا! چھٹیوں کی وجہ سے میں' حاجی صاحب اور وزیر متعلقہ اکٹھے نہیں ہو سکے تھے آج میں' حاجی اور وزیر متعلقہ اکٹھے ہو کر اس بارے میں بات کر لیں گے۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! آپ وزیر قانون کی بات سنیں۔ وزیر قانون صاحب! آپ ذرا اونچی بات کریں۔

وزیر قانون، جناب والا! آج سیشن کے بعد میں اس سلسلہ میں حاجی صاحب سے بات کر لوں گا کل میں حاجی صاحب اور وزیر متعلقہ اس مسئلے کو ٹیک۔اپ کریں گے اور میں حاجی صاحب کے علاقہ کے لوگوں کی تکلیف کو وزیر متعلقہ کے ذریعے سے دور کرنے کی کوشش کروں گا۔

حاجی ملک گلاب خان، جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میرے حلقے کے مسائل کئی گنا بڑھ گئے ہیں میرے حلقے میں دریائے سندھ نے بہت تباہی مچائی ہے اور دریائے سندھنے اس علاقے کو تباہ و برباد کیا ہے اس کی وجہ سے میرے علاقے کے مسائل کئی گنا بڑھ گئے ہیں۔ میں چاہتا تھا کہ حکومت کی توجہ ایوان کی کارروائی روک کر اس طرف دلائی جائے۔ تاکہ اس علاقے کے بارے میں کچھ کیا جا سکے۔ لیکن جناب والا اس طرف کوئی توجہ نہ دی گئی اور میرے علاقے کے مسائل اور کئی گنا بڑھ گئے ہیں۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! وزیر قانون کا یہ خیال ہے کہ آج وہ اجلاس کے بعد آپ سے بات کریں گے متعلقہ وزیر بھی آپ سے بات کریں گے اور ان کا خیال یہ ہے کہ وہ اس کو کل ٹیک اپ کریں گے۔

حاجی ملک گلاب خان، جناب والا سال ہو گیا ہے اور میرا یہ مسئلہ اسی طرح سے چلا آ رہا ہے چیف انجینئر ایریگیشن اسی کام پر بیٹھے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! شاید میں صحیح طریقے سے عرض نہیں کر سکا۔ جناب والا! میں نے حاجی صاحب سے گزارش کی ہے کہ اس مسئلے کو میں حاجی صاحب اور وزیر ریلیف (لودھی صاحب) کل ایوان میں ٹیک اپ نہیں کریں گے بلکہ ہم آپس میں اس بارے میں بات کریں گے اور ان کی جو جائز تکلیف ہو گی ہم اسے دور کرنے کے لیے خصوصی اقدامات کریں گے۔ شکریہ۔

حاجی ملک گلاب خان، جناب والا! میں دفتروں کے کئی مرتبہ چکر لگا چکا ہوں اور وہ میری طرف کوئی

توجہ نہیں دیتے۔ یہ مسئلہ اتنا سنگین ہو گیا کہ پنڈی گھیب شہر کو بھی خطرہ پڑ گیا ہے۔ لہٰذا میری آپ سے عرض ہے کہ آج ہی اس مسئلے پر غور فرمایا جائے تا کہ میرے علاقے کے مسائل حل ہو سکیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، حاجی صاحب کی اس تحریک التوائے کار کے حق میں بہت سی آوازیں آ رہی ہیں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے اور اب ہم قانون سازی کو ٹیک اپ کر رہے ہیں لیکن جیسا کہ میں نے ایوان کی sense معلوم کی ہے یہ ایوان چاہتا ہے کہ حاجی صاحب کو اظہار خیال کا موقع دیا جائے تا کہ یہ اپنے علاقے کی صورت حال کے بارے میں اپنا اظہار خیال کر سکیں۔ حاجی صاحب کیا آپ سیلاب کی صورت حال کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں؟

حاجی ملک گلاب خان، جی جناب والا! سیلاب کی وجہ سے اس علاقے کو کئی سال سے نقصان پہنچ رہا ہے تقریباً ایک سو خاندان بے گھر ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر، تو ایوان کی sense جو میں نے معلوم کی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حاجی صاحب کو اجازت دی جائے تا کہ حاجی صاحب اپنے علاقے کی صورت حال کے بارے میں بات کر سکیں۔ تو جب یہ قانون سازی ہو جائے گی تو پہلے حاجی صاحب ایوان میں بات کریں گے اس کے بعد ایک جماعت اسلامی کے نمائندے بات کریں گے اس کے بعد قائد حزب اختلاف بات کریں گے پھر وزیراعلیٰ بات کریں گے۔ تو حاجی صاحب میں آپ کو بات کرنے کی اجازت دوں گا۔

حاجی ملک گلاب خان، شکریہ جناب والا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، حاجی صاحب کو میرے فیصلے سے آگاہ کر دیں کہ ان کو بات کرنے کا موقع ملے گا۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ (ایڈوائزر ٹو چیف منسٹر)، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! میں ایک شعر سنانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی، کوریجہ صاحب، ارشاد فرمایئے۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ، جناب سپیکر میرا شعر یہ ہے کہ،

جوانی اور بڑھاپے میں بس اتنا فرق ہوتا ہے
یہ کشتی پار ہوتی ہے وہ بیڑہ غرق ہوتا ہے

مسودہ قانون

مسودہ قانون(ترمیم) دی لاهور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ 1991ء

MR SPEAKER: Now we take up the Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1991. Minister for Law please.

LAW MINISTER: Mr Speaker Sir, I move -

> That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1991, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be taken into consideration at once.

MR SPEAKER: The motion moved is -

> That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1991, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be taken into consideration at once.

Voices from Opposition: Opposed.

MR SPEAKER: It is opposed.

There are certain amendments on this motion. First amendment has been moved by Mr. Ghulam Sarwar Khan, Malik Iqbal Ahmad Khan Langrial, and Rana Sana Ullah Khan Mr. Ghulam Sarwar Khan may like to move the amendment.

MR GHULAM SARWAR KHAN: I move-

> That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1991, as recommended by the Standing Committee on Housing,

Physical and Environmental Planning, be referred to a Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report upto 30th November, 1992:-

1. Dr. Muhammad Afzal Ezaz
2. Ch. Muhammad Farooq.
3. Haji Muhammad Afzal Chan
4. Mr. Sohail Zia Butt.
5. Mr. Irshad Hussain Sethi.
6. Sahibzada Muhammad Usman Abbasi

MR SPEAKER: The amendment moved is -

That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1991, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical andEnvironmental Planning, be referred to a Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report upto 30th November, 1992:-

1. Dr. Muhammad Afzal Ezaz.
2. Ch. Muhammad Farooq.
3. Haji Muhammad Afzal Chan.
4. Mr Sohail Zia Butt.
5. Mr. Irshad Hussain Sethi
6. Sahibzada Muhammad Usman Abbasi

LAW MINISTER: I oppose it Sir.

MR SPEAKER: Minister for Law opposes the amendment. Mr. Ghulam Sarwar Khan, would you like to say something?

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! یہ بل جو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا اور اس کی سفارشات پر دوبارہ اس بل کو اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں یہ بل انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس بل میں چیف منسٹر پنجاب جو کہ ایل ڈی اے کے چیئرمین ہیں' ان کے اختیارات کے بارے میں سٹینڈنگ کمیٹی نے سفارشات دی ہیں۔ جناب والا! صوبہ پنجاب میں جتنی بھی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ہیں ان میں وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ Citizen Act کے مطابق ان کے چیئرمین ہیں لیکن صوبہ پنجاب میں ایل ڈی اے ایک واحد اتھارٹی ہے جس کے چیئرمین چیف منسٹر پنجاب ہیں اور یہی وجہ ہے کہ چیف منسٹر کا ایل ڈی اے پر کنٹرول ہے۔ چیف منسٹر کے پاس لامحدود اختیارات ہیں۔ ***** ********** اور میں سمجھتا ہوں کہ چیف منسٹر اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہیں۔ اس لیے میری تجویز ہے کہ یہ بل سلیکٹ کمیٹی کو بھجوایا جائے اور چیف منسٹر کے اختیارات میں کمی کی جائے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر! یہ پہلی خواندگی ہے۔ اس میں اس بل کے principles طے ہوتے ہیں۔ یہ بل as a whole زیر بحث نہیں آ سکتا۔ کیونکہ چیئرمین وزیر اعلیٰ اس وقت زیر بحث نہیں ہیں۔ یہ پہلے اسی صوبائی اسمبلی نے ایکٹ بنایا ہے' اس میں وزیر اعلیٰ کو چیئرمین بنایا ہوا ہے۔ اب اس وقت صرف یہ ترمیم ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں ایک وائس چیئرمین کا عہدہ ایزاد کر دیا جائے۔ چونکہ چیف منسٹر صاحب کو بڑی مصروفیت ہوتی ہے۔ ان کی عدم موجودگی میں وہ اس کے کام کو چلائیں اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو پھر اس کے بعد کوئی اور جو میٹنگ میں حاضر ہو اس کو منتخب کر لیا جائے۔ صرف یہ دو ترامیم ہیں' اس پہ انہوں نے بات کرنی ہے اور یہ اس وقت کی صورت حال بیان کر رہے ہیں کہ جب وہ وزیر اعلیٰ تھے تو یہ بات ہوئی تھی وہ بات ہوئی تھی۔ اس وقت انہوں نے یہ بات کرنی ہے کہ وائس چیئرمین بنانے سے کیا قباحت پیدا ہو گی۔ اور وہ اسی پہ بات کریں۔

جناب سپیکر: خان صاحب! آپ اپنی بات کو اپنی ترامیم کے اندر confine کریں۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا! میں اس بل کی اصل روح پر ہی بات کر رہا ہوں کہ تمام پنجاب کی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کے چیئرمین اگر منسٹر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ہیں تو کم از کم ایل ڈی اے کے

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

چیئرمین بھی منسٹر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ہونے چاہئیں۔ چیف منسٹر کے اختیارات محدود کرنے کے لیے سٹینڈنگ کمیٹی نے سفارش کر دی ہے کہ چیئرمین کی غیر موجودگی میں وائس چیئرمین ہونا چاہیے جو اتھارٹی کے کام کو چلا سکے۔ میں اسی لیے یہ تجویز دے رہا ہوں کہ اس بل کو سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے تاکہ پنجاب میں باقی اتھارٹیز کی طرز پر اس اتھارٹی کے چیئرمین بھی منسٹر ہوں تاکہ چیف منسٹر ہونا چاہیے کیونکہ چیف منسٹر اپنے اختیارات کو ناجائز استعمال کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ملک اقبال احمد خان لنگڑیال اور رانا ثناء اللہ خان تشریف نہیں رکھتے۔ وزیر قانون اس پر کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں اس سے ملتی جلتی دوسری ترمیم پر بات کر لوں گا۔

جناب سپیکر: تو ٹھیک ہے!

جناب تاج محمد خانزادہ: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب' آپ اس ترمیم پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب تاج محمد خانزادہ: میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیے!

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Mr Speaker Sir, the submission of anamendment to the effect that the Cheif Minister of the Punajb is "busy" cannot do all the work, it is I thing a different issue. It amounts to the casting aspersion on an individual who is the Chief Executive of the Province. It also refers to the previous Chief Ministers his predecessors. I think it is very unfairthat people who are not in a position to answer such aspersions hold them guilty of certain facts not yet proved. I think it is against judicial law, against moral law and against any law of the world. A person who is not in a positionto defend himself, a bureaucrat or a man who cannot walk into the Assembly for such arguments unless he can prove the facts against him

MR SPEAKER: Thank you Khanzada Sahib.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: And Sir, this I suggest should be expunged from the proceedings of the Assembly that the Chief Minister of the Punajb is using his right only for buying your political patronage Sir, it is immoral unparliamentary and uncalled for.

جناب سپیکر، خانزادہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پہ انہوں نے تجویز پیش کی ہے کہ سابقہ چیف منسٹر صاحب کے کنڈکٹ پر جو جناب غلام سرور خان نے بات کی ہے کہ ************** اسے کارروائی سے حذف کرنا چاہیے۔ ایوان کی کیا رائے ہے؟

(ایوان نے بالاتفاق رائے منظور کیا)

MR. SPEAKER: Now, the amendment moved and the question is:-

> That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1991, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be referred to a Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report upto 30th November, 1992:-
>
> 1. Dr. Muhammad Afzal Ezaz.
> 2. Ch. Muhammad Farooq.
> 3. Haji Muhammad Afzal Chan.
> 4. Mr. Sohail Zia Butt.
> 5. Mr. Irshad Hussain Sethi.
> 6. Sahibzada Muhammad Usman Abbasi

(The Motion was lost)

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

Next amendment has been received from Rana Ikram Rabbani Khan, Syed Chiragh Akbar, Mr. Ali Hassan Raza Qazi. Rana Ikram Rabbani, Leader of the opposition may like to move the amendment.

RANA IKRAM RABBANI: Sir, I move:-

> That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1991, as recommended by the Standing Committee on HousingPhysical and Enviornmental Planning, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by the 30th November. 1992.

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

> That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1991, as recommended by the Standing Committee on Housing Physical andEnviornmental Planning, be circulated for the purpose of eliciting public opinion thereon by the 30th November, 1992

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Opposed.

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب اس amendment کی مخالفت کرتے ہیں۔ رانا صاحب آپ اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

جناب رانا اکرام ربانی (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر! یہ amendments جو سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس ہو کر اس ہاؤس کے سامنے آئی ہیں یہ ایک ایسے ادارے سے تعلق رکھتی ہیں جسے چاہیے تو یہ تھا کہ جو اغراض و مقاصد اس ادارے کے قیام کے وقت بتلائے گئے تھے ان کے مطابق یہ ادارہ عوام کی خدمات انجام دیتا لیکن اس ادارے کے بارے میں جو ایک عوامی رائے قائم ہو چکی ہے۔ ایک تاثر جو بعض حقائق کی بنیاد پر قائم ہو چکا ہے وہ کچھ مختلف ہے۔ جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ جنرل الیکشن کے ذریعے عوام اپنے نمائندوں کو یہ اختیار دیتی ہے کہ یہ نمائندے عوام کے behalf پر

تجاویز دیں۔ قانون سازی کے عمل میں حصہ لیں اور پنجاب کے عوام کی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے' مزید سہولیات دینے کے لیے تجاویز دیں۔ لیکن جناب سپیکر! کسی بھی جمہوری ملک یا ادارے میں اس کا یہ مطلب بالکل نہیں لیا جاتا کہ ادارے یا ایوان منتخب کرنے کے بعد عوام اپنے حق رائے دہی سے یا کسی خاص معاملہ پر اپنی رائے کے اظہار سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اب اس چیز کی assessment کیسے کی جائے کہ یہ معاملہ عوام کے سامنے بھیجنا کیوں ضروری ہے۔ کسی بھی ادارے کی کارکردگی کے حوالے سے کچھ طریقوں سے مثلاً پریس ہے' ہڑتالیں' جلسے جلوس اور اسمبلی کے اندر پیش ہونے والی تحاریک ہائے التوائے کار ہیں جن کے ذریعے عوامی تاثر یا رائے کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسمبلیاں' کانگریس یا سینٹ منتخب ہونے کے بعد عوام کا یہ حق ان سے چھن نہیں جاتا۔ اور اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ اسمبلیاں منتخب ہونے کے بعد عوام کا یہ حق ان سے چھن گیا ہے نہ تو رولز میں اس کی provision ہے اور نہ ہی کسی جمہوری ملک میں ایسا ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! ایک عام کہاوت ہے کہ "دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے" جن شخصیات نے اپنی سیاسی زندگی کا مقصد ہی مک مکا رکھا ہو اور جن کا مقصد ہر جائز و ناجائز طریقے سے اپنے اقتدار کو طول دینا ہو وہ لوگ چاہے کوئی بہت اچھی تجویز ہی دیں' سننے والوں اور ultimately ان لوگوں جن پر ان amendments یا اس قانون سازی کا اثر ہونا ہوتا ہے کے ذہن میں یہی تاثر پیدا ہوتا ہے کہ یہ کوئی ہمارے ساتھ پھر داؤ کھیلا جا رہا ہے۔ ایل ڈی اے وہ ادارہ ہے جس کے بارے میں قانون سازی کرتے وقت میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف یہ amendment بلکہ ہر تجویز جو اس ادارے سے متعلق ہو عوام کے سامنے پیش کی جانی چاہیے۔ میرے پاس ایک اخبار کا اداریہ ہے جس میں مختلف طبقات کے حوالے سے لکھا ہوا ہے کہ ایل ڈی اے بدعنوانی کا اڈا بن چکا ہے یہ تو ایک بڑی اہم تجویز ہے جس کے ذریعے ایک وائس چیئرمین کو اس ادارے میں لایا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! مجھے یاد ہے' اس ایوان کو بھی یاد ہو گا کہ ایف ڈی اے کے بارے میں سید طاہر احمد شاہ نے اسی قسم کی تجویز پیش کی تھی اور اس بارے میں اس وقت یہ دلیل دی گئی تھی کہ کسی ادارے میں عہدے بڑھانے سے صرف اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے efficiency میں اضافہ نہیں ہوتا۔ لیکن آج اس بل پر جو دلیل دی جاتی ہے' جو پوائنٹ آف آرڈر raise کیے جاتے ہیں اور جس طرح اراکین کو اظہار خیال کرتے وقت confine رہنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ جناب والا! جب قانون سازی کے حوالے

سے' ہمارے اپنے کردار کے حوالے سے' حکومت اور ایک جماعت کے حوالے سے دو رخی عوام کے سامنے آئے گی تو پھر اس کے بعد ہر چیز کے بارے میں عوام کی طرف سے ضرور شک کا اظہار ہو گا کہ اس میں بھی ہمیں (عوام کو) کوئی نہ کوئی داؤ لگایا جا رہا ہے۔ ایل ڈی اے بد عنوانی کا اڈا ہے۔ اب تک اس نے صرف دو تین رہائشی سکیمیں منظور کی ہیں۔ اب اس کے بارے میں ایک major amendment دی گئی ہے کہ ایک وائس چیئرمین کی جگہ پر look after کرے گا۔ لیکن جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ چیئرمین کے علاوہ آرڈیننس کے بعد وائس چیئرمین بھی ایک بڑے عرصے سے کام کر رہے ہیں اس کے باوجود اسی سال 1992ء کے چوتھے مہینے کا ایک بڑے محترم اور معزز اخبار کا اداریہ ہے کہ اس ادارے کا جو اصل کام ہے اس کی طرف تو کوئی توجہ نہیں ہے۔ ٹھیکے داروں کی ملی بھگت سے مال بنایا جا رہا ہے۔ جو سڑکیں اور پارک موجود ہیں ان کی حالت ایسی ہے کہ وہ ایک بارش کا بوجھ نہیں سہار سکتے۔ جناب سپیکر! کافی عرصہ سے اس ادارے میں یہ کام ہو رہا ہے کہ سکیموں میں پلاٹوں کی خرید و فروخت کا کام جاری ہے۔ ہم یہاں حکومت کے اہل کاروں کی کار کردگی کے بارے میں بات کر رہے ہیں کسی کے personal conduct پر ہم بات نہیں کر رہے۔ کوئی بھی ایسا شخص جو اس بات سے allergic ہو کہ اس کی کار کردگی in his official capacity کو ہاؤس میں یا ایوان کے سامنے discuss نہ کیا جائے۔ تو میرے خیال میں اس کے لیے باعزت طریقہ یہی ہے کہ وہ شخص اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دے۔ جناب والا! We are all public property اور اس کی کار کردگی جو اس کی official capacity میں ہو گی اسے یہاں پر discuss ہونا چاہیے۔ اور بد عنوانی کے اس حمام میں جو لوگ ننگے ہیں وہ نہ صرف سیاسی اہمیت کے حامل ہیں بلکہ ان میں سے یعنی وزیر اعظم کے ارد گرد بھی موجود ہیں۔ چیئرمین اور وائس کے ہوتے ہوئے یہ حال ہے کہ پچھلے دنوں وزیر اعظم نے پھر خود ایل ڈی اے کمپلکس میں ایک میٹنگ کی جس میں انہوں نے خود تمام تجاویز اور پچھلی کار کردگی کا جائزہ لیا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ چیئرمین کے لیے اصل ایکٹ کے سیکشن 4 میں یہ لکھا ہے کہ

Authority---it shall consist of Cheif Minister of the Punjab.

اس کی جگہ پر موجودہ حالات کے قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اور اس لیے کہ پھر کوئی میرے جیسا حساس اس ادارے کا رکن یہ نہ سمجھے کہ یہ breach of privilege ہے یہ

amendment لائی چاہیے تھی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی بجائے وزیر اعظم پاکستان کو بطور چیئرمین لکھنا چاہیے تھا۔ اور پھر اس کو cover کرنے کے لیے اسی سیکشن کے 4 (ایل) کے مطابق

some other persons as may be appointed by the Government.

یعنی پہلے ان کو appoint کر کے پھر انہی میں سے وائس چیئرمین nominate کرنا۔ جناب سپیکر! مجھے احساس ہے کہ موجودہ چیئرمین' وائس چیئرمین کے حوالے سے اس technical amendment پر بھی بات کرنی ہے۔ جناب والا! قانون سازی کے نام پر ہم کب تک اس صوبے کے عوام سے مذاق کرتے رہیں گے۔ میں نے قائد حزب اختلاف بننے کے بعد اپنے پہلے خطاب میں اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے سب اراکین سے یہ گزارش کی تھی کہ پچھلے دور کی غلطیوں یا کوتاہیوں کو اپنے لیے جواز بنانا نہ ہو تو اخلاقی طور پر درست ہے۔ نہ جمہوری طور پر درست ہے اور نہ ہی اسلامی طور پر یہ درست ہے کہ فلاں دور میں یہ ہوتا تھا لہٰذا اب بھی یہی ہونا چاہیے۔ اگر ایسا ہی کرنا ہے تو پھر آپ یہاں کیا لینے کے لیے آئے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ جو ترامیم ہیں اگر یہ کسی اچھے مقصد کے لیے کی جائیں تو جو لوگ حزب اختلاف میں بیٹھے ہیں پوری ذمہ داری سے یہ کہنے کے لیے تیار ہیں کہ ہم نہ صرف ان ترامیم پر اعتراض نہیں کریں گے بلکہ اس میں پوری طرح سے contribute کریں گے۔

جناب سپیکر! یہ جو main amendment ہے اس کے ذریعے سے ایک طبقے کی عوامی رائے

The induction of Sh. Muhammad Rashid, Deputy Mayor of the Metropolitan Corporation Lahore as Vice Chairman of the Lahore Development Authority, iscausing amongst officers, who are of the view that the Punjab Government is creating polarisation by inducting people in the Authority purely on political basis.

جناب سپیکر! اگر یہ ترمیم' یہ بل عوام کے پاس جائے تو میرا خیال ہے کہ اس office کے حوالے سے شاید وہ تجاویز ہمارے علم میں نہیں ہوں گی تو یہ بل عوام کے پاس جائے جو کہ رولز کے ذریعے سے بھی اور جمہوری طریقے سے بھی ہر ملک میں عوام کو یہ حق دیا گیا ہے اس کے بعد

They were of the opinion that after a long time.. کہ کوئی technocrat آدمی جو ٹاؤن پلاننگ کے تقاضوں کو سمجھتا ہو اور جس کی کارکردگی کا تقاضا آفس کرتا ہو وہ نہیں کیا گیا پھر ایک اور بڑی دلچسپ بات یہ ہے کہ جو شاید موجودہ چیئرمین صاحب کی صفائی کے لیے ممکن ہے I don't alledge کہ ممکن ہے انہوں نے یہ جملہ خود add کرایا ہو۔

This decision was to shift the load of political gratification of alloting plot to people from the Chief Minster, Punjab Ghulam Hayder Wyne to the Vice Chairman before the Chief Minsiter has reportedly refused to work as a channel of alloting plots to people on :the directives of the IJI

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میں یہ بات کرتے وقت موجودہ چیئرمین جو وزیر اعلیٰ پنجاب بھی ہیں میں ان کے خیالات کا بھی یہاں پر اظہار کر رہا ہوں کہ جب قانون سازی اور Act میں ترمیم صرف محدود سے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے کی جائے میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس میں اپنی ذمہ داری پوری کریں گے کہ ہر چیز point out کریں تاکہ ہم صاف ضمیر کے ساتھ اس ایوان سے واپس جا سکیں جیسا کہ ہر شخص نے یہاں سے واپس جانا ہے۔

For he last seven years the working of the LDA was pimarily confined to the development of Housing Scheme and generating plots to oblige a political party, and the LDA had apparently failed to fulfil the requirements of all its provincial matters of politics for which it was formed in eary seventies.

جناب سپیکر! ان انکشافات کے بعد عوام سے یہ حق چھین لینا۔ میں نے پہلے بھی اسی قسم کی ترمیم کے ذریعے سے یہ گزارش کی تھی اس ترمیم شدہ بل کو عوام کے پاس بھیج دیا جائے یہ عوام کا حق ہے۔ میں حکومت کی بات نہیں کرتا یہ ایوان کی ذمہ داری ہے ہم عوام کو اور آنے والے اراکین کے لیے ایک ایسا gesture convey کریں گے کہ پنجاب اسمبلی بھی نئی اور بہتر خوشگوار روایات قائم کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوام کے ذہنوں میں ایل ڈی اے کے بارے میں جو شکوک و شبہات پائے جاتے ہیں اس کے پیش نظر اس بل کو عوام کے پاس بھیجا جانے یہ بہت ضروری ہے اس کے ذریعے سے اس میں جو نقائص ہیں وہ ہم بھی بہتر طور پر اس

ایوان میں آ سکیں گے اور اس ادارے کی کار کردگی کو بہتر بنانے کے لیے بھی بہت سی تجاویز جو وہ مثبت اور بہتر تجاویز اس ایوان میں آئیں گی جس سے اس ایکٹ میں اس ادارے کی کار کردگی کو بہتر بنانے کے لیے اور بہت خوب صورتی پیدا کی جا سکتی ہے۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: سید چراغ اکبر شاہ اور علی حسن رضا قاضی تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ تو وزیر قانون اس پر کچھ فرمانا چاہیں گے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اگلی ترمیم بھی لے لیں تو اس کے بعد میں تینوں پہ اکٹھا بولوں گا۔ وہ بھی for eliciting public opinion کے لیے ہیں یہ ملتی جلتی ترامیم ہیں تو ان سب پر میں اکٹھا جواب دوں گا۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is -

"That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1991, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 30th Novembe, 1992.

(The motion was lost)

The next amendment has been moved by Mr Farid Ahmad Piracha. He may like to move the amendment. He is not present in the House So, it will be taken as withdrawn.

Now, the motion moved and the question is:-

That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1991 as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Enviornmental Planning, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

We have completed the first reading. Now we take up the bill clause by by clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. One amendment

has been received in it from Rana Ikram Rabbani. He may like to move the amendment.

RANA IKRAM RABBANI: Sir, I move.-

> That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, inthe proposed sub-section (1) of Section 4-A of the Principal Act, between the word "Authority" and full Stop appearing at the end, the words "subject to the approval of the Provincial Assembly" be inserted

MR SPEAKER: The amendment mvoed is:-

> That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, in the proposed sub-section (1) of Section 4-A of the Principal Act, between the word "Authority" and full Stop appearing at the end, the words "subject to the approval of the Provincial Assembly" be inserted

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Opposed.

MR SPEAKER: Minister for Law opposes the amendment. Rana Ikram Rabbani.

جناب رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! یہ جو اس ایکٹ میں ترمیم کی گئی ہے۔

> The Government may appoint Vice Chairman as one of its member..

بہت سے جمہوری ملکوں میں یہ ایک not law but a precedent or tradition اس نظام کی مضبوطی کے لیے اور اس بات کے اظہار کے لیے کہ واقعتاً ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ عوام کو براہ

راست یا بالواسطہ طور پر منتخب اداروں کی کار کردگی کو بہتر بنانے کے لیے اور ایگزیکٹو اداروں کی کار کردگی کو بہتر بنانے کے لیے ان کی رائے اس میں شامل ہونی چاہیے اور اسی کے پیش نظر بہت سے جمہوری ملکوں میں یہ بات رائج ہے کہ جو POST ایسی پوسٹ جس کا عوام سے دوسرے OFFICE BEARER سے زیادہ واسطہ پڑتا ہے اس کی Nomination اگر کر بھی دی جائے تو الحکومت کی ہاؤس کمیٹی approve کرتی ہے۔

جناب والا! یہ تو اس لیے اداروں میں ان ملکوں میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ جس nomination کے لیے ہاؤس کی ایک کمیٹی اس کی چھان بین کرے گی ایک تو یہ ہے کہ اس کا جو previous character ہے وہ سامنے آ جائے گا کہ اس شخص سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ یہ جو ذمہ داریاں اس شخص پر ڈالی جا رہی ہیں یہ بغیر کسی تعصب کے، بغیر کسی پسند ناپسند کے، امانت میں خیانت کیے بغیر اپنی ذمہ داری کو پورا کریں گے۔ اور پھر اس شخص کو nominate کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے ملک کے اندر جمہوری قدروں نے فروغ پانا ہے ہماری یہ بھی دعا ہے کہ یہ فروغ پائیں آج سے شاید کتنے سال کے بعد ممکن ہو کہ پنجاب کے اندر بھی جو اس قسم کی nominations ہیں ان کو approve کرنے کے لیے، پنجاب اسمبلی کی کمیٹی تشکیل دی جائے جو اس کو interview کرے اس بارے میں پوری چھان بین کرے۔ میں یہ چاہتا تھا کہ وزیر قانون آج اس پر نہیں نہ کرتے اور pioneers کی حیثیت سے ان کا نام بھی اس میں شامل ہو جاتا لیکن جناب سپیکر! ان کی اپنی مجبوریاں ہیں۔ میں نے یہ کیوں ضروری سمجھا یہ بھی میں آپ کو گزارش کرتا ہوں کہ جس ہستی کو آرڈیننس کے ذریعے جناب گورنر نے وائس چیئرمین نامزد کر دیا اس نے اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے جس طرح پنجاب میں کہتے ہیں "کن چڑھائے نیں"۔ اگر یہ ترمیم اس میں رکھ دی جائے۔۔۔

Subject to the approval of the Provincial Assembly.

جو شخص بھی اس میں آئے گا وہ اس میں گڑبڑ نہ کر سکے جناب سپیکر۔۔۔

He used his influence to confirm the promotion of his son to the office of the LDA Director. This confirmation was made out of turn flouting all the LDA Rules putting senior LDA Assistant Director behind his son in

departmental seniority list.

جناب سپیکر! جس چیئرمین کا یہاں پر حوالہ دیا گیا ہے وہ اس اتھارٹی کے تحت جتنی ہاؤسنگ سکیم تھیں ان کو کیسے بلیک میلنگ کے لیے استعمال کیا گیا' لسٹیں اسی ایوان میں پیش کی گئیں۔ پڑھ کر سنائی گئیں اور ان پر ضمنی سوالات بھی ہوئے۔ جناب والا! اتنا کچھ تاریخ کے اوراق سے غائب نہیں کیا جا سکتا' بلکہ ہم کوشش بھی کریں تو اسے غائب نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ اس ایوان کی کارروائی کی صورت میں آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ ہے۔ جناب سپیکر! دو اور اسسٹنٹ ڈائریکٹرز اور وہ بھی اسی چیئرمین صاحب نے 1987ء میں رولز میں نرمی کرتے ہوئے بھرتی کیے تھے۔ جناب سپیکر! میں نے یہ ترمیم اس لیے دی ہے کہ اگر پنجاب اسمبلی کی کمیٹی اس کو پاس کرے اور اسمبلی اس کو منظور کرے۔ پھر کم از کم اس شخص کے ذہن پر ایک check ہمیشہ ساتھ رہے گا کہ مجھے ایک بڑے محترم ادارے نے approve کیا ہے اور میری کار کردگی کسی لحاظ سے بھی قابل اعتراض نہیں ہونی چاہیے تاکہ پنجاب اسمبلی کی جو approval ہے اس کے ذریعے سے اس معزز ایوان کے لیے کوئی بدنامی ہمارے حصے میں نہ آئے۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں ایک دفعہ پھر اس معزز ایوان کے ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ ایک نئی چیز ہے لیکن یہ ایک اچھی چیز ہے۔ آپ اپنا وہ حق جو میں اس ترمیم کے ذریعے سے چاہتا ہوں کہ ملے وہ حق حاصل کریں۔ شاید آنے والے کل میں ہم میں سے کوئی موجود ہو یا نہ ہو لیکن کم از کم میں یہ چاہتا ہوں کہ ایوان ایسی روایات چھوڑ کر جائے جو آنے والوں کے لیے مشعل راہ کا کام دے۔ اس لیے میری اس معزز ایوان سے یہ استدعا ہے کہ میں نے جو ترمیم پیش کی ہے Subject to the approval of the provincial Assembly اسے منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، وزیر قانون و پارلیمانی امور اس پر کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج پراچہ صاحب نہیں تھے میں سابقہ ترامیم پر اپنا نقطہ نظر پیش نہیں کر سکا۔ جناب والا! آج تک کبھی بھی ایسا نہیں ہوا ہے کہ کسی تقرری کی منظوری اس معزز ہاؤس سے لی گئی ہو۔ جناب والا! ہاؤس کا اپنا کام ہے۔ ایگزیکٹو اتھارٹی صوبائی حکومت میں lie کرتی ہے۔ جناب والا! تقرری کا کام صوبائی حکومت کا ہے اور آئین کے آرٹیکل 129 کے تحت صوبے کے انتظامی اختیارات صوبائی حکومت کے پاس ہیں۔ لہذا

اس قسم کا اختیار تو آئین سے بھی متصادم ہو گا۔ اسمبلی کا کام قانون سازی ہے اور ایگزیکٹو اتھارٹی آئین کے تحت پنجاب گورنمنٹ vest کرتی ہے۔

جناب والا! چھوٹے لیول کا یہ مسئلہ ہے اس کی منظوری کے لیے اسے اسمبلی میں پیش کرنا کسی لحاظ سے بھی اسمبلی کے وقار میں اضافہ نہیں کرے گا۔ اس سے ہاؤس کے استحقاق میں اضافہ نہیں ہو گا اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آرٹیکل 129 کے تحت ایگزیکٹو اتھارٹی کا کام صوبائی حکومت کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ یہ ترمیم غیر ضروری ہے اس لیے اسے رد فرمایا جائے۔

MR SPEAKER: Motion moved and the question is -

> That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, physical and Environmental Planning, inthe proposed sub-section (1) of Section 4-A of the Principal Act, between the word "Authority" and full-stop appearing at the end, the words "subject to the approval of the Provincial Assembly" be inserted

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The question is -

That Clause 2 do stand part of the Bill

(The motion was carried)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration Since there is no amendment, I will put the question. The question is-

"That Clause 3 do stand part of the Bill".

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is

no amendment. The question is -

"That Clause 4 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment. The question is -

"That Clause 5 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

CLAUSE 6.

MR SPEAKER: One amendment ha been received from Minister for Law and Parliamentary Affairs. He may move his amendment please.

MINISTER FOR LAW: I beg to move -

That for Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following be substituted.-

"6. Repeal. - The Lahore Development Authority (Third Amendment) Ordinance, 1992 (XXVIII of 1992) is hereby repealed.".

MR SPEAKER: The motion is -

That for Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following be substituted:-

"6 Repeal. - The Lahore Development Authority (Third Amendment) Ordinance. 1992 (XXVIII of 1992) is hereby

repealed."

MR SPEAKER: Since there is no opposition to the motion, I will put the question The question is -

That for Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following be substituted -

"6. Repeal. - The Lahore Development Authority (Third Amendment) Ordinance, 1992 (XXVIII of 1992) is hereby repealed.".

(The motion was carried)

MR SPEAKER: The question is -

That Clause 6, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. One amendment has been received from the Minister for Law & Parliamentary Affairs He may move his amendment please.

MINISTER FOR LAW: I beg to move -

That in sub-clause (1) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical & Enviornmental Planning, for the figures "1991", occurring at theend, the figures "1992" be substituted

MR SPEAKER: The motion is -

That in sub-clause (1) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical & Enviornmental Planning, for the figures "1991", occurring at the end, the figures "1992" be substituted. There is no opposition.

The question is -

That in sub-clause (1) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical & Enviornmental Planning, for the figures "1991", occurring at theend, the figures "1992" be substituted.

(The motion was carried)

The question is -

That clause 1, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, Preamble of the Bill is under consideration. There is no amendment. The question is -

That the Preamble do stand part of the Bill

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Long Title of the Bill. There is no amendment. The question is:

"That the Long Title do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

MR SPEAKER: We have completed the second reading. now, we start the third reading.

MINISTER FOR LAW: I beg to move.

> That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1991, be passed.

MR SPEAKER: The motion is -

> That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1991, be passed.

The motion was not opposed.

The question is -

> That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1991, be passed.

(The motion was carried)

(The Bill was passed)

صوبہ میں سیلاب کی صورت حال پر تقاریر اور وزیر اعلیٰ کا پالیسی بیان

جناب سپیکر، اب جیسا کہ میں نے پہلے ہاؤس کو انفارم کیا ہے کہ چیف منسٹر صاحب سیلاب کی صورت حال پر ایوان کو اعتماد میں لینا چاہتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ چیف منسٹر اپنی بات شروع کریں۔ ایک معزز رکن جماعت اسلامی کے اور قائد حزب اختلاف بات کریں گے۔ لیکن ان سے بھی پہلے میں حاجی گلاب خان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اظہار خیال فرمائیں۔

حاجی گلاب خان، جناب والا! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اپنی تحریک التوائے کار پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ جناب والا! میں اپنے اس ہاؤس کے معزز اراکین سے اور وزراء صاحبان سے عرض کروں گا۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب بھی تشریف لے آئے ہیں اور میری یہ خوش بختی ہے کہ میں انہیں تقریباً دو سال سے دعوتیں دے رہا تھا کہ آئیے جناب اگر آپ سڑکوں پر نہیں آسکتے تو ہیلی کاپٹر پر ہی تشریف لے آئیے۔ میرا یہ علاقہ جھنڈ کا ملاحظہ فرمائیں۔ کہ میں جو رونے روتا ہوں کیا یہ حقائق پر مبنی ہیں یا غلط بات ہے؟ جناب والا! اس علاقہ میں نواب زادہ سرفراز، پیر صحیح الدین جیسے لوگ ہمیشہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں آتے رہے۔ لیکن انہوں نے اس علاقے کی کوئی

ترجمانی نہیں کی۔ وہاں پر گورنمنٹ کا ایک پیسہ تک خرچ نہ کرنے کی دعوت دی۔ یہ آئی جے آئی حکومت کی مہربانی ہے۔ اور میں جناب غلام حیدر وائیں کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے مجھے میرے ہی علاقہ سے نہیں بلکہ دوسرے علاقہ سے بھی ٹکٹ دلا کر نمائندگی کا حق دیا۔ میں اس کو بد دیانتی سمجھتا ہوں کہ اگر میں اس علاقے کی نمائندگی کرتے ہوئے اس کے صحیح حالات جناب کی خدمت میں پیش نہ کروں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس علاقے کے لیے گورنمنٹ نے ایک ارب گیارہ کروڑ روپے بارانی سکیم کے لیے میجر ضیاء الحق صاحب پنڈی کو دیئے۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ پنڈی کی ایک تحصیل جھنڈ بارانی سکیم میں نہ آ سکی۔ جبکہ وہاں کا علاقہ 99.9 تک بارانی ہے۔ جناب والا! وہاں ندی نالوں کے کنارے جو چاپئے لگتی ہے وہ دریاؤں کی نظر ہو جاتی ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ، جناب والا! کوئی ٹیلی فون ہاؤس کے اندر نہیں لایا جا سکتا۔ لیکن ابھی Bell ہوئی ہے۔ اور مجھے لگتا ہے کہ فرید احمد پراچہ کے قریب سے آواز آئی ہے۔ آپ نے ہاؤس میں رولنگ دی ہے کہ ٹیلی فون یہاں پر نہیں لایا جا سکتا۔

جناب سپیکر، اب فرید احمد پراچہ کو ذاتی نکتہ وضاحت پر بات کرنا پڑے گی۔ (قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔۔۔حاجی گلاب خان صاحب اپنی بات جاری رکھیں گے۔

حاجی گلاب خان، جناب والا! میں اس ہاؤس کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں صرف اتنا عرض کروں گا۔ شعر تو کوئی موزوں نہیں ہے۔ شاید غلام حیدر وائیں صاحب یہ پسند کریں۔

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو تب ہے کہ گرتے کو تھام لے ساقی

میں یہ عرض کروں گا کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ پانچ روپے فی درخت کے حساب سے پودے لگانے والوں کو سراہیں گے۔ جن لوگوں کو پینے کے پانی کا قطرہ تک میسر نہیں وہ پودوں کو پانی کہاں سے دیں گے۔ جناب والا! میں نے آپ سے کئی مرتبہ درخواست کی لیکن مجھے معلوم نہیں کہ:

وہ میری نگری یونہی کب تک برباد رہے گی
دنیا اگر یہی دنیا ہے تو کیا یاد رہے گی

میں آج دو سال کے بعد اپنے دل کی صحیح بات آپ کے سامنے اور اس ہاؤس کے سامنے اور

وزراء صاحبان کے سامنے پیش کر رہا ہوں کہ شکر گڑھ تحصیل تو بارانی سکیم میں آ سکتی ہے، فتح جنگ تحصیل بارانی سکیم میں آئی، سہاوہ تحصیل آئی اور چکوال آئی۔ لیکن جو علاقے بارانی ہیں وہ اس سکیم میں نہ آ سکے۔ میں یہ نہیں کہتا شاید وہ پچاس فی صدی بارانی ہوں۔ لیکن میرا علاقہ تو 99.9 فی صد بارانی ہے۔ لیکن بارانی علاقوں کو منتخب کرتی ہوئی تحصیلوں پر کوئی توجہ نہ دی گئی۔ اگر وہاں ندی نالوں پر آج بھی جھیلیں وغیرہ بنا دی جائیں تو پانی کی سطح بلند کر کے لوگ ہینڈ پمپ اور کنوؤں وغیرہ کا بندوبست کر سکتے ہیں۔ یہ جو آج میں نے تحریک التوائے کار پیش کی ہے اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ شہباز پور موضع اور تندی نمع پنڈی کے موضع کے جو اس نالے کے دونوں طرف آبادیاں ہیں اور رقبے ہیں۔ لیکن دریائے جو فتح جنگ اور کھیری مورت کو بے پناہ نقصان پہنچایا ہے تقریباً پندرہ سو کینال رقبہ شہباز پور موضع کا یا دندی موضع کا جو رقبہ ہے وہ دریا برد ہو گیا ہے۔ تقریباً ہر کینال زمین کا ایک لاکھ روپیہ کا ہے اور میں عرصہ دراز سے یہ کوشش کر رہا تھا کہ ان کی فریاد سنی جائے۔ سکیمیں دی گئیں لیکن یہ محکمہ زراعت کے پاس آ کر کاغذ رک گئے اور ایک سال سے وہاں پڑے ہیں۔ محکمہ آباد کا میں مشکور ہوں کہ انہوں نے estimates مرتب کیے جو تقریباً ایک کروڑ چار لاکھ روپے کی مالیت کے تھے۔ پنڈی گھیپ سائیڈ پر بھی اور شہباز پور دندی سائیڈ پر بھی حفاظتی بند بنایا جائے۔ ایک حفاظتی بند دندی موضع کو دیا گیا جس پر 26 لاکھ روپے کا خرچہ آیا۔ لیکن اب وہ بھی بے کار ہو کر رہ گیا جب پانی نے سیدھی ٹکر موضع کو لگا دی اور اس کی تمام زمینیں اور فصلات برباد ہو گئیں۔ تو جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس گئے گزرے اور بے آب و گیاہ علاقے کی طرف اپنی فوری توجہ فرما کر مجھے آج ہی اپنی تقریر میں کسی تاریخ سے آگاہ فرما دیں کہ وہ کب چانڈی یا پنڈی گھیپ تشریف لا رہے ہیں۔ میں ان کا بے حد مشکور ہوں گا۔ جناب نواز شریف پنڈی گھیپ 15۔ فروری 1988ء کو تشریف لے گئے۔ میں اس وقت چیئرمین بلدیہ پنڈی گھیپ تھا اور انہوں نے مجھے ارشاد فرمایا تھا کہ حاجی صاحب! آپ مجھے پھر کب دعوت دے رہے ہیں۔ وہاں اتنے زبردست جلسے کا اہتمام ہوا کہ وہ انتہائی خوش ہوئے اور خوش ہو کر انہوں نے ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی منظوری دی۔ جس کے لیے انہوں نے ایک کروڑ روپے کے فنڈ کا بھی اعلان کیا۔ لیکن آج تک وہ سکیم پی اینڈ ڈی کے پاس تشنۂ تکمیل پڑی ہے۔ انہوں نے ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا نام اٹک اور چکوال ڈویلپمنٹ اتھارٹی رکھا تھا with headquarter at Pindi Ghep یہ اٹک

اور چکوال کے درمیان میں پڑتا ہے۔ تو عالی جاہ! میں لگے ہاتھ یہ بھی عرض کر دوں کہ پنڈی گھیپ اور میرے حلقہ نیابت میں تقریباً 8 آئیل فیلڈز ہیں جس سے گورنمنٹ آف پاکستان مستفید ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! اختصار فرمائیں گے؟

ملک حاجی گلاب خان: جناب والا! وہاں تیل کے کارخانے چل رہے ہیں لیکن اس علاقے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! اختصار فرمائیں گے۔

ملک حاجی گلاب خان: تو جناب میں یہ اختصار سے عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

ملک حاجی گلاب خان: جناب والا! ان الفاظ کے ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر اعلیٰ اور وزراء صاحبان کی آمد کا میں اس علاقے میں بڑی بے صبری سے انتظار کروں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ حاجی صاحب! جی جناب ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر!

جناب تاج محمد خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب! حاجی گلاب خان صاحب کے مقابلے میں آپ نے ضرور بات کرنی ہے؟

جناب تاج محمد خانزادہ: جناب والا! وہ میرے ساتھی ہیں۔ مجھے ضرور بات کرنی چاہیے۔

ملک حاجی گلاب خان: جب بارشیں ہوتی ہیں تو اٹک اور فتح جنگ دو تحصیلوں کا کوئی بھی بلیک ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ حاجی صاحب تشریف رکھیں۔ خانزادہ صاحب! آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی ہے۔

جناب تاج محمد خانزادہ: جناب والا! بات ہی کرنی ہے وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہی ہو جائے۔

جناب والا! مجھے حاجی صاحب سے پورا اتفاق ہے اور میں ہمیشہ ایک ہی بات کہتا رہا ہوں اور ایک ہی کہوں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہمارے اس علاقے پنڈی گھیپ، فتح جنگ سے بزرگوار

اس اسمبلی اور سنٹرل اسمبلی کے ممبر رہے ہیں۔

Sir, vast population of that area are tenants who are homeless, who are poor, who are without water, who are without shelter and who have been the victims of persecution, presecution and coercion engineered through bureaucratic agencies by the feudal lords of that area.

MINISTER FOR IRRIGATION: You are also one of them.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: I am one of them although Mr Khos a says so. I am not reflecting on him or his feudalism. I am only talking of alimited area where we need a man who has come up from the middle class to come and see the conditions of that area so that some redress can be made for them for what has been done to them in the past. I propose that we are going to name one of ear Tehsils as "Mian Chanun" because that will enable our Cheif Minsiter to come and visit the area if not once in a week, at least once in a month.

جناب سپیکر۔ خانزادہ صاحب! شکریہ۔ جی جناب ڈاکٹر محمد افضل اعزاز!

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع عنایت کیا اور مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ موجودہ سیلاب عذاب کی صورت میں قیامت صغریٰ بن کر اس پنجاب کے صوبے پر نازل ہوا ہے۔ اور مجھے نہایت دکھ سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس سے ہزاروں قیمتی انسانی جانیں لقمہ اجل بن چکی ہیں اور نہ صرف یہ کہ اس خوفناک طغیانی کی وجہ سے کئی گھر، کئی دیہات زیر آب آ گئے ہیں اور اس سے ساری بستیاں تباہی اور بربادی کا شکار ہونے کے لیے بالکل تیار بیٹھی ہیں۔ اس سیلاب سے سینکڑوں ایکڑ رقبہ پانی میں ڈوب چکا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ کھڑی فصلیں بھی تباہی اور بربادی کا شکار ہو رہی ہیں۔ کئی پل ڈوب چکے ہیں۔ کوہلہ پل اور منگلا کا پل ڈوب چکا ہے اور اس کے بعد ہیڈ ورکس کو بھی خطرہ لاحق ہے کہ وہ عنقریب ٹوٹنے والے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پورا مواصلات کا نظام درہم برہم رہ گیا ہے۔ دو ہزار سے زائد دیہات زیر آب ہیں اور اس کے ساتھ لاکھوں انسان بے گھر ہو چکے ہیں اور ان کی بحالی اور آباد کاری

کے لیے ابھی تک کوئی بندوبست نہیں کیا جا سکا۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس سیلاب کی ساری تباہی اور بربادی کے بعد جو نقصانات ہوں گے وہ اس سے کہیں زیادہ ہوں گے۔ اس کا اگر اس وقت اور بروقت انتظام نہ کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں وہ برے دن دیکھنے پڑیں گے۔ میں پورے وثوق سے یہ کہہ سکتا ہو کہ اس کے بعد اکثر بیماریاں پھیلیں گی۔ اور اس کے بعد آپ کی ساری معیشت تباہ ہو کر رہ جائے گی۔ آپ کا سارا بجٹ متاثر ہو گا اور اس کے بعد آپ کی ساری معیشت تباہ ہو کر رہ جائے گی۔ آپ کا سارا بجٹ متاثر ہو گا اور اس کے بعد آپ کو قحط کی صورت حال سے دو چار ہونا پڑے گا۔ آپ کی جتنی بھی cash crops ہیں جس میں کپاس اور گندم شامل ہے اور اس کے بعد آپ یہ بڑی آسانی سے پچھلی دفعہ دعویٰ کرتے تھے کہ کپاس کا ہم نے ایک ٹارگٹ achieve کیا ہے۔ لیکن اس دفعہ کپاس اور گندم تباہ ہو چکی ہے اور آپ کو آٹے کی قلت کا شکار ہونا پڑے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کی جو فوڈ کراپس ہیں جس میں گندم مکئی اور جو ہیں وہ سارے تباہ ہوں گے اور اس کے بعد ساری فصلیں برباد ہوں گی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ جو اکثر adhoc basis پر کام کرتے ہیں اور ہمیں جو بیرونی ممالک سے امداد ملتی ہے اس کو پوری طرح انصاف کے ساتھ بروقت استعمال نہیں کرتے۔ اس کی مثالیں میں آگے جا کر دوں گا کہ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ڈویلپمنٹ ایجنسیز جو ہم نے مختلف شہروں میں بنائی ہوئی ہیں اس میں مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہاں جتنے بھی ڈی جی ہیں وہ نان ٹیکنیکل آدمی ہیں جن کو پلاننگ کے بارے میں اور اربن ڈویلپمنٹ کے بارے میں اور نہ اس کے بعد دیہی اور سیوریج کے بارے میں کوئی اندازہ ہے یا معلومات ہیں یا تعلیم ہے یا تجربہ ہے کہ وہ کس طرح ان شہروں کو ان تمام مصائب سے بچا سکتے ہیں۔ پھر مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے اور یہ مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں کہ پچھلے سال سے پچھلے سال جب سیلاب آیا تو اس میں ہم نے کروڑوں روپیہ مختص کیا تا کہ ان بے یارو مددگار اور مستحقین انسانوں کی بحالی کے لیے اور آبادکاری کے لیے ہم فنڈز مہیا کر سکیں۔ لیکن مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس میں خورد برد ہوا جس کی باقاعدہ واضح مثالیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ جو اس وقت سیلاب آیا ہے یہ کیا اچانک آیا ہے؟ کسی شخص کو کچھ معلوم نہیں تھا جس کے لیے ہم نے کوئی تدارک نہیں کیا؟ ہمارے علم میں یہ بات نہیں تھی کہ یہ سیلاب آنے والا ہے؟ یہاں مجھے افسوس

سے کہنا پڑتا ہے کہ جمعرات کو یہ اجلاس ہو رہا تھا اور ہم میں سے کسی شخص کو نہیں پتا تھا کہ کل دوسرے دن جب اخبارات میں ہم یہ سرخیاں پڑھیں گے تو اس میں جو تباہی اور بربادی مچے گی اس کا کسی کو اندازہ نہیں تھا۔ مجھے نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ اخباری بیان دیا ہے اور خود یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ صوبے کی تاریخ کا بدترین سیلاب ہے اور اس سے جو تباہی مچی ہے اس کی بھی اس سے پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ سیلاب کے لیے ہم نے کون سے ایسے حفاظتی اقدامات کیے؟ ہم نے سیلاب کی روک تھام کے لیے کون سے ایسے موثر کارنامے سر انجام دیے جس سے ہم اس تباہی اور بربادی سے بچ سکتے تھے؟ آپ مجھے یہ اجازت دیجئے میں کہہ سکتا ہوں کہ catastrophic سیلاب کی روک تھام کے لیے حکومت نے کیا کیا حفاظتی انتظامات کیے۔ میں جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ ازراہ کرم اس ہاؤس کو اعتماد میں لیتے ہوئے یہ بتائیں کہ اس سیلاب کے آنے سے پہلے حکومت نے کیا کیا کام سر انجام دیے؟ صرف ایک بیان میری نظر سے گزرا ہے اور وہ اخبارات میں آیا ہے وہ بیان یہ ہے کہ ہم نے دو مہینے پہلے لوگوں کو متوجہ کیا تھا اور اس کے بعد وارننگ دی تھی کہ سیلاب اس مرتبہ بہت زیادہ آئے گا۔ سوال یہ ہے کہ دو مہینے پہلے آپ لوگوں کو بتا رہے ہیں اور دو مہینے پہلے کس طرح آپ کو اندازہ ہے کہ یہ سیلاب اس نوعیت کا ہو گا اور غیر معمولی حساب سے ہو گا کہ اس سے تباہی و بربادی مچے گی۔ دو مہینے پہلے کون شخص اپنے گھروں کو چھوڑ کر بغیر کسی حفاظتی انتظام کے، بغیر کسی ٹھکانے کے، اپنے مویشیوں اور بال بچوں کو لے کر جا سکتا ہے۔ وہ کہاں جائے گا؟ ہم نے اس کے لیے کوئی سکولوں کا بندوبست نہیں کیا۔ کسی عمارت کا بندوبست نہیں کیا کہ ان کو وہاں منتقل کر سکیں۔ اس کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ صرف دو مہینے پہلے ہم نے وارننگ دی تھی۔ کیا حکومت کا صرف یہی فرض تھا کہ وہ دو مہینے پہلے وارننگ دیتی اور لوگوں کو آگاہ کرتی کہ سیلاب آنے والا ہے؟ میں یہاں آپ کی اطلاع کے لیے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم کروڑوں روپیہ سیلاب کی روک تھام کے لیے خرچ کرتے ہیں لیکن صرف یہ ایڈہاک بنیادوں پر کرتے ہیں۔ ہم نے اب تک کوئی موثر پلاننگ نہیں کی۔ اس سیلاب کا کوئی مستقل حل تلاش نہیں کیا کہ کس طرح ہم اس سے آنے دن بچ سکتے ہیں؟

مجھے نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ بات نہیں ہے کہ ہمارے ہاں کوئی انتظامات نہیں ہیں۔ یہاں جس طرح دوسرے ادارے بنے ہوئے ہیں۔ اس میں ایک سب سے بڑا ادارہ پاکستان

فلڈ کنٹرول کمیشن ہے۔ یہ سنٹرل گورنمنٹ کے تحت ہے۔ اس میں ایک چیئرمین ہیں جو سی ایس پی آفیسر ہیں جن کو سیلاب کے بارے میں یا اس کی تباہ کاری کے بارے میں کوئی تجربہ اور علم نہیں ہے۔ اس کی بنیادی معلومات نہیں ہیں اور سوائے اس کے کہ ایک ڈیپارٹمنٹ' ایک کمیشن ہم نے بٹھا دیا ہے اور اس کے بعد اس کے کوئی فرائض وہ پوری طرح ادا نہیں کرتے۔ ان صاحب کا یہ کام تھا کہ جب یہ طوفان آیا۔ جب یہ شدید بارشوں کا اہتمام ہوا۔ خلیج بنگال سے یہ بارشیں شروع ہوتی ہیں اور طوفان آتا ہے وہاں انڈیا سے رابطہ کرنے کے بعد وہ بروقت لوگوں کو آگاہ کر سکتے تھے کہ یہ سیلاب اس قدر بڑی نوعیت کا ہو گا' اس قدر catastrophic سیلاب ہو گا کہ اس کی حفاظت کے لیے آپ کو پندرہ بیس دن پہلے انتظام کرنا پڑے گا لیکن مجھے افسوس ہے کہ پاکستان فلڈ کنٹرول کمیشن نے اپنے فرائض میں کوتاہی کی ہے۔ مجرمانہ غفلت کی ہے اور اس کے بعد وہ مون سون کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکے تاکہ ہم اس سے بچ سکیں۔

دوسرا ہمارا محکمہ موسمیات ہے۔ اس کی اکثر پیشین گوئیاں غلط ہوتی ہیں۔ اگر کہا جائے کہ بارش ہو گی تو بارش نہیں ہوتی بلکہ دھوپ نکلتی ہے۔ یہ تمام لوگ جانتے ہیں اور ہم نے کئی مرتبہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر یہ انتظامات سنے ہیں۔ اس کی پیشین گوئیاں غلط ثابت ہوتی ہیں۔ ہم نے سیالکوٹ میں ایک Baloon observatory لگائی ہوئی ہے اس Baloon observatory کا کام یہ ہوتا ہے کہ ہم ہواؤں کا رخ دیکھ کر سیلاب کی آمد کا اندازہ لگا سکتے۔ طوفان' مون سون اور بارشوں کا اندازہ لگا سکتے ہیں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ Baloon observatory جو آپ نے سیالکوٹ میں لگائی ہے اور اس پر اچھے خاصے پیسے صرف کیے ہیں۔ انہوں نے بھی اپنے فرض میں کوتاہی کی ہے اور اس کو بری طرح نظر انداز کیا ہے کہ یہ سیلاب کس نوعیت کا ہو گا اور اس ملک کی معیشت کے لیے کتنا خطرناک ثابت ہو گا۔

پھر واپڈا اور ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے وہاں فلڈ وارننگ سیل بنایا ہوا ہے۔ میں نہایت ادب سے ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو واپڈا اور ایریگیشن کا سیل ہے یا ڈیپارٹمنٹ ہے اس کے کیا فرائض ہیں؟ پلاننگ جو ہوتی ہے وہ ساری یہ کرتا ہے اور اس کے بعد اس کے بچاؤ اور حفاظتی تدابیر کے لیے یہ سارے انتظامات اس کے سپرد ہیں لیکن مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس نے بھی کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ جس سے لاکھوں جانیں ہزاروں مویشی اور فصلیں تباہی و بربادی سے بچائی

جا سکیں۔ پھر اس کے بعد مجھے نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ منگلا ڈیم میں ہمارے وہاں جو لوگ تھے وہ کوتاہی کے مرتکب ہوئے اور reservior خالی نہیں کرائی گئیں اور اگر بروقت reservoir خالی کرا کر تمام سیلاب کا پانی وہاں روکا جاتا اور اس کے بعد باندھا جاتا اور اس کو preserve کیا جاتا تو سیلاب سے اس قدر تباہی نہیں آسکتی تھی جس قدر کہ اب اس وقت آئی ہے۔

ورلڈ بینک کی طرف سے یہاں ایک پنجاب اربن ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کے لیے 3 2 بلین روپے مختص کیے گئے اور یہ 1986ء میں ایل ڈی اے اور پھر اس کے بعد واسا کو دیے گئے۔ آپ سن کر حیران ہوں گے کہ 1986ء سے لے کر اب تک وہ 3.2 بلین یعنی تین ارب روپیہ کہاں خرچ ہوا؟ ابھی documentation ہو رہی ہے۔ چھ سال گزر گئے ہیں اور ان کی لاپرواہی کا آپ اندازہ لگائیے کہ لاہور سارا پانی میں ڈوب چکا ہے لیکن وہ ابھی تک documentation کر رہے ہیں اور یہ سوچ رہے ہیں کہ کس طرح یہ قرض کا روپیہ ہم خرچ کریں گے۔ اس کے بعد سیوریج اور ڈرینج کا مسئلہ تھا اس کے لیے 40 کروڑ روپیہ ورلڈ بنک نے دیا ہے اور وہ 40 کروڑ روپیہ فیصل آباد کے لیے علیحدہ دیا ہے۔ اس کو تین سال ہو چکے ہیں یہ ایشین ڈویلپمنٹ بینک نے ہمیں قرضہ دیا تاکہ ہم فیصل آباد کا ڈرینج اور سیوریج سسٹم بہتر بنا سکیں لیکن ہم نے کوتاہی کی۔ ہم نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ ہم اس کو ضائع ہونے سے نہیں بچا سکے۔

مجھے نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ راولپنڈی میں نالہ لئی ہے اور میرا ہی حلقہ نہیں بلکہ سارے راولپنڈی میں نالے ہیں۔ وہ نالے اکثر بند ہو جاتے ہیں اور ان کے بند ہونے سے سیلاب آجاتا ہے اور پورا شہر پانی میں غرق ہو جاتا ہے۔ لوگوں کے کپڑے، مویشی، کراکری، تمام فرنیچر اور ان کا تمام روپیہ پیسہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ آج سے دو سال پہلے وزیر اعلیٰ صاحب نے میری موجودگی میں راولپنڈی میں 2 کروڑ روپیہ کارپوریشن کے حوالے کرنے کا ذمہ اٹھایا اور اس کے بعد فرمایا کہ 2 کروڑ روپیہ ہم اس لئی کا بندوبست کرنے کے لیے اور مستقل حل تلاش کرنے کے لیے دیں گے تاکہ ہم اس سے آئندہ سیلاب کی روک تھام کر سکیں لیکن آج تک کسی ایک فرد کو معلوم نہیں کہ وہ 2 کروڑ روپیہ کہاں گیا؟ کس پر خرچ ہوا؟ اس کا کیا حشر ہوا؟ آیا روپیہ ملا بھی ہے یا نہیں ملا؟ اور اگر ملا ہے تو وہ روپیہ کس نے استعمال کیا؟

پھر آپ یہ دیکھیے کہ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے فلڈ کنٹرول سسٹم اب تک کمپیوٹرائزڈ نہیں

کیا۔ تمام دنیا میں یہ سسٹم کمپیوٹرائزڈ ہے۔ اس پر اتنا زیادہ خرچ بھی نہیں آتا۔ اگر چناب سے سیلاب چل پڑا ہے تو ہم آسانی سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہیڈ مرالہ یا خانکی میں کتنی دیر میں پہنچے گا۔ کتنا وقت لگے گا اور ہم لوگوں کو بروقت مطلع کر سکتے ہیں کہ جناب سیلاب آنے والا ہے۔ اس کی آمد آمد ہے۔ آپ چوکنے اور خبردار ہو جائیے اور اپنا بندوبست کیجئے لیکن سوائے اس کے کہ ہم اپنی سیروتفریح کے لیے' اپنے آرام کے لیے شاہ خرچیوں پر کتنا کروڑوں اربوں روپیہ خرچ کرتے ہیں لیکن ہم نے کبھی اس کے لیے کوئی بندوبست نہیں کیا۔

پھر جس طرح یورپ میں بارشیں ہوتی ہیں اگر خدانخواستہ ہم وہاں ہوتے اور ان بارشوں سے ہمیں واسطہ پڑتا تو ہمارے تمام کام ٹھپ ہو جاتے۔ ہم سارا دن اندر تاریکی میں سوئے رہتے اور اس کے بعد نہ بجلی ہوتی اور نہ ہم سیلاب سے بچ سکتے لیکن ان لوگوں نے وہاں دریاؤں کو چینلائز کیا ہے اور چینلائز کا مطلب یہ ہے کہ آپ ان کو کم از کم اتنا گہرا کریں کہ ان کے جو کنارے ہیں ان پر حفاظتی تدابیر کے لیے' سیلاب میں بچاؤ کے لیے پیسہ خرچ کریں لیکن جب سیلاب سر پر آتا ہے یا آفت سر پر آتی ہے' یہ ارضی اور سماوی آفات جو ہیں ان سے ٹھیک ہے ہم بچاؤ نہیں کر سکتے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا عذاب ہے جس میں اللہ تعالیٰ ہمیں پوری طرح متنبہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ ہمارے لیے انتباہ ہے کہ اے حکمرانو! آپ اپنے کردار کو اپنے اخلاق کو صحیح کریں اور جو اللہ کے ساتھ وعدے کیے ہوئے تھے ان کو پورا کریں۔ یہ معمولی چیز نہیں ہے۔ اس سیلاب سے بچنے کے لیے ہمیں خدا کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اس کی طرف بھی ہمیں پوری طرح گڑ گڑا کر' عاجزی سے' انکساری سے دعائیں کرنی چاہییں کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کے عذاب سے ہمیں محفوظ رکھے۔

پھر ہیڈ ورکس کو بچانے کے لیے ہم نے ڈائنامائٹ استعمال کیا۔ ڈائنامائٹ استعمال کرنے سے بے شک جو ہماری سیلاب کی سطح تھی وہ کم ہوئی لیکن وہ سارا پانی پھیلا اور پھیلنے کے بعد گاؤں میں جا کر اس نے جو تباہی و بربادی مچائی اس سے آپ کوئی اندازہ نہیں لگا سکتے۔

پھر اس کے ساتھ ساتھ میں آپ سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو تحریک التواء ہے یہ نہ صرف ہماری طرف سے ہے بلکہ اس میں چودھری نور محمد تارڑ صاحب کی بھی ایک تحریک التواء ہے اور فرید احمد پراچہ کی بھی اسی طرح کی ایک تحریک التواء ہے۔ میں آج صرف اس پر ہی اکتفاء کرتا ہوں اور جناب سپیکر! میں آپ سے نہایت ادب کے ساتھ گزارش کروں گا کہ فرید احمد پراچہ صاحب کا جو

کہ چند موثر تدابیر اور بہتر تجاویز پیش کرنا چاہتے ہیں' ان کو پانچ منٹ کے لیے موقع دیجئے تاکہ وہ بھی بول سکیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر، جی منسٹر ایریگیشن پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

وزیر آب پاشی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، جناب سپیکر! آپ ویسے فیصلہ کر چکے ہیں کہ حزب اختلاف کے قائد جناب رانا اکرام ربانی بات کریں گے۔ جماعت اسلامی کے ڈاکٹر محمد افضل اعزاز بات کریں گے اور گورنمنٹ بنچز سے صرف چیف منسٹر بات کریں گے لیکن اس قسم کے جو غلط بیانات جناب ڈاکٹر محمد افضل اعزاز کی تقریر میں دیے گئے ہیں مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوتا کہ میں خاموشی سے سنتا رہوں۔ اطلاعات کے بارے میں کہا گیا۔ نقصانات کے بارے میں کہا گیا۔

جو فلڈ کے انتظامات ہیں ان کے بارے میں کہا گیا۔۔۔

جناب سپیکر، سردار صاحب' آپ چاہتے ہیں کہ آپ اس پر بات کریں۔ آپ ایریگیشن منسٹر ہیں۔ یہ آپ کا ڈیپارٹمنٹ ہے اور آپ کے متعلقہ یہ معاملہ ہے۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ اس پر بات کریں تو میں وزیر اعلیٰ سے پہلے آپ کو موقع فراہم کروں گا کہ آپ اس بارے میں بات کریں۔

وزیر آب پاشی، شکریہ جناب والا!

جناب سپیکر، میرے خیال میں جو ہماری بات طے ہو چکی ہے ہمیں اس بات پر اتفاق کرنا چاہیے میں نے یہ کہا تھا کہ ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب یا فرید احمد پراچہ دونوں میں سے کوئی اس پر بات کریں۔ تو یہ آپ کا اپنا فیصلہ تھا کہ آپ میں سے کون بات کرتا ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب سپیکر! اس میں گزارش صرف اتنی ہے کہ میں چونکہ اس تحریک کا محرک تھا۔۔۔

جناب سپیکر، یہ تحریک التوائے کار پر تو بات نہیں ہو رہی ہے۔ اس کی بات تو ختم ہو گئی ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ، یہ اسی وجہ سے ہی یہ بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ یہ تحریک التوائے کار کی وجہ سے بات نہیں ہو رہی یہ تو اس لیے بات ہو رہی ہے کہ مجھے اطلاع ملی تھی کہ وزیر اعلیٰ موجودہ سیلاب کی صورت حال پر بات کرنا چاہتے ہیں اور آپ بھی

چونکہ بات کرنا چاہتے تھے اور آپ نے اس بارے میں اپنا اظہار خیال کیا تھا تو پھر میں نے سوچا کہ یہ مناسب ہوگا کہ آپ کو بھی موقع دیا جائے لہذا میں نے یہ بھی خیال کیا کہ آپ کو ان کی بات سے پہلے موقع دیا جائے۔

جناب فرید احمد پراچہ، آپ نے اب وزیر آب پاشی کو موقع دے کر خود ہی اس میں گنجائش پیدا کر دی ہے۔

جناب سپیکر: تو ٹھیک ہے فرید احمد پراچہ صاحب' آپ پانچ منٹ کے لیے بات کر سکتے ہیں۔

وزیر مال: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! ٹھیک ہے اب تو اس پر فیصلہ ہو گیا بہر حال چاہیے تو یہ تھا کہ قائد حزب اختلاف جس انداز سے ایوان کو اعتماد لینا چاہتے اس کو اعتماد میں لیتے مگر اب آپ کے اس فیصلے پر تو اب یہ ڈیبیٹ شروع ہو گئی اگر جناب والا! ڈیبیٹ ہی آپ نے شروع کرنی ہے تو پھر اس کے لیے پورا ایک دن رکھیں تاکہ ہم آپ کو facts an figures بتائیں کہ ہم نے کیا انتظامات کیے ہیں اور بات کیسی ہوئی ہے؟ ڈاکٹر صاحب نے ہزاروں' لاکھوں کی بات کی ہے بات تو آج صرف وزیر اعلیٰ کو ہی کرنی چاہیے تھی اور انہیں ہی ایوان کو اعتماد میں لینا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر، لودھی صاحب' فرید احمد پراچہ صاحب نے ایک بات کہی جس کی وجہ سے ہم تھوڑا سا آگے بڑھے ہیں کیونکہ منسٹر آب پاشی بات کرنا چاہتے ہیں ورنہ تو بات طے شدہ ہے کہ ایک رکن جماعت اسلامی سے' قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان ہی بات کریں گے اب اگر وزیر آب پاشی بات کرنا چاہتے ہیں تو پھر فرید احمد پراچہ بھی پانچ منٹ کے لیے بات کر لیں۔

وزیر آب پاشی، جناب والا! میں نے بات صرف اس لیے کرنی ہے کہ یہاں کچھ ایسے بیانات دیے گئے ہیں---

جناب سپیکر، آپ بات کرنا چاہیں گے نا۔

وزیر آب پاشی، جناب والا! اگر میری وجہ سے آپ نے فرید احمد پراچہ کو وقت دیا ہے تو پھر میں اپنی اس بات کو واپس لیتا ہوں ویسے میں تو صرف حقائق کے ساتھ ان کے بیانات کی تردید کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر، اگر بات کرنے چاہتے ہیں تو پانچ منٹ فرید احمد پراچہ بھی بات کریں گے۔

وزیر آب پاشی، ٹھیک ہے جی میں واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر، تو پھر آپ نہیں چاہتے۔

وزیر آب پاشی، نہیں جناب والا۔

جناب سپیکر، تو ٹھیک ہے۔ فرید احمد پراچہ بھی نہیں کرتے۔

جناب فرید احمد پراچہ، جناب والا! گزارش ہے کہ آپ مجھے تو وقت دیں۔

جناب سپیکر، پراچہ صاحب۔ بات یہ ہوئی ہے کہ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت چلنا ہے۔ اب وزیر آب پاشی نہیں کریں گے لہذا آپ بھی بات نہ کریں۔۔۔ تو قائد حزب اختلاف

رانا اکرام ربانی، جناب سپیکر! مجھے احساس ہے کہ ہم یہاں ایک نہایت ہی سنجیدہ مسئلے پر بات کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بات ہے کہ اس اہم مسئلے کو حکومت کی طرف سے اس ایوان میں لیا گیا ہے لیکن جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ساتھ اس ایوان کے تمام اراکین کو یہ احساس بھی دلانا چاہتا ہوں اور میں گزارش کروں گا کہ اتنے سنجیدہ مسئلے پر گفتگو کے دوران ماحول کبھی کبھی غیر سنجیدہ بھی ہوتا رہا ہے جو میری ناقص رائے کے مطابق نہیں ہونا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر! اخبارات کے ذریعے سے اور حکومت کے اپنے ذرائع سے اس بات کی تفصیلات ہم تک آ چکی ہیں کہ اربوں روپے کا مالی نقصان ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے بہت سے بہن بھائی اپنے کنبے کے دوسرے افراد سے بچھڑ گئے۔ فصلیں بری طرح سے تباہی کا شکار ہیں خاص طور پر کپاس کی فصل جو پہلے ہی وائرس کا شکار تھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل ہی ختم ہو گئی ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس لاپرواہی کی ذمہ داری کوئی بھی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے جو بڑی افسوس ناک چیز ہے۔ جناب والا! جب تک ذمہ داری کا تعین نہیں ہو گا تو پھر کن حالات میں اصلاح کی گنجائش پیدا کی جاسکے گی۔

جناب سپیکر! میرے پاس آج کے اخبارات ہیں ان میں واپڈا والوں نے محکمہ موسمیات پر ذمہ داری ڈالی ہوئی ہے موسمیات والے کہتے ہیں کہ محکمہ آب پاشی سیلاب آنے کے باوجود بھی ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتا اور موسمیات والے یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے سے لوگوں کو غلط اطلاعات بہم پہنچائی جا رہی ہیں جناب سپیکر! ہم 1992ء میں رہ رہے ہیں اور میں ترقی یافتہ

ممالک کی تو بات نہیں کرتا' اب تو تھرڈ ورلڈ ممالک میں بھی یہ رواج ہے کہ ان میں ہفتے کی صورت حال کم از کم تین دن پہلے بتا دی جاتی ہے تاکہ لوگ اس کے مطابق اپنی زندگی کی پلاننگ کر لیں۔ یعنی کہیں جانا ہے اور چھٹی کرنی ہے یا نہیں کرنی ہے جناب سپیکر! اس مواصلاتی ترقیاتی دور میں اس ایوان کے بہت سے اراکین کو احساس ہو گا جو باقاعدگی سے ٹیلی ویژن دیکھنے کے عادی ہوں گے کہ Florida کے ساحل کے ساتھ ساتھ اس قسم کی صورت حال پیدا ہو رہی ہے کہ Hurricane بنے گا اور وہ بنا اس کی ڈائریکشن اور اس کی رفتار کا لوگوں کو پتہ تھا کہ فلاں وقت پر اس علاقے کو نقصان پہنچانے گا اگر اس کے مطابق عمل کیا جاتا تو جناب والا! بہت جانیں ضائع ہوتیں بلکہ نہ ہونے کے برابر ہوتیں۔ اور مالی نقصان بھی اتنا زیادہ نہ ہوتا۔ لیکن جناب سپیکر! ہم تو اپنے میڈیا کو سوائے سیاسی protection کے کسی اور طرف استعمال کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔

جناب سپیکر! دوسری چیز جو میں اس ایوان میں عرض کرنی چاہوں گا وہ یہ ہے کہ اس آفت کے حوالے سے واپڈا' محکمہ آب پاشی' محکمہ سوشل ویلفیئر' موسمیات اور خصوصی طور پر سول ڈیفنس کے شعبے کی کارکردگی ہمارے سامنے آئی ہے جس کے مطابق میں سمجھتا ہوں کہ آپ صرف روز مرہ کے کاموں میں گزارہ کر سکتے ہیں لیکن کسی بھی محکمے کی کارکردگی اور ان کی آپس میں co-ordination ان ہی کاموں کے لیے abnormal قسم کی معلوم ہوتی ہے۔ تو جناب والا! میں چاہوں گا کہ قائد ایوان اس پر کچھ روشنی ڈالیں۔ کیونکہ یہ ساری آفت ظاہر ہے کہ ایک دن کی یا گھنٹوں کی نہیں ہے یہ حالات زیادہ تر بارشوں کی وجہ سے' گرمی کی وجہ سے اور adjacent areas میں کچھ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں لیکن جناب سپیکر! یہ متعلقہ محکموں کا کام ہے۔ ہم سے جو ٹیکس لیے جاتے ہیں یہ اس سروسز کا معاوضہ ہے جو ملک نے اپنے باشندوں کو مہیا کرنا ہوتی ہیں لیکن جناب سپیکر! اگر ملک اس قسم کی سروسز مہیا کرے اور تھوڑی سی حالت abnormal ہو جائے اور محکمہ والوں کو بھی آگاہی ہو جائے اور عوام کو پتہ ہو کہ یہ جو آفت آئی اس کی اتنی gravity ہے اور پھر بھی اس بارے میں کچھ نہ کر سکیں تو میں جناب والا! سمجھتا ہوں کہ ایسے اداروں کو اور ایسی حکومت کو اس قسم کے معاوضے claim کرنے کا کوئی اختیار نہیں رہتا۔

جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور جیسا کہ لودھی صاحب نے کہا ہے کہ اس کے لیے ایک دن رکھا جائے تو اس بارے میں میری یہ تجویز ہو گی اور میں اس بارے

میں مطالبہ بھی کروں گا کہ یہ اجلاس کچھ دنوں کے لیے ملتوی کیا جائے تاکہ اراکین اپنے اپنے علاقوں میں جا کر امدادی کاموں میں حصہ بھی لے سکیں اور انتظامیہ کی نگرانی بھی کر سکیں جناب والا! اسکے ساتھ ساتھ میری یہ بھی گزارش ہو گی کہ اس کے بعد ایک دن خصوصی طور پر مقرر کیا جائے تاکہ جب اراکین واپس آئیں تو وہ ان محکموں کی کار کردگی کو بہتر بنانے کے لیے زیادہ اچھے انداز میں اپنی تجاویز دے سکیں۔ اور جتنے متعلقہ اضلاع ہیں جہاں یہ نقصان ہوا ہے اور شاید یہ تجویز پہلے بھی زیر غور ہو لیکن میں بھی اپنا فرض پورا کرنا چاہتا ہوں کہ ان تمام اضلاع میں نقصانات کا پورا معاوضہ دیتے ہوئے ان کو آفت زدہ قرار دیا جائے۔ اور ایک دفعہ پھر میں اپنی بات ختم کرنے سے پہلے چاہوں گا کہ ذمہ داری کا تعین کیا جائے۔ چاہے آج یا اس بحث کے دن جس کی بھی ذمہ داری ہو اس کی کار کردگی کو زیر بحث لایا جائے۔ اگر حکومت نے جان بھی بچانی ہے تو مجھ پر ذمہ داری ڈال دیں' مجھے فائر کر دیں۔ اور اس کا تعین ہونا چاہیے کہ کہاں کہاں پہ کوتاہی ہوئی ہے اور آئندہ ان کوتاہیوں سے بچنے کے لیے کیا کیا ٹھوس تجاویز ہیں۔ تاکہ آئندہ خدانخواستہ اگر ہمارے صوبے کو یا ہمارے ملک کو اس قسم کی صورت حال کا سامنا ہو تو ہمارے محکمے اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اور جتنا جانی و مالی نقصان اب ہوا ہے اگر اسے بالکل نہیں روکا جا سکتا تو کم از کم حد تک اسے ضرور لایا جائے۔ یہ تمام متعلقہ باتیں قائد ایوان بہتر طور پر جاننے کی پوزیشن میں ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سے اجازت چاہوں گا۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: اب میں جناب وزیر اعلیٰ کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اظہار فرمائیں۔

وزیر اعلیٰ: شکریہ' جناب سپیکر! آج اس وقت ہم جس موضوع پر اظہار خیال کر رہے ہیں اور مجھ سے پہلے میرے بھائی قائد حزب اختلاف محترم رانا صاحب نے' جماعت اسلامی سے میرے بھائی ڈاکٹر محمد افضل اعزاز نے اور اس سے پہلے محترم حاجی گلاب خان نے کیا۔ اس وقت ہم سب کے دکھ اور درد مشترکہ ہیں اور میرے خیال میں اس آفاقی اور ناگہانی آفت سے ایک زندہ قوم کی حیثیت سے اجتماعی طور پر بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہیں اور عوام کو اس مصیبت سے نجات دلا سکتے ہیں۔ میرے بھائیوں نے اپنے خیالات ارشاد فرماتے ہوئے اس سیلاب کے تذکرے میں حکومت کی ادھوری کوششوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اس کے تدارک کے لیے آئندہ حکمت عملی کے متعلق بات کی ہے اور کوتاہیوں کا بھی تذکرہ آیا ہے اور یہ بات بھی ہوئی ہے کہ سیلاب سے کتنا نقصان ہوا ہے؟ میں ان سب کا مختصر

احاطہ کرتے ہوئے اپنی طرف سے گزارش کروں گا کہ اس دفعہ سیلاب سے پہلے پنجاب شدید بارشوں کی زد میں آیا اور پنجاب سے پہلے صوبہ سندھ شدید بارشوں کی لپیٹ میں آیا اور وہاں پہ بڑا نقصان ہوا۔ اب جبکہ پنجاب میں سیلاب کی صورت حال پیدا ہوئی اس کے ساتھ صوبہ سرحد اور آزاد کشمیر میں بھی بارشوں کی وجہ سے نقصانات ہوئے ہیں۔ اس پس منظر میں نقصانات کا علاقہ دریائے جہلم اور چناب کا ہے اور دریائے جہلم سے جو منگلا کا زیادہ ریلا آیا ہے اس نے سب سے پہلے ہمارے شمالی علاقوں کو لپیٹ میں لیا۔ دریائے چناب بھی بھپر کر اس کے ساتھ شامل ہو گیا اور اس نے سیلاب کی صورت حال کو شدید نشانہ بنایا ہے۔ جناب سپیکر! جہلم میں جو اس دفعہ سیلاب آیا اور ساڑھے نو لاکھ کیوسک پانی منگلا سے تیزی کے ساتھ پہلے ضلع جہلم اور اس کے بعد ضلع گجرات میں آیا۔ محکمہ آب پاشی کے ریکارڈ کے مطابق 1929ء میں اس سے پہلے شدید سیلاب آیا تھا۔ اور 1929ء میں تقریباً دس لاکھ کیوسک پانی دریائے جہلم میں آیا تھا اگر اس کو حقائق کی روشنی میں فنی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ سیلاب 1929ء سے بھی زیادہ شدید سیلاب ہے کیونکہ اس وقت منگلا ڈیم کا ذخیرہ اخراج اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ یہ سیلاب 1929ء کے سیلاب سے بھی زیادہ تھا۔ چناب میں بھی ساڑھے آٹھ لاکھ کیوسک پانی کا آب موجود نہیں تھا اور اب منگلا کے اتنے بڑے ذخیرہ آب کے باوجود ساڑھے نو لاکھ کیوسک پانی کا ریلا آیا ہے اور ظاہر ہے کہ جب یہ دونوں دریا اکٹھے ہوئے ہیں تو زیادہ تباہی و بربادی کے امکانات واضح ہو گئے ہیں۔ محترمی ڈاکٹر محمد افضل اعزاز نے اپنے ارشادات فرماتے ہوئے اپنی معلومات کے مطابق شاید درست ارشاد فرمایا ہو گا کہ اس سیلاب سے سینکڑوں ایکڑ اراضی کو نقصان پہنچا ہے اور ہزاروں افراد لقمہ اجل ہوئے ہیں اور کپاس کی فصل کو بھی نقصان ہوا ہے۔ میری معلومات کے مطابق جس وقت تک پانی کا ریلا تریموں ہیڈ تک پہنچا ہے تو 13 لاکھ ایکڑ سے زائد ہماری سرسبز و شاداب اراضی اور فصلوں کو نقصان پہنچا ہے۔ اور یہ اب تک تریموں ہیڈ تک پہنچا ہے اس سے آگے کوئی واضح اعداد و شمار پیش نہیں کیے جا سکتے۔ جس کے متعلق تقریباً ایک ہفتے کے بعد ہی واضح بات سامنے آ سکتی ہے۔ اس وقت تک 13 لاکھ ایکڑ سے زائد فصلات اور رقبہ جات اس سے شدید طور پر متاثر ہوئے ہیں۔ اور قریباً سولہ سو دیہات تریموں ہیڈ تک پانی کے پہنچنے تک شدید زد میں آئے ہیں۔ اور جناب سپیکر! ہمارے پاس مصدقہ تفصیلات کے مطابق چالیس افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں لیکن ابھی حتمی طور پر بات کرنا شاید سو فی صد درست نہ ہو۔ کیونکہ پانی ابھی کئی جگہوں سے اتر رہا ہے۔ اور

کئی جگہوں پر چڑھ رہا ہے۔ لیکن اب تک کے جو حالات ہیں وہ یہ ہیں اور جب میں یہاں آیا ہوں' میرے آنے سے پہلے سب سے بڑا پانی کا ریلا ضلع جہلم' پھر ضلع گجرات اور پھر ضلع گوجرانوالہ سے سرگودھا میں' خوشاب میں آیا اور اب ضلع جھنگ اس کی لپیٹ میں ہے اور اس وقت تریموں ہیڈ پر سب سے زیادہ دباؤ ہے۔ اور جس وقت میں یہاں آیا ہوں اس وقت کے آخری اعدادوشمار یہ ہیں کہ چھ بجے سہ پہر تریموں ہیڈ ورکس پر 6 لاکھ 73 ہزار کیوسک پانی خارج ہو رہا تھا۔ اور اس سے اوپر اس ہیڈ ورکس کو بچانے کے لیے آب پاشی کے ماہرین کو شگاف ڈالنا پڑا وہاں سے بھی ایک لاکھ پچاس ہزار کیوسک پانی خارج ہو رہا ہے۔ اس لحاظ سے تریموں ہیڈ 8 لاکھ 25 ہزار کیوسک پانی کے ریلے کی زد میں ہے۔ اور اس ہیڈ ورکس کو بچانے کے لیے با امر مجبوری جو آب پاشی کے ماہرین کو breach کرنا پڑا وہاں سے بھی ایک لاکھ پچاس ہزار کیوسک پانی خارج ہو رہا ہے۔ اس لحاظ سے اس وقت تریمو کے ہیڈ پر 8 لاکھ 25 ہزار کیوسک پانی کا ریلا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر اعلیٰ صاحب! آپ کتنی دیر بات کرنا پسند فرمائیں گے؟ کتنا time extend کر لیا جائے؟

وزیر اعلیٰ: میرے خیال میں آدھ گھنٹہ کافی ہو گا۔

جناب سپیکر: Time extended for half an hour.

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! اس وقت تونسہ ہیڈ ورکس پر تقریباً 6 لاکھ کیوسک پانی گزر رہا ہے۔ چونکہ پانی کا یہ ریلا ابھی تک پنجند پر نہیں پہنچا اس لیے وہاں پر اس وقت تقریباً 2 لاکھ کیوسک پانی گزر رہا ہے۔ جناب سپیکر! ان حالات میں' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں حکومت کے انتظامات مناسب تھے یا نہیں تھے یا اس آفاقی آفت کے آنے پر حکومت یا حکومتیں زیادہ سے زیادہ کیا کچھ کر سکتی ہیں یہ واقعی ایسی بات ہے جس پر ہمیں سب کو مل جل کر غور و فکر کرنا چاہیے۔ اور جہاں کہیں بھی اصلاح کے مواقع موجود ہوں انہیں ہمیں adopt کرنا چاہیے۔ اور ماضی کی غلطیوں کی تلافی کرنی چاہیے۔ پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے مگر میرے خیال میں اسی سال ہی امریکہ سے لے کر دنیا کے بعض دیگر ترقی یافتہ ممالک بھی شدید طوفانوں اور سیلاب کی زد میں آئے ہیں اور وہاں پر ہونے والے نقصانات کا بھی اگر ہم جائزہ لیں تو میرے خیال میں وہ بھی شدید تر تھے۔ یہ جو آفاقی ناگہانی آفت ہے یہ قدرت کی طرف سے ہے۔ مگر اس پر امکانی طور پر ہمیں جو انتظامات کرنے چاہئیں ان میں کوتاہی نہیں

ہونی چاہیے۔ میرا یہ خیال ہے کہ تاریخ کے اتنے بدترین سیلاب کے آنے کے باوجود اور پہلے شدید بارشیں ہونے کی وجہ سے زمینوں میں مزید پانی absorb کرنے کی capacity نہیں تھی ایسے حالات میں حکومت یا اس کے جو ریلیف arrangements ہیں وہ اور سول انتظامیہ کے ساتھ آرمی کے coordination سے جو کچھ کیا جا سکتا تھا وہ یہی ہے کہ ہم یہ کوشش کریں کہ ہمارے آب پاشی کے جو ڈیم یا ہیڈ ورکس ان کو بچایا جائے اور نقصانات کم سے کم ہونے دیں۔ ہمیں کم از کم encatchment اور task area کے عوام کو ہر وقت آگاہ کرنا چاہیے کہ وہ اپنی زندگیوں کو بچانے کے لیے محفوظ مقامات پر چلے جائیں۔ میرے خیال کے مطابق پنجاب سب سے زیادہ سیلاب کیزد میں آیا ہے اور صوبہ سرحد اور آزادکشمیر میں شدید بارشیں ہوئی ہیں لیکن اگر آپ اخباری خبروں پر توجہ فرمائیں تو ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ وہاں پر جانی نقصانات پنجاب کی نسبت زیادہ ہوئے ہیں۔ میں یہ کوئی کارکردگی کی بات نہیں کر رہا بلکہ عرض یہ کر رہا ہوں کہ ہم نے امکانی طور پر متاثرہ علاقوں کے عوام کو بروقت آرمی کی مدد سے اور وہاں کی مقامی عوام کی مدد سے آگاہ کیا۔ اور یہ جو اموات واقع ہوئی ہیں ان میں ایک ہمارے مزاج کا بھی دخل ہے کہ مشکل سے مشکل اور سخت وارننگ کے باوجود بھی ہمارا دیہاتی بھائی اپنے گھر کو چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتا۔ اس سے بھی نقصان ہوتا ہے۔ جانوروں کا نقصان یقینی طور پر اس سے زیادہ ہے جس کا ابھی مکمل طور پر احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک زندہ قوم کی حیثیت سے یہ ہماری اجتماعی ذمہ داری ہے کہ حکومت بھی، ملک کی تمام سیاسی جماعتیں بھی اور منتخب نمائندگان بھی ان مشکلات کو کم سے کم کرنے کے لیے اپنی مثبت اور تعمیری تجاویز دیں اور حکومتان اچھی تجاویز کو احسن نظر سے دیکھ کر اس کے لیے کوئی بہتر حکمت عملی اختیار کرے۔ جناب سپیکر! اگر ہم واقعی ایسی آفاقی اور ناگہانی آفتوں سے ہونے والے نقصانات کو کم سے کم کرنا چاہتے ہیں، ختم تو غالباً کوئی بھی حکومت نہ کر سکے تو اس کے لیے تمام احتیاطی تدابیر کو بہتر سے بہتر کیا جانا چاہیے۔ میں ایک پاکستانی کی حیثیت سے بنیادی طور پر یہ خیال کرتا ہوں کہ ایسے ناگہانی سیلابوں سے بچنے کا سب سے موثر ذریعہ زیادہ سے زیادہ ذخیرہ آب اور ڈیمز کی تعمیر کرنے میں ہے۔ اور اگر ہم واقعی اس بات کو قوم اور ملک کے لیے بہتر خیال کرتے ہیں اور اس کے ذریعے سے نقصانات کو ہم کم سے کم کرنا چاہیں تو جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے قائد حزب اختلاف سے، جماعت اسلامی کے قائد سے، این پی پی کے اپنے

بھائیوں سے، مسلم لیگ اور باقی تمام جماعتوں کے نمائندگان سے جو اس ہاؤس میں موجود ہیں استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنی جماعتوں کی قیادت کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ ان آفتوں سے آئندہ کے لیے بچنے کے لیے اور خوشحال مستقبل کے لیے ملک میں زیادہ سے زیادہ ڈیمز بنانے کی حکمت عملی پر اپنا اخلاقی دباؤ ڈالیں۔

جناب سپیکر! جب تک ہم مثبت اور تعمیری بات نہیں کریں گے اور اگر ہم ہر بات کو اس کے سیاسی نقطہ نگاہ سے الجھاتے جائیں گے اور وقتی مصلحتوں کی بنیاد پر ہم اجتماعی فائدوں کو نظر انداز کرتے جائیں گے تو میرے خیال میں مسائل سلجھنے کی بجائے الجھتے جائیں گے۔ اور پھر اس بارے میں کبھی کسی کو الزام ٹھہرایا جائے گا اور کبھی کسی کو ہم تقاریر کر کے تو شاید اپنے آپ کو مطمئن کرتے رہیں لیکن اس طرح ہم پاکستان کی غریب عوام کی بہبود نہیں کر سکیں گے جو تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد ان آفاتی اور ناگہانی آفتوں کی وجہ سے بربادی کی نظر ہوتے ہیں۔ لہذا میری نہایت دردمندی کے ساتھ استدعا ہے اور میں قائد حزب اختلاف کے ساتھ ان کی اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں کہ آئندہ جب سیشن آئے تو اس میں جناب سپیکر! آپ اس سیلاب کی تباہ کاریوں کے بعد اس کے ریلیف arrangements اور بحالی کے انتظامات کے لیے ایک دن کی بجائے دو دن تک اس پر debate کریں لیکن میں نے جو درد مندی کے ساتھ استدعا کی ہے اور یہی بات جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حزب اختلاف کے قائد تک بھی پہنچا رہا ہوں اور تمام سیاسی جماعتوں کے قائدین تک اس معزز ایوان سے پہنچا رہا ہوں کہ اگر وہ واقعی پاکستان کے خوش حال مستقبل کی بہتری سیلابوں کے ان مصائب کو کم کرنا چاہتے ہیں ختم کرنے کی بات میں نہیں کرتا، تو پھر انہیں میری اس دردمندانہ گزارش پر سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ جب یہ debate اگلی دفعہ ہوگی تو خصوصاً قائد حزب اختلاف اس معاملے میں اپنی قیادت کے ساتھ رابطہ کر کے ہماری راہ نمائی کے لیے کوئی اچھا پیغام ہم تک پہنچائیں گے۔

جناب سپیکر! جہاں تک اس سیلاب کی تباہ کاریوں اور rehabilitation کے انتظامات کا معاملہ ہے میرے خیال کے مطابق ابھی تک یہ سیلاب پنجاب کے وسط میں مرکز تک پہنچا ہے اگر آج یہ سیلاب کا ریلا تریموں پر ہے تو تریموں سے آگے یہ ضلع خانیوال کی تحصیل کبیر والہ میں یہ دو دریاؤں کا پانی جا کر دریائے راوی میں شامل ہو جائے گا اور دریائے راوی کا پانی "جسٹر" کے مقام

پر کچھ بڑھ رہا ہے تو ہمیں یہ علم نہیں ہے کہ جس وقت یہ پانی وہاں پر جائے گا تو اس میں مزید کیا اضافہ ہو گا۔ خانیوال سے یہ ملتان میں اور پھر مظفر گڑھ پھر بہاولپور اور رحیم یار خان ان کا یہ راستہ ہے اس وقت دریائے سندھ میں تونسہ کے مقام پر 6 لاکھ کیوسک پانی ہے اگر اس میں اضافہ ہو تو اس سے ڈیرہ غازی خان' راجن پور' بھکر' میانوالی اور یہ بھی متاثر ہوں گے۔ اور میرے خیال کے مطابق اس لحاظ سے پنجاب کے نصف سے زیادہ اضلاع اس سیلاب کی زد میں آئیں گے اور شدید بارشوں کی وجہ سے خاص طور پر ضلع سیالکوٹ اور راولپنڈی میں نالہ لئی کی وجہ سے جو نقصانات ہوئے ہیں وہ اس سے علیحدہ ہیں حکومت پنجاب کو جو relief arrangement کا سلسلہ ہے اس سے ہٹ کر حکومت پنجاب دیگر مالی وسائل حکومت کی تمام مشینری پنجاب کے تمام بلدیاتی ادارے' وفاقی حکومت جہاں پر آج بھی وزیر اعظم پاکستان نے اعلیٰ سطح کے کیبنٹ اجلاس میں تمام وزرائے اعلیٰ کو بلایا ہوا تھا اور وہاں پر ہم نے اس معاملے پر تفصیلی غور کیا ہے اور ہم نے وزیر اعظم کی وساطت سے وفاقی حکومت سے استدعا کی ہے کہ وہ اتنی بڑی ناگہانی آفت کی rehabilitation کے شدید مالی نقصانات کی تلافی کے لیے ہماری بھرپور امداد فرمائیں جس کے لیے تمام صوبوں سے انہوں نے امداد کا وعدہ کیا ہے کیونکہ عملی طور پر سندھ' سرحد' آزاد کشمیر اور پنجاب مجموعی طور پر اس طوفانی آفت کی زد میں ہیں یہ سلسلہ دس تاریخ سے شروع ہوا ہے آج تیرہ تاریخ ہے صدر مملکت نے کل بھی پنجاب کا سرحد اور آزاد کشمیر کا دورہ فرمایا ہے وزیراعظم صاحب نے دوبارہ اور کل ان کا تریموں پر جانے کا پروگرام ہے میں بھی تقریباً ہر روز سیر کے لیے نہیں بلکہ ان دکھوں میں شریک ہونے کے لیے دیگر احباب کے ساتھ جا رہا ہوں اور انشاء اللہ حکومت پنجاب اپنے تمام وسائل کو اپنے بھائیوں کے دکھ درد میں شریک ہو کر ان کی rehabilitation کے لیے بروئے کار لائے گی۔ مجھے امید ہے کہ اس سلسلے میں انشاء اللہ وفاقی حکومت بھی حکومت پنجاب کی بھرپور امداد کرے گی کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ فصلوں کا شدید نقصان ہے جس سے بیچارہ کاشت کار بھی برباد ہوا ہے اور ہماری قومی زرعی پیداوار کو بھی شدید دھچکا لگا ہے اس دفعہ شہری علاقوں کو بھی سیلاب سے شدید نقصانات پہنچے ہیں' قریب قریب جو دیہات تھے جو بستیاں تھیں۔ گاؤں کے گاؤں بہہ گئے ہیں infrastructure میں آب پاشی کے نظام کو ڈیم اور ہیڈ ورکس بچانے میں کافی نقصان پہنچا ہے اور ہماری سڑکوں کے network کو infrastructure کو شدید نقصان پہنچنے کا احتمال نظر آ رہا ہے جبکہ باقی پبلک پراپرٹی کو بھی خاصے

نقصانات ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ ایک ایسا اجتماعی مسئلہ ہے جس پر نہ صرف وفاقی حکومت صوبائی حکومت لوکل باڈیز اور donor agencies سے بلکہ اس ملک کے تمام سیاسی راہ نماؤں سے اور خاص طور پر پنجاب میں تمام سیاسی جماعتوں کے راہ نماؤں' منتخب نمائندگان اور ان کے کارکنوں سے میری اپیل ہے کہ وہ اپنے relief arrangement کی امدادی سرگرمیوں کو اپنے اپنے وسائل کے مطابق فوری طور پر شروع کر کے اپنے دکھی بھائیوں کے دکھوں میں شریک ہونے کا عملی مظاہرہ کریں۔ اس سلسلے میں مسلم لیگ' اسلامی جمہوری اتحاد۔ پی ڈی اے اور جماعت اسلامی کے تمام احباب سے میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ مہربانی کے اس سلسلے میں اپنی اپنی قیادت کو اور اپنے کارکنوں کو یہ سرگرمیاں شروع کرنے کے لیے تیزی کے ساتھ حرکت میں لائیں اور اس معزز ہاؤس کے تمام معزز اراکین سے وزراء کرام سے اور حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے تمام احباب سے میری گزارش ہو گی کہ متاثرہ علاقوں میں امدادی سرگرمیاں شروع کی جائیں اور جو علاقے اللہ کے فضل و کرم سے بچ گئے ہیں وہاں پر ہم relief arrangement کے لیے عطیات جمع کرنے کا ہنگامی بنیادوں پر کام شروع کریں آج قومی اسمبلی کے اراکین کو بھی وزیر اعظم نے کہا ہے اور میں بھی آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اپنے اپنے حلقوں میں جو متاثرہ ہیں ان کی امداد کے لیے اور اللہ کے فضل و کرم سے جو علاقے محفوظ ہیں وہاں عطیات اکٹھے کرنے کی مہم کو وسیع پیمانے پر شروع کریں۔

قائد حزب اختلاف نے بھی اور بعض دیگر رفقائے کار نے بھی بات کی ہے کہ ایسے حالات میں ہمیں اسمبلی کو کچھ عرصے کے لیے prorogue کرنا چاہیے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں اور انشاء اللہ ہم آج اسمبلی کو prorogue کرنے کے بعد ہمارا' حکومت کا' منتخب نمائندگان کا اور سیاسی جماعتوں کا first priority کا کام ان دکھی عوام کی بہبود اور ان کی rehabilitation پر صرف ہونا چاہیے۔ میرے بزرگ حاجی گلاب خان صاحب نے آج اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے جو باتیں ارشاد فرمائی ہیں' میں ان سے استدعا کروں گا کہ وہ دریا برد علاقوں کی تفصیلات سے مہربانی فرما کر آگاہ فرمائیں۔ یا جہاں پر اس کا زیادہ خطرہ ہے اس کے بارے میں بھی آگاہ فرمائیں تاکہ اس پر سنجیدگی سے توجہ دی جا سکے۔ جہاں تک واٹر سپلائی کا تعلق ہے اس کے بارے میں بھی مجھے کچھ تفصیلات دیں۔ کچھ تو سوشل ایکشن پروگرام سے آپ کو پیکج ملا ہے اور ہم مزید بھی دیکھیں گے کہ اس سلسلے میں کیا کچھ ہو سکتا

ہے۔ لیکن میرے خیال میں جہلم ڈسٹرکٹ میں جہاں پر پینے کے پانی کے وسائل نہیں ہیں اور وہاں پر جتنی بھی واٹر سپلائی کی سکیمیں تھیں' دیہاتوں میں تقریباً وہ ساری متاثر ہوئی ہیں اور میرے خیال میں ہماری first priority کا مسئلہ ضلع جہلم ہی بنے گا۔ تاکہ ان واٹر سپلائی سکیموں کو قابل عمل بنانے کے لیے ہم ہنگامی بنیادوں پر کام کریں۔ میں تقریباً ہر روز ہی ان علاقوں میں جا رہا ہوں اور باقی رفقاء سے صلاح مشورے کے بعد کچھ امدادی رقوم کا اعلان کیا گیا ہے' جو لوگ وہاں سے بے گھر ہو رہے ہیں ان کی خوراک کے لیے کچھ رقوم کا امداد کا اعلان کر رہا ہوں لیکن یہ ہمارے بالکل عارضی اعلانات ہیں' ساری assessment کرنے کے بعد انشاء اللہ ایک پیکج کے طور پر ہمیں اس پر وسیع توجہ دینے کی ضرورت ہو گی اور زیادہ وسائل فراہم کرنے کے لیے ہمیں اس پر توجہ دینی ہو گی۔ میری حزب اقتدار میں بیٹھے ہوئے تمام بھائیوں سے اور خاص طور پر حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے بھائیوں سے استدعا ہو گی کہ آپ بھی rehabilitation کی سرگرمیوں کا آغاز فرمائیں۔ وزیر مال جو ریلیف کے انتظامات کے انچارج ہیں ان سے بھی بے شک روزانہ رابطہ رکھیں جو بھی آپ کو مشکل درپیش ہو ان کو آگاہ فرمائیں اور اگر آپ درست خیال فرمائیں تو مجھ سے بھی آپ روزانہ رابطہ رکھیں اس سلسلے میں انشاء اللہ آپ کی طرف سے جو ریلیف arrangements ہوں گے' سرگرمیاں ہوں گی اس میں حکومت بھی آپ کے ساتھ آپ کی ساتھی اور فریق بن کر جو کچھ ممکن ہو گا آپ کی ساتھ تعاون کرے گی مجھے امید ہے کہ آپ کی طرف سے ہمیں جو معلومات فراہم ہوتی رہیں گی۔ اس سے بھی ہم ان علاقے کے لوگوں کی دکھو کم کرنے کا سامان فراہم کر سکیں گے۔ مل جل کر جب تک اجتماعی طور پر من حیث القوم' تمام طبقے' تمام مخیر حضرات' تمام سیاسی جماعتوں کے کارکن اور منتخب نمائندگان قومیو صوبائی اسمبلی حکومت' حکام اور انتظامیہ اور جہاں ضرورت پڑے آرمی کے جوان مل جل کر اجتماعی طور پر اس مسئلے کو نہیں لیں گے اس وقت تک عوام کی مشکلات کو پوری طرح سے شاید حل نہ کر سکیں۔

میرا یہ خیال ہے کہ آج ترمیموں کے بعد' یعنی میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جو اگلا علاقہ ہے وہاں پر مجھے فصلوں کے نقصانات کے لحاظ سے زیادہ خدشات معلوم ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ناردرن علاقوں میں زیادہ چاول اور کماد کی فصل تھی' شاید اسی میں resistance power زیادہ تھی اور اس سے کچھ نہ کچھ بچ گیا ہو لیکن پہلے ہی شدید بارشوں کی وجہ سے south زون میں جو کہ جھنگ

سے آگے جتنا بھی علاقہ ہے۔ وہ پنجاب کا کاٹن growing area ہے۔ وہاں پر پہلے ہی ضرورت سے زائد بارشیں ہو چکی ہیں اور وہ پہلے ہی کئی pockets کو نقصان پہنچا چکی ہیں۔ کئی علاقے ایسے ہیں جیسے بہاولنگر اس میں پانی کو absorb کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے اور اگر وہاں پر یہ پانی کا ریلا چلا گیا تو پھر مجھے یہ خدشہ ہے کہ وہاں پر ہماری کھڑی فصلوں کو زیادہ نقصانات ہوں گے۔ چونکہ وہ علاقے زرعی لحاظ سے زیادہ intensive بھی ہیں اور وہاں پر دیہاتی علاقوں میں آبادی بھی زیادہ ہے۔ لہٰذا ان علاقوں کے معزز اراکین اسمبلی سے میری یہ استدعا ہے کہ وہ آج ہی اگر جناب سپیکر! اسمبلی کا اجلاس prorogue کریں گے تو اس کے فوری بعد میں نے کیبنٹ میٹنگ رکھی ہوئی ہے۔ اس میں مشیران کرام بھی تشریف لائیں گے تاکہ اس سلسلے میں بھی ہم کوئی حتمی پروگرام بنائیں اور ہم اپنے علاقوں میں جا کر اپنے سیلاب زدہ اور بارشوں سے متاثرہ بھائیوں کے لیے امدادی سرگرمیوں کا آغاز کریں اور میں یہ پھر عرض کروں گا کہ بغیر کسی ریزرویشن کے میرے حزب اختلاف کے بھائی اور حزب اقتدار کے بنچوں پر بیٹھنے والی بھائی لودھی صاحب سے حکومت سے' انتظامیہ سے اور مجھ سے رابطہ قائم رکھیں تاکہ ان دکھوں کو کم سے کم کرنے کا جو بھی ہم سامان پیدا کر سکیں وہ ہم کر لیں۔ میں جناب سپیکر! آپ کا اور آپ کی وساطت سے تمام ایوان کا شکر گزار ہوں اور امید کرتا ہوں کہ جو گزارشات میں نے کی ہیں اسی پر سنجیدگی سے نہ صرف یہ کہ غور کیا جائے گا بلکہ اس پر عمل کیا جائے گا اور آئندہ جو debate ہوگی اس debate میں ہم ان گزارشات پر بھی بحث کریں گے جس کی طرف میں نے توجہ مبذول کروائی ہے۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں میں نے اپنی تقریر میں cash crops کا ذکر کیا ہے اور گندم کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہماری گندم اس وقت کھلے آسمانوں کے نیچے پڑی ہوئی ہے۔ اور ان بارشوں کی وجہ سے اسے شدید نقصان پہنچا ہے۔ کیونکہ ہمارے پاس گودام نہیں ہیں ان کو سنبھالنے کے لیے کوئی بندوبست نہیں ہے۔ اس لیے اس بات کا خطرہ ہے کہ گندم کو نقصان پہنچے گا۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ اب میں جناب گورنر کا prorogation order پڑھتا ہوں۔

In exercise of the powers conferred by Article 109 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan I, **Mian Muhammad Azhar**, *Governor of the Punjab*, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with effect on and from Sunday the 13th of September, 1992, after the completion of business on that day."